عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فتاویٰ محمودیہ

جلد ۱۶

از

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206

F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq



مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶



انتباہ

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......١٦
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دارالعلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	١٤٣٠ھ-٢٠٠٩ء
صفحات	:	٥٢٢
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ٢٤٥٢٠٦

اجمالی فہرست



کتاب النکاح

فصل چہارم: خطبۂ نکاح

فصل دوم: منکوحۂ غیر سے نکاح کے احکام

فصل پنجم: نومسلم کے نکاح کا بیان

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	فصل: حاملہ اور زانیہ کے نکاح کے احکام	
۲۹۸	حاملہ سے نکاح	۴۰۷
۲۹۹	حاملہ سے نکاح	۴۰۸
۳۰۰	حاملہ مزنیہ سے نکاح	۴۰۸
۳۰۱	مزنیہ حاملہ کا نکاح	۴۱۰
۳۰۲	حاملہ سے نکاح	۴۱۱
۳۰۳	حاملہ من الزنا سے نکاح	۴۱۱
۳۰۴	مزنیہ حاملہ سے نکاح اور وطی	۴۱۳
۳۰۵	مزنیہ سے نکاح	۴۱۴
۳۰۶	زانیہ کا نکاح زانی سے	۴۱۴
۳۰۷	زانی کا نکاح مزنیہ حاملہ سے جبراً	۴۱۵
۳۰۸	مزنیہ کی بیٹی سے نکاح	۴۱۶
۳۰۹	معتدہ مزنیہ کا بعد ختم عدت زانی سے نکاح	۴۱۶
۳۱۰	مزنیہ منکوحہ سے زانی کا نکاح بلا عدت	۴۱۷
۳۱۱	مزنیہ کی ماں یا بیٹی سے نکاح	۴۱۸
۳۱۲	مزنیہ کی لڑکی سے نکاح	۴۱۹
۳۱۳	بنت الزنا کا حکم	۴۲۰
۳۱۴	مزنیہ کی لڑکی سے نکاح	۴۲۱
۳۱۵	بھائی کی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح	۴۲۲

☆......باب پنجم......☆

محرمات کا بیان

فصل اول: محرمات نسبی کا بیان

☆......☆......☆......☆......☆



شرعاً نکاح کی حقیقت

سوال:- سوال بیحد طویل ہے۔ خلاصۂ سوال جواب سے ظاہر ہے۔ سائل نے مطبوعہ نکاح نامہ رجسٹر کا ایک صفحہ نقل کر کے سوال کے ساتھ منسلک کر رکھا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً نکاح کی حقیقت بس اتنی ہے کہ ایک طرف سے ایجاب ہوجائے دوسری طرف سے قبول اور یہ دو گواہوں کے سامنے ہو جو دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔ اس طرح شرعاً نکاح منعقد ہوجائے گا[۱] جو صورت سوال میں مذکور ہے نکاح اس طرح بھی ہوجائے گا۔ مگر یہ تمام کیفیت نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت۔ ہاں خطبہ پڑھنا مسنون ہے[۲] اگر لڑکی بالغہ نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی نکاح کرے گا[۳] اور اگر بالغہ ہو تو اس کی

---

[۱] وينعقد بإيجاب من احدهما وقبول من الأخر كزوجت ويقول الأخر تزوجت. وشرط حضور شاهدين اوحر وحرتين الخ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۶۹، ۹۱/ ج۴/ كتاب النكاح ،هنديه كوئٹه ص۲۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح،الباب الاول بحر كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح.

[۲] ويستحب ان يكون النكاح ظاهراً وان يكون قبله خطبة. البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح،الدرالمختارمع الشامي زكرياص ۶۶، ۶۷/ ج۴/ كتاب النكاح ،مطلب كثيراً مايتساهل في اطلاق المستحب الخ النهرالفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ كتاب النكاح ،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[۳] وهواى الولي شرط صحة نكاح صغير الخ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۱۵۵/ ج۴/ باب الولي،النهرالفائق ص ۲۰۸/ ج۲/ باب الاولياء والاكفاء،طبع دارالكتب العلميه بيروت بحر كوئٹه ص ۱۱۸/ ج۳/باب الاولياء.

اجازت سے نکاح کیا جائے اور اپنی طرف سے کسی کو وکیل بھی بنا سکتی ہے[1]۔ گواہوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ لڑکی کے محرم ہوں، نہ وکیل کے لئے محرم ہونا ضروری ہے۔ غیر شخص کو وکیل بنانے کا حق ہے مثلاً چچازاد بھائی۔ خطبہ کے لئے کھڑا ہونا بھی ضروری نہیں اور اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ[2] وغیرہ احادیث اگر نہ پڑھی جائیں تب بھی خطبہ ادا ہو جائے گا۔ تین مرتبہ ایجاب وقبول کرانا زائد بات ہے۔ ایجاب وقبول ایک دفعہ بھی کافی ہے۔ طلوع، زوال، غروب کے وقت بھی نکاح صحیح ہے[3]۔ رجسٹر میں درج کرنا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت۔ طریقہ مذکورہ پر (وکیل، گواہ وغیرہ کے نام لکھنا) یہ قانونی چیز ہے کہ بوقت ضرورت عدالت میں کام دے سکے اور نزاع کو ختم کرنا آسان ہو جائے۔ نفس نکاح بغیر اندراج رجسٹر کے بلاتکلف درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کی تعریف اور غرض اور اس کا طریقہ

سوال: -(۱) نکاح کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا غرضیں ہیں اور کیا غایت ہے؟

(۲) بنیاد نکاح کیا ہے؟ اور کیسے اور کس طرح ہو سکتا ہے۔ یعنی نکاح ہو جانے کا کیا

---

[1] یصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضرہ الشھود، ہندیہ کوئٹہ ص ۲۹۴/ ج ۱/ الباب السادس فی الوکالة بالنکاح، تاتارخانیہ کراچی ص ۶۹/ ج۳/ کتاب النکاح، الفصل السادس عشر فی الوکالة بالنکاح.

[2] ابن ماجہ شریف ص ۱۳۴ باب ماجاء فی فضل النکاح. مطبوعہ مجتبائی دھلی.

[3] ویندب اعلانہ وتقدیم خطبة وکونہ فی مسجد یوم جمعة، الدرمع الشامی زکریا ص ۶۶، ۶۷/ ج ۴/ کتاب النکاح مطلب کثیراً من یتساھل فی اطلاق المستحب، فتح القدیر ص ۱۸۹/ ج۳/ کتاب النکاح، دارالفکر، بحر کوئٹہ ص ۸۰/ ج۳/ کتاب النکاح.

یوم جمعہ اپنے اطلاق کی وجہ سے تمام یوم کو شامل ہے طلوع زوال غروب بھی اس میں داخل ہے اس لئے ان اوقات میں نکاح بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ ابوالقاسم ادروی۔

حکم ہے؟ اس کی کیا صورت ہے؟

(۳) نکاح میں گواہ کی شرط ہے یا نہیں؟ اور گواہ کتنے شرط ہیں؟ کیا عورتوں کی گواہی سے بھی نکاح ہوسکتا ہے؟

(۴) نکاح میں عورت کے وکیل ہونے کی شرط ہے۔ ایک یا دو یا اس سے بھی زائد؟

(۵) نکاح میں قاضی یعنی نکاح پڑھانے والے کی شرط ہے یا نہیں؟ قاضی ایک یا دو یا زائد ہو سکتے ہیں یا کبھی قاضی کی بھی ضرورت نہیں؟

(۶) گواہ کا مطلب اردو کلام میں کیا ہے اور وکیل کا مطلب کیا ہے اور کیا کام ہے اور یہ سب کام غیر مسلم مرد عورت بھی ادا کر سکتے ہیں یا مسلمان ہونا گواہ اور وکیل کا شرط ہے یا سر پرست بن سکتے ہیں؟

(۷) نکاح کرنے والا مسلم عورت کا سر پرست حقیقی اس کا عزیز رشتہ دار ہی ہوسکتا ہے یا کوئی غیر بھی یعنی گواہ یا وکیل یا غیر بھی؟

(۸) نکاح کے معاملہ کو رجسٹر پر لکھ لینا ضروری یا شرط ہے یا کہ نہیں؟ اور اگر ایسا نہ ہو تو کیا نکاح نہ ہوگا؟ اگر رجسٹر میں گواہ بھی تین اور قاضی بھی تین سر پرست وکیل بھی تین ہیں اور عورت انکار کر دے تو نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱/۲/۳/۴/۵/۶/۷/۸/) نکاح ایک عقد ہے جس کے ذریعہ مرد کو عورت سے حق جماع حاصل ہو جاتا ہے اور اس کے لوازمات مرتب ہوتے ہیں[1]۔ عورت کے لئے مہر، نفقہ، سکنی نیز اولاد ہونے پر ثبوت نسب وغیرہ۔ عورت اگر بالغہ ہو تو وہ خود بھی بغیر سر پرست کے اور بغیر

[1] هو عقد يرد على مالک المتعة قصداً ای حل استمتاع الرجل من المرأة (مجمع الانهر ص۴۶۷/ج ۱/ اول كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، سكب الانهر على مجمع الانهر ص۴۶۷/ج ۱/ بحر كوئٹه ص ۷۹/ج۳/اول كتاب النكاح.

کسی وکیل کے براہِ راست عقد نکاح کرسکتی ہے۔مگر اس کے لئے اتنی شرط ہے کہ اپنے کفو میں مہر مثل پر نکاح کرے اپنے سے گرے ہوئے مرد سے نکاح نہ کرے جس سے اس کے خاندان کو عار لاحق ہو اس کا سرپرست ولی بھی اس کا نکاح اس کی اجازت سے کرسکتا ہے اور یہی بہتر ہے[۱] ولی نے اگر بغیر اس سے اجازت حاصل کئے اس کا نکاح کردیا اور وہ معلوم ہونے پر خاموش ہوگئی یعنی رضامند رہی تب بھی نکاح معتبر ہوجائے گا[۲] نکاح کے لئے کم از کم دو مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول ضروری ہے، بغیر گواہوں کے یا صرف عورتوں کی گواہی پر یا غیر مسلمان کی گواہی پر ایجاب وقبول کرنے سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوتا[۳] عورت اگر خود ایجاب وقبول نہ کرے، اس کا ولی اس کا عقد کرے بلکہ عورت کسی کو اپنی طرف سے وکیل بنادے اور وہ وکیل اس کی طرف سے ایجاب وقبول کرے تب بھی صحیح ہے۔ اگرچہ وہ وکیل کوئی عورت ہی ہو۔ وکیل بنانے کے لئے یا عورت سے نکاح کی اجازت کے لئے گواہوں کا ہونا شرط نہیں ہے[۴] مسلم عورت کا ولی غیر مسلم نہیں ہوسکتا[۵] غیر مسلم

---

[۱] نفذ نكاح حرة مكلفة بلاولى وله الاعتراض فى غيرالكفوء دفعا لضرر العار، مجمع الانهر ص۴۸۸، ۴۸۹/ج ۱/باب الاولياء والاكفاء دارالكتب العلميه بيروت، بحر كوئٹه ص ۱۰۹، ۱۱۰/ج۳/ باب الاولياء والاكفاء.

[۲] وان استأذ نها الولى فسكتت اوضحكت او زوجها فبلغها فسكتت فهو اذن، بحر كوئٹه ص ۱۱۱/ج۳/باب الاولياء والاكفاء، مجمع الانهر ص ۴۹۱/ ج ۱/باب الاولياء والاكفاء، دارالكتب العلميه بيروت، فتح القدير ص۲۶۷/ج۳/باب الاولياء والاكفاء، دارالفكر بيروت.

[۳] ومنها الشهادة وشرط فى الشهادة اربعة امور الحرية والعقل والبلوغ والاسلام فلاينعقد بحضرة العبيد ولابحضرة الكفار ولتشترط العدد فلاينعقد النكاح بشاهدوا احد ولاينعقد بشهاد المرأتين بغير رجل، هنديه كوئٹه مختصراً ص ۲۶۸/ج ۱/كتاب النكاح، الباب الاول، محيط برهانى ص ۳۶/ج۴/كتاب النكاح، الفصل السابع فى الشهادة فى النكاح، مجلس علمى گجرات مجمع الانهر ص ۴۷۲/ج ۱/كتاب النكاح، دارالكتب العلميه بيروت.

[۴] أما الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته شامى كراچى ص ۱۲/ج۳/ كتاب النكاح، مطلب هل ينعقد النكاح بالالفاظ المصحفة نحوتجوزت، بحر كوئٹه ص ۸۹/ج۳/ كتاب النكاح.

(حاشیہ نمبر۵/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کونکاح میں وکیل بھی نہ بنایا جائے، قاضی یا کوئی بھی ایجاب وقبول کرادے۔ اس طرح درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مجمع میں نکاح کیا جائے[۱] اگر بغیر قاضی کے صرف دو گواہوں کے سامنے مرد اور عورت نکاح کرلیں تب بھی نکاح ہوجائے گا اور نکاح کے ثبوت کے لئے گواہوں کا سننا بھی کافی ہے[۲] نکاح کی مجلس منعقد ہونا بھی ضروری نہیں۔ جب کسی کے متعلق مشہور ہے اور سب جانتے ہیں کہ اس عورت کا نکاح فلاں شخص سے ہوا ہے اور وہ اس کی بیوی ہے اور عورت انکار کرے اس کے باوجود وہ اس کی بیوی ہے[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/ ۹۰ھ

نکاح کے فرائض، واجبات، مستحبات

سوال:- نکاح میں کتنے فرض، کتنی سنت، کتنے مستحب ہیں اور کیا کیا ہیں؟ اور کتنی باتوں اور کاموں سے نکاح درست ہوگا؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۵] ولالکافر علی مسلم لقوله تعالیٰ ولن بجعل اللّٰه للكافرين على المؤمنين سبيلاً الخ، بحر كوئٹه ص ۱۲۳/ ج۳/ باب الاولياء والاكفاء، مجمع الانهر ص۴۹۷/ ج۱/ باب الاولياء، والاكفاء، دارالكتب العلميه بيروت، الدرمع الشامی زكرياص ۱۹۳/ ج۴/ باب الولی مطلب لايصح تولية الصغير شيخا على خيرات.

[۱] ويندب اعلانه اى اظهاره، الدرمع الشامی زكرياص ۶۲/ ج۴/ كتاب النكاح، مطلب كثيراً مايتساهل فى اطلاق المستحب على السنة، بحر كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح، فتح القدير ص ۱۸۹/ ج۳/ كتاب النكاح، دارالفكر.

[۲] وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاعلى الاصح، الدرالمختارمع الشامی زكريا ص ۹۱/ ج۴/ كتاب النكاح، مطلب الخصاف كبير فى العلم يجوز الاقتداء به، بحر كوئٹه ص ۸۸/ ج۳/ كتاب النكاح، فتح القدير ص ۱۹۹/ ج۳/ كتاب النكاح. دارالفكر بيروت.

[۳] حجود جميع العقود ماعدالنكاح فسخ اما النكاح فلايقبل الفسخ اصلاً، الدر المختارمع الشامی كراچی ص ۴۵۱/ ج۵/ كتاب القضاء، قبيل كتاب الشهادات، مطلب اقتسموا دار اوارادكل منهم فتح باب لهم ذالک.

الجواب حامداًومصلیاً

ایجاب وقبول فرض ہے بغیر اس کے نکاح ہی نہیں ہوتا[۱] دو گواہوں کا موجود ہونا شرط ہے[۲] نکاح کا اعلان اوراس سے پہلے خطبہ اوراس کا مسجد میں ہونا اور جمعہ کا دن ہونا مندوب ہے[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۲/۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/۱۳۸ھ

نکاح کے احکام وجوب وسنیت وغیرہ

سوال: -مسئلہ احکامِ نکاح سے متعلق جاننا چاہتا ہوں کہ نکاح کا حکم مطلق ہے یا اس کا حکم حال کے مطابق بدلتا رہتا ہے؟ ازراہ کرم اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

نکاح کا حکم سب کے حق میں یکساں نہیں ہے۔جس پر شہوت غالب ہو کہ بغیر نکاح

---

[۱] وامارکنه فالایجاب والقبول،عالمگیری ص۲۶۷/ ج۱ /کتاب النکاح،الباب الاول، مطبوعه کوئٹه ،عنایة مع الفتح ص۱۸۸ / ج۳/ کتاب النکاح ،دارالفکربیروت،فتح القدیر ص ۱۸۹ / ج۳/ کتاب النکاح ،دارالفکربیروت.

[۲] وشرط حضورشاهدین الخ. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۸۷/ج۴/ کتاب النکاح مطلب هل ینعقد النکاح بالالفاظ المصحفة،بحر کوئٹه ص۸۸/ج۳/کتاب النکاح، فتح القدیرص ۱۹۹ / ج۳/کتاب النکاح،مطبوعه دارالفکربیروت.

[۳] ویندب اعلانه وتقدیم خطبته وکونه فی مسجد یوم جمعة،الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریاص۶۶،۶۷/ ج۴/کتاب النکاح مطلب کثیراً مایتساهل فی اطلاق المستحب الخ،بحر کوئٹه ص ۸۰، ۸۱/ج۳/کتاب النکاح،فتح القدیرص ۱۸۹ / ج۳/کتاب النکاح، دارالفکربیروت.

کے زنا میں مبتلا ہوجانے کا مظنہ ہواور وہ مہر ونفقہ پر قادر ہواس کے ذمہ نکاح کرنا فرض ہے، نکاح نہیں کرے گا تو گنہگار رہوگا۔ اتنی بات بلا اختلاف ہے۔ چنانچہ ملک العلماء نے لکھا ہے۔ لاخلاف ان النکاح فرض حالة التوقان حتیٰ ان من تاقت نفسه الی النساء بحیث لایمکنهٗ الصبر عنهن وهو قادرٌ علی المهر والنفقة ولم یتزوج یأثم اھ بدائع[1] ص۲۲۸ ر ج۲ ر جس پر ایسا غلبۂ شہوت نہ ہواس کے متعلق متعدد اقوال ہیں۔ اصحابِ ظواہر کے نزدیک نماز روزہ کی طرح فرض عین ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک بیع وشراء کی طرح مباح ہے۔ احناف میں سے بعض نے مندوب ومستحب کہا ہے، بعض وجوب علی الکفایہ کے قائل ہیں، بعض وجوب علی العین کے۔ ان سب اقوال کے دلائل بدائع میں مذکور ہیں۔ راجح یہ ہے کہ اعتدالِ شہوت کے وقت یعنی جب کہ ابتلاء معصیت کا مظنہ بھی نہ ہو بلکہ صبر وضبط پر قدرت ہو اداءِ حقِ زوجیت پر قدرت ہواور ادائے نفقہ ومہر پر بھی قدرت ہوسنت مؤکدہ ہے۔ اس میں یہ شرط ہے کہ نکاح کی وجہ سے ترک فرائض وسنن کا خوف نہ ہو نیز خوف جور نہ ہو، اس حالت اعتدال میں اگر نہیں کرے گا تو ترکِ سنت مؤکدہ کے وبال میں ماخوذ ہوگا۔ اگر حالت اس اعتدال سے گری ہوئی ہوتو اس کے حق میں سنت مؤکدہ نہیں۔ بلکہ اس حالت میں اگر ادائے مہر ونفقہ پر قدرت نہ ہو یا جور میں مبتلا ہوجائے یا اس کی وجہ سے فرائض وسنت ترک کرنے کی نوبت آجائے تو گنہگار رہوگا۔ ایسے شخص کو نکاح سے بچنا لازم ہوگا، بعض صورتوں میں نکاح کرنا مکروہ ہوگا اور بعض میں حرام ہوگا۔ علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے وصفته فرض وواجب وسنة وحرام ومکروہ ومباح اھ بحر[2] ۹۷ ر ج۳ ر پھر ہر نوع کا مجمل بیان کیا ہے اور مختصر دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

اَمَّا الاوَّل فبان یخاف الوقوع فی الزنا لولم یتزوج بحیث لایمکنه الاحتزازعنه الابه لانّ مالا یتوصل الیٰ ترک الحرام الا به یکون فرضاً واَمَّا الثانی

---

[1] بدائع ص۲۲۸ ر ج۲ ر اول کتاب النکاح مطبوعه سعید کمپنی پاکستان.

[2] البحرالرائق ص۹۷ ر ج۳ ر کتاب النکاح کوئٹه پاکستان.

فبان یخافه لابالحیثیةالمذکورة اذ لیس الخوف مطلقاً مستلزماً بلوغه الیٰ عدم التمکن وبه یحصل التوفیق بین قول من عبر بالا فتراض وبین من عبر بالوجوب وکل من هٰذین القسمین مشروط بشرطین الاوّلُ ملک المهر والنفقة فلیس من خافه اذا کا ن عاجزاً عنهما اٰثما بترکه کما فی البدائع. الثانی عدم خوف الجورفان تعارض خوف الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج وخوف الجور لوتزوج قدم الثانی فلا افتراض بل مکروه کما افا دهٗ فی فتح القدیر ولعله لانّ الجور معصیة متعلقة بالعباد والمنع من الزنا من حقوق اللّٰه تعالیٰ وحق العبد مقدم عندالتعارض لاحتیاجه وغنی المولیٰ تعالیٰ. واما الثالث فعندالاعتدال وسیأتی بیانه واما الرابع فبان یخاف الجور بحیث لایمکنه الاحتراز عنه لانه انما شرع لمصلحةمن تحصین النفس وتحصیل الثواب وبالجور یأثم ویرتکب المحرمات فتنعدم المصالح لرجحان هٰذه المفاسد واما الخامس فبان یخاف لابالحیثیةالمذکورةوهی کراهة تحریم ومن ا طلق الکراهة عندخوف الجور فمراده القسم الثانی من القسمین واما السادس فبان یخاف العجز عن الایفاء بمواجبه کذافی المجتبیٰ یعنی فی المستقبل وامامحاسنه فکثیرة . بحر ۷۹/ ج۳/[1]

حالت اعتدال میں نکاح کوسنت مؤکدہ قرار دیا گیا ہےشرائط پائے جانے کے باوجود سنت مؤکدہ کا ترک کرنا گناہ ہے،اس کی تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے۔وهو سنة وعند التوقان واجب فالمرادبه السنةالمؤکدةعلی الاصح و صرح فی المحیط ایضاً بانها مؤکدة ومقتضاه الاثم لولم یتزوج لان الصحیح ان ترک السنة المؤکدة موثم کما علم فی الصلوٰة والمراد بها حالةالقدرة علی الوطئی والمهر والنفقة مع عدم الخوف من الزنا والجور وترک الفرائض والسنن فلولم یقدر علیٰ واحد من الثلاثة أوخاف

[1] بحرص ۷۹/ ج۳/ کتاب النکاح الماجدیه کوئٹه پاکستان.

واحداً من الثلاثة فلیس معتدلاً فلایکون سنةفی حقه کما افاده فی البدائع [۱] ص ۸۰/ ج۳ /فتح القدیر، [۲] مبسوط [۳] وغیرہ کتب احناف میں یہی تفصیل مذکور ہے۔لہٰذا سب پر ایک حکم لگا دینا درست نہیں ۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۰/۶/ ۸۹ھ

نکاح کا شرعی طریقہ

سوال:-نکاح کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نکاح کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ خود عورت یا اس کے ولی سے اجازت لیکر دو گواہوں کے سامنے عقد کرلیا جائے [۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کا مسنون طریقہ

سوال:-شرعی شادی کا کیا طریقہ ہے؟ مختصراً بیان کیا جائے تا کہ عمل میں لایا جائے۔

---

[۱] بحر کوئٹه ص ۸۰/ ج۳/اول کتاب النکاح.

[۲] فتح القدیر ص۱۸۷ / ج۳/ کتاب النکاح،دارالفکر بیروت.

[۳] مبسوط سرخسی ص۱۹۳ / ج۲/الجزء الرابع،کتاب النکاح،مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۴] وینعقد بایجاب من احدهما وقبول من الآخر،وشرط حضور شاهدین مکلفین الخ،الدر المختارمع الشامی زکریاص ۶۹، ۹۱ / ج۴/اول کتاب النکاح،هندیه کوئٹه ص۲۶۷ / ج ۱/ کتاب النکاح، الباب الاول ،بحر کوئٹه ص ۸۱/ج۳/کتاب النکاح.

الجواب حامداًومصلیاً

جب شادی کرنے کا ارادہ ہو بلاکسی خاص برات اور بری وغیرہ کے اہتمام کئے چند آدمیوں میں ایجاب وقبول کرادیا جائے[1] اگر وسعت ہوتو چھوارے تقسیم کرادیئے جائیں[2] دولہن کو دولہا کے گھر بھیج دیا جائے جو کچھ چیز دولہن کو بطور صلہ رحمی دینا منظور ہو بلاکسی خاص شہرت اورنمود کے خواہ بعد میں بھیج دیا جائے خواہ جب ہی اس کے ساتھ کردیا جائے اورمہر حسب استطاعت ہوشریعت نے اس کی ادنیٰ مقدار دس درہم مقرر کی ہےاس سے کم جائزنہیں[3] اورزیادہ کی شریعت نے مقدار مقررنہیں کی ہے البتہ وسعت سے زیادہ ہونا اچھانہیں۔زیادہ تفصیل دیکھنا ہوتو بہشتی زیور چھٹا حصہ دیکھئے[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود گنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۷/۴/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعیداحمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف یکم جمادی الاول ۵۷ھ

---

[1] وينعقد بايجاب وقبول كزوجت نفسى الخ الدرالمختارمع الردالمحتارزكرياص ۶۹/ ج۴/اول كتاب النكاح،النهرالفائق ص ۱۷۶/ج۲/كتاب النكاح مطبوعه، عباس احمدالباز مكة مكرمة، بحركوئٹه ص ۸۱/ج۳/كتاب النكاح.

[2] ويلتحق به ماتعارفه المسلمون من نثرالتمرونحوه فى مجلس النكاح فقد روى البيهقى عن معاذ بن جبل ان النبى صلى الله عليه وسلم حضرفى املاک اى نكاح فاتى بطباق عليها جوز ولو ز وتمر فنثرت فقبضا ايدينا فقال : مابالكم لاتأخذ ون؟فقالوالانک نهيت عن النهبى فقال فما نهيتكم عن نهبئى العساكر خذواعلى اسم الله فجاذبنا وجاذبناه،اعلاء السنن ص ۱۱/ج۱۱/ كتاب النكاح،باب استحباب الوليمة وكون وقته بعدالدخول،طبع امدادية مكة مكرمة.

[3] أقله عشرة دراهم لحديث البيهقى وغيره لامهراقل من عشرة دراهم وراية ا لأقل تحمل على المعجل درمختار مع الشامى نعمانيه ص ۳۲۹/ج۲/باب المهر،مجمع الانهر ص۵۰۸/ ج۱/ باب المهر،طبع دارالكتب العلميه بيروت،فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص ۳۰۲/ج۱/الباب السابع فى المهر.

[4] بہشتی زیورحصہ ششم ص۴۱/مہرزیادہ بڑھانے کا بیان،طبع مکتبہ تھانوی دیوبند۔

نکاح کا مسنون طریقہ

سوال:- نکاح کا مسنون طریقہ کیا ہے یعنی کس طرح ایجاب وقبول کرائے اور کیا خطبہ پڑھے؟ محمد بشیر ۲۴؍ پرگنہ

الجواب حامداً ومصلیاً

الحمد لله ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلاهادى له واشهدان لااله الاالله واشهد ان محمداً عبده ورسوله ويقرأ ثلٰث اٰيات. يايها الذين اٰمنوا اتقوا الله حق تقاته ولاتموتن الا وانتم مسلمون.

اوردوسری آیت: يايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة و خلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً و نساءً واتقوا الله الذى تساء لون به والارحام ان الله كان عليكم رقيباً.

تیسری: يايهاالذين اٰمنوا اتقوا الله وقولوا قولاً سيديداً يصلح لكم اعمالكم ويغفرلكم ذنوبكم ومن يطع الله رسولوله فقد فازفوزاً عظيماً. رواه احمد والترمذى وابوداؤد والنسائى وابن ماجه والدارمى وفسرالأيات الثلاث سفيان الثورى وزاد ابن ماجة بعد قوله ان الحمد لله: " نحمده وبعد قوله من شرورانفسنا: "ومن سيئاٰت اعمالنا" والدارمى بعد قوله عظيماً: " ثم يتكلم بحاجته" وروىٰ فى شرح السنةعن ابن مسعودؓ فى خطبةالحاجة من النكاح وغيره[1] مشكوٰة ص ۲۷۲/.

---

[1] مشكوة شريف ۲۷۲/. باب اعلان النكاح والخطبة والشرط، الفصل الأول طبع ياسرنديم ديوبند، مسنداحمدص ۳۹۲/ ج ۱/ مسندعبدالله بن مسعودؓ دارالفكربيروت، ترمذى شريف ص ۲۱۰/ ج ۱/ ابواب النكاح، باب ماجاء فى خطبة النكاح، مكتبه بلال ديوبند، ابوداؤدشريف ص ۲۸۹/ باب فى خطبة النكاح، سعدبكڈپوديوبند، سنن نسائى ص ۶۵/ ج ۲/ كتاب النكاح، مايستحب من الكلام عندالنكاح، مطبوعه فيصل ديوبند، سنن ابن ماجه ص ۱۳۶/ ابواب النكاح خطبة النكاح، مطبوعه اشرفى بكڈپو ديوبند، سنن دارمى ص ۱۴۲/ ج ۲/ كتاب النكاح، باب فى خطبة النكاح، طبع دارالكتب العلميه.

خطبہ مذکورہ پڑھنے کے بعد عورت کا نام مع ولدیت لے کر مرد سے کہے کہ میں نے فلانۃ بنت فلاں کا نکاح تمہارے ساتھ بعوض مہر مبلغ اتنے روپیہ کیا! کیا تم نے قبول کیا؟ وہ مرد جواب میں کہے میں نے اس کو قبول کیا بس نکاح ہو گیا اس کے بعد دعا کرے:

بارک اللّٰہ لک وبارک اللّٰہ علیک وجمع بینکما فی خیر[1].

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نکاح کا طریقہ، ایجاب وقبول کون کرائے؟

سوال: - شادی میں نکاح پڑھانے کے وقت امام صاحب نکاح قبول نہیں کراتے، بلکہ وکیل ہی قبول کراتے ہیں۔ یہ حق وکیل کا ہے یا امام صاحب کا؟ نکاح میں ایجاب وقبول کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لڑکی کی طرف سے اس کا وکیل، ولی، امام، قاضی کوئی بھی ہو گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے فلاں کی بیٹی اتنے مہر پر تمہارے نکاح میں دی۔ لڑکا کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ لڑکی خود بھی گواہوں کی موجودگی میں اپنے متعلق یہ کہہ دے اور لڑکا قبول کرلے تب بھی درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ابوداؤد شریف ص ۲۹۰ / ج ۱ / کتاب النکاح، باب مایقال للمتزوج، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند، ترمذی شریف ص ۲۰۷ / ابواب النکاح، باب ماجاء للمتزوج، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند، ابن ماجہ ص ۱۳۷ / کتاب النکاح، باب تهنیة النکاح، مطبوعہ اشرفی بکڈپو دیوبند.

[2] وینعقد بایجاب من احدهما وقبول من الاخر کزوجت نفسی اوبنتی او مؤکلتی منک ویقول الاخر تزوجت ای او قبلت لنفسی الخ. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۶۹ / ج ۴ / اول کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۶ / ج ۲ / کتاب النکاح، طبع مکہ مکرمہ، بحر کوئٹہ ص ۸۱ / ج ۳ / کتاب النکاح.

نکاح کا مسنون طریقہ جس میں وکیل قاضی بھی ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس نے پڑھایا؟

سوال:- نکاح پڑھانے کا جو مروّجہ طریقہ ہے کہ ایک شخص لڑکی کی جانب سے وکیل ہوتا ہے جو ہر دو گواہوں کو اپنے ہمراہ لے کر لڑکی کے پاس جاتا ہے اور اس سے اس کے نفس کی بابت رضا مندی اور مہر کی مقدار معلوم کر کے نکاح خواں کے پاس آتے ہیں اور نکاح خواں دونوں گواہوں کی موجودگی میں وکیل سے برضا اجازت نفس اور مقدارِ مہر کا سوال کرتا ہے جسے وکیل دو گواہوں کی شہادت کے ساتھ بیان کرتا ہے، پھر نکاح خواں نکاح پڑھاتا ہے۔ سارے ہندوستان میں یہی طریقہ جاری ہے۔ مگر ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ طریقہ غلط ہے بلکہ خلافِ سنت ہے اور سنت طریقہ یہ بتلاتے ہیں کہ لڑکی خواہ بالغ ہو یا نابالغ باپ خود اپنی وکالت سے پورے حاضرین کو گواہ بنا کر نکاح خواں کو اجازت دے۔ حالانکہ اس صورت میں نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی رضا مند ہے یا نہیں، نہ ہی اس کی رضا مندی پر کوئی شاہد ہوتا ہے، حالانکہ شریعت میں یہ بھی ہے کہ لڑکی سے معلوم کرو۔ اگر وہ ہنس پڑے یا خاموش رہے تو اجازت سمجھے۔ اگر رونے لگے تو اس کی ناراضگی تصور کرے اور فقہ کا یہ مقولہ مشہور ہے السکُوتُ یَدُلُّ عَلَی الایجاب اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اسی طرح ہوا تھا کہ کوئی گواہ نہ تھا اور سنت طریقہ یہی ہے، ایسا ہی کرنا چاہئے۔

تو جواب طلب امر یہ ہے کہ نکاح خوانی کا صحیح طریقہ مسنون کیا ہے؟ اور طریقۂ مروجہ مطابق شرع ہے یا نہیں؟ اور یہ شخص جو طریقہ نکاح خوانی کا بتلا رہا ہے وہ کس حد تک ٹھیک ہے؟ اگر اس شخص کے بتلائے ہوئے طریقہ پر نکاح ہوا جس میں نہ تو لڑکی کی طرف سے کوئی وکیل اور نہ اس کی رضا مندی پر کوئی شاہد ہے تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس طرح ہوا تھا؟ اور حضور پاک ﷺ کا نکاح کس نے پڑھایا اور کیسے پڑھایا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگرلڑکی بالغہ ہوتو ولی اس سے کہہ دے کہ فلاں لڑکے سے تمہارا نکاح اتنے مہر پر کرتا ہوں، کیاتم کو منظور ہے؟ انکار تو نہیں ہے۔ پھر گواہوں کے سامنے خود لڑکے سے ایجاب وقبول کرادے یا نکاح خواں کے ذریعہ ایجاب وقبول کرادے۔ بس اس سے نکاح درست ہوجاتا ہے۔[۱] جوطریقہ مروج ہے یہ رجسٹر میں اندراج کی مصلحت سے ہے کہ اگر عدالت میں معاملہ جائے تو متعینہ گواہوں کے ذریعہ ثبوت آسان رہے۔ لڑکی اگر انکار کردے صراحۃً یا دلالۃً تو وہاں نکاح نہ کیا جائے۔ اگرلڑکی نابالغ ہوتو اس کی منظوری کی بھی ضرورت نہیں[۲]۔ وکیل یا گواہ نامحرم ہوں تو ان کے سامنے لڑکی کا بے پردہ ہونا منع ہے[۳]۔

---

[۱] فان أستاذنها هو أى الولى وهو السنة بأن يقول لها قبل النكاح فلان يخطبك أويذكرك فسكتت الخ. الدرالمختار مع ردالمحتار زكريا ص ۱۵۹/ج۴/باب الولى، مجمع الانهر ص ۴۹۰/ ج ۱/باب الاولياء والاكفاء، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۱۱، ۱۱۳/ج۳/باب الاولياء والاكفاء، وينعقد بأيجاب وقبول الى قوله وشرط حضور شاهدين الخ الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۶۹، ۸۷/ج۴/ كتاب النكاح، مجمع الانهر ص ۴۶۷، ۴۷۲/ج ۱/اول كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱، ۸۷/ ج۳/كتاب النكاح.

[۲] وللولى أنكاح الصغير والصغيرة جبراً ولزم النكاح أى بلاتوقف على اجازة أحد الخ. الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۱۷۰، ۱۷۱/ج۴/ باب الولى، مجمع الانهر ص ۴۹۴/باب الاولياء والاكفاء، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۱۸/ج۳/باب الاولياء والاكفاء.

[۳] وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لالأنه عورة بل لخوف الفتنة الخ. الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۷۹/ج۲/ باب شروط الصلاة. مطلب فى ستر العورة، روح المعانى ص ۸۹/ج۲۲/ سورة الاحزاب، تحت آيت ۵۹/مطبوعه مصطفائيه ديوبند، احكام القرآن للتهانوى ص ۴۱۶/ج۳/سورة الاحزاب، تحت آيت ايضاً.

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت نبی کریم ﷺ نے خود پڑھایا۔ جتنے حاضرین مجمع میں تھے سب گواہ تھے۔ کذا فی الخمیس[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۱۳۹۱ھ

اعلان نکاح کے مصالح

سوال:- آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ''نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد اعلان ہو۔'' اعلان ہونا سخت خطرناک امر ہے خاکسار کی تو یہ ہی عرض ہے کہ خفیہ نکاح کی اطلاع خاص قاضی اور دو گواہوں کو ہو اور کسی بچہ تک کو بھی نہ معلوم ہو سکے کیونکہ پوشیدہ نکاح سے لوگوں سے کسی قسم کا فتنہ فساد نہیں ہوتا ہے۔ اگر نکاح سے پہلے یا بعد میں اطلاع دی جاوے تو سخت نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ صرف خادم کی یہ عرض ہے، نکاح کی اطلاع اعلان تا زندگی معلوم نہ ہو آپ یہ فرماویں کہ تا زندگی کے لئے خفیہ نکاح جائز ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً نکاح صرف دو گواہوں کے سامنے منعقد ہو جاتا ہے[۲] البتہ اس کا اعلان کرنا

---

[۱] أن النبی ﷺ خطب حین النکاح ھذا الخطبة (إلی قوله) أن اللّٰه تعالیٰ أمرنی ازوّج فاطمة من علی وقد زوجته (وبعد سطور) قدزوجنی رسول اللّٰه علیه الصلاة والسلام فاطمة أبنته علی ثنتی عشرة أوقیة فسلوه واشهدوا (تاریخ الخمیس ص ۴۰۸/ج ۱/ذکر خطبة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی نکاح فاطمة.

ان اللّٰه تعالیٰ أمرنی أن أزوج فاطمة من علی بن أبی طالب فاشهد أنی قد زوجته ایاها علی أربع مائة مثقال فضة الخ المواهب اللدنیه ص ۶/ج ۲/ ذکر تزویج علی بفاطمة رضی اللّٰه عنهما مطبوعه دار المعرفة بیروت.

[۲] وشرط حضور شاهدین حرین مکلفین الخ، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۲۱، ۲۲/ ج ۳/کتاب النکاح، ملتقی الابحر علی هامش مجمع الانهر ص ۴۷۲/ج ۱/کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، النهر الفائق ص ۱۸۱، ۱۸۲/ج ۲/کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

مستحب ہے[1] اس میں بھی بہت سی مصلحتیں ہیں، مثلاً اگر دو گواہوں میں سے ایک گواہ کہیں چلا گیا یا مر گیا اور عورت نے نکاح سے انکار کر دیا تو قضاءً ثبوت میں دشواری ہوگی۔ اسی طرح اگر زوجین میں سے کوئی مر جائے تو ثبوت وراثت میں دقت ہوگی اولاد کے نسب میں بھی اشکال ہوگا جن لوگوں کو نکاح کا علم نہیں وہ طرح طرح کی بدگمانیاں کریں گے۔ زوجین کے تعلقات کو حرمت اور زنا وغیرہ پر محمول کریں گے۔ اہل تجربہ سے یہ اشیاء مخفی نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/ محرم ۵۷ھ

نکاح سے قبل منسوبہ کو دیکھنا

سوال:- اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو بغیر دیکھے نکاح کرنے پر راضی نہ ہو تو کیا شرعاً اس کی اجازت ہے کہ لڑکی کو دیکھا جائے جواب مع حوالہ جات سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صاف صاف مطالبہ کرنا کہ مجھے دکھاؤ میں خود دیکھوں گا تو مناسب نہیں۔ ہاں کہیں موقع مل جائے چھپ چھپا کر دیکھنے میں مضائقہ نہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے عن جابر بن عبداللہؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خطب أحدكم المرأة فأن أستطاع أن ينظر الىٰ مايدعوه الىٰ نكاحها فليفعل، ابو داؤد شريف بذل المجهود[2] ص ۳۲۰/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[1] ويندب اعلانه الخ، الدر المختار كراچی ص ۸/ ج ۳/ كتاب النكاح، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج ۳/ كتاب النكاح.

[2] بذل الجهود ص ۲۲۸/ ج ۳/ باب الرجل ينظر إلى المرأة وهويريد تزويجها، مطبوعه رشيديه سهارنپور.

اشکال بر جواب مذکورہ بالا

سوال: – مندرجہ بالا سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔ مزید چند سوالات اسی سے متعلق جوذہن کو بری طرح کریدر ہے ہیں۔ پیش خدمت ہیں براہ کرم واضح طور پر جواب ارسال فرماویں

(۱) لفظ مناسب نہیں (اور شرعاً جائز ہونے میں) بڑا فرق ہے۔ میرا مقصود شرعاً جائز ناجائز ہونے میں ہے۔ یہ سب اسی لئے کہ پردہ کا عمل مانع ہوا ہے لہٰذا اگر صحیح طور پر پردہ کیا جائے تو چھپ چھپا کر دیکھنے کا موقع بھی نہیں مل سکتا ہے اس طرح اگر دیکھنے کا موقع میسر آتا ہے تو پردہ پر عیب آتا ہے اور اگر پردہ سخت وصحیح ہے تو دیکھنا ممکن نہیں۔ دوسری چوری سے دیکھنا کیرکٹر کے خلاف ہے۔ دیگر چھپ چھپا کر دیکھنے میں قطعی ممکن نہیں کہ صرف مطلوبہ کو ہی دیکھا جاوے اس کے عوض دیگر مستورات پر نگاہ پڑنا فطری وقدرتی بات ہے۔ لہٰذا دوسروں کی بیوی اور بہو بیٹیوں کو نگاھیں ڈالنا نہایت معیوب معلوم ہوتا ہے اور دوسرے شرافت سے بھی پرے ہے یہاں تک کہ گناہ ہے۔ کیا اس مذہب میں شریفانہ طریقہ پر دیکھنے کا موقع ان فریقین کو حاصل ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ تمام عمر کا معاہدہ کرتے ہیں۔ اس دور میں صورت کا قبول ہونا ایک خاص جزو بن چکا ہے اور ایک طرف شرعی طور پر دونوں فریقین ایک دوسرے کو پسند کرنے کے لئے قطعی خود مختار ہیں لہٰذا اس صورت میں کیا جائز اور صحیح نہیں ہوگا کہ دیکھنے کا موقعہ میسر کیا جائے نمائش اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ میرا مقصود صرف دیکھنے سے ہے نمائش سے نہیں ہے۔ آپ نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے اس کا اردو ترجمہ بھی کردیجئے چونکہ بعض جگہ اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید جس سے عقد نکاح کرنا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ وہ پہلے ایک نظر اس کو دیکھ لے تو اس کی شریعت نے گنجائش دی ہے۔ اگر زید کی کوئی محرم (خالہ، پھوپھی، نانی، دادی،

وغیرہ) اپنے مکان پر زید کی منسوبہ کو پردہ کے ساتھ بلالیں اور زید وہاں کسی کمرہ میں ہو جس کا منسوبہ کو علم نہ ہو اور وہاں سے دیکھ لے تو یہ درست ہے۔ اس صورت پر آپ کے پیش شدہ اشکالات وارد نہیں ہوں گے۔

اگر ہر شخص صاف صاف دیکھنے کا مطالبہ کرے اور یہ دروازہ کھولدیا جائے تو نہیں معلوم ایک ایک لڑکی کو شادی کرنے کے لئے کتنے کتنے لڑکوں کو دکھانے کی نوبت آئے گی ایک ناپسند کریگا اس کی بھی شہرت ہوگی اس سے احباب ناپسندیدگی کی وجہ دریافت کریں گے وہ اس کا حلیہ پوری تفصیل سے بتائے گا گھوڑی اور گائے کی سی کیفیت ہوجائے گی کہ گاہک آتے ہیں دیکھتے ہیں ناپسند کرتے ہیں اور وہ چلے جاتے ہیں[1]

یہ صحیح ہے کہ شادی عمر بھر کے ساتھ کی نیت سے کی جاتی ہے (چھوڑنے کی نیت سے نہیں کی جاتی) لیکن ساتھ کا نباہ صرف صورت پر نہیں بسا اوقات صورت اچھی ہونے کے باوجود خانہ داری کا سلیقہ نہیں ہوتا۔ تعلیم نہیں ہوتی۔ اخلاق کی تربیت نہیں ہوتی۔ گفتگو شستہ نہیں ہوتی اور بھی امور ہیں جن کو نباہ میں بڑا دخل ہے اور محض صورت دیکھ کر ان کے متعلق رائے صحیح قائم کرنا دشوار ہے۔ پھر منسوبہ کو بھی قلبی تعلق ہوگا یا نہیں[2]؟

اس قسم کے امور کی وجہ سے ایک قوم نے مستقل انٹرویو شروع کر دیا کہ تنہا کمرہ میں

---

[1] فدل على انه لايجوز له ان يطلب من اوليائها ان يحضروها بين يديه لما في ذالک من الاستخفاف بهم ،ولايجوز ارتكاب مثل ذالک لامرمباح،وقديفضي ذالک الى مفاسد عظيمة كما لايخفى ،وانما يجوزله ان يتخبأ لها وينظر اليهاخفية اعلاء السنن ص ۳۸۴ /ج۱۷ / باب جواز النظر الى المخطوبة ،كتاب الحظروالاباحة،مطبوعه ادارة القرآن كراچى.

[2] ويتزوج من هي فوقه في الخلق والادب والورع والجمال ودونه في العزو الحرفة والحسب والمال والسن والقامة، ولايتزوج طويلة مهزوله، ولاسيئة الخلق ،سوداء ولودخيرمن حسناء عقيم الخ ،البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱ /ج۳/ كتاب النكاح،شامى مع الدارالمختار زكريا ص۶۷،۶۸ / ج۴/ كتاب النكاح، النهرالفائق ص ۱۷۶/ ج۲ /كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

اپنی منسوبہ سے ملاقات کر کے ہاتھ ملا کر دیر تک گفتگو اور خوش طبعی کر کے طرفین اندازہ کرلیں[۱]۔

ایک قوم نے یہ روش اختیار کی کہ لڑکے اور لڑکی کو خاندان والے واحباب کسی جگہ ساتھ رہنے وزندگی کا کچھ حصہ مل کر گذارنے کے لئے تجربہ کے طور پر بھیج دیں کہ دونوں اپنے اپنے خاندان سے علیٰحدہ ہو کر کاروبار کریں اور سال دوسال کے بعد اگر اندازہ ہوجائے کہ نباہ ہوجائے گا تو پھر شادی کردی جائے۔ ورنہ تجربہ کے لئے لڑکے کے لئے دوسری لڑکی تجویز کی جائے اور لڑکی کے واسطے دوسرا لڑکا تجویز کیا جائے۔ اس سب کے باوجود پھر بھی موافقت نہیں ہوتی اور متارکت کی نوبت آتی ہے جو جذبات قلب میں آج موجود ہیں کوئی ذمہ داری نہیں کہ کل بھی موجود رہیں گے[۲]۔

اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہیں پس جتنی بات کی شریعت نے گنجائش دی ہے اس پر اکتفاء کیا جائے۔ شادی کے بعد صبر وتحمل سے کام لیا جائے۔ ہاں اگر صورت حال قابل برداشت نہ رہے تو شریعت نے خلع اور طلاق کا باب بھی رکھا ہے[۳] تاکہ زندگی اجیرن نہ ہوجائے اور حقوق بھی تلف نہ ہوں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دیوبند ۲۸/۲/ ۹۰ھ

---

[۱] الخلوة بالاجنبيه حرام، درمختار على الشامى كراچى ص ۳۶۸/ج ۶/فصل فى النظر والمس، كتاب الحظر والاباحة، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۹۴/ج ۸/كتاب الحظر والاباحة، فصل فى النظر والمس، زيلعى شرح كنز ص ۱۷/ج ۶/فصل فى النظر والمس، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] لاتسافر المرأة فوق ثلاثة ايام الابزوج او محرم، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۹۴/ج ۸/ كتاب الكراهية، فصل فى النظروالمس، زيلعى شرح كنز ص ۱۹/ج ۶/كتاب الكراهية،فصل فى النظروالمس، مطبوعه امداديه ملتان.

[۳] لايجب على الزوج تطليق الفاجرة ولاعليها تسريح الفاجر إلا إذا خافا أن لايقيما حدود الله فلابأس أن يتفرقا الدرالمختار كراچى ص ۵۰/ج ۳/ باب المحرمات،مطلب فيما لوزوج المولى امته، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۰۷/ج ۳/ فصل فى المحرمات.

باہمی مخالفت ضد کی بناپر، زوجین کی عمر میں تناسب، فعل رسول ﷺ پر اعتراض اوراس کا حکم

سوال:- آج کل بعض مسلمان بوجہ اپنی جہالت وکم فہمی کے لڑکے لڑکی کی شادیوں میں باہمی رنجشوں اورعداوتوں کومدنظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے کونقصان وزک پہونچانے کے لئے جھوٹی درخواستیں عدالتوں اورتھانوں میں گذرا کرشادیاں رکوادیتے ہیں اوراحکام خدا ورسول کو بالکل پس پشت ڈالتے ہیں اس طرح بندگان کوناحق لٹوا کراپنا مطلب نکالتے ہیں اور جائز کوناجائز کرکے گنہگار ہوتے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی شادی مبارک ہمراہ حضرت ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے وقت حضرت نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۵۰/سال کی اورام المومنینؓ کی عمرصرف چندسال کی تھی تواس کمی بیشی عمرپرنافہم لوگ بہت اعتراض کرتے ہیں توکیا بعض مسلمانوں کی یہ کارروائی شرعاً درست وجائز ہے یانہیں اگر ناجائز ہےتوایسے شخص یااشخاص کے لئے شرعاً کیاحکم ہے؟ بینوا توجروا!

الجواب حامداًومصلیاً

آپس میں لڑائی رکھنا اورایک دوسرے کونقصان پہنچانا جھوٹی درخواستیں دےکرشرعاً ناجائزاورگناہ ہے۔حدیث شریف میں ایسی چیزوں کی سخت ممانعت آئی ہے[1] حضوراقدس ﷺ کے کسی کام میں عیب نکالنااورتحقیر کرنا کفرہےایسی چیزسےایمان جاتارہتاہے[2] شریعت

[1] قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم ولا تحسسوا ولاتجسسوا ول اتناجشوا ولاتحاسدوا ولاتباغضوا ولاتدابروا وكونوا عبادالله اخوانا وفى رواية ولاتنافسوا متفق عليه (مشكوٰةشريف ص۴۲۷/ج۲/ باب ماينهى عنه من التهاجر الخ. الفصل الاول ،مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] ومن استخف بسنة او حديث من احاديثه عليه الصلوة والسلام او رد حديثاً متواتراً او قال سمعنا ه كثيراً بطريق الاستخفاف كفر، مجمع الانهر ص٥٠٦/ج٢/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کی طرف سے نکاح میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے لیکن مصالح اور معاشرت کی وجہ سے طرفین کی عمر میں تناسب کی رعایت رکھی جائے تو بہتر ہے[۱] اور حضور اکرم ﷺ کے کسی فعل میں شبہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ آپ کا ہر فعل مصالح سے پر تھا اس نکاح میں بھی بے شمار مصالح تھیں جیسا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں بہت سی مصلحتیں تھیں جب کہ ان کی عمر چالیس سال تھی اور آنحضرت ﷺ کی عمر ۲۵/سال تھی[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ربیع الثانی ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

نکاح کے وقت کن چیزوں سے آگاہ کرنا چاہئے؟

سوال:- نکاح پڑھانے سے قبل امام کو کون کون شرط سے آگاہ کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس بات کی اس وقت ضرورت ہو اس کو بتادیں۔ دینی اخلاق واعمال کی تعلیم کی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ثم ان الفاظ الكفر انواع، الثانی فی الانبياء عليهم الصلوة والسلام، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، عالمگيری دار الكتاب ديوبند ص ۲۶۳/ج ۲/ الباب التاسع فی احكام المرتدين، مايتعلق بالانبياء، تاتار خانيه ص ۴۷۷/ج ۵/ كتاب احكام المرتدين فصل فيما يعود الى الانبياء عليهم السلام، مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

[۱] ويندب اعلانه وكونها دونه سناً ،الدر المختار على الشامی زكريا ص ۶۷/ج ۴/ كتاب النكاح، مطلب كثيراً مايتساهل فی اطلاق المستحب على السنة، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۰/ ج ۳/ كتاب النكاح، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[۲] وأسرار كلماته وأدعيته فوق ماينحطر بالبال، التعليق الصبيح ص ۱۹۷/ ج ۱/ باب آداب الخلاء، الفصل الثانی، مطبوعه مكتبه فخريه ديوبند.

سب کو ہی ضرورت ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۴/۱۳۹۶ھ

نکاح کے لئے پیر جمعرات جمعہ کی فضیلت

سوال: – جیسے مہینوں میں مہینہ شوال کا نکاح کے لئے مسنون یا مستحب بیان کیا جاتا ہے اس طرح دنوں میں کوئی دن بھی مسنون یا مستحب بھی مشروع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جمعہ، جمعرات، پیر کو فضیلت ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۵/ ۹۶ھ

اندیشہ تقسیم وراثت سے نکاح نہ کرنا

سوال: – دولڑکیوں کا باپ پہلے مرگیا تھا اور سوائے لڑکیوں کے اور کوئی لڑکا نہیں تھا

---

۱ وتعلم مالابدمنه من الفقه فرض عين شامی زکریاص۶۱۷/ج۹/ آخر کتاب الحظروالاباحة، هنديه كوئٹه ص۳۷۷/ج۵/كتاب الكراهية،الباب الثلاثون فى المتفرقات مجمع الانهر ص۱۸۴/ج۴/ کتاب الكراهية،فصل فى الكسب ،دارالكتب العلميه بيروت.

۲ حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے جمعہ کے دن نکاح کرنے کے استحباب اور فضیلت کو بیان کیا ہے لیکن پیر اور جمعرات کے دن فضیلت نکاح کا کوئی تذکرہ نہیں ملا ويندب أعلانه وتقديم خطبته وكونه فى مسجد يوم جمعة. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۶۷/ج۴/ كتاب النكاح. البتہ پیر اور جمعرات کی فضیلت حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ اس دن لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ عن ابى هريرة قال قال رسول الله عليه وسلم تعرض الأعمال يوم الاثنين والخميس فأحب أن يعرض عملى وأناصائم. مشكوٰة شريف ۱۸۰/باب صيام التطوع، الفصل الثانى. مطبوعه ياسرنديم ديوبند. ويوم الجمعة ولو منفرداً،ان صومه بانفرادهٖ مستحب عندالعامة كالاثنين والخميس، ومثله فى المحيط معللاً بأن لهٰذه الايام فضيلة، شامی كراچی ص۳۷۵/ج۲/كتاب الصوم.

اس کی عورت ابھی زندہ تھی تو وراثت کا شریعت کے اعتبار سے پنجاب میں رواج نہیں ہے تو خاوند نے زمین اور گھر چھوڑا اس کی مالکہ اس کی عورت تھی اس کے مرنے کے بعد اب صرف دولڑکیاں رہ گئیں وہ عاقلہ اور بالغہ ہیں ان کی منگنی والدہ نے اپنے بھائیوں کے لڑکوں کے ساتھ کردی تھی۔ اب والدہ کے مرنے کے بعد والدہ کے بھائیوں نے ہی لڑکیوں کو کہدیا کہ تم شادی نہ کراؤ اور خاوند کی طرف سے جو لڑکیوں کے چچا وغیرہ ہیں ان کے کہنے پر بھی شادی نہ کراؤ اگر شادی کرالوگی تو شریعت کے اعتبار سے تو وہاں تقسیم نہیں ہے اور قانون کے اعتبار سے اب لڑکیوں کو حصہ نہیں ملتا اب جب تک وہ لڑکیاں شادی نہ کراویں گیں تب تک تو وہ مالک ہیں اگر شادی ہوگئی تو دوسرے چچا وغیرہ کو جائیداد مل جائے گی تو وہ چچا کہتے ہیں کہ ہم لڑکیوں کو قانون کے اعتبار سے اگر کسی طرح شادی کرانے پر مجبور کریں تو شریعت کی طرف سے گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ ہماری نیت نیک ہے تاکہ ہر گناہ سے بچ جاویں کیونکہ آجکل فتنہ کا زمانہ ہے اور وہ بائیس وپچیس برس کی ہیں پھر انھوں نے زمین مزارعت پر دوسروں کو دے رکھی ہے۔ جو کہ کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہیں اور وہ ان کے سامنے آتی جاتی ہیں ہم کو شرم اور غیرت آتی ہے اور صرف ماموں کے کہنے پر شادی سے انکار کرتی ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعہ یہی ہے تو ماموں کی نیت صحیح نہیں لڑکیوں کو ماموں کے کہنے پر عمل نہ کرنا چاہئے بلکہ ان کو چاہئے کہ وہ سنت کے موافق نکاح کرلیں[1] پھر اگر قانونی حیثیت سے لڑکیوں کا حصہ انھیں نہ ملتا ہو چچا کو ملتا ہو تو چچا کو لازم ہے کہ ان کا حصہ ان کے حوالہ کردیں اس کو خود

---

[1] وعن ابی نجیح ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من کان موسراً لان ینکح ثم لم ینکح فلیس منی، رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط، مجمع الزوائد ص ۲۶۲/ ج ۴/ باب الحث علی النکاح، رقم ص ۷۳۰۳/ مطبوعہ دارالفکر بیروت.

رکھنا حرام ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[1] إلا إذا علم ربه أی رب المال فيجب على الوارث رده على صاحبه شامی نعمانية ص۲۴۷/ ج۵/ فصل في البيع. كتاب الحظر والإباحة، شامی دارالفكر بيروت ص۳۸۶/ج۶/ البحر الرائق كوئٹه ص ۲۰۱/ج۸/كتاب الكراهية، فصل في البيع.

باب اول: وعدۂ نکاح (منگنی)

قول وقرار سے نکاح

سوال: -عمر وفاطمہ دونوں حقیقی بھائی بہن ہیں۔عمر کی دولڑکیاں پیدا ہوئی ہیں اور فاطمہ کے دولڑکے پیدا ہوئے ہیں۔دونوں بھائی بہن آپس میں اپنے بچوں کے متعلق ایک دوسرے سے شادی کے قول وقرار کرتے ہیں۔چنانچہ بچوں کے بڑے ہونے کے بعد عمر اپنی بڑی لڑکی کی شادی اپنی بہن فاطمہ کے بڑے لڑکے سے کردیتا ہے باقاعدہ شرعی نکاح کے ساتھ،چنانچہ دونوں خوش وخرم ہیں۔اس کے بعد فاطمہ اپنے بھائی سے کہتی ہے کہ میرا چھوٹا لڑکا عرصہ دس سال سے بھاگ گیا ہے۔اسلئے بھائی تم اپنی لڑکی کی شادی کسی اور جگہ کردو۔ چنانچہ عمر نے دوسری جگہ شادی کردی ہے۔اسکے بعد بعض لوگوں نے واللہ اعلم دشمنی سے یا کسی اور وجہ سے یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہوا ہے۔اسلئے کہ اس لڑکی کا نکاح فاطمہ کے چھوٹے لڑکے سے بچپن میں ہو چکا ہے۔چنانچہ فاطمہ کو بھی لوگوں نے بہکالیا ہے وہ بھی ایسا ہی کہتی ہے۔اب کیا ہم اس پہلے نکاح کو جبکہ وہ نکاح ہی نہیں تھا بلکہ آپس میں قول وقرار تھا اور شاید گواہ بھی نہیں ہے۔کیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگراس چھوٹے لڑکے اورلڑکی کے متعلق صرف وعدہ ہوا تھا کہ ان کی شادی کردیں گے اورنکاح نہیں کیا گیا تھا، نہ نکاح پڑھنے والا کوئی موجود تھا نہ گواہ موجود تھا، تو محض وعدہ کرلینے سے نکاح نہیں ہوگیا[1] اور عمر نے دوسری جگہ جوشادی کردی ہے وہ صحیح اور معتبر ہے۔[2]

---

[1] لوقال هل اعطيتنيها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد الخ، شامی زکریا ص ۷۲/ ج۴/ كتاب النكاح، قبيل مطلب التزوج بارسال كتاب،البحرالرائق كوئٹه ص۸۳/ج۳/ كتاب النكاح،النهرالفائق ص۱۷۸/ج۲/كتاب النكاح،مطبع دارالكتب العلميه بيروت.

[2] وينعقدمتلبسابايجاب من احدهما وقبول من الاخر،وشرط (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دشمنی کی وجہ سے غلط بات کہنا اور بہکانا سخت مذموم ہے۔ فاطمہ کو بھی چاہئے کہ اصل حقیقت کو نہ چھپائے۔ وعدہ اور ہے شادی اور ہے، دونوں ایک چیز نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۵/۱۳۸۹ھ

نکاح کی قسم کھا کر اس کے خلاف کرنا

سوال:- ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کی لڑکی انوارہ سے شادی کروں گا۔ میں اللہ سے اقرار کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ انوارہ کو چھوڑ کر کسی اور سے شادی نہیں کروں گا۔ اب اگر کسی دوسری لڑکی سے وہ شخص شادی کر لے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دوسری لڑکی سے شادی کرے گا تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/ ۹۲ھ

نکاح کا وعدہ کر کے اس کے خلاف کرنا

سوال:- (۱) زید وہندہ کے والدین نے زید وہندہ کا نکاح ان کے بچپن میں طے کر رکھا تھا۔ زید کے والد کے انتقال ہونے پر اس کی والدہ نے اپنا دوسرا نکاح ہندہ کے بڑے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) حضور شاهدين حرين اوحرة وحرتين مكلفين سامعين قولهما معاً، الدر المختار مع الشامي زكرياص ۹۱،۶۹/ج۴/كتاب النكاح،البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱، ۸۷/ ج۳/كتاب النكاح فتاوى الهنديه ص۲۶۷/ج ۱/كتاب النكاح الباب الاول.

[۱] فلو حلف لايتزوج فعقده بنفسه أووكل فعقدالوكيل حنث شامي كراچي ص ۸۱۵/ج۳/ مطلب حلف لايتزوج،شامي زكرياص۲۲۸/ج۵/كتاب الايمان باب اليمين فى البيع والشراء مطلب حلف لايتزوج،فتاوى عالمگيرى ص ۱۱۱/ج۲/الباب السابع فى اليمين فى الطلاق والعتاق مطلب من حلف لاتتزوج فوكل به حنث مطبوعه كوئٹه،النهرالفائق ص ۱۰۲، ۱۰۱/ ج۳/كتاب الايمان باب اليمين فى البيع والشراء،مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

والد (یعنی ہندہ کے والد کے بڑے بھائی) سے کرلیا۔ اب تقریباً دوسال سے زید کے دونوں ذمہ داروں نے ہندہ سے نکاح کرنے کا کسی مصلحت سے انکار کردیا۔ یہ بات ہندہ کے والدین کے لئے تکلیف کا سبب بنی۔ کہتے ہیں کہ ہماراان لوگوں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہندہ کے والد کا یہ انتقام کہ اپنے بڑے بھائی سے ترک تعلق مذکورہ بالا وجہ سے کرلیں تو جائز ہے یانہیں؟ اس طرح دوسرے بھائیوں پران کا دباؤ ڈالنا کہ بڑے بھائی سے اس بنیاد پر مقاطعہ رکھیں تو جائز ہے یانہیں؟

(۲) ہندہ کے والد اوران کے دوسرے چچاؤں کواپنے بڑے بھائی سے مذکورہ بالا وجہ سے کس طرح معاملہ رکھنا چاہئے؟ حسن مدارات کا یانزاع وجھگڑا وفساد کا؟

(۳) نکاح کے بچپن سے طے ہونے کے باوجود کسی مصلحت سے انکار کردینا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) نکاحِ بیوہ بعد عدت شرعاً مستحسن ہے۔[۱] وجہ مذکور کی بناء مقاطعہ کرنا اور پر مقاطعہ پر دوسروں کوآمادہ کرنا غلط اورخلاف شرع ہے۔ جن پر دباؤ ڈالا جارہے وہ ہرگز دباؤ میں نہ آئیں۔ مقاطعہ کی ممانعت نہایت قوی ہے، اس کی نحوست کی وجہ سے مغفرت سے محرومی ہوتی ہے۔ کمافی الحدیث۔[۲]

---

[۱] وانکحواا لایامی منکم الایة سورة النوررقم الایة ص ۳۲/۲الایامی منکم ای الذین لاازواج لهم من الرجال والنساء واحدهم ایم،تفسیر القرطبی ص ۲۲۲/ج۶/مطبع دارالفکربیروت.

ترجمہ: اورتم میں جو بے نکاح ہوتم ان کا نکاح کردیا کرو (خواہ مرد خواہ عورت یاابھی نکاح ہی نہ ہوا ہو یاوفات وطلاق کی وجہ سے اب تجرد ہوگیا ہو) بیان القرآن۔

[۲] النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لایدخل الجنة قاطع بخاری شریف ص۸۸۵/ج۲/ باب اثم القاطع کتا ب الادب مطبع اشرفیه دیوبند.

ترجمہ: حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (یعنی اول وہلہ میں یاسزا بھگتنے سے پہلے) عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) جھگڑے سے حتی الوسع پرہیز کریں[1] ملاطفت وشفقت سے فہمائش کریں[2]۔

(۳) اگر وہاں نکاح کرنا مصلحت کے خلاف ہو اور لڑکی کی زندگی دینی اور خوشگوار متوقع نہ ہو تو انکار کرنا بھی درست ہے۔ حموی[3] میں خلفِ وعدہ کے تحت اس قسم کے وعدوں پر بحث کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/ ۹۲ھ

وعدۂ نکاح سے نکاح نہیں ہوجاتا

سوال: - زید نے اپنے دوست بکر سے مذاقاً کہا کہ تمہاری لڑکی فاطمہ کا عقد اور رشتہ میرے لڑکے خالد کے لئے مطلوب ہے۔ بکر نے جواباً کہا کہ ہاں مجھے منظور ہے۔ میں راضی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) قال تفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد لايشرك بالله شيأ الارجل كانت بينه وبين اخيه شحناء فيقال انظروا هذين حتى يصطلحا انظروا هذين حتى يصطلحا وفى حديث الا لمتهاجرين ،مسلم شريف ص۳۱۷/ج۲/كتاب البروالصلة والادب باب النهى عن الشحناء مطبع سعد بكڈپو ديوبند.

[1] قال الله تعالى: ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا ان الله مع الصابرين الاية ص۲۴۶/سورة الانفال.

ترجمہ: اور نزاع (جھگڑا) مت کرو ورنہ کم ہمت ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ بیان القرآن۔

[2] وامرهم بالمعروف ونهيهم عن المنكر برفق واخلاص والشفقة عليهم وتوقير كبيرهم ورحمة صغيرهم وتخولهم بالموعظة،شرح للنووى على الصحيح المسلم ص۵۴/ج۱/ كتاب الايمان باب بيان ان الدين النصيحة مطبع مكتبه سعدديوبند،مرقاة المفاتيح ص۴/ج۴/ كتاب الآداب باب الامربالمعروف،الفصل الاول،مطبع بمبئى.

[3] الخلف فى الوعد حرام وفى القينة وعده أن يأتيه فلم لاياثم (اشباه) قلنا يحمل الاول على ماإذا وعد وفى نيته الخلف فيحرم والثانى على ماإذانوى الوفاء وعرض مانع (حموى مع الاشباه ص۴۵۲/ الفن الثانى، كتاب الحظر والاباحه، مطبوعه نول كشور)

ہوں اس کے بعد دونوں فاطمہ اور خالد کو بہو اور داماد کہنے لگے۔ مذکورہ الفاظ تکرار متعدد مجلسوں میں ہوتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ فاطمہ اور خالد کم سن (ایک سال یا اس سے بھی کم عمر کے تھے) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان مذکورہ الفاظ سے کیا شرعاً نکاح منعقد ہو گیا؟ اور کیا یہ ایجاب وقبول میں داخل ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

یہ صرف (رشتہ) خطبہ ہے جو کہ وعدۂ نکاح کے درجہ میں ہے، نکاح نہیں۔ لہٰذا ابھی نکاح منعقد نہیں ہوا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۷/۱/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

مجلس وعدۂ نکاح، کیا نکاح ہے؟

سوال: -ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کو اس کے چچازاد بھائی کے لڑکے سے شادی کرایا اور ان دونوں بھائیوں نے وعدہ کیا کہ ہم دوسرے سے شادی نہیں کرائیں گے کچھ دن کے بعد لڑکے کے باپ غریب ہو گئے اور وہ روزی کے لئے باہر چلے گئے اور لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ اس دوران وہ لڑکے کا باپ آ پہونچا اور ان کے پہنچنے کی خبر سن کر لڑکی کا باپ آیا اور اپنی معذوریت پیش کر کے کہا کہ میں نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے اس کو آپ معاف فرمائیے میں مجبور ہوں۔ تو لڑکے کے باپ نے جواب دیا کہ اگر میں زندہ رہا تو دیکھوں گا کس طرح آپ دوسری جگہ شادی کراتے ہیں۔ اگر میں زندہ رہا تو

---

[1] لو قال هل اعطيتينها فقال أعطيت إن كان المجلس للوعد فوعد وإن كان للعقد فنكاح، شامی کراچی ص ۱۱/ج۳/ کتاب النکاح، شامی زکریا ص ۷۲/ج۴/ کتاب النکاح، قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب، البحرالرائق کوئٹہ ص ۸۳/ج۳/ کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج۲/ کتاب النکاح، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت.

بندوق سے تیری جان نکالوں گا اور اگر مر گیا تو قیامت میں اس کا جواب دینا ہوگا اللہ کے دربار میں۔ مسجد میں اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرایا گیا۔ اب یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ مجلس عقدِ نکاح کی مجلس تھی اور گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول کیا گیا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا[1] پھر دوسری جگہ شادی کا حق نہیں رہا وہ نکاح ثانی غلط ہے۔ اگر پہلی دفعہ نکاح کا ایجاب وقبول نہیں کیا گیا بلکہ رشتہ کیا گیا جو کہ وعدۂ نکاح ہے، تو بلا وجہ وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے[2] لیکن اگر مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس جگہ نکاح نہ کیا جائے بلکہ دوسری جگہ کردیا جائے تو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ اس بات پر بندوق مارنے کا حق ہرگز نہیں اور قیامت میں بھی عذاب نہیں ہوگا۔ لڑکی کی مصلحت کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ یہ ولی کی ذمہ داری ہے۔ مسئلہ وعدہ الاشباہ والنظائر[3] میں اور مجلس نکاح کی بحث شامی[4] میں مذکور ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱/۴/۹۶ ۱۳ھ

---

[1] وينعقد بايجاب وقبول الى قوله وشرط حضور شاهدين اى يشهد ان على العقد الخ. الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۶۹، ۸۷/ ج۴/ كتاب النكاح، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۷، ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح، فتاوى عالمگيرى ص ۲۶۷/ ج۱/ كتاب النكاح، الباب الاول.

[2] الخلف فى الوعد حرام الاشباه والنظائر ص ۱۵۹/ كتاب الحظر والاباحة مکتبہ اشاعت الاسلام دہلی۔

[3] الخلف فى الوعد حرام وفى القنية وعده ان ياتيه فلم ياته لاياثم ولايلزم الوعد والتوفيق بينه وبين الاول بحمل الاول على ماذا وعد وفى نيته الخلف والثانى على ماذانوى الوفاء وعرض مانع، الاشباه والنظائر مع هامش الرافعى ص ۱۵۹/ كتاب الحظر والاباحة، مكتبه اشاعت الاسلام دهلى.

[4] لوقال اعطيتنيها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد فنكاح، شامى زكريا ص ۷۲/ ج۴/ كتاب النكاح، قبيل مطلب التزوج بارسال كتاب، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۳/ ج۳/ كتاب النكاح، النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

پیغام نکاح، نکاح نہیں

سوال:- (۱) زید نے اپنے لڑکے کا عمر کی لڑکی کے لئے شادی کا پیغام دیا۔ عمر نے بعد مشورہ عزیزان زید کے لڑکے کے لئے قبول کرلیا۔ دین مہر کے شرائط بھی طے ہوگئے۔ زید نے اپنے لڑکے کو جولندن میں زیر تعلیم ہے اس رشتہ کی منظوری سے مطلع کردیا۔ زید نے قبول کرلیا۔ اس کے بعد رسم منگنی تقریباً پچاس ۵۰ اشخاص کی موجودگی میں ادا ہوگئی۔ لہٰذا شرعی نقطۂ نظر سے اس ایجاب وقبول کی بابت کیا حکم ہے؟

(۲) زید کے ایک پرانے دوست نے ان واقعات کے علم ہونے کے باوجود اس لڑکی سے اپنے لڑکے کا پیغام دیدیا۔ کیا شرعی نقطۂ نظر ایسا کرنا جائز تھا؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) بیان واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نکاح کا ایجاب وقبول نہیں ہوا بلکہ یہ خِطبہ ہے اور اس کی حیثیت وعدہ کی ہے۔ اس سے ابھی طرفین شوہر و بیوی نہیں ہیں۔ حاضرین مجلس نے بھی اس کو خِطبہ ہی سمجھا ہے۔[1]

(۲) اس طرح خِطبہ (رشتہ) ہوجانے کے بعد دوسرے شخص کے خطبہ کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ یکم ربیع الثانی ۸۸ھ

---

[1] قال فی شرح الطحاوی لوقال هل اعطيتنيها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد فنكاح،شامی زکریا ص ۲۷/ج ۴/کتاب النکاح قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۳/ج ۳/کتاب النکاح،النهر الفائق ص ۱۷۸/ج ۲/کتاب النکاح مطبع دار الكتب العلمية بيروت.

[2] أن ابن عمر كان يقول نهى النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم أن يبيع بعضكم على بيع بعض ولا يخطب الرجل على خطبة اخيه حتى يترك الخاطب قبله أو ياذن له الخاطب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

منگنی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

سوال: - زید مع چند کس واسطے ناطہ مانگنے اپنے فرزند بالغ کے بکر صاحبِ دختر کے گھر گیا۔ دختر نابالغہ تھی۔ بکر صاحب دختر نے اپنے بھائی حقیقی احمد اللہ کو جواب دینے کے لئے اجازت دی احمد اللہ مذکور نے اپنی طرف سے خالد کو جو کہ زید کا بہنوئی ہے جواب دینے کے واسطے مختار بنایا۔ امام صاحب نے جن کو خود زید اپنے ساتھ لایا تھا کہا کہ زید اپنے فرزند کے واسطے مانگتا ہے تو خالد زید کے بہنوئی نے جواب دیا کہ ہم نے دے دیا۔ تو امام صاحب نے دعا فرمائی جو کہ خود امام صاحب کے بیان سے عیاں ہے۔

اسی طرح باقی گواہان کا بیان ہے صرف زید کا حقیقی بھائی اور خالد زید کا بہنوئی بیان دیتے ہیں کہ ایجاب بھی ہوا قبول بھی زید نے کہا جو کہ سراسر غلط ہے بلکہ ان دو گواہان کے لئے بکر صاحب دختر نے کہا تھا کہ قرآن شریف ہاتھ میں لو۔ مگر انکاری ہوگئے ہیں اور مجلس داہنداری یعنی منگنی کے سب کے سب مانتے ہیں اسی وجہ سے مہر کا ذکر یا خطبہ نہیں پڑھا گیا کیونکہ مجلس داہنداری کی تھی پس صورتِ بالا میں نکاح ہوا یا نہیں؟ عند اللہ جواباً مشکور فرمائیں و عبارت فقہ درج فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب التنقیحی

جو لوگ ایجاب اور قبول دونوں کو بیان کرتے ہیں ان سے وہ الفاظ لکھوا کر بھیجئے جن

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بخاری شریف ص ۷۷۲/ ج ۲/ کتاب النکاح، باب لایخطب علی خطبة اخیه حتی ینکح اوید ع، مطبع اشرفیه دیوبند.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے حضرت نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ تم میں کوئی کسی دوسرے کی بیع پر بیع کرے اور نہ کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دے یہاں تک کہ پیغام دینے والا اس سے قبل اس کو ترک کردے یا پیغام دینے والا اس کو اجازت دیدے۔

سے ایجاب وقبول ہوا ہے۔ ایجاب کے الفاظ علیحدہ ہوں اور قبول کے علیحدہ ہوں تب جواب دیا جائے گا نیز اس سے پہلے کبھی پیغام بھیجا ہے یا یہ گفتگو اول ہی مرتبہ ہوئی اور ان بیانات کو بھی ہمراہ بھیجئے۔

از دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/شعبان ۵۵ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

عبدالرحمٰن مدعی کے بیان میں بھی تصریح ہے کہ ''مجلس داہنداری بود'' اسی طرح عبداللہ، احمد اللہ، غلام رسول، احمد جونیہ، عزیز جو، چودھری وجے جو، سب اس کے مقر ہیں کہ مجلس رشتہ اور منگنی کی تھی اس کا کوئی اقرار نہیں کرتا کہ مجلس نکاح کی تھی اور ہمارے عرف میں مجلس نکاح اور ہوتی ہے اور مجلس رشتہ اور، منگنی ہمارے یہاں صرف وعدۂ نکاح کا نام ہے صرف وعدہ سے نکاح نہیں منعقد ہوتا بلکہ نکاح کے لئے مستقلاً دوسری مجلس منعقد کی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر وہاں کا عرف بھی یہی ہے تو صورت مسئولہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا کتــزو جیــنـی نـفسـک اذا لـم یـنـوا الا ستـقبـال أی الاستیـعادأی طلب الوعدالیٰ قوله قال فی شرح الـطـحاوی لوقال هل اعطیتنیهافقال اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للعقد فنکاح. اھ شامی[1] ص ۴۰۸/ج ۲/.

نیز امام صاحب کے الفاظ کہ ''زید ناطہ اپنے فرزند کے واسطے مانگتا ہے'' صریح ہیں کہ رشتہ کی درخواست کی جاری ہے اور جواب میں خالد کا کہنا کہ ''ہم نے دے دیا'' بھی رشتہ ہی پر محمول ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۹/شوال ۵۵ھ

---

[1] الـدرمع الـرد کـراچی ص ۱۱/ج ۳/ قبیل مطلب التزوج بإرسال کتاب (کتاب النکاح) شامی زکـریاص ۲۷/ج ۴/ کتاب النکاح، قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۳/ ج ۳/ کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۸/ج ۲/ کتاب النکاح، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت.

کیا رشتہ کرنا بھی نکاح ہے؟

سوال:- زید بہ ہمراہ چند اشخاص بکر کے گھر آیا اور مقصد بیان کیا جواباً بکر نے کہا کہ میں نے اپنی دختر فلانی تیرے لڑکے کو دیدی تو زید نے اپنے پسر کے لئے قبول کی مٹھائی تقسیم ہوگئی بعد انقضاء مدت بروز جمعہ مولانا عبداللطیف صاحب جامع مسجد کی خدمت میں مع زید کے روبرو درخواست پیش کی کہ میں نے اپنے لڑکی زید کے پسر کو دی تھی اب میری رضا نہیں کیا میں اپنی لڑکی دوسری جگہ دے سکتا ہوں مولانا موصوف بموجب شریعت حکم دیں مجھے منظور ہے مولانا موصوف نے ہر دو کے حلفیہ بیان لئے ہر دو نے مثل سابق بیان دیئے اور رشتہ داروں نے تصدیق کی مولانا موصوف نے فرمایا کہ شرعاً یہی نکاح ہے دوسری جگہ لڑکی دینے کی شرعاً اجازت نہیں۔

بکر بخیر رہا۔ بعد انقضاء مدت مولانا موصوف نے بغیر فیصلہ زید کے وہی لڑکی خود شامل ہوکر عمر کو نکاح کر دی مولانا موصوف نے کئی مواضعات میں انجمن کی صورت میں حلفاً عہد وقرار لیا کہ آئندہ شادی پر گانے گانا ڈھول بجانا آتشبازی کرنا بند ہے جو اس عہد کو توڑے گا اس پر بطور شریعت وبرادری ڈنڈ لگایا جائے گا چنانچہ اس پر عمل درآمد بھی ہوا، الحاصل ایک شادی میں شریک ہوئے اور از اول تا آخر شریک رہے مگر عہد وپیاں کا کچھ خیال نہ کیا آتشبازی کرائی اس عہد شکنی سے لوگوں کو رنج ہوا۔ اب استدعا یہ ہے کہ حسب شریعت مولانا موصوف واہل مجلس وحواریین کو کیا حکم ہے؟

محمد ایوب خان سکنہ ریالہ ڈاک خانہ کوہالہ تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک جگہ نکاح صحیح ہوجانے کے بعد دوسری جگہ درست نہیں نکاح جائز نہیں۔ جب تک شوہر سابق سے شرعی علیحدگی طلاق وخلع وغیرہ کے ذریعہ سے نہ ہوجائے اور عدت نہ

گذر جاوے۔ لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وكذا المعتدة وكذا فی سراج الوهاج عالم گیری[۱] ص ۲۷۰/ج۲/رحیمیه.

بکر کے الفاظ جوکہ سوال میں درج ہیں کنایات نکاح میں سے ہیں صریح نہیں نکاح اوررشتہ دونوں کے لئے مستعمل ہیں پس اگر گواہوں کے سامنے مہر وغیرہ کا ذکر ہوااور یہ الفاظ نکاح کیلئے کہے گئے اوراس مجلس کو مجلس نکاح سمجھا گیا۔ تب تو نکاح ہوا ورنہ نہیں[۲] بلکہ محض وعدہ ہے لہٰذا اگر حسب تفصیل سابق پہلا نکاح صحیح ہوگیا تھا تو دوسرا نکاح صورت مسئولہ میں صحیح نہیں ہوا باوجود علم کے اس میں شرکت کرنے والے گنہگار ہوئے سب کو عموماً اور مولوی صاحب کو خصوصاً علی الاعلان توبہ کرنا ضروری ہے آتشبازی اور گانا ڈھول بجانا وغیرہ ناجائز ہے اس سے اجتناب ضروری ہے[۳] البتہ مال کا جرمانہ ایسے مجرموں کو نہیں کرنا چاہئے۔ والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال بحر[۴] ص ۴۱/ج۵/ بلکہ ترک تعلقات وغیرہ دوسری

---

[۱] الهندیةص ۲۸۰/ج۱/الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، مطبوعه کوئٹه، الفقه الحنفی وادلته ص۱۵۸/ج۱/القسم الاول فقه المعاملات کتاب النکاح، محرمات النکاح، السادس محرمات بتعلق حق الغیر مکتبة الغزال بیروت، بدائع الصنائع زکریاص ۵۴۹،۵۴۸/ج۲/کتاب النکاح، عدم جوازمنکوحة الغیر، بیان عدم جوازنکاح معتدة الغیر.

[۲] قال فی شرح الطحاوی لوقال هل اعطیتنیها فقال اعطیت ان کان المجلس للوعد فوعد وان کان للعقدفنکاح، شامی زکریاص ۷۲/ج۴/کتاب النکاح، مطلب التزوج بارسال کتاب، النهر الفائق ص۱۷۸/ج۲/کتاب النکاح، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص۸۳/ج۳/کتاب النکاح.

[۳] وکره کل لهوای کل لعب وعبث الی قوله والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الاوتارمن الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها کلها مکروهة لانها زیّ الکفارواستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذالک حرام، شامی زکریاص ۵۶۶/ج۹/کتاب الحظروالاباحة باب الاستبراء وغیره.

[۴] البحرص ۴۱/ج۵/کتاب الحدود فصل فی التعزیرمکتبه کوئٹه پاکستان، الدرالمختار مع الشامی زکریاص ۱۰۵/ج۶/کتاب الحدودباب التعزیرمطلب فی التعزیرباخذالمال.

سزائیں مقرر کی جائیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱/۹/ ۵۳ھ

صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ ہذا ۱۵/ محرم ۵۳ھ

وعدۂ نکاح کر کے اس کے خلاف کرنا

سوال: - ایک شخص نے بوقت شادی طفل خود اس بات کا وعدہ کیا کہ ''وہ اپنی لڑکی، جو اس وقت خورد سالہ اور نابالغہ ہے، کا ناطہ عوض معاوضہ کر دے گا۔'' مگر اب لڑکی عرصہ سے بالغ ہو چکی ہے اور لڑکا ابھی نابالغ نادار اور ذریعہ معاش نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں منجانبین سخت کشیدگی اور حالات مکدر ہو چکے ہیں اور ناطہ کرنے کی صورت میں مضرت لڑکی کا یقین غالب ہے، اندریں حالات اس دور فتن میں اگر وعدہ کنندہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرے تو وہ شرعی نقطۂ نگاہ سے قابل گرفت ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو اس کا دفعیہ کس صورت میں ہو سکتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وعدہ کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا البتہ بلا وجہ وعدہ خلافی کرنے سے گناہ ہوتا ہے اور وعدہ کرتے وقت اس نیت سے وعدہ کرنا کہ بعد میں مخالفت کروں گا سخت گناہ ہے۔ ہاں اگر وعدہ کرتے وقت تو وعدہ پورا کرنیکی نیت تھی لیکن بعد میں کچھ ایسے عوارض پیش آ گئے کہ وعدہ پورا کرنا دشوار ہے یا مصالح کے خلاف ہے تو پورا کرنا واجب نہیں۔ اس کے خلاف کرنا

[1] قوله نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كلامنا ايها الثلاثة هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصية فلا يسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته، المفهم شرح مسلم ص ۹۸/ ج ۷/ كتاب الرقاق باب يهجر من ظهرت معصية، مطبوعه دار ابن كثير بيروت، مرقاة المفاتيح ص ۱۶۷/ ج ۴/ كتاب الآداب باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، مطبع بمبئى.

درست ہے[1] کما صرح به الحموی فی شرح الاشباه والنظائر نقلاً عن العقد الفرید[2] ص ۲۵۲/۴. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۴/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۵/ ذیقعدہ ۵۶ھ

منگنی کرکے نکاح سے انکار

سوال:- چودھری عطا محمد کے لڑکے کی منگنی ہوئی چودھری محمد علی کی لڑکی کے ساتھ جس کا نام شریفاً بی ہے۔ لیکن اب وہ انکار کرتا ہے کہ شادی نہیں کروں گا۔ ہمارے یہاں کا رواج ہے کہ جب کوئی رشتہ مانگتا ہے تو برادری بٹھا کر صلاح کرکے لڑکی کے ماں باپ پھر زبان رشتہ کی دیدیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ فلاں دن آکر لڑکی کو کپڑے لگا کر چلے جائیں تو اسے ہم کپڑا امائی کہتے ہیں یا منگنی۔ تو بارات لڑکے کے گھر سے جاتی ہے اور لڑکی والے بھی اپنے رشتہ داروں کو دعوت میں بلاتے ہیں اور لڑکی کو کپڑے وغیرہ لگائے جاتے ہیں اور اس کے بعد مٹھائی وغیرہ استعمال کی جاتی ہے۔ ایسا طریقہ چودھری محمد یونس ولد عطا محمد کے لڑکے کا

---

[1] ثم إذا فهم مع ذالک الجزم فی الوعد فلابد من الوفاء إلا أن يتعذر فان كان عند الوعد عازماً علی ان لایفی به فهذا هو النفاق الخ (مرقات ص ۲۵۳/ ج ۴/ قبيل باب المفاخرة والعصبية، باب المزاح، مطبوعه بمبئی شرح الطيبی ص ۱۳۳/ ج ۹/ باب المزاح، ادارة القرآن کراچی.

[2] قوله: "الخلف فی الوعدحرام" وقال صاحب عقد الفريدفی التقليد، انما يوصف بما ذكر ای بأن خلف الوعد نفاق اذا قارن الوعد العزم علی الخلف، واما من عزم علی الوفاء ثم بداله، فلم يف بهذا لم يوجد منه صورة نفاقٍ كما فی الاحياء من حديث طويل عن ابی داؤد والترمذی مختصراً بلفظ اذا وعد الرجل اخاه ومن نيته ان يفی فلم يف فلا اثم عليه، انهتی، غمز عيون البصائر للحموی ص ۲۳۶/ ج ۳/ كتاب الحظر والاباحة، مطبوعه ادارة القرأن کراچی .

ہوا، لیکن اب چودھری علی محمد اور اس کے رشتے دار اشادی دینے سے انکار کرتے ہیں۔ اب فتویٰ صادر فرمائیں کہ شرع محمدی میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منگنی کے لئے یہ چیزیں شرعاً لازم نہیں بغیر ان کے بھی درست ہے۔ منگنی ایک وعدہ ہے۔ بلا وجہ وعدہ خلافی کرنا (والخلف فی الوعد حرامٌ. کذا فی الدر المختار[1]) شرعاً بہت برا ہے۔ کوئی واقعی عذر ہو تو منگنی کو توڑنا درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] الخلف فی الوعد حرام وفی القنیة وعده ان یاتیه فلم یأته لایأثم ولایلزم الوعد والتوفیق بینه وبین الاول بحمل الاول علی ماذا وعد وفی نیته الخلف والثانی علی ماذانوی الوفاء وعرض مانع، الاشباه والنظائر مع هامش الرافعی ص ۱۵۹/ کتاب الحظروالاباحة، مطبوعه اشاعت اسلام دهلی، مرقاة المفاتیح ص ۶۴۷/ ج ۴/ باب الوعد الفصل الثانی، مطبع بمبئی.

باب دوم: صحت وشرائط نکاح

فصل اول: نکاح صحیح

ثبوت نکاح کس طرح ہوتا ہے

سوال: - زید کی لڑکی مسماۃ ہندہ غیر شادی شدہ بعمر ۱۷ سال جوان عمر ہے ایک مرتبہ خالد نے عمر کو زید کی لڑکی ہندہ مذکورہ سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو خالد کے جی میں شبہ ہوا کہ یہ ایک اجنبیہ لڑکی سے کیوں تخلیہ میں باتیں کر رہا ہے خالد نے ہندہ کے والد اور اہل محلّہ کے معتبرین سے ذکر کیا تو عمر سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے عمر نے محلّہ کے مولوی صاحب اور دیگر متعدد آدمیوں سے حلفیہ طور پر بیان کیا کہ خدا تعالیٰ کی قسم ہندہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے میری اپنی لڑکی، خدا کرے میرا روسیاہ ہو جو میں جھوٹ بولتا ہوں میں تو اسکو اپنی لڑکی کی طرح سمجھتا ہوں نیز عمر کی زوجہ نے محلّہ کے اکثر گھروں میں جا کر بیان کیا کہ میں بقسم کہتی ہوں کہ میرا خاوند ہندہ کو اپنی لڑکی کی طرح سمجھتا رہتا ہے اور یہ واقعہ بالکل غلط ہے اس واقعہ کے بعد زید اور عمر کی مصالحت کر دی گئی بعد ازاں جب عرصہ چار ماہ کا گذر چکا تو ایک روز عمر نے محلّہ کے مولوی صاحب سے بیان کیا کہ زید کی لڑکی مسماۃ ہندہ سے میرا دو سال کا خفیہ طور پر نکاح پڑھا ہوا ہے نکاح کا کاغذ لکھا ہوا ہے دو گواہ بھی ہیں نکاح خواں میں خود ہی ہوں۔ تین مرتبہ اس عرصہ میں ہندہ کو حمل ہو چکا جس کو دوائی پلا کر خود ہی ضائع کراتا رہا ہوں اب ہندہ کو میرا ہی حمل ٹھہرا ہوا ہے آپ زید سے کہہ دیں کہ مجھ سے فیصلہ کر لیوے اور یہ لڑکی مجھے دیدیوے اسکے عوض میں مجھ سے ہمشیرہ اور میری حقیقی لڑکی کا نکاح اپنے لئے اور اپنے لڑکے کیلئے لے لیوے۔

مولوی صاحب مذکور نے یہ تمام قصہ زید سے بیان کیا زید نے جواب دیا کہ آپ اس

نکاح کے کاغذ اچھی طرح تحقیق کر لیجئے یہ شخص بہت مکار اور جھوٹا ہے ہمیشہ جھوٹی قسمیں اٹھایا کرتا ہے اور نہایت چالاک شخص ہے اگر واقعی اس کے پاس نکاح کا صحیح طور پر کاغذ موجود ہے اور بات اس طرح پر ہے کہ پھر باہمی مشورہ کر کے بات کریں گے۔ مولوی صاحب نے عمر کو بلوا کر فرمایا کہ آپ وہ نکاح کا کاغذ لے آویں تاکہ میں اس کو دیکھ کر غور کروں اس کے دیکھنے کے بعد آپ کے گواہ بھی بلوالوں گا۔

عمر نے کہا کہ کاغذ تو کسی دوسرے گاؤں میں ہے یہاں پر نہیں ہے اگر فرماؤ تو گواہ حاضر کر دیتا ہوں مولوی صاحب نے کہا کہ گواہ تو آج کل ڈیڑھ ڈیڑھ روپیہ میں مل جاتے ہیں تم پہلے وہ کاغذ دکھاؤ، اس نے کاغذ دکھانے سے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ کاغذ میں نہیں دکھاتا عمر کے ایک دوست نے بیان کیا کہ کاغذ تو اس نے کوئی لکھوایا ہی نہیں ہے کون بکواس بکتا ہے اسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ جب تم ہمیں کاغذ نہیں دکھاتے ہو تو اب ہمارے پاس تحقیق کا ذریعہ صرف لڑکی مسماۃ ہندہ ہی ہے دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے چنانچہ ہندہ سے دو مولوی صاحب نے جو سند یافتہ عالم ہیں ہندہ کے حقیقی ماموں کی موجودگی میں دریافت کیا کہ عمر کہتا پھرتا ہے کہ میرا نکاح ہندہ سے عرصہ دو سال سے خفیہ طور پر دو گواہوں کے روبرو پڑھا گیا ہے کیا یہ بات صحیح ہے نیز تو از روئے ایمان ہمیں بتلا بلا کسی کے اجبار و خوف کے آیا عمر سے تیرا خفیہ طور پر نکاح ہوا ہے یا نہیں ہندہ نے بلا کسی خوف کے دلیری سے بیان کیا کہ میں ایمان سے کہتی ہوں کہ عمر بالکل جھوٹ بولتا ہے میرا اس سے کوئی خفیہ نکاح وغیرہ نہیں ہے مولوی صاحبان نے فرمایا کہ تو سر پر کلام مجید رکھ کر یہ کہو کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کرے کلام مجید سے ماری جاؤں اس نے اسی طرح بیان کیا اور کہا کہ میرا عمر سے کوئی نکاح وغیرہ نہیں ہے وہ جھوٹ بولتا ہے تین چار مرتبہ یہی کلمات دہراتی رہی اسکے بعد عمر سے کہا گیا کہ تم جھوٹے ہو عمر نے کہا کہ میں آپ کو دو اس قسم کے نشانات بتلاتا ہوں جن کو یا تو وہ جانتی ہے یا میں جانتا ہوں وہ نشان اس اکیلی کے آگے ظاہر کر کے میرے نکاح کے متعلق دریافت کیا جائے اگر پھر بھی

انکار کرے تو میں جھوٹا اور کاذب ہوں چنانچہ بالکل تنہائی کی جگہ مولوی صاحبان نے دریافت کیا تو ہندہ نے بدستور سابق نکاح سے بالکل انکار کردیا اور کہا کہ اگر میرا نکاح عمر سے پڑھا گیا ہوتا تو میں کلام مجید سر پر رکھ کر کیوں انکار کرتی عمر سے میرا قطعاً کوئی نکاح وغیرہ نہیں ہے۔ یونہی مجھ پر بہتان لگایا گیا ہے اس کے بعد محلّہ کے مولوی صاحبان نے زید سے کہا کہ عمر نکاح کے متعلق غلط کہتا ہے چنانچہ اسی شب کو ہندہ کا نکاح خالد سے کردیا گیا قبل از نکاح ہندہ سے پھر گواہوں کے روبرو نکاح خواں نے دریافت کیا کہ خالد سے تیرا نکاح کردیا جائے ہندہ نے بآواز بلند کہا کہ میری طرف سے اجازت ہے چنانچہ ہندہ مذکورہ کا نکاح خالد سے کردیا گیا اور ہندہ وخالد کا نکاح درج رجسٹر کرادیا گیا اور دونوں کے نشان انگشت نکاح کے رجسٹر پر لگادیئے گئے نکاح خواں اور گواہان کے دستخط بھی کرادیئے گئے نکاح کی مجلس میں تقریباً چالیس آدمی موجود تھے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کا نکاح خالد سے شرعی طور سے منعقد ہوگیا ہے یانہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندہ کا نکاح خالد سے صحیح نہیں ہوا ہے۔ نیز عمر اب کہتا پھرتا ہے کہ ہندہ سے میرا نکاح ہے خالد کے نکاح میں شرعی طور پر کوئی نقص آیا ہے یانہیں؟ مہربانی فرما کر مفصل جواب ارشاد فرماویں۔ تا کہ اطمینان ہوجاوے جواب جلدی دیویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح کا ثبوت اولاً گواہوں سے ہوتا ہے[1] اگر عادل ثقہ معتبر کم از کم دو گواہ بھی موجود نہ ہوں تو پھر زوجین کی تصدیق کافی ہوتی ہے[2] اگر ایک انکار کردے تو نکاح کا ثبوت نہیں ہوتا

[1] رجلان أو رجل وامرأتان مالا كان أو غير مال كالنكاح والرضاع، والطلاق والوكالة (مجمع الأنهر ص ۲۶۱/ج۳/ كتاب الشهادات، مكتبه عباس احمد البازويشترط العدد فلا ينعقد النكاح بشاهد واحد هكذافى البدائع، عالمگيرى ص۲۶۷/ج۱/كتاب النكاح، الباب الاول، مطبوعه كوئٹه، بدائع زكرياص۵۲۷/ج۲/كتاب النكاح فصل ومنها العدد.

[2] ولا بالاقراروفى الرد المحتار لاينافيه ماصرحوابه ان النكاح يثبت بالتصادق لان المراد هنا ان الاقرار لايكون من صيغ العقد، والمراد من قولهم انه يثبت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

لہٰذا اگر دو عادل ثقہ گواہ موجود ہوں تو انکا اعتبار ہوگا یعنی اگر عمر کے پاس دوسرے گواہ موجود نہ ہوں تو اس کا قول معتبر نہیں اور خالد سے جو نکاح ہوا ہے وہ صحیح اور معتبر ہے اور اگر عمر کے پاس دو عادل گواہ موجود ہیں تو اس کا قول معتبر ہے اور خالد کا نکاح صحیح نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایجاب وقبول تین دفعہ

سوال:- ایجاب وقبول تین مرتبہ کرانا اور گواہوں کا نام تین مرتبہ لینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین دفعہ ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں، ایک دفعہ ہی کافی ہے۔ گواہوں کا نام لینا ضروری نہیں، البتہ گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بالتصادق ان القاضی یثبتہ بہ ای بالتصادق، شامی کراچی ص ۱۳/ ج۳/ کتاب النکاح مطلب التزوج بارسال کتاب، منحة الخالق علی ھامش البحر ص ۸۴/ ج۳/ کتاب النکاح مطبوعه کوئٹه.

[1] فاذا صحت الدعوی سأل المدعی علیه عنها فان أقرأ وانکر فبرهن المدعی قضی علیه لوجود الحجة الملتزمة للقضاء بحر کوئٹه ص ۲۰۲/ ج۷/ کتاب الدعوی، وفی فتح القدیر فان احضر المدعی البینة علی وفق دعواه قضی بها ای قضی القاضی بالبینة لانتفاء التهمة عنها، فتح القدیر ص ۱۶۸/ ج۸/ کتاب الدعوی مطبوعه دارالفکر بیروت.

[2] وشرط حضور شاهدین مکلفین سامعین قولهما معاً الخ. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۸۷/ ج۴/ بحر کوئٹه ص ۸۷/ ج۳/ کتاب النکاح، مجمع الانهر ص ۴۷۲/ ج۱/ کتاب النکاح، طبع دارالکتب العلمیه بیروت.

نکاح کے لئے ایجاب وقبول کی ایک صورت

سوال:- زید کہتا ہے کہ سوال (۱) و (۲) میں روبرو گواہان دے کر یعنی دختر بکر کو ونیز اس کی کفالت کو تین مرتبہ قبول کیا ہے اور دختر بکر نے بھی ہر دو سوال کے اندر زید کی زوجیت روبرو گواہان قبول کی ہے ورو برو بکر کے زید کہتا ہے کہ میں نے دختر بکر کے نفس کو جیسا کہ نکاح کے اندر قبول کرتے ہیں تین مرتبہ ہر دو سوال میں روبرو گواہان قبول کیا ہے اور دختر بکر نے بھی روبرو گواہان سوال (۱) و (۲) میں زید کی زوجیت میں جانا قبول کیا ہے اور زوجیت میں رہنا قبول کیا ہے۔ (۲) ہر دو سوال کی شکل میں نکاح منعقد ہوا تھا زید ودختر بکر وگواہان کو معلوم تھا کہ نکاح ہے۔ (۳) ہر دو سوالات کے اندر گواہان موافق شریعت تھے۔ (۴) زید کا اور دختر بکر کا ایجاب وقبول جیسا کہ نکاح کے اندر ہوتا ہے ہر دو جانب سے ویسا ہی ہوا ہے ہر دو نے نکاح کو قبول کیا ہے۔ (۵) ایک ہی مجلس میں ایک کا ایجاب اور دوسرے کا قبول ہوا ہے روبرو گواہان۔ (۶) بکر وزید ایک ہی برادری سے ہیں نیز دختر بکر بالغہ عاقلہ ہے۔ (۷) دختر بکر کے نکاح کے اندر ایک مرد عاقل وعورت عاقل وچودہ سالہ لڑکی بالغہ مسلمان شہادت میں ہیں علاوہ بکر کے، کیا ان سوالات سے بروئے شرع نکاح ہو گیا ہے؟　　شیخ غلام محمد

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک مسلمان مرد اور دو عورت کے سامنے اگر نکاح کا ایجاب وقبول کیا جائے تو شرعاً نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور ان کی گواہی معتبر ہوتی ہے چودہ سالہ لڑکی اگر بالغہ ہو تو اس کی گواہی بھی شرعاً نکاح میں معتبر ہے[1] لڑکی جب بالغہ ہو تو اس کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف نہیں رہتا اور ولی کو بغیر اس کی مرضی کے جبراً نکاح کر دینے کا حق نہیں بلکہ وہ اپنے نکاح میں خود مختار

---

[1] وینعقد بایجاب وقبول وشرائطها حضور شاهدین حرین اوحرة وحرتین مکلفین، مجمع الانهر ص۴۶۷/تا۴۷۲/ کتاب النکاح، طبع دارالکتب العلمیه بیروت، بحر کوئٹه ص ۸۱، ۸۷/ج۳/ کتاب النکاح، النهر الفائق ص۱۷۶، ۱۸۱/ج۲/.

ہے اپنی مرضی سے اپنی برادری میں مہر مثل پر بغیر ولی کی اجازت کے اپنا نکاح کر سکتی ہے[۱] پس اگر بکر نے اپنی مرضی کے موافق کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے زید سے یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے اپنی فلاں دختر کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا۔ یا اپنی لڑکی تیرے نکاح میں دیدی اور زید نے اس کے جواب میں کہا کہ میں نے اس نکاح کو قبول کیا۔ تمہاری لڑکی کو اپنے نکاح میں قبول کیا تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہوگیا۔ یا زید نے اور دختر بکر نے کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے اس طرح ایجاب وقبول کیا کہ مثلاً دختر بکر نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو تمہارے نکاح میں دے دیا تمہاری زوجیت میں دے دیا۔ اس کے جواب میں زید نے کہا کہ میں نے اس کو قبول کر لیا زید نے کہا کہ میں نے تم سے نکاح کر لیا اس کے جواب میں دختر بکر نے کہا کہ میں نے اس نکاح کو یا تمہاری زوجہ بننے کو قبول کیا تو شرعاً یہ نکاح صحیح ہوگیا۔ اب یہ بلا وجہ شرعی نہیں ٹوٹ سکتا بکر کو اس کے فسخ کرانے کا حق نہیں۔ اس سے پہلے سوال میں بکر کا مقولہ تو نقل کیا تھا لیکن اس کے جواب میں زید کی طرف سے نکاح کے قبول کرنے کا کوئی ذکر نہ تھا۔ اس لئے اس کا حکم اس وقت لکھ دیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۵/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد الطیف ۱۹/ جمادی الاول ۵۶ھ

---

[۱] نفذ نكاح حرة مكلفة بلاولى :لايجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب أو سلطان بغير اذنها بكرا كانت او ثيبا فان فعل ذالک فالنكاح موقوف على اجازتها ،هنديه كوئٹه ص۲۸۷/ ج ۱/ الباب الرابع فى الاولياء ،تبيين الحقائق ص۱۱۷/ ج ۲/ باب الاولياء والاكفاء ، طبع امداديه ملتان، بحر كوئٹه ص ۱۰۹، ۱۱۰/ ج۳/ باب الاولياء والاكفاء ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غير كف أصح النكاح ،لكن للاولياء حق الاعتراض (الى ان قال) ولوتزوجت المرأة ونقصت من مهر مثلها فللولى الاعتراض عليها حتى يتم لها مهر ها اويفار قها ،هنديه كوئٹه ص ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴/ ج ۱/ الباب الخامس فى الاكفاء، محيط برهانى ص ۶۱/ ج۴/ كتاب النكاح،الفصل التاسع فى معرفة الاولياء، مطبوعه مجلس علمى گجرات.

بچوں کے نکاح کا طریقہ

سوال:- ۶/سال سے کم عمر کے بچوں کے نکاح کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں کی طرف سے ان کے لئے ان کے والد ایجاب وقبول کرلیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نابالغ کا ایجاب وقبول ولی کی اجازت سے

سوال:- جبکہ لڑکا لڑکی نابالغ ہیں تو ولی ایجاب وقبول کرسکتا ہے یا نہیں؟ یا یہ خود ایجاب وقبول کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ ان کو معلوم ہو کہ نکاح کے فوائد کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بھی درست ہے کہ ولی نابالغ لڑکے لڑکی کے لئے ایجاب وقبول کرلے اور یہ بھی درست ہے کہ ولی کی اجازت سے نابالغ ایجاب وقبول کرلے۔ کذا فی الشامی[2] ص۳۱۴/ج۲/۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وللولی انکاح الصغیر والصغیرة جبراً الخ النهر الفائق ص۲۰۸/ج۲/باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، درمختار علی الشامی زکریا ص۱۷۰/ج۴/باب الولی، البحر الرائق ص۱۱۸/ج۳/باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] لو کان لها اب وجد وزوجت نفسها کذلک توقف لان له مجیزاً وقت العقد لان الاب والجد یملکان العقد بذلک الخ. شامی زکریا ص۱۹۸/ج۴/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نابالغ بچی کا ایجاب وقبول بذریعہ والد

سوال:- (۱) میں نے اپنے چھوٹے کمسن بچے کے لئے ایک چھوٹی لڑکی (جس کی عمر لگ بھگ تین سال تھی) کا رشتہ طلب کیا۔ تو لڑکی کے دادا نے لڑکی کے والد کی موجودگی میں میرے لڑکے کے لئے اس لڑکی کا رشتہ منظور کرلیا۔ اس امر کا گواہ ماسوا لڑکی کے والد، ماں اور میری بیوی کے اور کوئی نہ تھا۔ یہ ایجاب اور قبول صحیح ہے یا نہیں؟ اور یہ گواہی معتبر ہے یا نہیں؟ نیز یہ لڑکی بعد بلوغت اس لڑکے پر راضی ہے۔

(۲) اسی اثناء میں اس لڑکی کو ایک شخص نے جنگل کی طرف اغوا کرلیا اور جبریہ نکاح کرلیا، مگر لڑکی کچھ دنوں کے بعد بھاگ گئی اور اس معاملہ پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس واقعہ کے وقت لڑکی کی ماں کے بقول لڑکی نابالغ تھی۔ ان وجوہات کی بناء پر جبریہ نکاح ثابت ہوا یا نہیں؟ براہ کرام مفصل جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) رشتہ کرنا درحقیقت نکاح نہیں وعدۂ نکاح ہے، اس کے لئے گواہی کی ضرورت نہیں۔ وعدہ پورا کرنا چاہئے جب تک کوئی مانع قوی نہ ہو[1]۔

(۲) اگر لڑکی اغواء کے وقت نابالغ تھی تو اس کا ایجاب وقبول شرعاً معتبر نہیں، بلکہ وہ نکاح لڑکی کے والد کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر اس نے اس کو نامنظور کردیا تھا تو وہ جب ہی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) باب الولی. مطلب لایصح تولیة الصغیر الخ،فتح القدیر ص ۳۰۹/ ج۳/ کتاب النکاح،فصل فی الوکالة بالنکاح مطبوعه دار الکفر بیروت، البحر الرائق ص ۱۱۰/ ج۳/باب الاولیاء والاکفاء،مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[1] لوقال أعطیتنیها فقال أعطیت إن کان المجلس للوعد فوعد وإن کان للعقد فنکاح شامی کراچی ص ۱۱/ ج۳/ کتاب النکاح،بحر کوئٹه ص ۸۳/ ج۳/ کتاب النکاح،النهر الفائق ص ۱۷۸/ ج ۲/ کتاب النکاح،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

ختم ہو گیا تھا۔ اب والد، دادا اور خود لڑکی سب ہی اس بچپن کے رشتہ پر رضا مند ہیں تو ان حالات میں یہ نکاح کر دیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/ ۹۱ھ

کپکپی کی حالت میں ایجاب وقبول کرنے سے نکاح

سوال: -ایک طالب علم دین کا نکاح بطریق مسنونہ ایجاب وقبول دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا۔ نکاح ہو جانے کے دو تین روز بعد اس طالب علم نے یہ کہا کہ جب میرا نکاح خطبہ مسنونہ کے ساتھ شروع ہوا تو فوراً میرے پورے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی جس کی وجہ سے میرا ذہن موقع پر حاضر نہ رہا اور جب وکیل نے لڑکی اور اس کا اور اس کے باپ کا نام لیا تو مجھے کچھ پتہ نہیں۔ ہاں جب وکیل نے کہا کہ قبول کیا۔ تو میں نے حضور ذہن کے ساتھ کہا کہ میں نے قبول کیا۔ تو کیا اس صورت میں (جب کہ لڑکی اور اس کے باپ کا نام پہلے معہود فی الذہن ہے) نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبۂ نکاح کے وقت اگر حواس درست نہ رہیں اور پہلے سے تمام باتیں طے ہیں اور قبول کرتے وقت بھی حواس درست ہو گئے اور سمجھ کر قبول کی نوبت آئی ہے خود قبول کیا ہو یا وکیل نے کیا ہو تو نکاح درست ہو گیا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۶/ ۱۴۰۶ھ

---

[1] لو کان لها اب وجد وزوجت نفسها کذالک توقف لان له مجیزاً وقت العقد لان الاب والجد یملکان العقد بذالک الخ شامی زکریا ص ۱۹۸ / ج۴ / باب الولی مطلب لایصح تولیة الصغیر الخ، فتح القدیر ص ۳۰۹ / ج۳ / کتاب النکاح، فصل فی الوکالة بالنکاح، دارالفکر بیروت، بحر کوئٹه ص ۱۱۰ / ج۳ / باب الاولیاء. (نمبر۲ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مذاق میں نکاح کا ایجاب وقبول مذاق میں بیع کا ایجاب وقبول

سوال: - کوئی شخص کسی عورت سے کہدے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت بھی مذاق میں کہہ دے کہ ''میں نے قبول کیا'' اور ایسے ہی خرید وفروخت میں بھی اگر کوئی شخص کسی کو چیز مذاق کے طور پر فروخت کردے اور دوسرا بھی مذاق سے قبول کرلے، تو کیا یہ بیع منعقد ہوجائے گی یا نہیں؟ نیز یہ بھی تحریر کردیں کہ کونسی چیزیں مذاق سے واقع ہوجاتی ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نکاح کا ایجاب وقبول اگر مذاق میں گواہوں کے سامنے کیا جائے تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا[۱] اگر بیع کا ایجاب وقبول مذاق میں کیا ہے حقیقۃً بیع کرنا مقصود نہیں تھا اور بائع و مشتری دونوں کو اس کا اعتراف ہے تو اس سے بیع منعقد نہیں ہوگی[۲] آپ کو جس جس چیز کے متعلق دریافت کرنا مقصود ہو تو اس کو متعین کرکے دریافت کرلیں۔ تفصیل مطلوب ہو تو ''نور الانوار'' دیکھ لیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] من یفیق احیاناً ای یزول عنه مابه بالکلیة وهذا کالعاقل البالغ فی تلک الحالة الخ شامی کراچی ص ۱۴۵/ج ۶/ کتاب الحجر.

[۱] حقیقة الرضا غیر مشروط فی النکاح لصحته مع الإکراه والهزل شامی کراچی ص ۲۱/ ج ۳/ کتاب النکاح، شامی زکریا ص ۸۶/ ج ۴/ کتاب النکاح، عن ابی هریرةؓ ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال ثلاث، جدهن جد وهزلهن جدٌّ النکاح والطلاق والرجعة رواه الترمذی وابوداؤد، مشکوة المصابیح ص ۲۸۴/ ج ۲/ کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلثاً مطبع یاسر ندیم دیوبند، اعلاء السنن ص ۱۳۳/ ج ۱۱/ باب لعب النکاح وجده سواء کتاب النکاح، مطبع ادارة القرآن کراچی.

[۲] ولم ینعقد مع الهزل لعدم الرضاء بحکمه معه والهازل یتکلم بصیغة العقد مثلاً باختیاره ورضاه لکن لایختار ثبوته الحکم ولایرضاه، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۹/ ج ۷/ کتاب البیوع مطلب فی حکم البیع مع الهزل.

[۳] نور الانوار ص ۳۰۹، ۳۰۶/ مبحث الاهلیة بحث فی تعریف الهزل والجد، مطبع یاسر ندیم دیوبند.

کیا نکاح کے وقت والد کا نام لینا ضروری ہے

سوال:- کیا نکاح میں بوقت ایجاب وقبول دلہا دلہن کے والد کا نام لینا ضروری ہے؟ بشق اول اگر نام نہیں لیا سہواً یا عمداً تو کیا نکاح پھر سے دوبارہ پڑھنا پڑے گا؟ بشق ثانی ولدالزنا یا لقطہ کا نکاح کس طرح پڑھا جائیگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر بغیر والد کا نام لئے قاضی اور گواہ سب پہچان لیں کوئی اشتباہ نہ رہے تو بھی نکاح صحیح ہو جائے گا، مثلاً دونوں مجلس میں سامنے موجود ہوں اور گواہوں کے سامنے وہ خود ہی ایجاب وقبول کرلیں یا ان کا ولی کہہ دے کہ میں نے اس کا نکاح اس سے کردیا، یا خاندان کے لوگوں کے سامنے نکاح ہو وہ خود جانتے ہیں، والد کا نام لینے سے مقصود تعارف ہوتا ہے، وہ جس طرح بھی ہو جائے صحیح ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۴/۳ ۱۳ھ

بغیر قبول کئے لڑکے کا چلا جانا اور دوسرے لڑکے سے ایجاب وقبول کرانا، ان میں سے کس کا نکاح درست ہوا؟

سوال:- محمد تقی (بالغ) ولد محمد شفیع کی بارات بنارس آئی۔ نیاز احمد صاحب (محمد شفیع

[1] الحاصل ان الغائبة لابدمن ذکر اسمهاواسم ابیهاوجدها وان کانت معروفة عند الشهودعلی قول ابن الفضل وعلی قول غیره،یکفی ذکراسمها ان کانت معروفة عندهم والافلاوبه جزم صاحب الهداية فی التجنیس وقال لان المقصودمن التسمیة التعریف وقدحصل،شامی زکریا ص ۹۰/ج ۴/کتاب النکاح،مطلب الخصاف کبیرفی العلم یجوزالاقتداء به،عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۸/ج ۱/کتاب النکاح،الباب الاول فی تفسیره الخ تاتارخانیه ص ۲۰۵/ج ۲/کتاب النکاح،الفصل الخامس فی تعریف المرأة والزوج الخ مطبوعه کراچی.

کے بڑے بھائی) سے لوگوں نے کہا کہ ماسٹر صاحب آپ کو نکاح پڑھانے کے لئے تلاش کررہے تھے۔ لوگوں نے دو گواہ اور لڑکی طرف سے ایک وکیل دیکر نیاز احمد کو لڑکی کے نکاح کے لئے بھیجا لڑکی سے قبولیت کرائی۔ بعدہٗ محمد تقی کے پاس نیاز احمد نے خطبہ پڑھا اور چند کلمات محمد تقی کو پڑھایا قبولیت باقی تھی کہ محمد تقی اٹھ کر جھگڑے والوں میں چلا گیا۔ بعدہٗ بارات واپس ہوگئی۔ بعدہٗ افضل ولد محمد عمر صاحب سے اس لڑکی کا نکاح ہوگیا۔ علماء کے دو طبقے ہیں۔ ایک طبقہ محمد تقی کے نکاح کو درست کہتا ہے اور دوسرا طبقہ افضل کے نکاح کو۔ کونسا نکاح درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محمد تقی قبول کرنے سے پہلے اٹھ کر چلا گیا تو نکاح نہیں ہوا[1] افضل ولد محمد عمر سے نکاح کے لئے لڑکی نے اجازت نہیں دی نہ اس کو خبر ہے، تو نکاح کی خبر سن کر اگر لڑکی نے نامنظور کر دیا تو وہ بھی نکاح نہیں ہوا۔ اگر لڑکی نے منظور کرلیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۱۳۹۶ھ

مہر پانچ ہزار کو ہاتھ کے نیچے چھپا کر ایجاب وقبول

سوال:- خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک بارات بہت اچھے طریقہ سے

---

[1] وينعقدالنكاح بايجاب من احدهما وقبول من الآخر الى ماقال ومن شرائط الايجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرين فلو اختلف المجلس لم ينعقدفلوأوجب احدهما فقام الآخر او اشتغل بعمل آخر بطل الايجاب الخ درمختارمع الشامی زكرياص ۶۸، ۷۶/ج ۴/كتاب النكاح،البحرالرائق ص ۸۳/ج ۳/مطبوعه الماجديه كوئٹه،زيلعى ص ۹۶/ج ۲/مطبوعه امداديه ملتان.

[2] لايجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب اوسلطان بغير اذنها بكراً كانت اوثيبا فان فعل ذٰلک فالنكاح موقوف على اجازتها فان اجازته جازوان ردته بطل عالمگیری كوئٹه ص ۲۸۷/ج ۱/الباب الرابع فى الاولياء والضابطة،شامی زكرياص ۱۵۹/ج ۴/باب الولى، البحرالرائق ص ۱۱۳/ج ۳/باب الاولياء والاكفاء،مطبوعه سعيدكراچی.

آئی کھانا وغیرہ کے بعد با قاعدہ لکھائی پڑھائی ہوئی خطبہ پڑھا گیا سب حقوق کئے گئے مگر امام صاحب نے رجسٹر میں ۵۰۰۰/ پانچ ہزار مہر کو اپنے ہاتھ کے نیچے دبالیا اور بعد میں کہا کہ پانچ ہزار ہوتے ہوئے باندھے گئے ہیں اس کولڑ کے والوں نے منظور نہیں کیا اور بات بڑھتی چلی گئی اور بارات کو خالی جانا پڑا۔ معلوم ہوا ہے کہ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا ہے پہلا نکاح درست تھا یا دوسرا؟

الجواب حامداً ومصلياً

جوصورت پیش آئی وہ یقیناً رنج وافسوس کی صورت ہے اس کے باوجود اگر یہاں ایجاب وقبول نہیں ہوا تھا اور دوسری جگہ پر شریعت کے مطابق لڑکی کی اجازت ورضامندی سے نکاح کر دیا گیا تو وہ درست ہو گیا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۱۴۰۰ھ

آنکھوں پہ پٹی باندھ کر نکاح

سوال:-زید نے ہندہ سے دوگواہوں کے سامنے نکاح کیا لیکن ہندہ نے اپنی آنکھوں پر حیاءً پٹی باندھ لی تو کیا یہ پٹی نقاب کے حکم میں ہوگی جس کے بارے میں ردالمحتار وغیرہ میں لکھا ہے کہ احتیاط یہ ہے کہ چہرہ پر نقاب نہ ہو۔ یا نقاب کے حکم میں نہیں ہے اور نکاح مع جملہ احتیاطوں کے منعقد ہو جائیگا؟

الجواب حامداً ومصلياً

اصل مقصود تعریف وتمییز ہے اگر یہ حاصل ہو جائے تو نکاح درست ہوتا ہے اگر چہ

---

[1] وينعقد بإيجاب من احدهما وقبول من الأخر. شامی زکریا ص ۶۹/ ج۴/ مطلب كثير ما يتساهل في اطلاق المستحب على النساء. كتاب النكاح، هدايه ص ۳۰۵/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، بحر كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح.

عورت مجلس عقد میں حاضر نہ ہو محض اس کا نام لیا ہو اور اگر چہ گواہ نابینا ہوں اور اگر چہ عورت نقاب پوش ہو، پس صورت مسئولہ میں اگر گواہ جانتے اور پہچانتے ہیں تو پٹی باندھنا مضر نہیں خواہ صورت وشکل سے پہچانتے ہوں یا باپ دادا کے نام سے یا محلّہ اور بستی کے پتہ سے یا کسی اور ذریعہ سے اگر پٹی کی وجہ سے پہچان نہیں سکتے اور جہالت باقی ہے کوئی اور ذریعہ بھی شناخت کا نہیں تو احتیاط کے خلاف ہے اگر چہ حکم عدم صحت کا نہیں دیا جاسکتا۔ هكذا يستفاد من ردالمحتار[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

گونگے کا نکاح

سوال:- کسی نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے والدین نے گونگے مرد کے ساتھ کردیا۔ اور گونگے نے (قبولیت کے لئے) اشارۃً ہی سر ہلا دیا تو سوال یہ ہے کہ گونگے کا اشارۃً نکاح کو قبول کرنا کافی ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گونگا اگر اشارہ سے قبول کرے تو نکاح درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ولابد من تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفي الجهالة،فإن كانت حاضرة منتقبة كفى الإشارة إليها والإحتياط كشف وجهها فان لم يروا شخصا وسمعوا كلامها من البيت،إن كانت وحدها فيه جاز ولومعها أخرى فلا لعدم الجهالة،فإن كان الشهود يعرفونها كفى ذكراسمها إذا علموا أنه أرادها وإن لم يعرفوها لابد من ذكراسمها واسم أبيها وجدها.شامی کراچی ص ۲۱،۲۲/ج۳/زکریاص ۸۹/ج۴/ کتاب النکاح، مطلب الخصاف كبيرفي العلم يجوز الاقتداء به،البحرالرائق ص۸۸/ج۳/کتاب النکاح،مطبوعه الماجدیه کوئٹه،فتح القدير ص ۱۹۲/ج۳/کتاب النکاح،مطبوعه دارالفکربیروت.

[2] فان كان الاخرس لايكتب وكان له اشارة تعرف في طلاقه، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

گونگے کا نکاح

سوال:- ایک شخص کم بولتا ہے نہ پاگل ہے نہ گونگا، سوال یہ ہے کہ اب اس کی شادی کرنی ہے تو نکاح میں اگر اس نے ایجاب وقبول نہیں کیا اور گردن کے اشارے سے ہاں کہہ دیا تو نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ زبان سے ہاں کہہ سکتا ہے تو زبان سے کہنا ضروری ہے جو شخص زبان سے نہ بول سکے اس کا اشارہ بھی کافی ہوتا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۱۴۰۰ھ

نابینا بہرے کا نکاح

سوال:- زید کہتا ہے کہ میرا بھائی نابینا بھی ہے اور بہرا بھی اس کا نکاح کس طریقہ سے پڑھایا جائے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ونكاحه وشرائه وبيعه فهو جائز شامي زكريا ص ۴۴۸/ ج ۴/ باب الطلاق مطلب في الحشيشة والافيون والبنج، ينعقدالنكاح من الآخرس اذا كانت له اشارة معلومة الخ شامي زكرياص ۸۶/ ج ۴/ كتاب النكاح، فتح القديرص ۱۹۸/ ج ۳/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۱] ففي كافي الحاكم الشهيد مانصه: فان كان الأخرس لايكتب وكان له اشاره تعرف في طلاقه ونكاحه وبيعه فهو جائز، وان كان لم يعرف ذلك فهو باطل. فقد رتب جواز الاشارة على عجزه عن الكتابة، فيفيد أنه ان كان يحسن الكتابة لاتجوز اشارته: شامي كراچى ص ۲۴۱/ ج ۳/ كتاب الطلاق مطلب في الحشيشة والافيون والبنج، وكماينعقد النكاح بالعبارة ينعقد بالاشارة اذا كانت اشارة معلومة الخ بدائع زكرياص ۴۸۸/ ج ۲/ كتاب النكاح بيان ركنه، النهر الفائق ص ۱۸۲/ ج ۲/ كتاب النكاح، دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح اورضروریات اس کوسمجھائی جاتی اوراس سے دریافت کی جاتی ہیں اسی طرح نکاح بھی کردیا جائے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودعفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند۱۳؍۹؍۸۵ھ

نابینا کے ساتھ نکاح

سوال:- میری لڑکی جوکہ تقریباً ۴؍سال سے بالغ ہے اس کا نکاح تقریباً ۶؍سال قبل یعنی اس کے سن بلوغیت سے ۲؍سال پہلے ایک لڑکے کے ساتھ ہوا تھا، نکاح جیسا کہ موجودہ مسلم معاشرہ کا خصوصاً ہمارے دیہاتوں کا دستور ہے، میں نے اپنی صواب دید پر اپنے گاؤں پڑوسیوں کے مشورہ پرلڑکے کوبغیر دیکھے کرآیا تھا، نکاح کےتقریباً ۸؍ماہ بعد جب خودلڑکے کے یہاں گیا تو معلوم ہوا کہ لڑکا بالکل نابینا ہے اوراس کوموتیابند ہے، اورنکاح کے قبل مجھ سے یہ پوشیدہ رکھا گیا کہ لڑکے کوموتیابند بیماری ہے، بہرحال لڑکی کے بالغ ہونے سےتقریباً دوسال قبل میں نے نکاح کرادیا تھا، ایسی صورت میں میری لڑکی وہاں جانے کوتیار نہیں ہے، لڑکا نکاح کے بعد کبھی میرے گھرنہیں آیا، لڑکے کی مالی حالت بھی اچھی نہیں کہ وہ بلا محنت مزدوری نان ونفقہ دے سکے، اوروہ مزدوری کیسے کرسکتا ہے، جب کہ وہ نابینا ہے، اب چارسال سے یہ بالغ لڑکی میرے اوپر بار ہے، ایسی صورت میں حکمِ شرع کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آنکھوں میں موتیابندہونے کے باوجود کیاضروری ہے کہ قدرت نے اس کیلئے روزی

---

[۱] وینبغی أن لایختلف فی انعقاده بالأصمین إذا کان کل من الزوج والزوجة أخرس لأن نکاحهٗ کما قالوا ینعقد بالإشارة حیث کانت معلومة اھ شامی نعمانیه ص۲۷۳؍ج۲؍، شامی کراچی ص۲۳؍ج۳؍ کتاب النکاح، مطلب الخصاف کبیرفی العلم الخ، النهرالفائق ص۱۸۲؍ج۲؍ کتاب النکاح، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

کا دروازہ بند کر دیا ہو، اسلئے بہتر یہ ہے کہ لڑکی رخصت کر دیا جائے، اور لڑکی کو چاہئے کہ والد کے کئے ہوئے نکاح کا احترام کر کے رخصت ہو جائے، لیکن اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو مہر کے عوض طلاق حاصل کر لی جائے، پھر لڑکی کا عقد دوسری جگہ کر دیا جائے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۳/۱۳۸۹ھ

نکاح کے وقت کلمہ اور دو رکعت نماز پڑھوانا

سوال:-(۱) نکاح پڑھانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کس طرح نکاح پڑھایا کرتے تھے؟

(۲) نکاح کے وقت مسلمان دولہا کو پانچوں کلمے اور ایمان مجمل اور ایمان مفصل پڑھانا جیسا کہ آج کل بعض علاقوں میں عام رواج ہے کیسا ہے؟ کیا یہ نکاح کی سنت ہے یا مستحب چیزوں میں سے ہے۔ بعض جگہوں پر ان کلموں کے پڑھوانے پر اصرار کیا جاتا ہے اور نکاح خواں اگر نہ پڑھوائے تو اس پر طعن کیا جاتا ہے اور اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ غیر ضروری چیز کے ساتھ ضروری جیسا معاملہ کرنے کی وجہ سے اس کو مکروہ کا حکم دیا جائے گا۔؟ حضور ﷺ سے نکاح سے پہلے کلمہ پڑھوانا ثابت ہے؟

(۳) دولہا سسرال جاتے وقت اپنے گھر سے نکل کر پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہے پھر بارات کے ساتھ سسرال کے لئے روانہ ہوتا ہے خواہ سسرال اپنی ہی بستی میں ہو یا دوسری بستی میں؟

---

[1] السنة اذا وقع بين الزوجين اختلاف ان يجتمع اهلهما ليصلحوا بينهما فان لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع. شامی کراچی ص ۴۴۱/ج۳/ باب الخلع، مجمع الانهر ص ۱۰۲/ج۲/باب الخلع، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۱۰۲/ج۲/ باب الخلع، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

الجواب حامداًومصلیاً

(١) خطبہ پڑھ کر ایجاب وقبول کرادیا جائے اسی سے نکاح ہوجاتا ہے مگر اتنا ضروری ہے کہ گواہوں کی موجودگی میں[1] ہولڑکی بالغہ ہوتو اس سے اجازت لی جائے نابالغہ ہوتو ولی کوخود اختیار ہے[2] مہر بھی متعین کرلیا جائے۔

(٢) جولوگ کلمہ اور ضروری عقائد سے واقف نہیں ان کوکلمہ اور ایمان مجمل ومفصل پڑھادیا جائے تو ٹھیک ہے اور اس سے پہلے جو چیزیں کلمہ کے خلاف سرزد ہوئی ہوں ان سے رجوع کرلیں مگر کلمہ سے بھی واقف ایمان مجمل ومفصل سے بھی واقف بلکہ ان کے تقاضوں پر عامل ہیں ان کو اس خاص موقع پر کلمہ اور ایمان مجمل ومفصل پڑھانے کی کیا ضرورت ہے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان چیزوں کو نکاح خواں سے زیادہ جانتا ہو۔ ہر شخص کے لئے اس پر اصرار کرنا غلط ہے جو کہ قابل ترک ہے اس میں یہ بھی مظنہ ہے کہ جس کوکلمہ پڑھایا جارہا ہے وہ یہ سمجھے کہ مجھے مسلمان ہی نہیں سمجھا گیا اور اس کے ترک کرنے پر ملامت کرنے کا حق ہی نہیں ملامت کی وجہ سے تو حکم میں شدت پیدا ہوجائے گی۔

(٣) یہ بھی حدیث وفقہ سے ثابت نہیں خاص کر جو شخص نماز پنجگانہ کا پابند ہو اس کو اس موقع پر نماز پڑھنے پر اصرار کرنا بالکل بے محل اور غلط ہے جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو وہ اس

---

[1] النكاح ينعقد بالايجاب والقبول الى قوله ولا ينعقد نكاح المسلمين الابحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين أو رجل وامرأتين عدولا كانوا أوغير عدول هدايه ص ٣٠٥، ٣٠٦/ج ٢/ كتاب النكاح، مطبوعه ياسرنديم، النهر الفائق ص ١٧٦، ١٨١/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، ملتقى الابحر على هامش مجمع الانهر ص ٤٦٧، ٢/٤٧٢/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] ولا يجبر ولى بالغة على النكاح بل يجبر الصغيرة عندنا، مجمع الانهر ص ٤٩٠/ج ١/باب الاولياء والاكفاء، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، هدايه ص ٣١٤/ج ٢/باب فى الاولياء والاكفاء، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، درمختار على الشامى زكريا ص ١٥٩/ج ٤/باب الولى.

وقت دو رکعت پڑھ بھی لے گا تو اس سے گذشتہ متروکہ نماز کی قضاء تو نہیں ہو جائے گی۔[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۵/۸/۱۴۰۰ھ

اغوا کرنے والے کی سزا برادری سے ترکِ تعلق

سوال:۔شکر اللہ کی بیوی کو ممتاز علی درزی نے بھگالیا۔ کچھ دن اِدھر اُدھر بھا گا پھرا، جب یہ لوگ گھر واپس آئے تو شکر اللہ نے زوجہ کو طلاق دیدی۔ عدت کے بعد ممتاز علی نے اس عورت سے اپنا نکاح پڑھوالیا۔ اب جولا ہے کے چودھری نے گاؤں کے تمام مسلمانوں کو منع کر دیا کہ تمام درزیوں سے کوئی بات چیت نہ کرے۔ سلام دعا تک بند کرادی۔ صحیح راستہ پر کون ہے اور میں کس کے ساتھ رہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسرے کی عورت کو بھگالیجانا اور عورت کا غیر مرد کے ساتھ بھاگ جانا عقلاً وعرفاً سخت معیوب اور شرعاً سخت گناہ اور معصیت ہے۔[۲] شکر اللہ نے اس کو طلاق دیدی اچھا کیا بعد عدت ممتاز علی درزی نے اس سے نکاح کرلیا تو وہ جائز ہوگیا۔ اب جولاہوں کے چودھری کا حکم کہ درزی لوگوں سے کوئی بات چیت نہ کرے غلط ہے تمام درزیوں کی کیا خطا ہے جس نے

---

[۱] عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها: قالت قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد، مشكوة شريف ص۲۷/ ج ا /با ب الاعتصام با لكتاب والسنة، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم .

[۲] خدع امراءة انسان وأخرجها وزوجها من غيره يحبس الى ان يحدث توبته او يموت لانه سعى في الارض بالنساء الاشباه والنظائر ص۷۴/ ج۲/ كتا ب الحدود، الفن الثاني الفوائد، مطبوعه كراچي، وفي الشامي، عبارة غيره حتى يردها وفي الهندية وغيرها: قال محمد احبسه ابداً حتى يردها حتى يردها اويموت درمختارمع الشامي ص۱۳۴/ ج۶/ كتا ب الحدود، باب التعزير مطلب العامي لامذهب له، مطبوعه زكرياديوبند.

ناجائز کام کیا اس کی خطا تھی۔ اس سے تعلقات ترک کرنے کا حکم نہیں دیا۔ جب اس نے شریعت کے موافق نکاح پڑھالیا تب حکم دیا۔ وہ بھی سب سے ترکِ تعلقات کا۔ اس لئے یہ حکم غلط ہے[1] چودھری کو چاہئے کہ اپنا یہ حکم واپس لے لے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کے بعد شرط کے خلاف کرنا

سوال:- شریعت کا حکم اس مسئلہ میں کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح اس شرط پر کہ میرے پاس ایک لڑکا ہے اس لڑکے کا نکاح تم کو کرنا پڑے گا جیسا کہ آج کل ہندوستان میں رواج ہے کہ بدلہ کرتے ہیں جس کے پاس ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی ہے اور دوسرے شخص کے پاس بھی اسی طرح سے ہوتی ہیں تو اس میں وہ لڑکی اس کو دیدیتا ہے اور وہ اس کو۔ غرض اس شرط پر اس شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا کہ اگر میری لڑکی کا نکاح کرو تو میں اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے لڑکے کے ساتھ کرتا ہوں لڑکے والے نے یا اس کے وکیل نے منظور کرلیا کہ لکھدو کہ بعد میں تمہارے لڑکے کا بھی کردیں گے۔ چند دنوں بعد اس لڑکے والے نے جواب دیدیا کہ میرے پاس لڑکی نہیں ہے نہ میں نے تم سے کوئی شرط کی آیا اس صورت میں اس لڑکی کا نکاح جو کہ اس کے والدین نے اس شرط پر کیا تھا وہ شرط اس نے پوری نہیں کی اب وہ نکاح صحیح درست ہے یا نہیں اگر وہ درست ہے تو لڑکی بالغ ہونے پر اس کو فسخ کراسکتی ہے یا نہیں اور وہ شرط پورا نہ کرنے پر لڑکی کے والدین بھی ناراض ہیں اور لڑکی کا نکاح فسخ کرانا

---

[1] عن أبی هريرة ان رسول الله ﷺ قال لايحل لمسلم أن يجهر أخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار رواه احمد مشكوٰة شريف ص ۴۲۸ / باب ماينهٰی عنه من التهاجر الخ الفصل الثانی، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

چاہتے ہیں اوراس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرط پوری نہ کرنا ایک قسم کا دھوکہ بازی معلوم ہوتا ہے اگر یہ دھوکہ نہ دیا جاتا تو لڑکی والے کی مرضی نہیں تھی کہ نکاح کرتا اور وہ لڑکی والا کچھ بے عقل سا آدمی تھا۔

الجواب حامداًومصلیاً

نکاح صحیح ہوگیا اب نہ لڑکی فسخ کراسکتی ہے نہ لڑکی کا والد[۱] البتہ لڑکی والے سے جو وعدہ خلافی کی ہے اس سے وہ گنہگار[۲] ہوا اس کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔لڑکی والے کے بے عقل ہونے کا کیا مطلب ہے۔کیا وہ دیوانہ ہے اوراس کے کس کس فعل میں بے عقلی ظاہر ہوتی ہے اگر لڑکے والا عوض میں نکاح کر دیتا تو کیا پھر بھی لڑکی والے کو بے عقل کہا جاتا۔اگر لڑکے کے یہاں لڑکی نہیں جانا چاہتی اور لڑکا بالغ ہے تو کسی طرح اس سے طلاق حاصل کرے اس کے بعد دوسری جگہ نکاح درست ہوگا[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۷/ ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/رجب ۶۴ھ

---

[۱] وللولي نكاح المجنونة والصغير والصغيرة فان كان المزوج أباً اوجداً لزم فليس لها خيار الفسخ ولا لها البلوغ ،مجمع الانهر ص ۴۹۴/ ج ۱/باب الاولياء والاكفاء،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، درمختار على الشامي دارالفكر بيروت ص ۶۵، ۶۶/ ج ۳/باب الولى، النهر الفائق ص ۲۰۸، ۲۰۹/ ج ۲/باب الاولياء والاكفاء،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] الخلف في الوعد من غير مانع حرام حاشيهٔ مشكوٰة شريف ص ۴۱۶/ ج ۲/باب الوعد،شرح الاشباه والنظائر ص ۲۳۶/ ج ۳/كتاب الحظر و لاباحة،مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

[۳] لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذالك المعتدة الهندية ص ۲۸۰ ج ۱ القسم السادس المحرمات التى تتعلق بها حق الغير مطبوعه كوئٹه پاكستان،شامى زكرياص ۱۹۷/ ج ۵/باب العدة،مطلب فى النكاح الفاسد والباطل،تاتارخانيه ص ۴/ ج ۳/الفصل الثامن فى بيان مايجوز من الانكحة الخ،مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

نکاح میں شرطیں لگانا

سوال:-عمر نے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے سے قبل از رخصتی اپنے داماد زید کے سامنے یہ شرطیں رکھیں (۱) اس لڑکی کی حیات میں دوسری کوئی بھی شادی کی تو اس سے منکوحہ ثانیہ پر طلاق مغلظہ (۲) مہر بغیر عمر کی مرضی کے معاف نہ ہوگا۔ (۳) اگر لڑکی پر ظلم وتعدی کیا گیا تو عمر لڑکی کو از خود طلاق دے سکتا ہے۔ (وغیرہ)

(ب) دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ پہلی شرط کا وقوع کیا زید کے دستخط کرنے سے ہوجائیگا نیز کسی ایسی شرط کا یا شرط لگانے والے کا شرعا کیا حکم ہے؟ گنہگار ہوگا یا نہیں؟ کبیرہ کا مرتکب ہوگا یا صغیرہ کا؟

(ج) اگر زید کی وجہ سے مثلاً طلاق وغیرہ کا خطرہ ہے تو کیا یہ شرط اور شرط لگانے والا ان دونوں پر کسی گناہ کا اندیشہ ہے؟

(د) زید کا شرائط بالا یا صرف شرط اول پر دستخط کرنا کیسا ہے؟ دستخط کرنے کے بعد پہلی صورت سے نجات کی کیا صورت ہوگی؟ مطلب یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کیسے کرے گا؟

(ص) پہلی شرط کو جائز سمجھنے والا کیسا ہے؟

شرط نمبر: (۲) پر زید کے دستخط کے بعد اس کا وقوع بھی ہوگا یا نہیں؟ یعنی کیا معافی مہر کا اختیار عمر کو رہے گا یا اس کی لڑکی کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق مغلظہ دینا دلوانا گناہِ کبیرہ ہے۔ اس کی شرط کرنا اور شرط کو منظور کرنا بھی گناہ کبیرہ ہوگا۔ زید کا شرطِ مذکور پر دستخط کر دینا اس کی رضامندی کے لئے کافی ہے اور اب اگر زید

اپنی زوجہ اول کے زندہ ہوتے ہوئے نکاح ثانی کرے گا تو اس کی زوجہ ثانیہ پر طلاقِ مغلظہ پڑ جائے گی۔ قولہ (ثلاثاً فی طهر أو بكلمة بدعی) والمراد بها هنا المحرمة لأنهم صرحوا بعصيانه. كذا فی البحر[1] ص ۲۳۹ / ج ۳/. زید کا اپنی زوجۂ اول کے زندہ ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کرنے کی یہ صورت ہوگی کہ زید نہ خود نکاح کرے اور نہ کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنائے بلکہ کسی فہیم آدمی کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے یہ شرط لگادی ہے کہ میں اگر زوجۂ اولیٰ کی حیات میں نکاح کروں تو زوجہ ثانیہ پر طلاقِ مغلظہ ہو اور مجھ کو نکاح ثانی کی ضرورت ہے اور اس کی شرعاً یہ صورت ہوسکتی ہے کہ کوئی آدمی بلا میری اجازت نکاح کردے اور مجھ کو خبر کردے میں اس کو سن کر عملاً جائز رکھوں تو نکاح صحیح ہوجائے گا اور زوجہ ثانیہ پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ پھر وہ فہیم آدمی کسی مناسب جگہ اس طرح نکاح کردے تو درست ہوجائیگا۔ وفی البحر نقلاً عن البزازية والتزوج فعلاً أولیٰ من فسخ اليمين فی زماننا وينبغی أن يجیئ ألیٰ عالم ويقول لهٗ ماحلف واحتياجه الیٰ نكاح الفضولی فيزوجه العالم امرأة ويجيز بالفعل فلايحنث اھ كذا فی الشامی[2] ص ۶۸۳ / ج ۲/.

(۲) مہر لڑکی کا حق ہے، اس کی معافی کا تعلق لڑکی ہی سے ہے۔ بالغہ ہونے پر خود لڑکی اور اس کی اجازت سے اس کا باپ بھی معاف کرسکتا ہے۔ بغیر لڑکی کی اجازت کے اور رضامندی کے باپ کو معاف کرنے کا حق نہیں ہے اور نابالغہ کی اجازت غیر معتبر ہے۔ (وصح حطها) وقيد بحطّها لأن حط أبيها غير صحيح لو صغيرة ولو كبيرة توقف علیٰ أجازتها

---

[1] البحر الرائق الماجديه كوئٹه ص ۲۳۹ / ج ۲/. كتاب الطلاق، مجمع الانهر ص ۶ / ج ۲ / اول كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، هدايه مع الفتح ص ۴۶۸ / ج ۳ / باب طلاق السنة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] شامی کراچی ص ۳۴۸ / ج ۳ / مطلب فی فسخ اليمين المضافة إلى الملک باب التعليق، مجمع الانهر ص ۲۰ / ج ۲ / باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، عالمگيری كوئٹه ص ۱۱۷ / ج ۲ / كتاب الايمان، الباب الثامن فی اليمين فی البيع والشراء والتزوج وغيرذالک.

ولا بد من رضاها اھ کذا فی الشامی[۱] ص۴۶۴/ج ۲/۔

(۳) عمر کا زید سے مذکورہ شرط لگانا درست ہے اور عمر کو زید کے ظلم وتعدی کے وقت اپنی لڑکی کو زید کی طرف سے طلاق دینے کا اختیار ہوگا۔ واذا وجدت الحاجة المذکورة أبیح کذا فی الشامی[۲] ص ۵۷۲/ج ۲/۔ مگر طلاق مغلظہ نہ ہو بلکہ طلاقِ بائن غیر مغلظہ کا اختیار ہوگا۔ رجل قال لأخر ان امر امراتی بیدک الیٰ سنة صارَ الامر بیده الیٰ سنة حتی لوأراد أن یرجع لایملک واذا تمت خرج الأمر من یده کذا فی التجنیس کذا فی الفتاویٰ الهندیة[۳] ص ۷۰/ج ۲/۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

نکاح میں شرط لگانا

سوال: – مسافر سے اس شرط پر نکاح کرنا کہ جب تم اپنے وطن جاؤگے تو طلاق دے کر جانا ہوگا، تو یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح صحیح ہوجائے گا[۴] اور محض وطن جانے کی بناء پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۷/۵/۸۹ھ

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۱۱۳/ج۳/ مطلب فی حط المهر والإبراء منه ،باب المهر ،عالمگیری دارالکتاب دیوبند ص۳۱۳/ج ۱/الباب السابع فی المهر ،الفصل السابع فی الزیادة فی المهر والحط عنه الخ ،مجمع الانهر ص ۵۱۴/ج ۱/باب المهر ،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۲] شامی کراچی ص۲۲۸/ج۳/اول کتاب الطلاق.

[۳] الفتاویٰ الهندیة ص۳۹۳/ج ۱/الفصل الثانی فی الأمر بالید،الباب الثالث فی تفویض الطلاق مطبوعه دارالکتاب دیوبند.　　(نمبر۴/کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

غیر مسلمہ سے کورٹ میرج کے نکاح کے بعد وہ مسلمان ہوئی تو دوبارہ نکاح کے لئے استبراءِ رحم

سوال:- (۱) زید نے لتا سے کورٹ میرج (عدالتی نکاح) کرلیا۔ ایک عرصہ تقریباً ساڑھے تین یا پونے چار سال گذرنے کے بعد ایک دن لتا نے زید اور ڈاڑھی اور ٹوپی والے دو مسلمانوں کے روبرو یہ کہہ کر کہ میں نے مذہب اسلام کو اپنے مذہب کے طور پر کیا آج سے میں مسلمان ہوں اور کلمہ اشهد ان لاالٰه الا اللّٰه و اشهدان محمداً عبدهٗ ورسولهٗ پڑھ کر قبول کرلیا اور پھر اسی مجلس میں انہیں دو مسلمانوں کے روبرو زید نے لتا سے کہا میں نے تمہیں اپنی بیوی بنالیا اور لتا نے کہا میں نے یہ بات منظور کرلی اور مہر کی ایک رقم متعین کردی گئی اس وقت ان دونوں کے دو بچے موجود تھے اور ایک تیسرے کا حمل بھی تھا، تو اس صورت میں لتا کا ایمان عنداللہ مقبول سمجھا جائیگا۔ یا نہیں؟

(۲) یہ نکاح (یعنی جواب ہوا) عنداللہ درست ہوگیا یا نہیں؟

(۳) صورت مذکورہ سے نکاح ہونے کے بعد زید کا لتا سے وضع حمل سے پہلے ہمبستری کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

(۴) وضع حمل کے بعد پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

وجہ اشکال یہ ہے کہ جو ایک حکم استبراء کا ہے نومسلمہ کے لئے غیر منکوحہ ہونے کی صورت میں وہ استبراء صورت مذکورہ میں نکاح سے قبل نہیں کیا گیا ہے یہ خیال کرکے یہاں لتا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۴] لوشرط شرطاً فاسداً، فإنه يصح النكاح ويفسد الشرط شامی کراچی ص ۱۳۱ / ج۳/ مطلب فی النکاح الفاسد، کتاب النکاح، باب المهر، مجمع الانهر مع سکب الانهر ص ۴۸۸، ۴۸۹/ ج ۱ / باب المحرمات مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۸ / ج۳/ فصل فی المحرمات.

کے شکم میں جو کچھ بھی ہے اسی زید کا ہے۔ کیونکہ عرصۂ مذکورہ سے یہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔

(۵) صورت مذکورہ سے لتا کے ایمان قبول کرنے اور لتا وزید کے نکاح میں اگر عنداللہ وعندالشریعۃ کوئی خامی رہ گئی ہے تو درست ہونے کی صحیح صورت بتائی جائے تاکہ اس کے مطابق عمل کرلیا جائے۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اگر اس نے صدق دل سے یہ کہا ہے تو اس کا ایمان مقبول ہے۔ کذا فی شرح الاکبر[۱]

(۲) اس طرح نکاح صحیح ہے۔ کذا فی الہندیہ[۲]

(۳) درست ہے۔ کذا فی الدرالمختار[۳]

(۴) دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی عورت حاملہ ہوزنا سے (اس کے شوہر نہ ہو) اور خود اسی سے نکاح کیا جائے جس سے وہ حمل ہے تو استبراء کی حاجت نہیں بلکہ ہمبستری اور نکاح سب درست ہے اور اگر کسی اور سے نکاح ہو تو نکاح درست ہوگا مگر وطی وغیرہ سے قبلِ وضع حمل منع کیا جائے گا[۴] کذا فی الدرالمختار۔ غیر مسلمہ اگر شادی شدہ ہو تو اس پر

---

[۱] أن الإيمان هو التصديق بالقلب وانما الإقرار شرط لإجراء الأحكام فى الدنيا، لما ان تصديق القلب امر باطنى لابد له من علامة، شرح فقه الاكبر ص ۱۴۰/مطبوعه رحيميه ديوبند.

[۲] حتى لو اسلما يقران على ذالک عند علما ئنا الثلاثة الخ عالمگيرى ص ۳۳۷/ج ۱/كتاب النكاح الباب العاشر فى نكاح الكافر ،زيلعى ص ۱۷۱/ج ۲/ باب النكاح الكافر مطبوعه امداديه ملتان،شامى كراچى ص ۱۸۶/ج ۳/باب النكاح الكافر.

[۳] وصح نكاح الموطؤة بزنى وله وطؤ ها بلااستبراء شامى كراچى ص ۵۰/ج ۳/ مطلب فيما لوزوج المولىٰ أمته.

[۴] وصح نكاح حبلىٰ من زنى،وإن حرم وطؤها حتى تضع لو نكحها الزانى حل له وطؤ ها اتفاقاً الخ، شامى كراچى ص ۴۸/ج ۳/ كتاب النكاح،فتح القدير ص ۲۴۱/ج ۳/فصل فى بيان المحرمات،مطبوعه دارالفكربيروت،بحر كوئٹه ص ۱۰۶/ج ۳/فصل فى المحرمات.

استبراء نہیں۔

(۵) کوئی خامی نہیں، گذشتہ غلطیوں سے سچی توبہ کرکے احکامِ اسلام کی خوب پابندی کریں۔حق تعالیٰ اخلاص اور استقامت بخشے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سِوِل میرج

سوال:- ملک افریقہ میں ''بربون'' نامی حکومت ،فرانس کے تابع ایک جزیرہ ہے وہاں عقد نکاح حکومت فرانس کے قانون کے مطابق کرنا ہوتا ہے اس کو سِوِل میرج کہتے ہیں وہاں حکومت شریعت اسلامیہ کے موافق عقد نکاح کا اعتبار نہیں کرتی یعنی عورت کو غیر منکوحہ قرار دیا جاتا ہے اور اولاد کو میراث کی تقسیم میں مشکل درپیش ہوتی ہے نیز اولاد کے وہاں کی پیدائش کے حقوق کو نقصان پہونچتا ہے۔

اگر کسی شخص نے شریعت اسلامیہ کے مطابق عقد نکاح کرنے سے پہلے یا بعد میں حکومت کے قانون کے موافق بھی نکاح کرلیا تو اب اس کو حکومت منظور کرے گی مگر اس صورت میں اس شخص پر حکومتی عقد کے احکام عائد ہوں گے مثلاً۔

(۱) اب وہ شخص دوسرا نکاح نہیں کرسکتا۔

(۲) تقسیم میراث شریعت اسلامیہ کے موافق نہیں بلکہ وہاں کے قانون کے موافق کرنی ہوگی مثلاً زوجہ کو ثمن کے بجائے نصف دیا جائے گا۔

ہندوستان سے جو مسلمان وہاں پر تجارت وغیرہ کے لئے مقیم ہیں ان سے بعض اہل اغراض نکاح شرعی کے قبل یا بعد نکاح قانونی مذکور کر لیتے ہیں۔اب ایسے شخص کے بارے میں یہ امر قابل دریافت ہے کہ کیا اس کو بوجہ عقد قانونی خارج عن الاسلام سمجھا جائے گا اور کیا اس کو دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھ کر تجدید نکاح کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نفس نکاح جائز اور مشروع طریق پر ہوا اور اس میں کوئی کام اعتقاداً وعملاً وقولاً خلاف شرع نہ کرنا پڑے مثلاً ایسی عورت سے نکاح کیا جائے جو اس کے لئے شرعاً حلال ہے ایسی عورت نہ ہو جس سے شرعاً نکاح حرام ہوتا ہے مثلاً اس کی محرم نہ ہو، منکوحہ غیر یا معتدۂ غیر نہ ہو، مشرکہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ، جیسا کہ کتب فقہ باب المحرمات[1] میں تفصیل مذکور ہے تو یہ قانونی نکاح کرانے سے آدمی خارج عن الاسلام نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس نکاح پر جو نتائج مرتب ہوں گے وہ بھی خلاف شرع ہوں گے مگر وہ اہون ہونگے ان نتائج سے جو بغیر قانونی نکاح کے مرتب ہوتے ہیں۔ من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما[2]۔ ان خلاف شرع نتائج سے بچنے کی کوئی تدبیر اختیار کرلی جائے وہ یہ کہ ورثا کو اپنی زندگی میں حسب حصص شرعیہ دیدے اور ان کو مالک بنادے[3] اور نکاح ثانی کو اعتقاداً جائز سمجھے وغیرہ وغیرہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴؍ذیقعدہ ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶؍ذیقعدہ ۶۷ھ

کیا عورت کا یہ کہنا ''میں بغیر شوہر کے ہوں'' معتبر ہے؟

سوال:- ایک عورت مسلمہ اجنبیہ غیر علاقہ کی شادی شدہ اور جس کی گود میں تین سال

---

[1] ملاحظہ ہو شامی کراچی ص ۲۸ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، سکب الانہر مع مجمع الانہر ص ۴۷۵، ۴۷۶ / ج ۱ / باب المحرمات، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

[2] وفی مراقی الفلاح من ابتلی ببلیتین وجب ان یختار اقلھما محظوراً الخ ص ۲۵۶ / (باب سجود السھو) الاشباہ والنظائر ص ۱۴۵ / القاعدۃ الخامسۃ الضرر یزال، مطبوعہ دار العلوم دیوبند، قواعد الفقہ ص ۱۴۰ / رقم القاعدۃ ص ۴۰۵ / مطبوعہ اشرفی دیوبند۔

[3] ان اراد الوقف علی اولادہ یقول: للذکر مثل حظ الانثیین وان شاء یقول الذکر والانثیٰ علی السواء ولکن الاول اقرب للصواب واجلب للثوب، ردالمحتار ص ۴۴۵ / ج ۳ / کتاب الوقف مطلب مھم فی قول الواقف علی الفریضۃ الشرعیۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت، تکملۃ فتح الملھم ص ۷۵ / ج ۲ / کتاب الھبات باب کراھۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ مطبوعہ دار العلوم کراچی۔

کی ایک لڑکی ہے وہ عورت اہل اسلام کے روبرو یہ بیان دیتی ہے کہ میں بیوہ ہوں لاوارثہوں اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ محض اس اجنبیہ عورت کے بیان پر شرعاً اس کا عقد کردیا جائے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگرظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتی بلکہ اس کے صدق کاظن غالب ہےتو اس کا نکاح کردینادرست ہےمگراس سے دوبارہ تفصیلاً دریافت کرلیا جائے کہ تیرا شوہر مرگیا ہے یااس نے طلاق دیدی ہے اگراس کے کذب کاظن غالب ہوتو اس کے نکاح سے احتراز کیاجائے۔ولوأن امرأةقالت لرجل أن زوجي طلقني ثلاثاً وانقضت عدتي فان كانت عدلة وسعه أن يتزوجها وأن كانت فاسقة تحرّى وعمل بماوقع تحريه عليه كذا في الذخيرة اهـ فتاویٰ عالمگیری[1]ص ۳۱۳/ج۵/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود گنگوہی عفااللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۱۰/۵/۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۱/جمادی الاول ۵۹ھ

بلاطلاق نامہ دیکھے نکاح ثانی

سوال:- ۱۹۵۵ء میں مجھے طلاق ہوگئی تھی،طلاق نامہ میرے بھائیوں کے قبضے میں ہے وہ لوگ اس کو دینا نہیں چاہتے اور میرے عقد ثانی سے بھی وہ متفق نہیں ہیں۔ میں بالغ ہوں اور اپنا نفع ونقصان سمجھتے ہوئے عقدِ ثانی کرنا چاہتی ہوں۔لیکن قاضی ومولوی صاحبان طلاق یاکوئی چشم دیدشہادت چاہتے ہیں اور یہ بھائیوں کی وجہ سے نہیں ہوپارہاہے۔کیااس کےعلاوہ اورکوئی ذریعہ ایسابن سکتا ہے کہ میں اپنا عقد ثانی کرسکوں؟اگر ہےتومطلع فرماویں۔

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۱۳/ج۵/کتاب الکراهية،الفصل الثاني في العمل بخبر الواحد في المعاملات،المحيط البرهاني ص ۴۹۵/ج۷/كتاب الكراهية،الفصل الاول في العمل بخبر الواحد،نوع آخرفي العمل بخبرالواحد بارتداداحدالزوجين الخ،مطبوعه المجلس العلمي ڈابھيل،هدايه ص ۴۶۹/ج۴/كتاب الكراهية،فصل في البيع،مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

بھائی اگر طلاق نامہ نہیں دیتے اور بغیر اس کو دکھائے آپ کا دوسرا نکاح نہیں ہو رہا ہے تو یہ بھائیوں کی طرف سے ظلم ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس کو آپ کے کہنے پر اعتماد ہو اور بغیر طلاق نامہ دیکھے وہ نکاح پر آمادہ ہو تو اس سے نکاح درست ہو جائے گا۔ اگر آپ کے شوہر کو طلاق دیدینے کا اقرار ہو تو طلاق نامہ کسی کو دیکھنے کی ضرورت نہیں، بلا طلاق نامہ دیکھے نکاح درست ہوگا جب کہ عدت بھی گذر چکی ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۹/۸۸ھ

بیوہ کے لئے نکاح ثانی

سوال: – زید کی عورت بیوہ ہوگئی وہ یہ چاہتی ہے کہ میں اپنی عمر اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دوں یعنی نکاح ثانی نہ کروں یہ ڈر ہے کہ کہیں قیامت میں ماخوذ نہ ہوں چونکہ وہ جانتی ہے کہ نکاح ثانی کرنا سنت ہے۔

فرمایئے! اس صورت میں جب کہ وہ صوم وصلوٰۃ پر قائم ہے بوجہ نکاح ثانی نہ کرنے کے مستحق عذاب ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کو معصیت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں بلکہ اطمینان سے زندگی بسر کرسکتی ہے تو اس کے ذمہ نکاح ثانی ضروری نہیں اور نکاح ثانی نہ کرنے سے مستحق عذاب نہ ہوگی تاہم اگر

[1] ولوأن امرأة قالت لرجل ان زوجی طلقنی ثلاثاً وانقضت عدتی فان كانت عدلة وسعه أن يتزوجها وإن كانت فاسقة تحرى وعمل بما وقع تحريه عليه كذا فی الذخيرة (الهندية ص۳۱۳/ ج۵/الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات، مكتبه كوئٹه پاكستان، البحر الرائق ص ۲۰۱/ ج۸/ كتاب الكراهية، فصل فی البيع، تبيين الحقائق ص ۲۶/ كتاب الكراهية، فصل فی البيع، مطبوعه امداديه ملتان.

سنت سمجھ کر کرے گی تو ثواب کی مستحق ہوگی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/ جمادی الثانی ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۷/ ۵۶ھ

تین طلاق کے بعد نکاح ثانی

سوال: - زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اور گھر سے نکال دیا۔ لڑکی اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ پھر لڑکے کا ماموں آیا اور خوشامد کر کے لڑکی کو لے گیا۔ لڑکے نے پھر اس کو نکال دیا اور اس کے ماموں کے یہاں چلی آئی۔ لڑکی کچھ دنوں کے بعد پھر شوہر کے مکان پر پہونچ گئی۔ تو لڑکے نے کہا کہ جب میں تجھ کو تین طلاق دے چکا ہوں تو بار بار میرے مکان پر آنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو بچہ تھا وہ زید نے رکھ لیا۔ اب لڑکی تنہا اپنے باپ کے گھر پر ہے۔ اب لڑکی کا والد اس کو دوسری جگہ نکاح کر کے بھیج سکتا ہے یا نہیں؟ اس بات کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب شوہر کو طلاق کا اقرار ہے وہ رکھنے پر تیار نہیں۔ وقت طلاق سے تین حیض گزرنے پر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح درست ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱/۷ ۱۳۹۷ھ

---

[۱] ويكون واجباً عند التوقان ويكون سنة، ويثاب إن نوى تحصيناً وولداً حال الإعتدال الدر المختار على ردالمحتار كراچی ص۷/ ج۳/ الدر المختار نعمانی ص ۲۶۱/ ج۲/ كتاب النكاح، مجمع الانهر ص۴۶۷/ ج۱/ اول كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، النهر الفائق ص۱۷۵/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] ولو اقر بالطلاق كاذبا اوهازلا وقع قضاء شامی زكريا ص ۴۴۰/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

بلا اجازت زوجۂ اُولیٰ نکاح ثانی سے نکاح اول منسوخ نہیں ہوگا

سوال:- اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی رضا مندی یا اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کرلے تو کیا دوسرا نکاح نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسرے نکاح کی وجہ سے پہلا نکاح منسوخ نہیں ہوگا اگرچہ بیوی سے بغیر اجازت لئے کیا ہو[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قبول اسلام کے بعد نکاح ثانی

سوال:- ایک مسماۃ عیسائی اپنے کو یہ کہتی ہے کہ میرا شوہر تو مر گیا اب میں مسلمان سے شادی کرکے رہنا چاہتی ہوں۔ ایسی صورت میں اس عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ج ۴/ کتاب الطلاق، قبیل مطلب فی المسائل اللتی تصح مع الاکراہ واذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائنا اورجعياً او ثلاثاً وهی حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء. عالمگیری کوئٹه ص ۵۲۶/ ج ۱/ الباب الثالث عشر فی العدة، سکب الانهر ص ۱۴۲/ ج ۲/ باب العدة، مطبوعه دار الکتب العلميه بيروت، درمختار علی الشامی زکریا ص ۱۸۲، ۱۸۱/ ج ۵/ باب العدة.

[۱] کیونکہ شریعت نے بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے۔ وصح نكاح اربع من الحرائر والاماء فقط للحر الخ، الدر المختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۱۳۸/ ج ۴/ فصل فی المحرمات، بحر کوئٹه ص ۱۰۵/ ج ۳/ فصل فی المحرمات هندیه کوئٹه ص ۲۷۷/ ج ۱/ الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الرابع.

الجواب حامداً ومصلیاً

اسلام قبول کرلے۔ عدت گذر چکی ہوتو کسی مسلمان سے شادی کرے[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۴/۱/ ۹۶ھ

خفیہ نکاح

سوال: - ایک شخص یعنی غلام نبی ولد غلام محمد ایک عورت کے ساتھ عورت کے ورثاء سے خفیہ نکاح کرتا ہے جس کا نام خدیجہ بی بی بنت سردار خان ہے، عورت بیوہ ہے رشتہ دار اس شخص یعنی غلام نبی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس عورت سے علیحدہ ہوجا چونکہ شبہ ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ عورت میری ماں بہن کی طرح ہے۔ حالاں کہ دوتین سال ہوچکے خفیہ نکاح ہوئے۔ عام مجلس میں اقرار کرکے بری ہونے کے چند دن بعد دونوں نکاح ظاہر کرتے ہیں ایسے شخص کا کیا حکم ہے کیا اس سے بائیکاٹ کرسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً علىٰ الأصح فاهمين أنه نكاح علىٰ المذهب اھ درمختار[2] أمر الأب رجلاً أن يزوج صغيرته فزوجها عند رجل اوامراتين والحال أن الأب حاضر صح لأنه يجعل عاقداً حكماً والا لاولوزوج بنته

---

[1] وتنكح المهاجرة الى قوله وكذا أذاأسلمت فى دارالاسلام وقالا تجب العدة،عالمگیری كوئٹه ص ۳۳۸/ج ۱/الباب العاشر فى نكاح الكفار،الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳۶۵/ ج ۴/ باب نكاح الكافر، مطلب الصبى المجنون ليسابأهل،تبيين الحقائق للزيلعى ص ۱۷۷/ ج ۲/باب نكاح الكافر،مطبوعه امداديه ملتان.

[2] الدرعلى الرد كراچى ص ۲۱/ج ۳/كتاب النكاح،مطبوعه زكرياص ۸۷/تا ۹۲/ج ۴/ سكب الانهرعلى هامش مجمع الانهرص ۳۷۲/ج ۱/كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،هدايه ص ۳۰۶/ج ۲/كتاب النكاح،مطبوعه ياسرنديم.

البالغةالعاقلةبمحضر شاهد واحد جاز ان كانت بنته حاضرة لأنها تجعل عاقدة والا لا اھ درمختار[١] ويندب اعلانه وخطبته وكونه فى مسجد اھ در مختار[٢].

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ نکاح کے لئے کم ازکم دوگواہوں کا ہونا شرط ہے اور اعلان کے ساتھ نکاح کرنا مستحب ہے پس اگر مسمی غلام نبی نے دوگواہوں کی موجودگی میں خدیجہ سے نکاح کیا ہے تو وہ شرعاً صحیح اور منعقد ہوگیا۔ بشرطیکہ کوئی اور بھی مانع حرمت مصاہرت کا وعدم کفاءت وغیرہ نہ ہوں البتہ اعلان نہ کرنے سے مستحب کا تارک ہوا لیکن ترک مستحب پر بائیکاٹ کرنا جائز نہیں[٣] (اورخاص کر جب کسی مصلحت سے مستحب کو ترک کیا ہو) اوراگر دوگواہ بھی بوقت نکاح موجود نہیں تھے تو یہ نکاح فاسد ہوا اوراس کا حکم یہ ہے کہ متارکت لازم ہے[٤] اور اس کے بعد عدت گذار کر اگر طرفین رضامند ہوں تو دوبارہ باقاعدہ نکاح کریں۔ اگر غلام نبی

---

[١] درمختار على الشامى زكرياص ٩٤، ٩٥/ج ٤/ كتاب النكاح،مطلب فى عطف الخاص على العام، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ٤٧٤/ ج ١/ آخر كتاب النكاح،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت،هدايه ص ٣٠٧/ ج ٢/ كتاب النكاح،مطبوعه ياسر نديم.

[٢] شامى زكريا ص ٦٦/ ج ٤/ كتاب النكاح،مطلب كثيرامايتساهل فى اطلاق المستحب على السنة،البحر الرائق ص ٨١/ ج ٣/ كتاب النكاح،مطبوعه الماجديه كوئٹه،النهر الفائق ص ١٧٦/ ج ٢/ كتاب النكاح،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[٣] يستفاد: تركه لايوجب اساءة ولاعتاباً كترك سنة الزوائد،درمختارمع الشامى ص ٤٧٧/ ج ١/ باب صفة الصلوة،مطلب آداب الصلوة،مطبوعه كراچى،الفقه الحنفى وادلتة ص ٤٤/ ج ١/ فقه العبادات،مستحبات الوضوء،مطبوعه دار الفيحاء بيروت.

[٤] ويجب مهر المثل فى نكاح فاسدوهو الذى فقدشرطامن شرائط الصحة كشهودالى قوله بل يجب على القاضى التفريق بينهما،درمختارعلى الشامى زكرياص ٢٧٤، ٢٧٦/ ج ٤/ كتاب النكاح،باب المهر،مطلب فى النكاح الفاسد،مجمع الانهر ص ١٤٣/ ج ٢/ كتاب الطلاق،باب العدة،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،البحر الرائق كوئٹه ص ١٦٩/ ج ٣/ باب المهر،باب العدة ص ١٣٩/ ج ٤/.

متارکت پر تیار نہ ہو اور مسئلہ سمجھانے کے باوجود نہ مانے تو پھر اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے[1]۔

نکاح صحیح ہونے کی صورت میں لوگوں کے دریافت کرنے پر یہ کہنا کہ یہ عورت میری ماں بہن کی طرح ہے، کنایات ظہار سے ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے ظہار یا طلاق کی نیت کی ہے تو وہ نیت معتبر ہے اور حسب نیت ظہار یا طلاق کا حکم جاری کیا جائے گا۔ اگر کرامت کی نیت کی ہے یا کچھ نیت نہیں کی ہے تو اس نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ وان نوی بانت علی مثل أمي أو کامي و کذا لو حذف (عليّ) خانيه براً أوظهاراً أوطلاقاً صحت نيته ووقع مانواه لأنه كناية والا ينو شيئاً اوحذف الكاف بأن قال أنت أمي تعين الأدنىٰ أى البر يعنى الكرامة. اھ درمختار[2]۔

اور اگر اس کہنے کے بعد باقاعدہ نکاح کیا ہے تو اس میں کوئی اشکال ہی نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٤/٣/٥٧ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف ١٥/ربیع الاول ٥٧ھ

نکاح خفیہ

سوال:- ایک مرد وعورت آپس میں دو گواہوں کے رو برو نکاح کرنا چاہیں اپنے

---

[1] فاماالهجران لاجل المعاصى والبدعةفواجب استصحابه الى ان يتوب من ذالک ولايتخلف فى هذا، المفهم اشكل من تلخيص كتاب مسلم ص ٥٣٤/كتاب البر والصلة، قبيل باب النهى عن التجسس الخ، حكم الهجران لاجل المعاصى، مطبوعه دار ابن كثير بيروت.

[2] درمختار كراچى ص ٤٧٠/ج٣/ باب الظهار مطبوعه نعمانيه ص٥٧٧/ ج٢/ زكريا ص ١٣١/ ج٥/ سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ١١٨/ ج ٢/كتاب الطلاق، باب الظهار، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، النهر الفائق ص ٤٥٢/ج٢/باب الظهار، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

رشتہ داروں کی پوشیدگی سے تو شرعاً یہ نکاح کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ اعلان کے ساتھ بڑے مجمع میں مسجد میں کیا جائے[1] اور جائز دو گواہوں کی موجودگی میں بھی ہوجاتا ہے۔ جب کہ وہ دونوں گواہ مرد مسلمان بالغ عاقل ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۹/۱۱/۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ ذی قعدہ ۵۳ھ

تحقیق کے بعد منکوحہ کا نکاح پڑھانا جرم نہیں

سوال:- ایک شخص ایک مسجد میں امام ہے۔ دو آدمی امام کے پاس آئے اور وہ کہنے لگے کہ امام صاحب ہمارے یہاں چل کر ایک لڑکی کا نکاح پڑھا دیجئے۔ جس پر امام نے یہ تحقیق کی کہ بیوہ عورت کا نکاح ہے یا کنواری لڑکی کا؟ انھوں نے کہا کنواری لڑکی کا نکاح ہے اور قسم کھا کر دونوں شخص کہنے لگے امام صاحب گھبراؤ نہیں یہ نکاح اس لڑکی کا پہلا نکاح ہے۔ اس کے برخلاف صورت یہ تھی کہ اس لڑکی کا نکاح نابالغی کی عمر میں پہلے کسی دوسرے سے ہوچکا تھا، جس کا علم امام صاحب کو نہیں تھا۔

---

[1] ویندب إعلانه وتقديم خطبة و كونه فی مسجد يوم جمعة الدر المختار كراچی ص ۸/ ج ۳/ كتاب النكاح، مطبوعه زكريا ص ٦٦/ ج ۴/ مطلب: كثير ا مايتساهل فی اطلاق المستحب على السنة، النهر الفائق ص ١٧٦/ ج ٢/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ٨١/ ج ٣/ كتاب النكاح.

[2] ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين او رجل و امرأتين الخ، هدايه ص ٣٠٦/ ج ٢/ كتاب النكاح، مطبوعه ياسر نديم، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ٢٧۴/ ج ١/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، درمختار على الشامی زكرياص ٨٧/ تا ٩٢/ ج ۴/ كتاب النكاح، مطلب: الخصاف كبير فی العلم يجوز الاقتداء به.

اس بیان پر امام صاحب نکاح پڑھانے کے لئے چل دیئے۔ جب مکان پر پہنچے تو وہاں ۱۰/۱۵/ آدمی موجود تھے، امام صاحب نے ان سے بھی دریافت کیا کہ لڑکی مطلقہ ہے یا غیر مطلقہ؟ تو سب نے یہی جواب دیا کہ کنواری لڑکی ہے اور اس لڑکی کا یہ پہلا نکاح ہے۔ امام صاحب نے نکاح پڑھا دیا۔ تین دن کے بعد امام صاحب کو معلوم ہوا کہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو چکا تھا اور وہاں سے طلاق بھی نہیں ہوئی۔ اب بتلایئے کہ امام صاحب کا جرم مانا جائے گا یا نہیں؟ جب کہ امام صاحب بالکل بے خبر تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امام صاحب نے تحقیق کی، متعدد آدمیوں سے دریافت کیا جب اطمینان ہو گیا تب نکاح پڑھایا اس لئے امام صاحب مجرم نہیں البتہ وہ نکاح صحیح نہیں ہوا جب کہ پہلے اس لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے اور وہاں سے طلاق نہیں ہوئی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱/۵/ ۱۳۹۵ھ

ایک سے چار تک نکاح کی اجازت

سوال:- ہمارے بھارت سرکار نے یہ قانون نافذ کر دیا ہے کہ کوئی بھی شخص ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ بیوی نہیں رکھ سکتا۔ کیا ہم بھارتی مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا لازم ہے؟ جب کہ اسلامی شریعت کے مطابق ایک شخص بیک وقت چار بیوی رکھ سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شریعت نے حسب استطاعت ایک مرد کو چار عورتوں تک اجازت دی ہے، اس

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا. شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج ۴/ باب المهر، مطلب فی النكاح الفاسد، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی يتعلق بهاحق الغير، قاضيخان علی الهندية کوئٹه ص ۳۶۲/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانكحة.

اجازت کو کوئی بھی ضبط نہیں کرسکتا۔ البتہ جو شخص مساوات کا برتاؤ نہ کرسکے اس کو ایک سے زیادہ کی اجازت خود شریعت نے نہیں دی بلکہ اس کو تاکید کی ہے کہ ایک ہی پر کفایت وقناعت کرے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶؍۱۲؍۹۴ھ ۱۳

دوعورتوں سے دودفعہ نکاح کیا چار کے حکم میں ہے؟

سوال:-(۱) ایک مسلمان ہے جو کہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ قرآن وسنت کا پابند ہے، میرا قریبی بھائی ہے۔ اس نے پہلے ایک نکاح کیا ہے (الف کے ساتھ) پھر اس کو طلاق دے کر دوسری شادی کرلی (ب کے ساتھ) ایک سال کے بعد اس کے ساتھ بھی ان بن ہوگئی اور (ب) کو بھی طلاق شرعی لکھ کر عدالت سے دے دی نہ کہ تین عدتوں میں جس طرح شریعت کہتی ہے۔ کچھ عرصہ (۸؍ماہ) ہوا تو یہ عورت (ب) نادم ہوکر آئی اور اس نے شادی کرنی چاہی وہ دونوں عدالت میں گئے اور وہاں ایک بیان حلفی پبلک نوتری سے تصدیق کراکے شادی دوبارہ رچائی اور کوئی خطبۂ نکاح انجام نہ پایا۔ اسی دوران اس عورت کو حمل ٹھہرا اور ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ پھر اسی عورت (ب) کو فحش کلامی کی بنا پر اس مرد نے دوبارہ عدالت سے طلاق نامہ دے کر اپنی زوجیت سے الگ کردیا ہے اور تقریباً آٹھ سال سے الگ ہے۔ عورت (ب) نے دوسری شادی کرکے دوسرے مرد سے دو بچے حاصل کئے ۔عرض یوں ہے کہ جو لڑکا عورت (ب) کو پہلے مرد سے سمجھئے یعنی میرے بھائی سے ہوا ہے کیا وہ شرعاً مرد کا ہے یا عورت کا حق کہ وہ لڑکا اس وقت ۹؍سال کا ہے اور امی جان کے پاس رہتا ہے۔ کیا یہ شرعی طور سے باپ کا وارث کہلائے گا مجھے شک ہے چونکہ شادی شرعی طور سے انجام نہیں پائی تھی۔ تو یہ بچہ کس کا ہے صحیح

---

[1] فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربعٰ فان خفتم الاتعدلوا فواحدۃ، سورۃ النساء آیت ۳؍۔
ترجمہ: تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے پس اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو۔ (از بیان القرآن)

قرآنی وشرعی فیصلہ دے کر مشکور وممنون فرمائیں۔

(۲) اب یہ جو مرد ہے سمجھئے (یعنی) میرا بھائی اس نے دوسری دفعہ پہلی والی عورت (الف) سے دوبارہ شادی کی ہے۔اوراس کے تین بچے ہیں۔اس طرح سے اس نے چار دفعہ نکاح کیا ہے جب کہ بیویاں صرف دو ہیں تو کیا ایسے مرد پر شرعی حد یعنی چار نکاح کا ہونا عمل میں آیا ہے۔یا یہ کہ وہ اگر چاہے شریعت کی رو سے تیسری بیوی کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) شخص مذکور نے (ب) کو جو طلاق شرعی لکھ کر دی ہے وہ بعینہ یا اس کی نقل ارسال کریں اس کو دیکھ کر معلوم ہو سکے گا کہ پھر اس سے جو دوبارہ نکاح کیا ہے اس کی اجازت شرعاً تھی یا نہیں۔نیز بتائیں کہ دوبارہ نکاح گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول سے ہوا ہے یا پہلی طلاق سے رجعت کی ہے اور پہلے نکاح ہی کو باقی رکھا گیا ہے۔

نوٹ:- جب بچہ نو سال کا ہو گیا تو آج اس کی تحقیق کی کیا ضرورت پیش آئی پہلے سے اتنی مدت میں مسئلہ کیوں دریافت نہیں کیا؟ کیا محض وراثت کی بنا پر دریافت کرنا ہے اور وہ شخص خود کیا انتقال کر گیا یا ابھی زندہ ہے۔

(۲) عورتیں تو دو ہی اس کے نکاح میں آئی ہیں اگرچہ ان سے بار بار نکاح کی نوبت آئی۔ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ چار نکاح کر چکا،اس کے چار بیویاں موجود ہیں اب اگر کسی اور سے نکاح کرے گا تو وہ پانچویں بیوی ہوگی جو کہ ناجائز ہوگی بلکہ وہ تیسری ہوگی اور جائز ہوگی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵؍۲؍۶ ۱۴۰۱ھ

بیوی کو طلاق دیکر اس کی بہن سے نکاح کسی مصلحت سے

سوال:- میری بیوی قریب ۱۲؍۱۴؍سال سے ٹی بی کی مریض ہے،اس سے کوئی کام

[۱] فانکحوا اما طالب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع، سورہ نساء پ۴؍آیت ۳؍.

نہیں ہوتا اور اس کے دولڑکے بھی ہیں اور بچوں کی کوئی محبت نہیں ہے۔ اس لئے میری بیوی یہ چاہتی ہے کہ مجھے آزاد کر کے میری چھوٹی بہن بیوہ سے عقد نکاح کرلیں۔ اس سے کام کی پریشانیاں دور ہوجائیں گی۔ یہ نکاح جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بیوی کی خود خواہش ہے اور اس کی تیمارداری نیز بچوں کی پرورش کی ضرورت ہے کہ مریضہ بیوی کو طلاق[1] دے کر بعد عدت اس کی بیوہ بہن سے آپ نکاح کرلیں تو شرعاً اجازت ہے۔ پہلی بیوی سے پھر پردہ لازم ہوجائے گا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/ ۹۲ھ

مرحومہ بیوی کی منع کردہ جگہ پر نکاح

سوال:- میری بیوی مرحومہ مرنے سے پہلے مجھے نصیحت کرتی رہتی تھی کہ میرے مرنے کے بعد تو فلاں جگہ شادی نہ کرنا اور جہاں چاہے شادی کرلینا۔ اب اس کا انتقال ہوگیا ہے اور میرا رشتہ وہیں سے پکا ہو رہا ہے۔ اب اس بارے میں تحریر کریں کہ میں رشتہ قبول کروں یا نہ کروں؟

---

[1] الاصح حظره اى منعه الالحاجة كريبة وكبروفى الشامى،وأما الطلاق فان الاصل فيه الحظر بمعنى انه محظورالالعارض يبيحه،الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكرياص ۴۲۸، ۴۲۷/ ج۴/اول باب الطلاق،البحرالرائق كوئٹه ص۲۳۷، ۲۳۶/ج۳/مجمع الانهرص ۴،۳/ج۲/ اول كتاب الطلاق مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] نظرالرجل الى المرأة الاجنبية حرام من كل شئ من بدنها وكذالک نظرالمرأة الى الرجل سواء كانت بشهوة او بغيرها،مرقاة المفاتيح ص ۴۰۹/ج۳/كتاب النكاح،باب النظرالى المخطوبة الفصل الاول مطبع بمبئى،طيبى ص ۲۵۲/ج۶/كتاب النكاح،باب النظرالى المخطوبة الفصل الاول مطبع زكريابكڈپو ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

بیوی کے منع کر دینے سے وہ عورت آپ پر حرام نہیں ہوئی[1] شادی کریں گے تو نکاح درست ہو جائیگا[2] آپ کو اختیار ہے اپنی مرحومہ بیوی کا کہنا مانیں یا اپنے دل کا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۱۲/ ۹۲ھ

نکاح میں کھانے کپڑے وغیرہ کا تذکرہ

سوال:- زید نے نکاح کے بعد خطبہ پڑھا اور بوقت نکاح کھانا کپڑا نان ونفقہ کا تذکرہ نہیں کیا بکر کا دعویٰ ہے کہ یہ نکاح درست نہیں ہوا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح ایجاب وقبول سے ہو جاتا ہے[3] جب کہ کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہو[4] خطبہ ایجاب وقبول سے پہلے سنت ہے۔ کتب فقہ، درمختار[5] بحر[6] فتح القدیر[7] وغیرہ میں ایسا ہی مذکور ہے

---

[1] واحل لکم ماوراء ذالکم الایه سورة النساء رقم الایه ۲۴/.

[2] فانکحوا ماطاب لکم من ا لنساء، سورة النساء پ۴/آیت ۳/.

[3] وینعقد متلبساً بایجاب من احدهما وقبول من الأخر وضعا للمضى له درمختار على الشامى كراچى ص ۹/ج۳/ كتاب النكاح،البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ج۳/كتاب النكاح،زيلعى ص ۹۶/ج۲/كتاب النكاح،مطبع امداديه ملتان.

[4] وشرط حضور شاهدين حرين او حروحرتين مكلفين سامعين قولهما معاً درمختار على الشامى كراچى ص ۲۱/ج۳/كتاب النكاح،تبيين الحقائق ص۹۸/ج۲/كتاب النكاح،مطبع امداديه ملتان،البحر الرائق كوئٹه ص۸۷/ج۳/كتاب النكاح.

[5] ويندب اعلانه وتقديم خطبة الخ،درمختار على الشامى كراچى ص۸/ج۳/ كتاب النكاح، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱/ج۳/كتاب النكاح،فتح القدير (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کھانا کپڑا نان ونفقہ کا ذکر نکاح میں نہیں ہوتا۔ بکر کا یہ دعویٰ صحیح نہیں اس سے دریافت کیا جائے کہ صحت نکاح کے لئے نان ونفقہ کا ذکر کس کتاب میں لکھا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دوسرے کی بیوی کو لے کر بھاگ جانا اور طلاق شوہر کے بعد، بعد عدت نکاح

سوال:- (۱) زید کسی کی بیوی سے محبت کر کے اس کو لیکر بھاگ گیا، اپنی بیوی کی طرح استعمال کیا۔ اس عورت کا شوہر اس بدسلوک کو دیکھ کر اسے تین طلاق دیا۔ ادھر وہ عورت اس نے زید کے گھر پر تین حیض گذارے۔ زید نے بعد قضاء العدت اس سے شادی کی۔ اب سوال یہ ہے کہ عدت گذارنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ مفصل ومدلل جواب تحریر فرمائیں۔

(۲) بغیر توبہ کئے ہوئے دونوں کا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور شرعاً ومعاشرۃً کیا سزا ہونی چاہئے؟ جب کہ ہندوستانی دارالقضاۃ ہر جگہ موجود نہیں ہے۔

(۳) نکاح پڑھانے والوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟ اگر نکاح پڑھانے والا امام ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو خلاف اولیٰ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) کسی کی بیوی لیکر بھاگ جانا معصیت کبیرہ اور سخت حرام ہے[۱]۔ جب شوہر نے

(پچھلے صفحہ کے حواشی) ص ۱۸۹ / ج ۳ / کتاب النکاح، مطبع دار الفکر.

[۶] البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۱ / ج ۳ / کتاب النکاح فتح القدیر ص ۱۸۵ / ج ۳ / کتاب النکاح، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۷] فتح القدیر ص ۱۸۹ / کتاب النکاح، دار الفکر بیروت. (حاشیہ نمبر ۱ / اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

طلاق دیدی اوراس کے بعد تین ماہواری گذر گئی اگر چہ کہیں گذری ہوتو عدت پوری ہوگئی، پھر دوسرے شخص سے نکاح کی اجازت ہوگئی، یہاں تک کہ اگر عورت کوطلاق کا علم بھی نہ ہوتب بھی مدت پوری ہونے پر کہا جائے گا کہ عدت ختم ہوگئی۔وانقضاءہ بدون علمها اھ[۱] بحر ۱۲۴/ج ۴/۔

(۲) اس کمینہ اورحرام حرکت سے توبہ بہرحال لازم ہے،دونوں توبہ کریں، نادم ہوں[۲]،نکاح کرادیا جائے۔معاشرہ کوآج کس سزا پر قدرت ہے۔

(۳) بعد عدت نکاح پڑھادیا تو ٹھیک کیا، دونوں کومعصیت سے بچالیا، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔معاشرہ کواگر قدرت تھی تو دونوں کواس معصیت سے روکنا لازم تھا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۲/ ۹۱ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۱] خدع امرأةً :انسان وأخرجها وزوجها من غيره يحبس الى ان يحدث توبته اويموت لانه سعى فى الارض بالفساد،الاشباه والنظائر ص ۴۷/ج ۲/كتاب الحدود،الفن الثانى،الفوائد،مطبوعه كراچى،درمختارعلى الشامى زكريا ص ۱۳۴/ج ۶/باب التعزير،مطلب العامى لامذهب له.

[۱] البحر الرائق كوئٹه ص ۱۴۴/ج ۴/باب العدة،مجمع الانهر ص ۱۴۹/ج ۲/باب العدة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،درمختارعلى الشامى كراچى ص ۵۲۰/ج ۳/باب العدة، مطلب فى وطء المعترة بشبهة.

[۲] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبةً وانها واجبة على الفور ولايجوز تاخيرها الخ ، روح المعانى ص ۲۳۶/ج ۱۵/الجزء الثامن والعشرون،سورۂ تحريم آيت ۸/مطبوعه دارالفكر بيروت نووى على هامش مسلم ص ۳۵۴/ج ۲/باب التوبة،مطبوعه رشيديه دهلى،وركنها الاعظم الندم ،روح المعانى ص ۲۳۵/ ج ۱۵/الجزء الثامن والعشرون،سورۂ تحريم آيت ۸/مطبوعه دارالفكر بيروت،شرح نووى ص ۱۵/ على المسلم ص ۳۵۴/ج ۲/ كتاب التوبة،طبع رشيديه دهلى.

لڑکی نے بھاگ کرلڑکے کے ساتھ نکاح کرلیا

سوال:-ایک گاؤں کا لڑکا دوسرے گاؤں کے ایک بوڑھے اور بڑھیا کے پاس رہنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس بوڑھے کا انتقال ہوگیا۔ وہ لڑکا اب تک اس بڑھیا کے پاس ہے۔اس بڑھیا کی لڑکی کی ایک بالغ لڑکی ہےاس لڑکی کے والدین نے لڑکے سے کہا تم فکر نہ کرو تمہاری شادی ہم اپنی لڑکی سے کردیں گے۔لیکن دو چار ماہ انتظار کرنا ہوگا۔وہ لڑکا کہنے لگا کہ جب شادی کرنی ہے تو اسی ماہ میں کردیجئے۔ اس کے بعد ان لوگوں میں جھگڑا ہوگیا اور جھگڑے کے بعد اس لڑکی کے والدین نے شادی کرنے سے انکار کردیا اور لڑکی کو جب انکار کا علم ہوا تو اس نے اپنے والدین سے کہا کہ جب تم لوگوں نے شادی کی بات کرلی تھی تو انکار نہیں کرنا چاہئے تھا،مگر اس کے والدین شادی کرنے پر رضامند نہیں ہوئے اور جب ان دونوں کی شادی نہیں ہوئی تو لڑکی بھاگ کر لڑکے کے پاس آئی اور شادی کرلی،تو کیا یہ نکاح درست ہوا؟ گواہ سات لوگ بیٹھے تھے،جب ان کو معلوم ہوا کہ لڑکی بھاگ کر آئی ہے تو سب لوگ بھاگ گئے صرف دو آدمی نکاح کے وقت بچے۔ان میں سے ایک کے ڈاڑھی تھی اور ایک کے نہیں تھی۔یہی دو آدمی نکاح کے شاہد ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

لڑکی کے والدین نے سخت غلطی کی کہ بات چیت طے کرلینے کے باوجود اپنے جھگڑے کی وجہ سے شادی کرنے سے انکار کردیا اور لڑکی کے توجہ دلانے سے بھی آمادہ نہیں ہوئے۔اس غلطی کا خمیازہ اس طرح بھگتنا پڑا۔انا للہ الخ۔لڑکی اور لڑکے نے بھاگ کر بہت نالائقی کا ثبوت دیا کہ خاندان کی عزت کو داغ لگایا،خلافِ شرع کام کرکے گنہگار ہوئے۔تاہم جب دو گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول کرلیا تو نکاح منعقد ہوگیا،اگرچہ ایک گواہ

کے ڈاڑھی نہیں، انعقادِ نکاح ایسے لوگوں کے سامنے بھی ہوجاتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/ ۹۲ھ

نکاح کے بعد ملازم چمار کے ساتھ بیوی بھاگ گئی

سوال:-(۱) زید کا نکاح اس کے ماموں کی لڑکی سے پچھلے سال ہوا تھا، رخصتی نہیں ہوئی تھی یہ طے ہوا تھا کہ رخصتی اگلے سال ہوگی۔ نکاح کے نو یا دس ماہ کے بعد لڑکی اپنے ایک ملازم چمار کے ساتھ بھاگ گئی یا وہ بھگا لے گیا۔ بعد تلاش کے چار دن بعد لڑکی بہرائچ میں اس نوکر کے ساتھ ملی۔ لڑکی کے باپ اس کو اپنے گھر لائے اور زید کو بلا کر روپیہ پیسہ سامان کا لالچ دیکر لڑکی کو زید کے ساتھ رخصت کر دیا۔ زید کے والدین کو ان واقعات کا علم ہو گیا تھا، تو جب زید اپنی بیوی کو لیکر اپنے گھر آیا تو والدین نے مکان سے نکالدیا۔ مجبوراً زید اپنی بیوی کو لیکر کہیں چلا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ والدین گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

(۲) زید کے حق میں وہ عورت حلال رہی یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ضابطہ میں بالغ لڑکے اور اس کی بیوی کا نفقہ والد کے ذمہ نہیں[2] جبکہ لڑکا محتاج نہ ہو خود کماتا ہو، اس لحاظ سے ان کو نکال دینا جرم نہیں۔ نیز اس کو چاہئے تھا کہ جب اس کا نکاح اس

---

[1] وینعقد بإیجاب من أحدهما وقبول من الأخر وشرط حضور شاهدین ولو فاسقین مختصراً الدر علی الرد ص ۲۳/ ج ۳/ کراچی، عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۷/ ج ۱/ کتاب النکاح، الباب الاول، زیلعی ص ۹۸/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] ولا یجب علی الأب نفقة الذکور الکبار إلا أن یکون الولد عاجزا عن الکسب الهندیة ص ۵۶۳/ ج ۱/ الفصل الرابع فی نفقة الاولاد، مجمع الانهر ص ۱۹۲/ ج ۲/ باب النفقة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص ۲۰۱/ ج ۴/ باب النفقة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

کے والد نے کیا تھا تو رخصتی بھی ان کے مشورہ وسرپرستی میں کر کے لاتا۔اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کی تنبیہ کے لئے نکال دینا بھی جرم نہیں۔تاہم آج کل ایسی طبائع کم ہیں جو ایسی تنبیہات سے اصلاح پذیر ہوں، بلکہ دیگر خطرات بھی ہوتے ہیں جن کا سد باب اہم ہوتا ہے جیسے یہی لڑکی ملازم چمار کافر کے ساتھ چلی گئی تھی۔

(۲) اس نالائق حرکت کے باوجود وہ عورت اس کی بیوی ہے اور حلال ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۴/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/ ۹۲ھ

بدکاری کی وجہ سے گھر سے نکالی گئی بھانجی کو اپنے یہاں پناہ دینا

سوال:- میری بہن کی لڑکی ہے اس کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔باپ نالائق ہے۔ بھائی نے گھر سے باہر کر دیا ہے اس وجہ سے کہ اس کے ناجائز بچہ پیدا ہونے والا ہے وہ لاوارث تھی اس لئے میں نے اس کی شادی کر دی تھی۔لیکن سال بھر کے بعد اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دیا پھر دوسری جگہ شادی نہیں ہوئی تھی۔سوچ رہے تھے کہ اب کہاں رشتہ تلاش کیا جائے کہ اس کی زندگی بن جائے۔طلاق ہوئے ۲/ دو سال ہو گئے۔پہلی شادی جب ہوئی تو اس کے بھائی لوگ میرے اوپر بہت خفا ہوئے۔اس لئے دوسری شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زندگی عذاب بن کر رہ گئی۔ بھائیوں نے جب نکال دیا تو میرے گھر آئی ہے، رہ رہی ہے،اب بتائیے کہ میں اپنے گھر رکھوں یا نہ رکھوں اور اب اس کے بارے میں کیا کیا جائے یعنی لڑکی کے بارے میں کیا فیصلہ کیا جائے؟ مجھ کو رکھنے میں

[1] والمزني بها لا تحرم على الزوج الخ،البحر الرائق ص ۱۳۹/ ج۴/ باب العدة ،مطبوعه الماجديه كوئٹه،شامي زكريا ص ۱۴۴/ ج۴/ كتاب النكاح،فصل في المحرمات،مجموعة الفتاویٰ ص۷۷/ ج۳/ كتاب النكاح،نكاح بزني باطل نشود مطبوعه يوسفي لكهنؤ.

عذاب ہوتو میں لڑکی کونکال دوں؟ اوراگرعذاب نہ ہوتو میں رکھے رہوں اور پھر جب بچہ پیدا ہوتو بچہ کا کیا کروں؟ بچہ کوکہیں دور بھیجدوں یا کیا کروں؟ میں بہت پریشان ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگروہ اس وقت نہ کسی کے نکاح میں ہے نہ عدت میں ہےتو کوشش کرکے کسی مناسب جگہ اس کا نکاح کردیا جائے۔ کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی جائے[1] اور جب تک نکاح نہ ہوآپ اس کواپنے گھر رکھ سکتے ہیں۔ وہ آپ کی بھانجی ہے۔آپ اس کے محرم ہیں۔ جو بچہ غلط طریقہ پر پیدا ہواس کا کیاقصور ہے[2]؟ وہ اپنی ماں کے پاس رہے گا اس کوماں سے جدانہ کیاجائے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۱۳۹۹ھ

سابقہ مطلقہ سے بضرورت دوبارہ نکاح مگر والدین ناراض ہیں

سوال:- تیرہ ۱۳/سال قبل میں نے اپنے بڑے والد کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ دو۲/سال تک زندگی بہت خوشگوار گذری،مگر دوسال بعد ہی خاندانی نااتفاقی کی بناء پرطلاق دینی پڑی۔طلاق کے وقت وہ میرے دوسرے بچے کی ماں بننے والی تھی۔اب وہ دونوں بچوں کواپنے ہی پاس رکھ کرزندگی بسر کرنے لگی۔اس دوران میں نے دوسری شادی کرلی۔اس کے والدین نے بھی اس کی شادی دوسری جگہ پرکردی،اسے اپنے بچوں کی فکردامن گیر ہوئی

---

[1] عن ابی حاتم المزنی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذاجاء کم من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ الاتفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد الاتفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد قالوا یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وان کان فیہ قال اذا جاء کم من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ ثلث مرات، ترمذی شریف ص۲۰۷/ج۱/.ابواب النکاح باب ماجاء فیمن ترضون دینہ فزوجوہ مطبوعہ بلال دیوبند.

[2] واما افتضاح اولاد الزنا فلافضیحۃ الی قولہ ولاذنب لھم فی ذالک حتی یترتب علیہ الافتضاح انتھی تفسیرروح المعانی ص۷۶/ج۹/سورۃ الاسراء رقم الایہ۱۷/مطبع دارالفکر.

اوراس پریشانی کے تحت وہاں سے بھی طلاق ہوگئی۔اس دوران اس کے والد کا بھی انتقال ہوگیا۔وہ بےسہارا ہوگئی۔والد کے انتقال کے بعد بھائیوں نے بھی ساتھ دینا بند کردیا۔اس درمیان اس نے مجھ سے اپنا دکھ درد بیان کیا اور دوبارہ نکاح کے لئے اصرار کیا اوراس پر میں بھی اس کی یہ مجبوری دیکھتے ہوئے تیار ہوگیا۔میری اپنی بیوی بھی ہے وہ بھی اس کے حالات کو دیکھتے ہوئے راضی ہوگئی ہے۔مگر میرے والد ایسا نہیں چاہتے اوران کے لئے پرانی دشمنی آڑ بنی ہوئی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ جب ایک بار گھر سے نکل گئی تو دوبارہ نہیں لانا چاہئے۔حالانکہ وہ لڑکی ہمارے والد کی سگی بھتیجی ہے۔اس کی والدہ نے ہمارے گھر آکر بہت منت سماجت کیا بہت سمجھایا۔لیکن والدین کسی طرح تیار نہیں ہوئے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب یہ رشتہ ہوجائے گا تو زندگی بھی سنور جائے گی،اور دشمنی بھی ختم ہوجائے گی۔اب مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔والدین بالکل تیار نہیں ہیں حالانکہ میں والدین سے الگ ہوں اپنا کاروبار ہے۔مجھے یقین ہے کہ دونوں کو سکھ چین کی زندگی دے سکتا ہوں ایسے حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ جواب سے جلد نوازیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ اس غریب کا دوسرے شوہر سے بھی تعلق ختم ہوگیا اور وہ بےسہارا ہوگئی اور آپ کے ساتھ نباہ ہوسکتا ہے۔نیز دونوں کے حقوق میں آپ برابری کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ بھی توقع ہے کہ اس سے نکاح ہونے پر خاندانی دشمنی ختم ہوکر میل ملاپ کی صورت پیدا ہوجائے گی تو آپ اس سے دوبارہ نکاح کرلیں۔امید ہے کہ اس کے نتیجے میں والدین بھی رضامند ہوجائیں گے اورآپ کے بچوں کی پرورش بھی آسان ہوجائے گی۔حق تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۱۳۹۴ھ

---

[1] فان طلقها فلاجناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدودالله الآيه،سورة البقرة آيت ص ۲۳۰/.

لڑکے کے گھر جا کر نکاح

سوال:- ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک زمیندار لڑکے کے ساتھ اس کے گھر جا کر کر دیا۔ جائز شرائط کے ساتھ ہوا کہ وہاں لڑکے کے والدین اور لڑکا اور لڑکی کے والدین اور لڑکی اور مولوی صاحب جنھوں نے نکاح پڑھایا۔ لڑکے کے گھر جانے کی ضرورت یوں پڑی کہ برادری والے دوسری جگہ شادی کرانے پر بضد تھے، تو کیا یہ نکاح درست ہو گیا؟ برادری والے دوبارہ نکاح کو کہتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب لڑکا اور لڑکی اور دونوں کے والدین اور گواہ موجود تھے اور نکاح کا ایجاب وقبول سب کی رضامندی سے شریعت کے مطابق ہوا ہے، اگرچہ کسی کے مکان میں ہوا ہے تو بلاشبہ وہ شرعاً صحیح اور معتبر ہو گیا[۱] برادری کا یہ کہنا کہ نکاح (ہماری سب کی موجودگی میں ہماری منشاء کے مطابق ہو) دوبارہ کیا جائے غلط اور بلاوجہ شرعی تنگ کرنا اور لڑکی کے والد کو مجبور کرنا کہ جہاں ہم کہیں وہاں نکاح کرو ظلم ہے۔ برادری کو لازم ہے کہ اپنی اصلاح کرے، ظلم سے باز آئے ورنہ اس کا وبال بہت سخت ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۳/ ۹۱ھ

---

[۱] وینعقد ملتبسا بایجاب من احدهما وقبول من الآخر الی قوله وشرط حضور شاهدین ای یشهد ان علی العقد الخ الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۸۷، ۹۱/ ج ۴/ کتاب النکاح، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۸، ۸۱/ ج ۳/ کتاب النکاح، مجمع الانهر ص ۴۷۲، ۴۶۷/ ج ۱/ کتاب النکاح، مطبع دار الکتب العلمیه بیروت.

[۲] عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله لیملی الظالم حتیٰ اذا اخذه لم یفلته ثم قرأ وکذالک اخذ ربک اذا اخذ القریٰ وهی ظالمة الایة متفق علیه، وعن ابن عمرؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الظلم ظلمات یوم القیامة متفق علیه مشکوة المصابیح ص ۴۳۴/ ج ۲/ کتاب الآداب باب الظلم، الفصل الاول، مطبع یاسر ندیم دیوبند.

رجسٹر میں ولدیت بدلنے سے نکاح پر اثر

سوال:-ایک شادی کے رجسٹر میں دلہا کی ولدیت میں لڑکے کے ماموں کا نام لکھا گیااس صورت میں یہ شادی درست ہوگی یانہیں؟چونکہ لڑکا بچپن میں اپنے ماموں کی تربیت میں تھا۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ لڑکی دولہا کے یہاں جاتی ہےاور گواہ اس کو دیکھ رہے ہیں،توانعقادِنکاح کے لئے اتنی بات کافی ہے[1] رجسٹر میں بالکل ہی اندراج نہ ہوتب بھی نکاح صحیح ہے۔والد کے نام کی جگہ ماموں کا نام لکھ دیا گیا ہو کیونکہ وہ ماموں کی تربیت میں تھا تب بھی نکاح میں خرابی نہیں آئی۔والد کے نام کی ضرورت رفعِ جہالت کے لئے ہوتی ہے جوحاضر میں موجودنہیں۔کذافی ردالمحتار[2] ۲۷۲/ج۲/نعمانیہ۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۴/۴/ ۹۴ھ

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ منکوحہ کا دماغی توازن صحیح نہیں

سوال:-زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔گھریلوپریشانیاں بڑھ گئیں۔جس کے باعث

---

[1] وينعقد اى النكاح متلبساً بايجاب من احدهما وقبول من الاخر،شامی کراچی ص ۹/ج۳/ کتاب النكاح،تاتارخانيه ص ۵۷۹/ج۲/کتاب النكاح،الفصل الاول،مطبوعه كراچی، النهر الفائق ص ۱۷٦/ج۲/کتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] والحاصل أن الغائبة لابد من ذكر اسمها واسم أبيها وجدها وإن كانت معروفة عندالشهود على قول ابن الفضل وعلى قول غيره يكفي ذكر اسمها إن كانت معروفة عندهم شامی کراچی ص ۲۲/ج۳/ کتاب النكاح،تاتار خانیه ص ۲۰۵/ج۲/کتاب النكاح،الفصل الخامس مطبوعه کراچی عالمگیری ص۲٦۸/ج۱/کتاب النكاح،الباب الاول فی تفسیره الخ مطبوعه کوئٹه.

عقد ثانی کی ضرورت پیش آئی، جس کے بارے میں زید نے اعزہ سے تذکرہ کیا۔ ان حضرات نے چند دنوں میں کوشش کر کے کافی دوری پر ایک رشتہ مطلقہ عورت تلاش کیا۔ صاحب رشتہ حضرات سے زید بالکل ناواقف و ناآشنا تھا۔ اعزہ خاص نے اس رشتہ پر ایسی خوشی ظاہر کی کہ جس سے زید اس رشتہ کے جوڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ باوجودیکہ پھر بھی دور دراز ہونے کی وجہ سے زید نے اپنے ان ہمدرد اعزہ سے کہا کہ بھائی سارے معاملات اور حالات کو بخوبی معلوم کرلیا جائے۔ جس پر ان حضرات نے جواب دیا کہ ایسا نہیں کہ ہم لوگوں کو سمجھ بوجھ کر غلط رشتہ سے پھنسا دیں۔ ہم لوگوں نے خوب سمجھ لیا ہے، تمہارے لئے یہ رشتہ بدرجہا بہتر ہے۔

بہرکیف زید ان حضرات کی اس خوش بیانی پر مطمئن ہوگیا۔ بعدازاں یہ حضرات صاحب رشتہ کے یہاں پہنچے اور اس مطلقہ عورت کے والدین سے گفتگو کر کے وہیں سے بذریعہ تار زید کو اطلاع دی کہ تم معہ سامانِ عقد فوراً چلے آؤ۔ حالانکہ زید کی خواہش تھی کہ اس عورت مطلقہ پر بذات خود بھی نظر ڈال لے، جس کا اظہار ان اعزہ پر بھی کر دیا۔ مگر ان حضرات نے زید کی اس خواہش کو پس پشت ڈال دیا اور زید کو کوئی ایسا موقع نہیں دیا گیا یا نہ ملا کہ وہ خود دیکھ لے۔ بہرحال اس اچانک موصول شدہ تار کی خبر پر زید سامانِ عقد لے کر صاحب رشتہ کے مکان پر پہنچ گیا اور اسی دن شب کو مجلس عقد منعقد ہوئی اور قاضی صاحب تشریف لائے اور اپنے نکاح نامہ رجسٹر کی خانہ پری کرنے لگے۔ عین وقت پر جب مہر کا مسئلہ آیا تو اس مطلقہ عورت کے والد نے دس ہزار روپے کی آواز دی۔ زید نے قاضی صاحب سے کہا کہ خلافِ حیثیت زائد ہے۔ اتنے میں زید کے اعزہ خاص نے درمیان سے جواب دیا کہ ٹھیک ہے، ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔ زید نے ان ہمدرانِ اعزہ کی طرف سے کوششوں کے تحت خیال کر کے خاموشی اختیار کی۔ قاضی صاحب نے فوراً اجازت لے کر خطبۂ نکاح دیا۔ ایجاب وقبول کراتے وقت کہا کہ پانچ ہزار سکہ رائج الوقت مؤجل اور پانچ ہزار روپئے سکہ رائج الوقت غیر مؤجل قبول کیا۔ تو زید اس وقت انتہائی تذبذب میں پھنس گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ قبل ازیں کوئی تفصیل مؤجل وغیر مؤجل کی سامنے نہ آئی اور یہ قبول کرا رہے ہیں۔

بہر کیف زید نے غیر معجّل ہی تصور کر کے دلی جبر وکراہت کے ساتھ کہا کہ قبول کیا۔
۵؍ ہزار معجّل کی رقم زید سے لی گئی اور نہ اس بارے میں کوئی ذکر آیا اور نہ زید کو ادا کرنے کی طاقت تھی، لیکن قاضی صاحب نے اپنے رجسٹر نکاح میں اندراج ضرور کرلیا۔ بعدازاں یہ مجلس نکاح برخاست کردی گئی اور اسی شب میں فوراً رخصتی کردی گئی۔ بوقت رخصت لڑکی کے والدین نے کسی قسم کا زیور وسامان نہیں دیا۔ صرف لڑکی کو زید ہی کے زیور اور کپڑے پہنا کر رخصت کردیا۔ جب زید رخصت کرا کر اپنے مکان پر واپس آیا اور جب بیوی سے قربت حاصل کی اور بات چیت شروع کی تو کوئی بات کا صحیح طور پر جواب نہ ملا۔ دیگر اِدھر اُدھر کی فضول باتیں یا فلمی گانے سنانا شروع کی اور یہ کہا کہ میں تو شادی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ میرے والدین نے زبردستی شادی کردی، جس سے زن وشوہر کے تعلقات انتہائی دشوار گذار نظر آرہے ہیں۔ یہ حالات سامنے آنے پر زید سناٹے میں آگیا اور خیال کیا کہ کم ازکم چار چھ یوم میں صحیح پتہ چلے گا۔ بہرحال ایک ہفتہ گذرنے پر تمام حالات کا جائزہ لیا تو کسی وقت بھی دماغی توازن صحیح نہیں پایا۔ وہی فضولیات بکواس اور رات کو تنہا اٹھ کر کہیں زبانی تلاوت اور کہیں فلمی گانے گانا۔ ایک ہفتہ گذرنے پر زید اپنے ان ہمدرد اعزہ کے پاس گیا اور تمام حالات نقل کئے، جنھوں نے جواب دیا کہ میاں کم ازکم ایک دو ماہ تو ان حالات کو دیکھو کیا کیفیت رہتی ہے۔ ان حضرات کے اس جواب سے زید نے پھر سکوت اختیار کیا اور ایک ماہ انتظار کیا۔ اب ایک ماہ گذرنے پر بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ان گذشتہ ایام میں بھی کسی دن یا کسی وقت صحیح الدماغ ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ایک ہوشیار مستند طبیب کو بھی دکھلایا، جنھوں نے بتلایا کہ واقعی دماغی توازن درست نہیں ہے۔ اس پاگل پن کی وجہ سے غلاظت وگندگی کے باعث اس کے ہاتھ کے چھوئے ہوئے برتن میں پانی پینے تک کو جی نہیں چاہتا۔ ان حالات سے زید کو بے انتہا پریشانی ہے۔ زید کی طبیعت کسی صورت سے اس طرف مائل نہیں ہوتی یہ تمام واقعات درمیانی ہمدرد واعزہ کو بھی تحریر کئے ہیں۔ مگر ان حضرات نے اب تک کوئی خبر نہیں لی۔

دریافت طلب بات یہ ہے کہ اندراج کئے ہوئے حالات وواقعات کے تحت یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور زید اس معاملہ میں کیا رویہ اختیار کرے۔ اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کے حل سے جلد سے جلد مستفیض فرمائیں۔

خلیل احمد جلد ساز پہانوی ہردوئی ۱۹ر ستمبر ۱۹۷۰ء

الجواب حامداً ومصلیاً

اس بیان میں کوئی ایسی بات مذکور نہیں جس کی وجہ سے نکاح کو غیر صحیح کہا جائے۔ زید کو چاہئے کہ خوش اخلاقی اور نرمی سے آہستہ آہستہ اصلاح کرتا رہے۔ اگر حالات ایسے ہوں کہ نباہ دشوار ہو اور حقوقِ زوجیت ادا نہ ہو سکیں تو اس کو طلاق دیکر آزاد کردینے میں مضائقہ نہیں[1]۔ اگر وہ اتنی سمجھ رکھتی ہے کہ مہر کو اور مہر کی معافی کو سمجھتی ہے اور وہ مہر معاف کردے تو مہر معاف بھی ہوسکتا ہے[2]۔ اگر مہر کی معافی کی تحریر ہو اور اس پر گواہوں کے دستخط ہوں تو قانونی تحفظ بھی ہوجائے گا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ومن محاسنه (ای الطلاق) التخلص به من المكاره ای الدينية والدنيوية بحر ای كان عجز عن اقامة حقوق الزوج او كان لايشتهيها. الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۴۲۹/ ج۴/ كتاب الطلاق قبيل مطلب طلاق الدور، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۳۸/ ج۳/ كتاب الطلاق، فتح القدير ص ۴۶۵/ ج۳/ كتاب الطلاق، قبيل باب طلاق السنة، مطبع دارالفكر بيروت.

[2] وصح حطها لكله اوبعضه عنه قبل اولا الخ. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زكريا ص ۲۴۸/ ج۴/ باب المهر، مطلب فی حط المهر والابراء منه، النهرالفائق ص ۲۳۶/ ج۲/ كتاب النكاح، باب المهر، مطبع دارالكتب العلمية بيروت، زيلعی ص ۱۴۱/ ج۲/ كتاب النكاح باب المهر مطبع امداديه ملتان.

دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں

سوال:- ایک شخص نے شادی کی اور کسی وجہ سے بیوی کو چھوڑ دیا اور طلاق بھی نہیں دیا۔ پھر دوسری شادی کرلی، تو بلا طلاق کے مرد کو دوسری شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرد کو دوسری شادی کرنے کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں بلکہ بیک وقت چار تک کی اجازت ہے۔ لقولہٖ تعالیٰ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع الآیۃ[۱] البتہ پہلی بیوی کے حقوق ادا نہ کرنا اور اس کو ویسے ہی بلا طلاق ڈالے رکھنا گناہ اور ظلم ہے[۲] اس کا معاملہ صاف کیا جائے، یا اس کو شریفانہ طریقہ پر آباد کیا جائے یا طلاق دیکر آزاد کیا جائے۔[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/ ۹۵ھ

ختنہ سے پہلے نکاح

سوال:- مسمیٰ گامی پسر جمہ کا نکاح مسماۃ بیان دختر سے ہوا بوقت نکاح لڑکے کی

---

[۱] سورۃ النساء پارہ ۴/ آیت ۳/. **ترجمہ:** تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے (بیان القرآن)

[۲] قال اللّٰہ تعالیٰ: ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلاتمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ الایۃ ای لاھی مطلقۃ ولاذات زوج، تفسیر القرطبی ص ۳۴۸/ ج۳/ سورۃ النساء رقم الایۃ ص ۱۲۹/ مطبع دارالفکر بیروت، عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا کانت عند الرجل امرأتان فلم یعدل بینھما جاء یوم القیامۃ وشقہ ساقط رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی مشکوۃ المصابیح ص ۲۷۹/ ج ۲/ کتاب النکاح، باب القسم مطبع یاسر ندیم دیوبند.

[۳] الطلاق مرتان فامساک بمعروف (ای بالرجعۃ وحسن المعاشرۃ) اوتسریح باحسان (ای اطلاق مصاحب لہ من جبر الخاطر واداء الحقوق) تفسیر روح المعانی ص ۲۰۴/ ج ۲/ سورۃ البقرۃ رقم الایۃ ص ۲۲۹/ مطبوعہ دارالفکر بیروت.

عمر چار سال تھی اور وہ بغیر ختنہ کے تھا اور مسماۃ کی عمر ایک سال تھی دونوں میں ایجاب وقبول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے صرف طرفین سے والدین کی رضامندی سے نکاح ہوا تھا جب طرفین بالغ ہوئے تو بعد از بلوغ ازدواجی زندگی خوشی سے گذارنی شروع کردی اس وقت لڑکے کی عمر ۲۶؍سال ہے اور لڑکی کی عمر ۲۲؍سال ہے۔ اب بعض کہتے ہیں کہ نکاح چونکہ بدون ختنہ کے ہوا ہے لہٰذا یہ سنت کے خلاف ہے اس لئے ان دونوں کا نکاح درست نہیں ہے۔ دونوں میاں بیوی خوش نہیں ہیں لڑکی شوہر کے گھر رہنا نہیں چاہتی ہے آپ سے گذارش ہے کہ مسئلہ مذکورہ کو تفصیل سے جواب مطلع فرمائیں اور باہم بڑھتے ہوئے نزاع کو ختم فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چار سال کی عمر میں والد نے جو نکاح کردیا وہ بلاشبہ صحیح ہوگیا[۱] ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کو غلط کہنا اور شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی کرانا صحیح نہیں ان کو آپس میں ملنے سے ہرگز نہ روکیں،[۲] ختنہ سنت ہے اور اس کی تاکید ہے،[۳] مگر اس کی وجہ سے نکاح ناجائز نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۹؍ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۹؍۸۸ھ

---

[۱] وللولی الآتی بیانه إنکاح الصغیر والصغیرة جبراً ولوثیباً الدرالمختار علی الرد ص۶۵؍ج۳؍ کراچی باب الولی،الدرالمختار مع الشامی زکریاص ۱۶۹،۱۷۰؍ج۴؍کتاب النکاح،باب الولی،البحرالرائق کوئٹه ص۱۱۸؍ج۳؍کتاب النکاح،باب الاولیاء والاکفاء فتاوی الهندیه کوئٹه ص۲۸۵؍ج۱؍کتاب النکاح،الباب الرابع فی الاولیاء.

[۲] نهی الاولیاء عن المنع عن نکاحهن انفسهن من ازواجهن اذا تراضی الزوجان،بدائع الصنائع زکریاص۵۱۵؍ج۲؍کتاب النکاح،بیان ولایة الندب.

[۳] والاصل ان الختان سنة کماجاء فی الخبروهومن شعائر الاسلام وخصائصه الخ شامی زکریا ص۴۸۰؍ج۱۰؍کتاب الخنثیٰ ،مسائل شتی،عالمگیری ص۳۵۷؍ج۵؍الباب التاسع عشر فی الختان مطبوعه کوئٹه پاکستان،مجمع الانهرص ۴۹۰؍ج۴؍مسائل شتی کتاب الخنثی، مطبوعه دارالکتب العلمیه.

تین برس کی بچی کا نکاح

سوال:- زید اور عمر میں دنیاوی معاملات میں جھگڑا وفساد ہوگیا۔ اس فساد میں زید کے ہاتھ سے عمر مارا گیا۔ بعدہٗ اس میں اتفاق کرنے کی غرض سے زید کے برادر سے اپنی لڑکی نابالغہ جس کی عمر تین سال یا چار سال ہوگی عمر مقتول کے برادر خالد سے نکاح کرایا۔ اس واقعہ کو ۱۳ر سال کا عرصہ گذر گیا ہے اور لڑکی اپنے والدین کے یہاں موجود ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ اس نابالغہ لڑکی کا نکاح خالد مذکور کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اب لڑکی کو بعد بلوغت فسخ نکاح کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو نکاح کے فسخ کی کیا صورت کی جائے مہربانی فرما کر تمام شبہات کو دفع فرما کر مکمل جواب بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نکاح لازم ہوگیا اس کو خیار بلوغ کے ذریعہ بھی فسخ کرانا درست نہیں۔ البتہ خالد طلاق دیدے تب دوسری جگہ نکاح درست ہوگا۔ **اذا زوجهما ای الصغیر والصغیرة الاب والجد فانه لاخیار لهما بعد بلوغهما** بحر[۱] ص ۱۴۰ ر ج ۳ر. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف

دس سالہ لڑکی کا نکاح تیس سالہ آدمی کے ساتھ

سوال:- اگر قاضی صاحب دس ۱۰ر سالہ لڑکی کا نکاح تیس سالہ آدمی کے ساتھ

---

[۱] البحر ص ۱۲۰ ر ج ۳ر کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، مکتبه ماجدیه کوئٹه پاکستان، فتح القدیر ص ۲۷۷ ر ج ۳ر کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء مطبع دار الفکر بیروت، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۷۱ ر ج ۴ر کتاب النکاح، باب الولی.

پڑھادیں تو کیا یہ نکاح صحیح ہے؟ اور قاضی صاحب کا یہ عمل صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ولی کی اجازت سے پڑھایا ہے تو صحیح ہے[۱] ولی کو خود سوچنا چاہئے کہ یہ مناسب ہے یا نہیں[۲]؟ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اس کی رائے بھی معتبر ہے جب کہ نکاح کفو میں ہو اس سے نیچے اتر کر نہ ہو[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جو عورت ہندو کے یہاں ایک سال رہی اس کا نکاح

سوال:-ایک عورت جو کہ صوبہ بہار کی رہنے والی ہے، اس کو دھوکہ سے ایک ہندو کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ عورت کو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ہندو ہے جہاں مجھے فروخت کیا گیا، وہ اپنا ایمان بچانے کے لئے مسلمانوں سے ملتی رہی اور حد درجہ کوشش کرتی رہی کہ کسی صورت سے ایمان بچا رہے، لیکن کسی مسلمان نے اس عورت کی مدد نہیں کی۔ اس جستجو میں وہ عورت اس

---

[۱] وهو ای الولی شرط صحة نكاح صغير الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۱۵۵/ ج۴/ باب الولی ،فتح القدير ص۲۷۴/ ج۳/باب الولی مطبوعه دارالفكر، البحر الرائق ص۱۱۸/ ج۳/باب الاولياء والاكفاء،مطبوعه كوئٹه.

[۲] عن عبدالله بريدة عن ابيه قال خطب ابوبكر وعمررضی الله عنهما فاطمة رضی الله عنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انها صغيرة فخطبها علیؓ فزوجهامنه،نسائی شريف ص۵۸/ كتاب النكاح،باب تزوج المرأة مثلها فی السن مطبوعه فيصل ديوبند.

[۳] فنفذ نكاح حرة مكلفة الخ، الدرالمختار على هامش رد المحتارزكريا ص۱۵۵/ ج۴/ باب الولی،نفذ نكاح حرة مكلفة بلاولی لانها تصرفت فی خالص حقها وهی من هله لكونها عاقلة بالغة (الی قوله) وروى الحسن عن الامام انه ان كان الزوج كفاءً نفذ نكاحها والافلم ينعقد اصلاً الخ البحر الرائق ص۱۱۰/ ج۳/ باب الاولياء والاكفاء مطبوعه كوئٹه فتح القدير ص۲۵۸/ ج۳/باب الاولياء والاكفاء مطبوعه دارالفكر.

ہندو کے یہاں ایک سال رہی یہ عورت کا حلفیہ بیان ہے، اس کے بعد وہ عورت ایک مسلمان کے ساتھ ہوگئی اور حلفیہ یہ کہتی ہے کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہوا۔ اس صورت میں اس عورت کا نکاح اس مسلمان سے جس کے ساتھ وہ ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ عورت کہتی ہے کہ ہندوؤں کے یہاں بیچنے سے پہلے وہ کسی مسلمان کے نکاح میں یا عدت میں نہیں تھی اور غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس بات میں سچی ہے تو اس سے نکاح کرنا درست ہے[1] ایک آزاد عورت کو فروخت کرنا درست نہیں[2]۔ اس سے وہ مملوکہ نہیں بن جاتی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جوے میں بیوی کو ہار گیا تو نکاح باقی رہا یا نہیں؟

سوال: زید ایک جواری شخص ہے، اس نے اپنی بیوی کو جوے میں ہار کر جواریوں کے سپرد کردی، انھوں نے ایک دن اور ایک رات کسی نامعلوم جگہ میں غائب رکھی، لڑکی کے والدین نے زید پر سختی کی۔ تو اس نے تلاش کیا۔ تلاش کرنے پر کہیں جنگل میں ملی۔ والدین اپنے گھر لے آئے۔ لڑکی اس وقت اپنے باپ ہی کے گھر پر ہے۔ زید کہتا ہے کہ میں رکھوں گا۔

---

[1] وحاصله انه متى اخبرت بامر محتمل ،فان ثقة او وقع فى قلبه صدقهالاباس بتزوجها وان بامر مستنكر لامالم يستفسر ها شامى زكريا ص٦٠٣ /ج٩ /باب الاستبراء كتاب الحظر والاباحة عالمگيرى ص٣١٤/ ج٥ /الباب الثانى فى العمل بغالب الرأى كتاب الكراهية كوئٹه،خانيه على الهنديه ص ٤١٩ /ج٣ /كتاب الحظروالاباحة فصل فى مايقبل فيه قول الواحدمطبوعه كوئٹه.

[2] بطل بيع ماليس بمال كالدم والميتة والحر والبيع به الدرمع الرد ص ٢٣٦ /ج٧/ باب البيع الفاسد فتح القدير ص ٤٠٢ /ج٦ /باب البيع الفاسدمطبوعه دارالفكر،هدايه ص ٤٩/ ج٣/ كتاب البيوع باب البيع الفاسدمكتبه اشرفى ديوبند.

والدین کہتے ہیں کہ جب تو جوے میں اپنی بیوی کو ہار گیا تو تیرا کوئی تعلق نہیں رہا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں؟ یا زید ہی کے نکاح میں رہے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جوا حرام ہے[1] جوے میں اگر بیوی ہار گیا تو اس سے نکاح ختم نہیں ہوا، لیکن حیا اور شرافت بالکل ختم ہوگئی۔ آئندہ ہی اس سے کیا توقع ہے۔ بعوض مہر یا کسی اور طرح لالچ دے کر اس سے طلاق حاصل کر لینا لڑکی کے حق میں مفید ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

ناجائز حمل ساقط کرانے سے نکاح باقی ہے

سوال: -زید پردیس میں مقیم ہونے کی حالت میں اس کی بیوی نے ۲/۳/ ماہ کا ناجائز حمل ساقط کرادیا تو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کتنے شرعی گواہ کی ضرورت ہے؟ ثابت ہوجانے پر زید کی بیوی نکاح میں ہے یا فسخ ہوگیا۔ فسخ ہونے کی صورت میں دوبارہ رکھنا چاہے تو کس صورت میں جائز ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناجائز حمل باقی رہے یا ساقط ہوجائے اس سے نکاح فسخ نہیں ہوتا، پہلا ہی نکاح باقی

---

[1] انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون. سورة مائده آيت ۹۰/ **ترجمه** : بات یہی ہے کہ شراب اور جوا بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو اس سے بالکل الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو (بیان القرآن)

[2] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لايقيما حدود الله فلا باس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به عالمگيرى ص ۴۸۸/ ج ۱/ الباب الثامن فى الخلع ،هدايه ص ۴۰۴/ ج ۲/ باب الخلع دار الكتاب ديوبند،فتح القدير ص ۲۱۰/ ج ۴/ باب الخلع مطبوعه دار الفكر.

ہے اس لئے گواہوں کی ضرورت نہیں، اس کی فکر نہ کریں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۰/۵/ ۹٦ھ

حیض نہ آنے اور ثدیین اُبھرے ہوئے نہ ہونے کی حالت میں نکاح

سوال:- زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا۔ خلوت صحیحہ کا بھی ثبوت ہے، مگر چار سال کے بعد ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہندہ مرد کے قابل نہیں ہے، نہ حیض آتا ہے نہ ثدیین اُبھرے ہوئے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا یا نہیں؟ بصورت نکاح مہر کا لزوم ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ثدیین کے نہ اُبھرنے اور حیض نہ آنے کے باوجود اگر اس کے محل جماع ہے تو زید اس کے پاس جا کر ہمبستری کرسکتا ہے اور نکاح بھی صحیح ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۱/ ۹۳ھ

جواب صحیح ہے۔ چونکہ خلوت ہوچکی ہے اس لئے مہر بھی پورا لازم ہوگا۔[3]

بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] چونکہ طلاق اور رفع نکاح کی کوئی بات نہیں پائی جاتی ہے اسلئے نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ هو رفع قيد النكاح بلفظ مخصوص، الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۴۲۴، ۴۲٦/ ج ۴/ اول كتاب الطلاق، فتح القدير ص ۴٦۳/ ج ۳/ كتاب الطلاق مطبوعه دار الفكر، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۴۸/ ج ۱/ كتاب الطلاق.

[2] النكاح هو عقد يفيد ملك المتعة أى حل استمتاع الرجل من امرأة لم يمنع من نكاحها مانع شرعى فخرج الذكر والخنثىٰ المشكل الخ، الدر المختار كراچى ص ۳/ ج ۳/ كتاب النكاح، مجمع الانهر ص ۴٦۷/ ج ۱/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، حاشيه الشلبى ص ۹۴/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان. (نمبر ۳/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حالت نفاس میں نکاح

سوال:- (١) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا جب کہ وہ حالت نفاس میں تھی اور اس کی گود میں بچہ ٢٦/ یوم کا تھا۔ اس حالت میں نکاح درست ہوا یا نہیں؟

(٢) نفاس کی کم سے کم مدت کیا ہے۔ نفاس سے فراغت کے بعد کب نکاح درست ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(١) اگر بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس عورت کا شوہر مرگیا یا اس نے طلاق دے دی تو بچہ پیدا ہونے پر اس کی عدت ختم ہوگئی[1]۔ حالت نفاس میں نکاح درست ہے مگر صحبت درست نہیں[2]۔ اس کیلئے نفاس ختم ہونے کا انتظار کرنا ہوگا اگر بغیر شادی کے اس کو حمل تھا تب بھی نکاح درست ہوگیا۔

(٢) نفاس کی کم سے کم مدت کچھ نہیں جب بھی ختم ہوجائے۔ بعض کو بالکل ہی نفاس نہیں آتا ختم ہونے پر کچھ مزید انتظار ضروری نہیں۔ انتہائی مدت چالیس روز ہے[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [3] حتی یجب المهر به (ای بالخلوة) كاملا كما وجب بالوطئ الخ زيلعى ص ١٤٢/ ج ٢/ باب المهر مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيری ص ٣٠٣/ ج ١/ الباب السابع فی المهر، الفصل الثانی، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص ٢٣٨/ ج ٢/ باب المهر دار الكتب العلميه بيروت.

[1] والعدة للحامل وضعه سواء كانت عن طلاق او وفاة او متاركة الخ النهر الفائق ص ٤٧٧/ ج ٢/ باب العدة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيری ص ٥٢٨/ ج ١/ الباب الثالث عشر فی العدة، مطبوعه كوئٹه بدائع ص ١٩٦/ ج ٣/ فصل وأما بيان مقادير العدة الخ مطبوعه سعيد كراچی.

[2] ويمنع دخول مسجد، وقربان ماتحت إزار، وحكمه أی النفاس (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

نفاس اور حیض میں نکاح

سوال:- نفاس کے اندر نکاح جائز ہے یا ناجائز اور حیض میں نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مسئولہ میں تجدید نکاح حالت حیض اور حالت نفاس دونوں میں درست ہے اور صورت مسئولہ کے علاوہ میں بھی حیض اور نفاس نکاح سے مانع نہیں بشرطیکہ عورت عدت میں نہ ہو عدت میں ہونا البتہ مانع نکاح ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف یکم شعبان

زنا کا حمل پیدا ہونے کے بعد حالت نفاس میں نکاح

سوال:-ایک کنواری لڑکی کے زنا کے ذریعہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کا نکاح مسنونہ ایام نفاس ختم ہونے سے قبل کیا جاتا ہے اور قاضی جو کہ محلّہ کی مسجد کے امام بھی ہیں ان

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) کالحیض فی کل شئ الخ،الدرالمختار زکریا ص ٤٩٦/ج ١/باب الحیض،مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ١١٦/باب الحیض والنفاس،مطبوعه مصری .

[3] والنفاس لاحد لأقله واکثره أربعون یوماً الدرالمختار زکریا ص ٤٩٧/ج ١/ باب الحیض، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ١١٢/باب الحیض والنفاس،مطبوعه مصری،مجمع الانهر ص ٨٢/ج ١/باب الحیض مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

---

[1] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة الخ ،الهندیة ص ٢٨٠/ج ١/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر ،تاتارخانیه ص ٨/ج ٣/الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ بدائع ص ٥٤٩/ج ٢/کتاب النکاح،بیان عدم جواز نکاح معتدة الغیر مطبوعه زکریا دیوبند.

ہی کے گھر میں وہ لڑکی رہتی ہے اور زنا اور ولادت کا واقعہ قاضی صاحب کی اہلیہ اور دوسرے آدمیوں کا چشم دید ہے۔ اب ایسی صورت میں اس لڑکی کا نکاح پڑھانا کیسا ہے؟ آیا قاضی کو مکمل علم ہوتے ہوئے پھر نکاح پڑھانا اس پر کوئی گناہ عائد ہوگا یا نہیں؟ اور وہ لڑکا جس کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے۔ اسکو اس واقعہ کا بالکل علم نہیں ہے۔ اب ایسی صورت میں لڑکا بیوی کے پاس شب زفاف کیلئے جائیگا جو بحالت نفاس حرام ہے۔ تو اس حرام کاری کا ذمہ دار قاضی ہوگا یا نہیں؟ چونکہ وہی اس کا سبب بنا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حالت نفاس میں نکاح جائز ہے[1] البتہ صحبت ناجائز ہے، جیسے کہ حالت حیض میں ناجائز ہے[2] جب لڑکا اس کے پاس آئے گا تو وہ بتادے کہ اس حالت میں صحبت درست نہیں۔ لیکن اگر لڑکے کو یہ بتایا گیا کہ یہ لڑکی باکرہ ہے نہ اس کے اولاد ہوئی ہے اور نہ نکاح ہوا ہے تو یہ بتانا غلط ہے اور جھوٹ ہے۔ ایسا بتانے والے گنہگار ہوئے[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۸/۱۳۹۹ھ

---

[1] اذا ولدت المرأة بعد وفاة الزوج او بعد الطلاق فقد انقضت العدة وجازلها التزوج بزوج أخر و ان كان ولادتها بعد الطلاق او الوفاة بلحظة الخ. مرقاة شرح مشكوٰة ص ۲۱۵/ج۳/ باب العدة الفصل الاول ،مطبوعه بمبئى.عالمگيرى كوئٹه ص۵۲۸/الباب الثالث عشر فى العدة، شامى زكريا ص ۱۹۰/ج۵/ باب العدة مطلب فى عدة الموت.

[2] الاحكام التى يشترك فيها الحيض والنفاس ثمانية والى قوله ومنها حرمة الجماع الخ. عالمگیری کوئٹہ ص۳۸،۳۹/ج۱/ الفصل الرابع فى احكام الحيض والنفاس الخ. يمنع اى الحيض وكذا النفاس صلاة وصوماً وجماعاً. الدرالمختار مع الشامى زكرياص۴۸۴/ج۱/باب الحيض مطلب لوافتى مفت بشئى،مراقى الفلاح على الطحطاوى ص۱۱۶/باب الحيض والنفاس، مطبوعه مصرى.

[3] الكذب حرام الخ. الدرالمختارعلى ردالمحتار زكرياص۶۲۱/ج۹/ آخر كتاب الحظر والاباحة.

مغالطہ سے ناپسند لڑکی سے نکاح

سوال:- زید کی شادی ایک شخص کے یہاں طے ہوئی۔ اس شخص کے یہاں اس روز دو باراتیں آئی تھیں۔ جب نکاح ہو چکا تب معلوم ہوا کہ زید کا نکاح اس لڑکی سے ہو گیا ہے جس کو وہ نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی اس لڑکی سے زید کا نکاح طے ہوا تھا۔ اب زید اس غلط شادی کی وجہ سے سخت پریشان ہے اور وہ اس لڑکی کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ کیا وہ طلاق دے سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس لڑکی سے نکاح نہیں چاہتا تھا، مغالطہ میں اگر اس سے ایجاب وقبول ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ اس پر صبر کرے اور اس کو آباد کرے۔ لیکن اگر اس سے نباہ ہی دشوار ہو یا اس سے نکاح میں دوسری مصالح مانع ہوں اور حقوق ادا نہ کر سکے تو اس کو طلاق دیدے۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۲/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۲/۹۲ھ

جو عورت اپنے آپ کو بیوہ بتلائے اس سے نکاح

سوال:- (۱) بنگلہ دیش سے کچھ عورتیں آتی ہیں جن کے ساتھ آتی ہیں وہ آدمی ادھر اُدھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اب وہ عورتیں اِدھر اُدھر مانگتی کھاتی پھرتی ہیں اور اپنے کو بیوہ بتلاتی ہیں، ان کے بیوہ بتلانے کے مطابق ادھر کے آدمی ان سے نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟ صحیح تحقیق نہیں کہ وہ بیوہ ہیں یا نکاح شدہ ہیں؟

---

[1] ومن محاسنه التخلص به من المكاره الى الدينية والدنيوية بحراى كان عجزعن اقامة حقوق الزوج أو كان لايشتهيها الخ. الدرالمختار على ردالمحتار زكريا ص ۴۲۹/ج۴/ كتاب الطلاق،قبيل مطلب طلاق الدور،البحرالرائق ص۲۳۸/ج۳/باب الطلاق مطبوعه الماجديه كوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دل گواہی دے کہ وہ عورتیں بیوہ ہیں اوران کی عدت ختم ہوچکی ہے تو ان سے نکاح کرنا درست ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/ ۹۵ھ

جومرد وعورت کبھی نماز نہیں پڑھتے ان کا نکاح

سوال: –لڑکا اورلڑکی دونوں کلمہ تو جانتے ہیں مگر کبھی نماز نہیں پڑھتے، تو کیا ان دونوں کا نکاح درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح تو صحیح ہوگا[۲] مگر ترک فرض کا گناہ کچھ ہلکا نہیں اس کا اہتمام بہت ضروری ہے نماز ترک کرنا معمولی گناہ نہیں ہے۔[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] یہ اس وقت ہے جب کہ تحقیق ممکن نہ ہواور اگر ان کے وطن سے تحقیق ممکن ہوتو پھر تحقیق کے بعد ہی نکاح کرنا چاہئے خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ اس کا عام ابتلاء ہورہا ہے اور بعض لوگوں نے اس کو کاروبار بنارکھا ہے۔

لوقالت امرأته لرجل طلقني زوجي وانقضت عدتي لابأس ان ينكحها وفى الشامي فان كانت ثقةً اولم تكن ووقع في قلبه صدقها فلابأس بان يتزوجها الخ درمختارمع الشامي زكريا ص ۲۱۵/ ج۵/باب العدة،مطلب في المنعي اليها زوجها.

[۲] **وركنه الايجاب والقبول حقيقة اوحكماً الخ بحر كوئٹه ص۸۷/ج۳/كتاب النكاح، عالمگيری كوئٹه ص۲۶۷/ ج۱/كتاب النكاح،الباب الاول،بدائع زكريا ص۴۸۵/ ج۲/ كتاب النكاح،بيان ركنه.**

[۳] **وتاركها عمداً مجانةً اى تكاسلاًفاسق يحبس حتى يصلي الدر المختار ص۳۵۲/ ج۱/ كتاب الصلاة مجمع الانهرص۲۱۸/ج۱/باب قضاء الفوائت،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.**

مہر وسعت سے زیادہ ہوتب بھی نکاح درست ہے

سوال: -زید کی تنخواہ ایک سوتیس روپے ہے۔شادی سے قبل مہر پندرہ سو روپے طے ہوا تھا۔لیکن عین موقع پر خسر نے چار ہزار روپیہ پر اصرار کیا اور زید نے چار ہزار دو اشرفی دین مہر قبول کرلیا۔اب زید کو شک ہے کہ یہ تو وسعت سے زیادہ ہوگئے۔کیا شرع کے مطابق یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح تو صحیح ہوگیا اب یا تو مہر کے ادا کرنے کی تدبیر کرے یا معاف کرائے **وتجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثراى بالغاً ما بلغ فالتقدير بالعشرة لمنع النقصان** (درمختار شامی[1] ص ۳۳۰/ج ۲/) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱/ ۸۸ھ

کنیسہ میں نکاح ہوجائے گا

سوال: -**هل يصح النكاح فى الكنيسة وهل يجوز فى المواضع المرتفعة الخاصة له مشهورة بين الناس المبنية علىٰ يد السياسية**.[2]

---

[1] الدرمع الرد ص ۱۰۲/ج۳/ باب المهر، مجمع الانهر ۵۰۸، ۵۰۹/ج ۱/باب المهر، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، هدايه مع فتح القدير ص ۳۲۱/ج۳/باب المهر مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] **ترجمہ سوال:** کیا کنیسہ میں نکاح کرنا صحیح ہے اور کیا ان سیاسی بلند جگہوں میں کرنا جائز ہے جو نکاح کے لئے خاص ہیں اور لوگوں کے درمیان مشہور ہیں۔

ترجمہ جواب: نکاح بلا کسی تخصیص مکان کے جس جگہ بھی ہو منعقد ہو جاتا ہے لیکن مسجد میں ہونا اور نکاح سے پہلے خطبہ کا ہونا مستحب ہے کیونکہ نکاح عبادت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

النکاح ینعقدبالایجاب والقبول فی ای مکان حصل له ولایختص بمکان دون مکان ولکن یندب کونه فی المسجد وینبغی الخطبةقبله لانه قربة[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۵ ۱۳۹۵ھ

نکاح کی اجازت نہ دیکر رخصت ہوجانا پھر وہاں سے فرار ہوجانا

سوال:- (۱) زید کی شادی سلمیٰ سے مورخہ ۶/جون ۱۹۷۹ء کو ہوئی۔ دو ہفتہ بعد سلمیٰ میکے چلی گئی ایک ماہ بعد آئی ایک ہفتہ رہنے کے بعد پھر میکے چلی گئی بہت جستجو اور چھان بین کرنے کے بعد پتہ چلا کہ سلمیٰ کے ناجائز تعلقات چچازاد بھائی سے پرانے ہیں جب لڑکی سے اس کی سہیلی نے سسرال میں نہ رہنے کا سبب معلوم کیا تو سلمیٰ نے ساری باتیں اپنی سہیلی کو بتادیں اور کہا کہ میری شادی جبراً کی گئی ہے میں کسی طرح بھی سسرال نہیں رہوں گی۔ بلکہ فرار ہوکر چلی جاؤں گی اور کورٹ میرج کرلونگی جب سہیلی نے کہا کہ شادی سے پہلے کیوں ظاہر نہیں کیا تو جواب دیا کہ میرے والد اور بھائی مجھ کو مار ڈالتے پھر سہیلی نے کہا وکیل وگواہ سے منع کیوں نہیں کیا تو جواب دیا کہ والد صاحب کو سب معلوم تھا اس وجہ سے وہ خود ہی وکیل بنے مجھ کو مجبور کیا گیا مگر میں نے پھر بھی زبان سے اقرار نہیں کیا عورتوں نے میری طرف سے جواب

[۱] ویندب اعلانه وتقدیم خطبته وکونه فی مسجدیوم جمعة. الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ۶۶/ج۴/ کتاب النکاح. مطلب کثیراما یتساهل فی اطلاق المستحب الخ فتح القدیر ص ۱۸۹/ج۳/کتاب النکاح،مطبوعه دارالفکربیروت،النهرالفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ کتاب النکاح،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

دیا جو کہ منظوری جان لیا گیا ادھر سلمٰی اپنے سسرال سے فرار ہوگئی ہے اور ۴۶ رگھنٹے اپنے ایک رشتہ دار کے یہاں رہی جس کے دونو جوان کنوارے لڑکے بھی ہیں۔اس کے بعد اس نے سلمٰی کو اس کے میکے بھیج دیا اور پھر بلالیا۔غرض کبھی میکے رہتی ہے کسی روز رشتہ دار پھوپھا کے یہاں مندرجہ بالا حالات میں کیا نکاح باقی رہا۔

(۲) کیا وہ مہر لینے کی حق دار ہے۔

(۳) کیا اپنے میکے رہتے ہوئے نان ونفقہ کی حق دار ہے۔

(۴) کیا لڑکی کا باپ وکیل بن سکتا تھا۔

(۵) لڑکی کہتی ہے اگر کوئی اور وکیل ہوتا تو میں انکار کردیتی۔

(۶) کیا شوہر اور گھر والوں کو دھوکہ دے کر فرار ہوکر چلے جانے کے بعد نکاح قائم رہا۔

(۷) اس کا حمل اپنے شوہر سے قطعی نہیں رہا اس کو ہمیشہ غلط نظروں سے دیکھتی رہی۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کہ ایجاب وقبول کے بعد لڑکی نے اس کو نامنظور نہیں کیا اور حسب رواج رخصت ہوکر شوہر کے مکان کو چلی گئی تو اس نکاح میں کوئی شبہ نہ کریں یہ نکاح صحیح ہو چکا ہے اگر چہ وہ اس سے خوش نہ ہو[1]

(۲) وہ مہر لینے کی حق دار ہے[2]۔

(۳) بغیر شوہر کی اجازت کے جب تک میکے میں رہے گی شوہر کے ذمہ نان ونفقہ

---

[1] لان المعتبر فیها الرضاباللسان اوالفعل الذی یدل علی الرضا نحوالتمکین من الوطء وطلب المهرالخ شامی زکریاص ۱۶۵/ج۴/باب الولی،مجمع الانهرص ۴۹۲/ج ۱/باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،النهرالفائق ص ۲۰۶/ج ۲/باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] ان المهر وجب بنفس العقد الی قوله وإنما یتأکد لزوم تمامه بالوطء ونحوه (شامی زکریا ص۲۳۳/ج۴/ باب المهر)النهرالفائق ص ۲۲۸/ج ۲/باب المهر،دارالکتب العلمیة بیروت، مجمع الانهرص ۵۰۸/ج ۱/دارالکتب العلمیة بیروت.

نہیں ہے[1]۔

(۴) اگر لڑکی وکیل بنائے تو بن سکتا ہے۔

(۵) لیکن انکار نہیں کیا والد ہونے کی رعایت کرلی اور پھر نکاح کے بعد اس کو نامنظور بھی نہیں کیا اور شوہر کے مکان پر رخصت ہونے سے بھی انکار نہیں کیا ایسی صورت میں نکاح بالکل صحیح ہوگیا۔

(۶) اس کمینہ حرکت کے باوجود نکاح برقرار ہے۔

(۷) یہ خود اس کی غلطی ہے نکاح صحیح ہوجانے کے بعد شوہر سے صحیح تعلق نہ رکھنا محرومی اور بدنصیبی ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۱۴۰۰ھ

جو لڑکا کم بولتا ہے اس کا نکاح

سوال:- (۱) ایک شخص کم گو ہے اشارے سے ہاں نہیں کا جواب دیتا ہے شادی کے موقع پر اگر اس نے اشارے سے ہاں کہہ دیا زبانی ایجاب وقبول نہ کیا تو اس کا نکاح ہوگا یا نہیں؟

(۲) والدین اپنے لڑکے اور لڑکی کا نکاح خود پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] لا نفقة لأحد عشر مرتدة. (إلى قوله) وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (در مختار مع شامی زکریا ص ۲۸۵،۲۸۶/ ج۵/ كتاب الطلاق. باب النفقة مطلب لاتجب على الاب نفقة زوجة ابنه الصغير،النهر الفائق ص ۵۰۶/ ج ۲/باب النفقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،مجمع الانهر ص ۱۷۹/ ج ۱/دارالكتب العلمية بيروت.

[2] عن ابی هريرة قال ثلث جد هن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة.رواه الترمذی وابو داؤد،مشكوٰة شريف ص ۲۸۴/ باب الخلع والطلاق الفصل الثانی مطبوعه ياسر نديم ديوبند .

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزیں کہ ان کا قصد کرنا بھی قصد ہے اور مذاق سے کہنا بھی قصد ہے۔ نکاح کرنا طلاق دینا۔ رجوع کرنا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جب کہ وہ بولنے پر قادر ہے۔ اپنی صواب دید کے مطابق بولتا اور بات بھی کرتا ہے تو اس کے لئے ایجاب نکاح کے بعد زبان سے ہی قبول کرنا ضروری ہے۔ اس کو مسئلہ سمجھا دیا جائے کہ بغیر زبان سے قبول کئے نکاح تام نہ ہوگا اس لئے ایجاب کے بعد زبان سے کہہ دینا کہ میں نے قبول کیا۔ یا پھر دوسرے شخص کو قبول کے لئے وکیل بنادے وہ اس کی طرف سے قبول کرے تب بھی صحیح ہے[۱]۔

(۲) پڑھا سکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۶/۱۴۰۰ھ

طلاق کی نیت سے نکاح

سوال:- ایک شخص نکاح اس نیت سے کرتا ہے کہ نفسانی خواہش ایک آدھ دن میں پورا کر کے طلاق دیدوں گا اور ایسے نکاح کرتے رہے تو کیا ایسی نیت کرنے والے کا یہ نکاح درست ہوگا یا نکاح متعہ جیسا ہوگا؟ اگر جائز ہے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ضابطہ میں تو نکاح منعقد ہوجائے گا[۲] مگر نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے مستحق وعید ہوگا۔ بلاوجہ طلاق دینا خود مبغوض ہے[۳] البتہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دیدی۔

---

[۱] وان لم یکن معتقلا لایعتبر اشارته مطلقاً الخ الدر المنتقٰی ص ۴۷۴/ ج ۴/ مسائل شتٰی دار الکتب العلمیة بیروت، قال والایماء بالرأس من الناطق لیس باقرار بمال وعتق وطلاق وبیع ونکاح واجازة وهبة، شامی زکریا ص ۴۶۳/ ج ۱۰/ کتاب الخنثیٰ، مسائل شتّٰی .

[۲] ولو تزوجها علی ان یطلق بعد شهر فانه جائز، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۳/ ج ۱/ القسم التاسع المحرمات بالطلاق، وممایتصل بذلک مسائل، درمختار علی الشامی کراچی ص ۵۱/ ج ۳/ باب المحرمات مجمع الانهر ص ۴۸۸/ ج ۱/ دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] ابغض الحلال الی اللّٰہ عزوجل الطلاق، ابوداؤد شریف ص ۲۷۴/ ج ۲/ کتاب الطلاق مطبوعه دیوبند.

اب وہ پریشان ہے،اس کا گھر ویران ہے۔اس کی پریشانی اور ویرانی کو دور کرنے کے لئے کوئی شخص اس عورت سے نکاح کرلے اور ایک دورات رکھ کر طلاق دیدے تو انشاء اللہ ماجور ہوگا بشرطیکہ طلاق کی شرط نہ لگائی جائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۴/۵ ۱۳ھ

فاحشہ عورت کی لڑکی سے نکاح

سوال:- (۱) ایک مسلم فاحشہ عورت ہے، اس کی دولڑکیاں ہیں، ان کے نام عمر النساء اور مہر النساء ہیں۔ان لڑکیوں کا شرعی نقطہ نظر سے اسلام میں کیا درجہ ہے؟ کیا ان سے نکاح کر سکتے ہیں؟ کیونکہ میرا ایک دوست ہے جو اس کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ میرے خیال سے اسلام میں حرام خوری جائز نہیں ہے اور حرام چیز کو قبول نہیں کر سکتے۔اس لئے اس لڑکی سے شادی نہیں کر سکتے ہیں۔کیونکہ اس کی پرورش حرام سے ہوئی ہے،اس کی رگوں میں حرام خون دوڑ رہا ہے۔اس لحاظ سے اس سے شرعی اعتبار سے نکاح نہیں کر سکتے۔ لیکن میرے دوست کا کہنا ہے کہ اگر سماج نے اس لڑکی کو قبول کرنے سے انکار کردیا تو وہ بھی وہی راستہ اختیار کرے گی جو اس کی ماں نے کیا اور پھر اس کی ماں کے گناہوں کی سزا اس کی اولاد کو کیوں ملے؟

نیز میرے دوست کا کہنا ہے کہ ایک غیر مسلم فاحشہ عورت ہے اس کے بھی لڑکی ہے اور اس لڑکی نے اسلام قبول کرلیا۔اسلام قبول کرنے کے بعد اس لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔

---

[1] وکرہ تحریما بشرط التحلیل الی قولہ اما اذا اضمر ذلک لایکرہ وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح ای اذا کان قصدہ ذلک لامجرد قضاء الشھوۃ ونحوھا الخ. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۷/ج۵/ باب الرجعۃ مطلب حیلۃ اسقاط عدۃ المحلل،سکب الانھر ص ۱۹/ج۲/کتاب الطلاق باب الرجعۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت،النھرالفائق ص۴۲۳/ج۲/باب الرجعۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

جب ایک غیر مسلم سے اسلام قبول کرنے کے بعد نکاح کر سکتے ہیں تو میرے خیال سے مسلم لڑکی سے بدرجۂ اولیٰ نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ آپ ہی اس تعلق سے فتویٰ دیں۔

(۲) اسلام میں شراب حرام ہے۔ فرض کرو ایک شخص بہت نشہ کرتا ہے اور نشہ کی حالت میں وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے، اس سے لڑکی تولد ہوتی ہے، تو اس لڑکی کا اسلام میں کیا درجہ ہے؟ جب کہ اسلام میں شراب حرام ہے، لیکن اس کے باوجود بھی سماج سے لوگ اس لڑکی کو قبول کرتے ہیں۔ کیا اس لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں؟ کر سکتے ہیں تو کیوں؟ اور اگر نہیں کر سکتے تو کیوں نہیں ان تینوں مسائل کی منزل ایک ہی ہے لیکن راستہ الگ الگ ہے۔ اب آپ تشفی بخش اور شرعی اعتبار سے جواب دیں۔ آپ کے فیصلہ پر ہی میرا دوست شادی کے لئے ٹھوس اقدام کرے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جو لڑکی مسلمان ہو خواہ پیدائشی مسلمان ہو یا اسلام قبول کرے، اس کی ماں کا نکاح ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہرصورت اس کا نکاح مسلمان سے درست ہے۔ باپ یا ماں نے اگر کفر کیا یا حرام کام کیا تو اس کی وجہ سے لڑکی کے نکاح کو ناجائز وحرام نہیں کہا جائے گا۔[۱]

(۲) ماں باپ کی اس معصیت کی وجہ سے لڑکی کو نکاح سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ لڑکی کا نکاح درست ہوگا۔ شراب پینے کی سزا کا مستحق باپ ہے نہ کہ لڑکی[۲] بسا اوقات اللہ تعالیٰ

---

[۱] ومن هاجرت الينا مسلمة فيحل تزوجها الخ. الدر المختار على ردالمحتار زكريا ص ۳۶۵ / ج ۴ / باب نكاح الكافر مطلب الصبى والمجنون ليسا باهل الخ، عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۸ / ج ۱ / كتاب النكاح، الباب العاشر فى نكاح الكفار، تبيين الحقائق ص ۱۷۷ / ج ۲ / باب نكاح الكافر، طبع امداديه ملتان.

[۲] وَلاَتَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَاُخْرٰى (سوره بنى اسرائيل آيت ۱۵ /)

کافر کے گھر میں مسلمان پیدا فرمادیتے ہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۰/۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سہیلی کے انگوٹھا لگانے سے نکاح

سوال: -ایک لڑکی کا نکاح ہونے لگا۔نکاح کے وقت لڑکی سے اجازت نہیں لی بلکہ اس کی والدہ نے اجازت دیدی اوررجسٹر میں بھی اس کی سہیلی نے انگوٹھا لگادیا البتہ لڑکی رضامند تھی اورلڑکی بالغ بھی تھی۔اس حالت میں نکاح ہوایانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگرلڑکی نے بعد عقداس کومنظور کرلیا ہوقولاً ہو یافعلاً،تو یہ نکاح صحیح ہوگیا[2] سہیلی کا انگوٹھا لگانا بیکار رہے جب کہ اس کا ایجاب وقبول نہیں کرایا گیا۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مشتبہ الخلقت سے نکاح

سوال: -ایک شخص کا نکاح ہوا خلوت کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کا مقامِ خاص تنگ

---

[1] وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی،الایة،قال الحسن وعطاء یخرج الکافر من المؤمن والمؤمن من الکافر قال اللّٰہ تعالیٰ اومن کامیتا فاحیینه ،تفسیر مظهری ص ۱ ۳/ ج ۲/ سورۂ آل عمران آیت ۲۷/مطبوعه رشیدیه کوئٹه روح المعانی ص۱۱۸ /ج۳/آل عمران آیت ۲۷/مطبوعه مصطفائیه دیوبند.

[2] لان المعتبر فیها الرضا باللسان اوالفعل الذی یدل علی الرضا نحوالتمکین من الوطئ وطلب المهرالخ شامی کراچی ص ۶۲/ج۳/باب الولی ،مجمع الانهر ص ۴۹۲/ج ۱/باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

ہے، نیز صرف سوراخ کی طرح معلوم ہوتا ہے، اور سینہ بھی تھوڑا سا اُبھرا ہوا ہے باوجودیکہ عورت جوان تندرست ہے، تندرستی کے اعتبار سے سینہ نہیں ہے، اور ماہواری کی طرح خون بھی آتا ہے بلاتخصیص وتعیین ایام، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صفات والے کو مؤنث شمار کریں یا خنثیٰ شمار کریں، اگر خنثیٰ ہے تو نکاح درست ہوا یا نہیں، اگر نکاح درست نہیں ہوا، تو خلوتِ صحیحہ کی وجہ سے شوہر پر کچھ لازم ہوگا یا نہیں؟ اور نکاح صحیح ہوا تو چھٹکارہ کے لئے پورا مہر دینا ہوگا، خنثیٰ کے تمام اقسام کی تعریف کے ساتھ جواز وعدمِ جوازِ نکاح کا حکم مفصل ومدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خنثیٰ تو وہ ہے جس میں مرد وعورت دونوں کی علامت پائی جائے اور یہاں مرد کی کوئی علامت آپ نے نہیں لکھی، عورت ہونے کی علامت ظاہر ہے صرف یہ کہ اس میں کچھ نقصان ہے اسلئے نہ تو اس کو مرد کہا جائے گا، نہ خنثیٰ بلکہ وہ عورت ہے[1] اس سے نکاح درست ہوگیا اگر بذریعۂ علاج اصلاح ہوسکتی ہو تو علاج کرالیا جائے، آپریشن سے کشادگی ہوجائیگی، ممکن ہے کہ سینہ میں بھی فرق آجائے ورنہ شوہر کو طلاق کا حق تو حاصل ہے ہی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۱/۱۱/۶ ۱۴۰ھ دارالعلوم دیوبند

باپ اور بھائی کے ڈر سے نکاح سے منکر ہوجانا

سوال:- خلاصۂ سوال یہ ہے کہ مسمّٰی عبدالحمید اور مسماۃ وحیداً اپنا نکاح اپنی مرضی سے

---

[1] الخنثی وھوذو فرج وذکر او من عری عن الاثنین جمیعاً فان بال من الذکر فغلام وان بال من الفرج فانثی وان ظھر لہ ثدی او لبن او حاض اوحبل اوامکن وطؤہٗ فامرأۃ. شامی کراچی ص۷۲۷/ ج۶/ کتاب الخنثی، مجمع الانھر ص۷۶۷، ۷۶۸/ ج۴/ کتاب الخنثیٰ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، البحرالرائق کوئٹہ ص۲۷۴/ ج۸/ کتاب الخنثیٰ.

ازخود کرنا چاہتے تھے۔ایک روز مسماۃ وحیداً نے اپنے والد کے مکان پر روبرو ایک مسلمان بالغ مرد اور دو مسلمان بالغ عورتوں کے عبدالحمید کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔عبدالحمید نے جواب میں کہا کہ میں نے قبول کیا۔یہ سوال وجواب ایک ہی جگہ ہوئے جس کو گواہوں نے سنا۔وحیداً نے اپنے ہاتھوں سے شکر گھر میں سے لیکر تقسیم کردی کہ یہ میرے نکاح کی شیرینی ہے جس کو گواہوں نے کھایا اورعدالت سے بیان حلفی تصدیق کرالی۔جب باپ اور بھائی کو علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے۔اب مسماۃ وحیداً بوجہ خوف اپنے باپ اور بھائی کے اس واقعہ سے منکر ہے جب کہ عبدالحمید کے ساتھ خفیہ طور پر ازدواجی زندگی گذار چکی ہے۔سوال یہ ہے کہ اب مسماۃ وحیداً دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح حسب طریقہ تحریر درست ہوگیا تھا یا نہیں؟ اوراب باپ اور بھائی کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے جب نکاح کا ایجاب وقبول ہوا[1] اور یہ نکاح کفوء میں ہوا تو وہ شرعاً معتبر اور لازم ہوگیا[2] لڑکی کے والدین یا کوئی اوراس کو غیر معتبر نہیں کہہ سکتے۔اب لڑکی کا انکار بھی شرعاً معتبر نہیں،اس کے بعد مسماۃ وحیداً کا نکاح کسی اور شخص سے نہیں ہوسکتا[3] اس کے باپ بھائی کو چاہئے کہ عبدالحمید کے ساتھ اس کو رخصت کردیں اور کوئی ہنگامہ

---

[1] وينعقد بإيجاب من احدهماوقبول من الأخر وشرط حضور شاهدين الدرالمختار على الرد المحتار كراچى ص ٩/ تا ٢١/ ج٣/ومطبوعه زكرياص ٦٨/ج٤/ كتاب النكاح،هداية ص ٣٠٥،٣٠٦/ج٢/ كتاب النكاح،مطبوعه تهانوى زيلعى ص ٩٦/ج٢/كتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلارضا ولى وله اى للولى اذا كان عصبة الاعتراض فى غيرالكفء الدرالمختارزكرياص ١٥٥/ج٤/باب الولى ،بحرص ١٠٩،١١٠/ج٣/باب الولى، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[3] لايجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذالك المعتدة ،فتاوى هنديه ص ٢٨٠/ج١/ القسم السادس،المحرمات التى يتعلق بهاحق الغير ،مطبوعه كوئٹه، (باقی حاشیہ اگلےصفحہ پردیکھئے)

برپا نہ کریں ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اتنی مدت تک مسماۃ حرام کاری کرتی رہی یا پھر دوسری جگہ نکاح کے نام پر حرام کاری ہوگی، غرض باپ اور بھائی راضی ہوجائیں اور مسماۃ اصل واقعہ کی منکر نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

اغوا کے بعد نکاح اور متعدد مسائل

سوال:- زید بکر کی لڑکی اغوا کرلیتا ہے پھر کچھ عرصہ بعد یوں زید وبکر میں صلح ہوتی ہے کہ زید وبکر کی لڑکی کا نکاح آپس میں باندھا جاتا ہے زید کا بھائی اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح بکر کے چھوٹے لڑکے کے ساتھ باندھ دیتا ہے اس کے علاوہ سات سوروپیہ نقد بھی بکر کے حوالہ کئے جاتے ہیں کیا یہ نکاح درست ہے پھر زید کے بھائی کی لڑکی جب جوان ہوتی ہے تو بکر چاہتا ہے کہ فسخ نکاح کرلیا جائے تو زید اور اس کا بھائی لڑکی سے دعویٰ کرواکر عدالت سے مذکورہ لڑکی کا نکاح فسخ کرالیتے ہیں۔

اب وہی مولوی صاحب عدالت سے فسخ شدہ نکاح کو فسخ مان کر اس لڑکی کا نکاح ایک اور مرد سے پڑھا دیتے ہیں اور جب اعتراض کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ لڑکی کا نکاح کرتے وقت وکالت لڑکی کے والد نے کی تھی جو مشرک ہے اور مشرک کی وکالت مردود ہے اس لئے لڑکی کا سابقہ نکاح بھی باقی نہیں جب کہا گیا کہ لڑکی کا والد مشرک کیسے مانا تو جواب دیا گیا کہ ایک روز اس نے مجھے کہا تھا کہ مولوی صاحب آپ اور آپ کے سارے مقتدی وہابی ہیں اس سے سمجھا گیا کہ وہ مشرک ہے۔ اور مشرک کا نکاح کیسا یعنی مشرک کی وکالت مردود ہے نیز

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) شامی کراچی ص ۱۳۲/ ج ۳/ کتاب النکاح باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد، زیلعی ص ۱۰۱/ ج ۲/ فصل فی المحرمات مطبوعه امدادیه ملتان، تاتارخانیه ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثامن مایجوز من الانکحة الخ مطبوعه کراچی.

ویسے بھی مندرجہ بالا نکاح چھوٹی لڑکی والا درست نہیں اس لئے کہ روپیہ پیش کئے گئے ہیں اورزید کے بھائی نے اپنی بیٹی پر ظلم کیا ہے اس صورت میں شرعی طور سے بھی لڑکی باپ کا نکاح فسخ کرا سکتی کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداومصلیاً

زید کا بکر کی لڑکی کو اغوا کرنا تو حرام ہوا۔لیکن اس کے بعد نکاح کرلیا تو صحیح ہوگیا۔زید کے بھائی نے اپنے چھوٹی لڑکی کا نکاح جو بکر کے چھوٹے لڑکے کے ساتھ کردیا ہے وہ بھی صحیح ہے لیکن جو سات سو روپیہ نقد دیئے ہیں ان کی واپسی لازم ہے۔کیونکہ یہ خالص رشوت ہے۔اخذ اھل المرأة شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة .ردالمحتار[1] ص۵۶۰/ج۲/۔

بلاوجہ شرعی عدالت کے ذریعہ سے نکاح فسخ کرانا ظلم ہے کسی شرعی وجہ سے اگر حاکم مسلم بااختیار نے نکاح فسخ کیا ہے تب تو یہ فسخ معتبر ہے اور بعد فسخ دوسری جگہ نکاح درست ہے۔اور اگر حاکم غیر مسلم ہے تو یہ فسخ معتبر نہیں ہوا بلکہ کالعدم ہوا ہے[2] اور دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں۔ہاں اگر شوہر طلاق دیدے تو دوسری جگہ درست ہوگا ان مولوی صاحب لڑکے کے باپ کو محض اس وجہ سے کہ اس نے مولوی صاحب اور ان کے مقتدیوں کو وہابی کہا ہے مشرک کہنا درست نہیں بلکہ جہالت ہے لہٰذا محض اسی بناء پر سابقہ نکاح کو غیر معتبر کہنا درست نہیں،روپیہ کا لینا ناجائز ہے،لیکن اس سے نکاح ناجائز نہیں ہوتا۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

ضمیمہ استفتاء ماقبل

سوال:۔نقل فتویٰ مولوی صاحب جو جواز نکاح کے لیا گیا یعنی وہ مولوی جس نے

---

[1] الدرالمختار کراچی ص۱۵۶/ج۳/شامی زکریاص۳۰۹/ج۴/ باب المهرقبیل مطلب فی دعویٰ الأب أن الجهاز عارية،سکب الانهر ص۵۳۴/ج۱/قبل باب نکاح الرقيق، دار الکتب العلمية بيروت،البحرالرائق ص۱۸۷/ج۳/باب المهر،مطبوعه کوئٹه.

[2] ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا الاية،سورة النساء آيت ۱۴۱/.

نکاح پر نکاح باندھا تو یہی فتویٰ لیا گیا ہے کہ مولوی صاحب کا نکاح درست ہے۔اس کو دیکھ کر جواب دیا جائے۔

ایک شخص نے ایک عورت کو اغواء کرلیا پھر اغواء کرنے والے کے بھائی نے عورت کے ساتھ فساد کرنے کے لئے سات سو روپیہ نقد دیا عورت کے بھائی صغیر نے اپنی لڑکی صغیرہ کا نکاح کر دیا پس بموجب قانون سرکاری لڑکی کا نکاح جو پہلے ہوا تھا عدالت میں فسخ کرایا گیا ایک مولوی صاحب نے اس لڑکی کا نکاح اور شخص کے ساتھ پڑھا دیا۔اس نکاح خواں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتح القدیر[1] میں ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک نکاح صغیرہ کا کرنا ناجائز ہے منعقد نہیں ہوتا، ابن شبرمہ کا یہی مذہب ہے بعض فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ اب وجد کو اختیار ہے کہ صغیرہ کا نکاح کردے اور بعد بلوغ اس کو فسخ کرنا درست نہیں بغیر اب وجد کا نکاح جائز نہیں، شافعیؒ کا یہی مذہب ہے، ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا یہ مذہب ہے کہ اب وجد کو بھی نکاح جائز ہے اور صغیرہ کو بعد بلوغ کے خیار فسخ حاصل نہیں اور غیر اب وجد کے بھی صغیرہ کا نکاح کرنا جائز ہے اور صغیرہ کو بعد بلوغ خیار فسخ حاصل ہے اور شامی[2] میں ہے کہ اب وجد کو ولایت نظر یہ ہے اگر یقین ہو کہ خیر خواہی صغیرہ کے واسطے نکاح نہیں باندھا تو باجماع امت نکاح منعقد نہیں ہوا کتاب مسمیٰ بحیلۃ الناجزۃ میں بہت صورتیں مجتہد فیہ ہیں۔ برخلاف حنفیہ فسخ نکاح کا حکم دیدیا جس میں دستخط مولانا اشرف علی وغیرہ علماء کے ہیں۔پس یقین ہے کہ نکاح صغیرہ برائے خیر خواہی نہیں ہوا تو فسخ نکاح عدالت کے بعد مولوی نکاح خواں کو حکم دینا کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے یہ غلط ہے بالکل یہ حکم خلاف شرع ہے حکم دینے والے نے خدا سے خوف نہیں کیا۔

---

[1] فتح القدیر ص ۲۷۴، ۲۷۶/ ج ۳/ باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[2] شامی کراچی ص ۶۷/ ج ۳/ باب الولی.

(نوٹ) اگر وہ شخص کہ جس کا نکاح فسخ کرایا گیا عقیدہ فاسد رکھتا ہو تو فرض ہے جمیع مسلمانوں پر کہ اس کو عورت نہ دیں کہ قرآن پاک میں سورۂ ممتحنہ میں ہے۔ فلاترجعوھن الی الکفار لاھن حل لھم ولاھم الخ۔[1] پھر خدائے تعالیٰ نے فرمایا ولاجناح علیکم ان تنکحوھن[2] غیر اللہ کو پکارنا اس عقیدہ سے کہ وہ میری پکار کو سنتا ہے ہر وقت شرک ہے سورۂ جن میں ہے قل انما ادعوا ربی الخ۔[3] یعنی میں کسی کو نہیں پکاروں گا شرک نہیں کروں گا حق تعالیٰ اپنے غیب سے واقف کسی کو نہیں کرتا مگر نبیوں کے لئے فرشتے مقرر ہیں واسطے وحی پہونچانے کے اور دفع شیاطین کے اور جس نے یہ حکم نامہ نہیں مانا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابداً۔[4] اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا فرض ہے بتانا اگر میں نہ بتاؤں تو اللہ کے عذاب سے کوئی چھڑانے والا نہیں۔

الراقم عظمت اللہ شاہ کشمیری

یہ جو کہا گیا اس میں کوئی اہل اسلام منصف مزاج شبہ نہیں کرے گا جس کو خوف خدا نہیں اس کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتے آفریں صد آفریں شاہ صاحب پر کہ کیا مسئلہ منقح لکھا اب بھی اگر شبہ کرے ایسے دلائل قرآن وحدیث وفقہ شریف پر کیا لکھے وہ محض ضد ہوگی۔

مولوی نذیر بقلم خود و مولوی محمد عبدالخالق بقلم خود

آپ کے فتویٰ کا فائدہ مزید یہ ہوگیا کہ جو لوگ پہلے خیالات فاسدہ کے مرتکب تھے اور مندرجہ قسم بالا عقیدہ رکھتے تھے اب راہ راست پر آرہے ہیں اور جو بھی فتویٰ دیکھتا ہے کہتا ہے کون مغیبات کلی اور مساوی وغیرہ کا قائل ہے اور یہ باعث مسرت ہے توقع ہے کہ ایسی زن جو نکاح ثانی کے جواز کے حق میں ہیں آئیں گی اور معاملہ یہی تھا جو آپ کی خدمت میں لکھ کر

[1] سورۂ ممتحنہ آیت ۱۰ر۔
[2] سورۂ ممتحنہ آیت ۱۰ر۔
[3] سورۂ جن آیت ۲۰ر۔
[4] سورۂ جن آیت ۲۳ر۔

عرض کیا گیا اگر وہ اس کے خلاف کوئی بات کہہ کر فتویٰ حاصل کریں تو اس کی نقل آنجناب ضرور لکھ کر رکھ لیں۔ اس قسم کا فتویٰ دیوبند اور ڈابھیل سے منگوایا گیا ہے دونوں وصول ہوئے انھوں نے بھی نکاح کے بارے میں آپ سے اتفاق کیا ہے باقی امور کے بارے میں وضاحت نہیں کی ایک ان میں سے واپس برائے وضاحت کیا گیا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

جہاں تک میں سمجھتا ہوں آپ کی تحریر میں یہ امور جواب طلب ہیں۔

(۱) جو شخص مشرکانہ عقیدہ رکھنے والے کو کافر نہ سمجھے وہ خود کیسا ہے مسلم ہے یا کافر؟

(۲) حضور ﷺ اور اولیاء کرام کے متعلق کلی علم غیب اور ہر وقت ہر جگہ سے فریادرسی کا اعتقاد رکھنے والے کی علماء نے تو تکفیر کی ہے مگر تم اے اہل مظاہر علوم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ یعنی دیگر علماء حق کی موافقت کرتے ہو یا اس مسئلہ میں اہل حق کے مخالف ہو یا کچھ جداگانہ مسلک رکھتے ہو؟

(۳) جو امام ناجائز نکاح پڑھائے اور پھر اس سے توبہ نہ کرے اور اس سے بہتر دوسرا آدمی امامت کے لائق موجود نہ ہو تو پھر بھی امام مذکور کی امامت مکروہ ہے یا نہیں؟

(۴) باپ دادا نے اگر صغیرہ کا نکاح کر دیا ہو تو وہ فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اب ترتیب وار جواب سنئے۔

(۱) اقول وباللہ التوفیق وبیدہٖ ازمۃالحق والتحقیق. وہ شخص اس مشرکانہ عقیدہ کو بہتر سمجھتا ہے اور اس کے معتقد کو مشرک نہیں سمجھتا بلکہ مسلم سمجھتا ہے تو اس سے دریافت کیا جائے کہ مشرکانہ عقیدہ کے باوجود وہ مسلم کیسے رہ سکتا ہے۔

(۲) اہل حق کے فتویٰ کے خلاف اہل مظاہر علوم کا مسلک نہیں۔

(۳) ایسی مجبوری کی حالت میں کراہت نہیں۔

(۴) صغیرہ کا نکاح اگر اب وجد کے غیر نے کیا ہو تو اس کو خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے

یعنی آثارِ بلوغ ظاہر ہوتے ہی فوراً نکاح سے ناراضگی کا اظہار کردے اور پھر عدالت مسلمہ کے ذریعہ اس نکاح کو فسخ کرالے اگر اب وجد نے کیا ہوتو اس میں خیار بلوغ حاصل نہیں ہوتا البتہ جب کہ غیر کفو یعنی لڑکی کی قوم سے گھٹ کر نیچے کی قوم میں کردیا ہو یا صالح کا نکاح فاسق سے کردیا ہو یا مہر میں غبن فاحش ہو اور اس نکاح سے قبل اب وجد کا سئی الاختیار ہونا معروف ہوتو ایسی صورت میں خیار بلوغ حاصل ہوگا اگر کفو میں کیا ہے تو پھر باوجود سئی الاختیار ہونا معروف ہونے کے بھی خیار بلوغ حاصل نہیں۔

وللولی انکاح الصغیر والصغیرة جبراً ولزم النکاح ولوبغبن فاحش اوغیر کفو وان کان الولی ابا اوجد الم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لایصح النکاح اتفاقاً الخ. (درمختار) والحاصل ان المانع هوکون الاب مشهوراً باختیار السوء قبل العقد فاذا لم یکن مشهوراً بذالک ثم زوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذالک انه سئی الاختیار واشتهربه عندالناس فلو زوج بنتاً اخریٰ من فاسق لم یصح الثانی لانه مشهوراً بسوء الاختیار قبلهٗ بخلاف الاول لعدم وجود المانع قبلهٗ ولوکان المانع مجرد تحقق سوء الاختیار بدون الاشتهار لزم احالة المسئلةاعنی قولهم ولزم النکاح ولوبغبن فاحش اوبغیر کفو وان کان الولی اباواجدا ثم اعلم ان مامر عن النوازل من ان النکاح باطل معناهٗ انه سیبطل کما فی الذ خیرة الیٰ قولهٖ وماذکرنا من ثبوت الخیار للبنت اذا بلغت ای هوفی الصغیرة الخ. شامی[۱] ص ۴۷۰/ ج ۲/.

زید کے بھائی نے اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح جو بکر کے چھوٹے لڑکے کے ساتھ کیا ہے اگر یہ کفو میں کیا ہے اور مہر میں غبن فاحش نہیں تو یہ نکاح بلاتردد درست ہے اور اس میں خیار بلوغ حاصل نہیں اور عدالت کے ذریعہ اس کو فسخ کرانا بھی درست نہیں اگر چہ اس نکاح

---

[۱] الدرمع الرد کراچی ص۶۷/ ج۳/ باب الولی، فتح القدیر ص ۳۰۵، ۳۰۳/ ج۳/ فی فی الکفاءة مطبوعه دارالفکر بیروت، البحر الرائق ص ۱۳۴/ ج۳/ فصل فی الاکفاء مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

سے مصالحت اور دفع فساد بھی حاصل ہوگئی اور پھر دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح بھی درست نہیں جب تک کہ شوہر طلاق نہ دیدے اگر غیر کفو میں کیا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ زید کا بھائی سئی الاختیار مشہور نہ ہو تو اس کا حکم بھی وہی ہے یعنی نکاح درست ہوگیا اور خیار بلوغ حاصل نہیں اور عدالت سے اس نکاح کا فسخ کرانا بھی درست نہیں بغیر شوہر سے طلاق لئے۔ اس کا نکاح ثانی بھی ناجائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زید کا بھائی سئی الاختیار ہونے میں مشہور ہے تو اس صورت میں البتہ خیار بلوغ حاصل ہے اور آثار بلوغ ظاہر ہوتے ہی ناراضی ظاہر کر کے عدالت مسلمہ کے ذریعہ سے نکاح فسخ کرا کے نکاح ثانی درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم ربیع الاول ۶۰ھ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

نکاح کے لئے ایجاب وقبول کو سننا ضروری ہے

سوال:- نکاح کے گواہوں میں ایک گواہ وکیل (قاضی) کے ساتھ ایجاب سنے اور دوسرا گواہ لڑکی سے اجازت لے۔ اور قبول کے وقت دونوں گواہ ایک ساتھ وکیل کے ایجابی جملہ کے ساتھ قبول بھی سنیں تو نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح بھی نکاح صحیح ہو جائے گا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۸۸ھ

---

[1] وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً (درمختار) اما الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته (شامی زکریا ص ۸۷/تا ۹۱/کتاب النكاح، مطلب هل ينعقد النكاح بالفاظ المصحفة بحر کراچی ص ۸۸، ۸۹/ ج ۳/ کتاب النكاح.

فصل دوم

﴿مجلس عقد اور رجسٹر میں اندراج کرنا﴾

مجلس نکاح میں کلمہ پڑھوانا اور زوجین سے ایجاب وقبول کرانا

سوال: -مشرقی یوپی کے بعض مقامات پر دلہا اور دلہن کو اکٹھا بٹھا کر نکاح پڑھواتے ہیں۔ دلہا سے تین مرتبہ ایجاب وقبول کرواتے ہیں اور دلہن سے بھی اسی طرح ایجاب وقبول کراتے ہیں۔ اگر دلہن سے ایجاب وقبول نہ کرائیں تو کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا لوگ کہتے ہیں جس طرح طلاق تین دفعہ ہے اسی طرح نکاح میں ایجاب وقبول بھی تین دفعہ ہے اور نکاح سے پہلے کلمہ پڑھانا ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طریقے کی پابندی کرنا کوئی شرعی حکم نہیں۔ مجلس عقد میں دلہن موجود نہ ہو اس کی طرف سے اس کا کوئی ولی یا وکیل قاضی وغیرہ ایجاب کرلے تب بھی درست ہے[۱] ایک دفعہ بھی ایجاب وقبول کافی ہے[۲] طلاق کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک دفعہ دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے، اس کا اور حکم ہے[۳] تین دفعہ دینے سے بھی ہو جاتی ہے اس کا اور حکم ہے[۴] نکاح کی یہ قسمیں

---

[۱] وينعقد بايجاب من احدهما وقبول من الاخر كزوجت نفسي اوبنتي او موكلتي منك ويقول الآخر تزوجت، الدر المختار على الشامي كراچى ص ۹/ ج۳/ كتاب النكاح، هداية ص ۳۰۵/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه تهانوى ديوبند، بحر ۸۱/ ج۳/ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۲] فاذاقال اتزوجک بكذا فقالت قد قبلت يتم النكاح، عالمگيرى ص ۲۷۰/ ج ۱/ كتاب النكاح، الباب الثانى فيما ينعقد النكاح، مطبوعه كوئٹه.

[۳] صريحة ما استعمل فيه خاصة ولايحتاج الى نية وهو انت (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نہیں۔ پس طلاق پر اس کو قیاس کرنا غلط ہے۔ کلمہ پڑھوانا بھی ضروری نہیں وہ تو خود پہلے سے ہی مسلمان ہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٦/٢/ ٩٤ھ

نکاح کے وقت کلمہ پڑھانا

سوال:- اس طرف امام صاحب بوقت نکاح دلہا و دلہن کو ایجاب وقبول وکلمہ وغیرہ پڑھاتے ہیں دلہن بالغہ ہو یا نابالغہ بعض آدمی اس پر معترض ہوئے کہ بالغہ سے کلام نہ کرنا چاہئے امام صاحب نے کہا اس میں کیا نقصان ہے؟

دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے آیا ایجاب وقبول وکلمہ وغیرہ دونوں کو پڑھانا چاہئے یا صرف دلہا کو اگر صرف دلہا کو تو دلہن کو پڑھانا ثواب ہے یا گناہ؟ مع دلیل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بوقت عقدِ نکاح کلمہ پڑھانا احادیث اور صحابہؓ اور مجتہدینؒ سے منقول نہیں البتہ اگر دلہا ودلہن کے متعلق علم ہو کہ ان کے عقائد اچھے نہیں خلاف شرع ہیں تو جس کے عقائد خلاف شرع ہوں ان کو تجدید ایمان کے لئے کلمہ پڑھانا ضروری ہے اور جس کے عقائد موافق شرع ہوں اس کو ضروری نہیں ہر جگہ اس کا التزام کرنا غلطی ہے، خاص کر جب کہ دولہن کو کلمہ پڑھانے میں

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) طالق ومطلقة وطلقتک وتقع بکل منها واحدة رجعية وان نوی اکثر الخ مجمع الانهر ص ١١/ج ٢/باب ايقاع الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلميه بيروت، عالمگيری کوئٹه ص ٣٥٤/ج ١/الباب الثانی فی ايقاع الطلاق، الفصل الاول.

[٤] وان کان الطلاق ثلاثی فی الحرة وثنتين فی الائمة، لم تحل له حتی تنکح زوجاً غيره نکاحاً صحيحاً، عالمگيری کوئٹه ص ٤٧٣/ج ١/کتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة ومايتصل به، شامی کراچی ص ٤١٠/ج ٣/کتاب الطلاق، باب الرجعة.

فتنہ کا اندیشہ ہواس کی آواز کی وجہ سے یا لوگوں کی بدگمانی اوراعتراض کی وجہ سے اوراس کے عقیدہ کی خرابی کا علم نہ ہو بلکہ بظاہراس کا عقیدہ درست معلوم ہوتا ہے تو پھراس کوکلمہ پڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔خطبہ مسنونہ پڑھ کرایجاب وقبول کرادیا جائے، ہاں اگراس کے عقیدہ کی خرابی کا علم ہوتو ضرورتجدیدِ ایمان کرائی جائے،[1] ایسی حالت میں بالغہ کوبھی زور سے اس طرح کلمہ پڑھانا چاہئے کہ آس پاس کے ایک دوآدمی کم ازکم ضرورسن لیں، نابالغہ کو پڑھانے کی کیا ضرورت ہے اگر احتیاطاً بلاالتزام وبلامفاسد پڑھایاجائے توزور سے پڑھانا ضروری نہیں آہستہ کافی ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود گنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۱۳/۵/۵۸ھ

الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہٗ،

صحیح:عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم ۱۳/جمادی الاول ۵۸ھ

نکاح میں چھوارے بکھیرنا،اورنکاح کورجسٹر میں درج کرنا

سوال:-کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں مشہور ہے کہ نکاح کی شیرنی لوٹنا سنت ہے اس بنا پر ہمارے جوار میں مجلس نکاح میں شیرنی تقسیم کرنے کے وقت طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے،جس وقت مٹھائی تقسیم کرنے والا مٹھائی کا ٹوکرا اٹھاتا ہے اوردوچار آدمیوں کے ہاتھوں میں مٹھائی دیتا ہے کسی وقت مضبوط قسم کے نوجوان لڑکے ٹوٹ پڑتے ہیں،اور ہاتھا پائی ہونے لگتی ہیں بعض بڑے بچوں کو چوٹ بھی لگ جاتی ہے اور چونکہ شیرنی کھجور چھوارے بھی ہوتے ہیں بلکہ بتاشے خورمے،لڈووغیرہ مصنوعی مٹھائی ہوتی ہے اس لئے فرش پرگرکرمٹھائی پامال ہوجاتی ہے اورشیرنی پانے سے مجلس کے اکثر آدمی محروم ہوجاتے ہیں

[1] ماکان فی کونہ کفراااختلاف فان قائلہ یومر بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۳/ج۲/قبیل الباب العاشرفی البغاۃ.

کیا یہ صحیح ہے کہ نکاح کی شیرنی لوٹنا سنت ہے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں ایسے بدتمیزی کی اجازت نہیں دیتا وہ کہتے ہیں کہ بے شک بعض احادیث میں لابھی ''نہیں'' کالفظ آیا ہے، لیکن ''نہیں'' سے مراد اسکے معنی مجازی ہیں، یعنی نشر اور نثار کے بعد اپنی جگہ پر تہذیب سے بیٹھے ہوئے سامنے گری ہوئی شیرینی کو ہاتھ بڑھا کر جھٹپٹ اٹھالینا مراد ہے، حقیقی ''نہیں'' مراد ہے، کیا مولوی صاحب کا قول صحیح ہے؟ نیز مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ صورت کھجور اور چھواروں کی تقسیم میں ممکن ہے، اسلئے مولوی صاحب مذکور کی بات بے اثر رہتی ہے یہ تو بیر نکالی ہے، نیز دوسرا مولوی صاحب عوام کی عام رواج کی عملاً تصویب کرتے ہیں۔

مولوی صاحب مذکور نے اب اپنے حلقہ اثر میں یہ تدبیر نکالی ہے مسجد میں نکاح پڑھنے کا سلسلہ قائم کیا ہے، اس سے ضرور اس طوفان بے تمیزی سے بچاؤ ہوگیا لیکن پھر بھی بعض مجلسوں سے مٹھائی لوٹنے کی رسم مذکور کی ابتداء ہوچکی ہے، نیز مسجدوں میں نکاح پڑھانے پر یہ اعتراض ہورہا ہے چونکہ مسجد میں ایسی مجلس میں بے نمازی اور بے وضو لوگ گھس جائیں گے جن سے مسجد کی بے حرمتی ہوگی، اس لئے مسجدوں کو مجلس نکاح سے بچانا چاہئے اور نکاح مکان وبارات میں ہی پڑھنا چاہئے جیسا کہ اب تک رواج رہا ہے، مذکورہ مسائل میں براہ کرم کتاب وسنت اور فقہ کے احکام واجب ومستحسن ومستحب تحریر فرما کر ہم لوگوں کی رہنمائی فرمائی جائے، مولوی صاحب مذکور اپنے پڑھائے ہوئے نکاحوں کا اندراج مرادآباد مطبوعہ رجسٹر جاری کئے ہوئے میں، کرتے ہیں، اور اسی پر دستخط کراتے ہیں، اس کا شرعاً کیا حکم ہے بعض لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

مولوی صاحب کا فرمانا صحیح ہے اس بدتہذیبی، اضاعت مال، مسجد کی بے حرمتی سے بچنا لازم ہے اگر لوگ باز نہ آئے اور مسجد کا احترام نہ کرے تو مسجد میں نکاح کا انتظام نہ کیا جائے،

''ومنه الحديث أنه نُثِرَ شئی فی أملاكٍ فلم يأخذوه فقال: مالكم، قالوا الاتنتهبون :

أوليس قد نهيت عن النهبى؟ فقال: انما نهيت عن نهبى العساكر فانتهبوا الخ نهاية ، ج ۴/ص ۱۹۹ /[۱]۔

"الاملاک التزويج وعقد النكاح الخ نهاية ج ۴/ص ۱۱۵ /[۲]"

(۲) نفس نکاح بغیر اندراج کے بھی صحیح ہوجاتا ہے یہ اندراج دیگر مصالح کی بناء پر ہے ثبوت کے لئے اس کی ضرورت پیش آتی ہے اس لئے یہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۲۷/۴/۹۱ھ

کیا رجسٹر میں درج نہ ہونے سے نکاح نہیں ہوتا؟

سوال:- مسمّٰی غلام حیدر کا نکاح جب کہ اس کی عمر ۱۳/۱۴/سال کی تھی، مسماۃ مریم ولد ستار شیخ کے ساتھ جب کہ اس کی عمر ۱۰/۱۱/سال کی تھی بہ اجازت والدین ہوگیا تھا۔ نکاح درج رجسٹر زوجین کے نابالغ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوا تھا۔ اس نکاح پر ۴/۵/سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب جب کہ مسمّٰی غلام حیدر اپنے سسر سے لڑکی کی رخصت کے لئے کہتا ہے تو وہ انکار کرتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ کوئی نکاح نہیں ہوا اور اس نے اپنی لڑکی مریم کا نکاح دوسری جگہ کردیا ہے جب کہ اس کی لڑکی کو طلاق نہیں ہوئی ایسی حالت میں یہ نکاح ثانی درست ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور جس مولوی صاحب نے یہ نکاح ثانی پڑھایا ہے ان کے بارے میں شرعی طور پر کیا حکم صادر ہوتا ہے؟

۱؎ النهاية فى غريب الحديث والاثر ص ۱۳۳/ج۵/باب النون مع الهاء مطبع مكتبة التجارية مكة المكرمة، اعلاء السنن ص ۱۱/ج ۱۱/كتاب النكاح، باب استحباب الوليمه، وكون وقته بعد الدخول مطبع ادارة القرآن كراچى.

۲؎ النهاية فى غريب الحديث والاثر، ص ۳۵۹/ج۴/باب الميم مع اللام، مطبع مكتبة التجارية مكة المكرمة، اعلاء السنن ص ۱۱/ج ۱۱/كتاب النكاح، باب استحباب الوليمه، وكون وقته بعدالدخول مطبع ادارة القرآن كراچى.

الجواب حامداً ومصلیاً

ستار شیخ نے اپنی نابالغہ لڑکی مسماۃ مریم کا نکاح غلام حیدر کے ساتھ گواہوں کے سامنے کردیا تو وہ شرعاً منعقد اور لازم ہوگیا۔ اب اس کے بالغ ہونے پر لڑکی شوہر کے مکان پر بھیجنا اور اس کے شوہر کا مطالبۂ رخصتی پورا کرنا لازم ہے۔ محض رجسٹر میں درج نہ ہونے کی وجہ سے یہ کہنا درست نہیں کہ نکاح نہیں ہوا تھا ایسی حالت میں اگر لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کیا جائے گا تو وہ شرعی نکاح نہیں ہوگا بلکہ نکاح کے نام پر حرام کاری ہوگی۔ لڑکی بھی معصیت میں مبتلا ہوگی اور جس سے نکاح کیا جائے گا وہ بھی معصیت میں مبتلا ہوگا۔ باوجود علم کے جو شخص اب نکاح پڑھائے گا وہ بھی سخت گنہگار رہوگا اور جو لوگ ایسے نکاح میں شرکت کریں گے وہ بھی سخت گنہگار رہوں گے اور قہر خداوندی اس سے جوش میں آئے گا۔ اس لئے ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔ اگر اس کا والد اس کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہے تو لڑکی کو لازم ہے کہ ہرگز اس نکاح کو قبول ومنظور نہ کرے، اس کی ہرگز اجازت نہ دے اور رخصت ہوکر ہرگز اس دوسرے شخص کے پاس نہ جائے۔ **لقولہٖ تعالیٰ حرمت علیکم امہاتکم (الیٰ قولہٖ تعالیٰ) والمحصنات من النساء .(الأیة[1])ولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة فتاویٰ عالمگیری[2] ص ٦ / ج ٢ /.** فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم جمادی الثانی ۹۰ھ

نکاح کا اندراج رجسٹر میں

سوال: - نکاح کا اندراج رجسٹر سرکاری میں نہیں ہوا۔ کیا اندراج ضروری ہے؟

---

[1] سورۃ النساء پارہ ۴ / رقم الآیۃ ۲۳، ۲۴ /۔

[2] الهندیة ص ۲۸۰ / ج ۱ / الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بهاحق الغیر، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۹، ۵۴۸ / ج ۲ / کتاب النکاح، بیان عدم جواز منکوحة الغیر، بیان عدم جواز نکاح، معتدة الغیر، الفقه الحنفی وأدلته ص ۱۵۸ / ج ۱ / کتاب النکاح، محرّمات النکاح، السادس محرّمات بتعلق حق الغیر، مطبع مکتبة الغزالی بیروت.

الجواب حامداًومصلیاً

شرعاً ضروری نہیں[1]۔ البتہ قانون کی روک تھام کے لئے ضروری ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

بغیر کلمہ پڑھائے نکاح

سوال:-مؤرخہ ۱۵/جون ۱۹۸۶ء کو محمد محمود ولد علی کی شادی مقرر تھی جس میں میرے والد کو نکاح خوانی کے لئے جانا تھا لیکن بوجہ بزرگی وہ نہ جاسکے۔ بندہ گھر پر موجود تھا۔ مجھے انھوں نے کہا کہ آپ جاکر نکاح کرآئیں۔ بندہ ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چلا گیا وہاں ڈھول وغیرہ گانے بجانے کے لئے آئے ہوئے تھے جوکہ مجھے دیکھ کر جانے لگے۔ میں نے دیکھا کہ ڈھول بج رہاہے اور ۴/۵/سال کے بچے ڈانس کررہے ہیں۔ بڑا دکھ ہوا کہ مسلمان کا بچہ جب بسم اللہ پڑھتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کے ماں باپ کو بخش دیتے ہیں اور آج یہ بچے شیطان کے شیدائی بنے ہیں۔ بندہ نے جاکر سلام کیا اور ڈھول بند کراکر بچوں کو ڈانٹا۔ تمام بچوں کے والدین کو طلب کیا جس کی شادی تھی اسے بھی طلب کیا مسئلہ بیان کیا۔ اور کہا کہ اسے بند کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ ہم بھی تو جانتے ہیں لیکن بند نہیں کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے خدائی حکم سنایا تھا، ہدایت اللہ دے سکتا ہے میں نہیں۔ لیکن میں آپ کی ڈھول والی بارات کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میں یہ کہہ کر چلا آیا۔ چند آدمی جو اسلامی قدر

---

[1] ینعقد النکاح بإیجاب وقبول، وشرط حضورِ شاهدین (الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۹/ج ۳/ کتاب النکاح)سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴۶۷، ۴۷۲/ج ۱/ اول کتاب النکاح،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،البحرالرائق کوئٹه ص ۸۱، ۸۷/ج ۳/ کتاب النکاح. تاہم قانونی گرفت کے پیش نظر اندراج کرلینا چاہئے۔قال تعالیٰ: ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة الآیة سورۂ بقرہ آیت ۱۹۵/(م ر ن).

جانتے تھے وہ مجھے واپس بلاکر لے گئے اور کہنے لگے اس سے قبل ۴؍ افراد نے اس ماہ میں ڈھول بجایا ہے۔ اگر آپ ان پر اسلامی تعزیرات لگائیں گے تو ہم ابھی ڈھول واپس کردیں گے۔ میں نے کہا انشاء اللہ۔ اگر آپ لوگوں کا ساتھ ہوا تو ضرور ان پر تعزیرات لگائی جائے گی۔ جب علی محمد گھر واپس آئے تو انھوں نے کہا کہ اگر صرف دو ڈھول اور ایک آدمی جائے گا تب بھی ڈھول بجا کر جاؤں گا۔ اس پر محلّہ کے لوگوں کو جوش آیا کہ ایک طرف امام صاحب قرآن وحدیث کا ثبوت دیتے ہیں اور یہ لوگ پھر بھی نہیں مانتے۔ تو اس پر لوگوں کو جوش آیا اعلان کیا کہ جو لوگ قرآن وحدیث پر چلنے والے ہیں وہ امام صاحب کے پیچھے اور جو لوگ شیطان کی پیروی کرنا چاہتے ہیں وہ ڈھول کے ساتھ جاؤ اس پر ۴؍ افراد امام صاحب کے ساتھ اور ۲۲؍ افراد ڈھول والی بارات کے ساتھ چلے گئے۔ ۲۲ کے بارے میں امام صاحب نے اعلان کیا کہ اب ان کا نکاح کوئی مسلمان نہیں پڑھ سکتا ہے۔ جب لڑکی والے کے گھر بارات گئی تو عقد نکاح کے لئے کوئی مسلمان تیار نہ ہوا۔ انھوں نے کہا جب امام صاحب کا اعلان ہے تم نہیں پڑھا سکتے۔ اس پر وہاں کا قاضی جو دور موجود تھا وہاں بھی گئے۔ اس نے کہا کہ امام صاحب کو بلا کر لاؤ اور ڈھول بند کرو ہم تحقیقات کریں گے۔ پھر نکاح پڑھا جائے گا۔ بندہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تمام واقفیت کرائی۔ تب تک محمد رفیق ولد فیروز الدین نکاح پڑھانے لگا۔ نہ ہی اس نے چھ کلمہ سیکھے۔ صفت ایمان دعائے قنوت اور نہ ہی نماز کا سبق آتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے اور نہ نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی نکاح کے ارکان جانتا ہے۔ اس نے نکاح کی رسم ادا کی اور لڑکی کو لے کر لڑکے کے گھر چلے گئے۔ بندہ نے ۱۶؍ جون کو اپنے گاؤں کے اسلامی آدمیوں کی کمیٹی طلب کی۔ جس میں نوٹس جاری کی گئی کہ یہ ۲۴؍ افراد آکر صفائی پیش کریں ورنہ ان لوگوں کے ساتھ اسلامی بائیکاٹ کیا جائے گا جن پر مورخہ ۱۷؍ کو ان میں ۱۴؍ افراد حاضر ہوئے انھوں نے آکر ۲۲؍ افراد کی طرف سے غلطی مان لی۔ اس اسلامی کمیٹی میں قاضی و چند مولوی صاحب تھے۔ ڈھول بجانے والے کو ۲۰۰؍ روپیہ جرمانہ باقی جو لوگ بارات کے ساتھ گئے تھے۔ ۶۰؍ روپیہ جرمانہ ڈال کر توبہ وغیرہ کرائی، جرمانہ ادا ہو گیا مسکینوں

کو پیسہ دیا گیا اور نکاح کے بارے میں دریافت کیا گیا تو لڑکے کے باپ نے کہا نکاح کیا تھا۔ ایسے ہی اس لڑکے نے کاپی دیکھ کر کلمہ وغیرہ پڑھائے تھے جب کہ اسے آتے ہی نہیں تھے ہم نے دریافت کیا کہ لڑکا نماز کا پابند ہے یا نہیں؟ کہا لڑکا نماز جانتا ہی نہیں، لڑکا روزے رکھتا ہے کہ نہیں؟ کہا نہیں۔ تو اس پر علمائے کرام نے کہا پھر اس لڑکے کا نکاح نہیں ہے اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور یہ نکاح علی محمد کے لڑکے کا آپ جا کر کرآئیں۔ بندہ نے با قاعدہ صفائی لے کر کہ اس نے ازدواجی زندگی تو اختیار نہیں کی ہے۔ جب حلفی شہادت مل گئی بندہ نے نکاح پڑھا۔ محمد رفیق ولد فیروز الدین کو نوٹس جاری کیا کہ مؤرخہ ۲۲؍جون کو اپنی صفائی پیش کریں۔ کیونکہ آپ کا نکاح ٹوٹ گیا ہے لیکن وہ یہ سن کر اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔ بندہ کے پاس محمد رفیق کا سسر آیا بندہ نے اس سے کہا آپ محمد رفیق کو لاؤ اس سے بیان لے کر تحقیق کی جائے گی۔ جب لڑکا آیا تو اس کی جگہ غلط بحث کرنے کے لئے صوفی سید محمد اور محمد رشید تیار ہو گئے کہ لڑکے کا نکاح نہیں ٹوٹا ہے۔ بندہ نے کہا کہ اگر نہیں ٹوٹا ہے تو عالم کو فتویٰ لکھو۔ جو حکم وہ قرآن وحدیث سے دیں اس پر عمل کرنا ہوگا۔ لیکن پھر بھی غلط باتیں کہتے رہے۔ آخر کار بندہ نے بھری مجلس میں کہا کہ لڑکے کو لاؤ۔ چھ کلمے صفت ایمان دعائے قنوت اگر لڑکا محمد رفیق سنا دے تو پھر اس کا نکاح نہیں ٹوٹا بلکہ میرا ٹوٹ گیا ہے۔ میرا پھر دوبارہ نکاح پڑھو۔ کیونکہ میں نے نوٹس جاری کیا ہے کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے کیونکہ جب اعلان تھا ایک طرف اسلام اور کفر کا اور اس نے بھی کفر کا ساتھ دیا ہے دوسرے اسلام سے واقفیت بھی نہیں ہے۔ لڑکا حاضر ہوا۔ پہلا کلمہ بھی نہیں سنایا۔ اس پر باقی مسلمانوں نے کہا کہ اب اس پر جرمانہ لگایا جائے۔ بندہ نے کہا جرمانہ تو لگائیں گے لیکن اس کا نکاح بھی دوبارہ پڑھنا ہے۔ اس پر بندہ نے ۵۰؍روپۓ محمد رفیق پر لگائے اور صوفی سید محمد کو کہا کہ اگر آپ کو میرے نکاح پڑھنے سے شرم آتی ہے تو خود جا کر پڑھائیں اور آپ کی جو ذمہ داری ہے کہ لڑکے کو چھ کلمے اور صفت ایمان اور دعائے قنوت اور نماز کا سبق پڑھائیں۔ اسے الحمد کی قسم بھی دی تھی۔ سننے میں آیا کہ وہ لوگ مولود والوں کے پاس سے فتویٰ لائے ہیں کہ نکاح نہیں ٹوٹا ہے۔ اس لئے انھوں نے نکاح دوبارہ

نہیں پڑھوایا ہے۔ جب توبہ وجرمانہ وغیرہ ادا ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کے بارے میں قرآن پاک وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں اور صوفی محمد اور محمد رشید جو کہ غلط بحث کرتے ہیں ان کے بارے میں بھی واضح فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلياً

بے علمی اور جہالت کی باتیں پڑھ کر بہت افسوس ہوا کہ مسلمان کلمہ اور صفت ایمان سے بھی واقف نہیں۔ پھر اور مسائل کا کیا ذکر۔ صورت مسئولہ میں اگر نکاح کا ایجاب وقبول دو گواہوں کی موجودگی میں کرادیا گیا تو وہ نکاح شرعاً صحیح ہوگیا[۱]۔ اگر چہ ایجاب وقبول کرنے والا خود کلمے اور نماز وغیرہ سے ناواقف ہو اور نکاح پڑھانے والے یا انکار کرنے والے تقریر کرنے والے کسی کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ سب کا نکاح اپنی جگہ برقرار ہے۔ مالی تعزیر شرعاً درست نہیں۔ جس جس پر تعزیر کی گئی وہ غلط کی گئی۔ (کذا فی البحر الرائق[۲]) باجہ وغیرہ بھی ممنوع ہے[۳]۔ نکاح کو سنت طریقہ پر انجام دیا جائے جو کہ ایجاب وقبول سے دو گواہوں کے سامنے منعقد

---

[۱] وينعقد بإيجاب وقبول وشرط حضور شاهدين ملخصاً الدرالمختارمع الشامي كراچى ص ۲۲/ج۳/مطبوعه زكرياص ۶۹، ۸۷/ج۴/كتاب النكاح،هداية ص۳۰۵، ۳۰۶/ج۲/ كتاب النكاح،مطبوعه ياسرنديم،البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱، ۸۷/ج۳/كتاب النكاح.

[۲] والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال البحر ص ۴۱/ج۵/كتاب الحدود، فصل فى التعزير،مطبوعه ماجديه كوئٹه پاكستان،شامى كراچى ص ۶۲/ج۴/كتاب الحدود،مطلب فى التعزيربأخذالمال،مجمع الانهرص ۳۷۱/ج۲/كتاب الحدود،فصل فى التعزير،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۳] ويكره استماع صوت اللهو والضرب به والواجب على الانسان ان يجتهدماامكن حتى لايسمع الخ،البحرالرائق كوئٹه ص۲۰۷/ج۸/ كتاب الكراهية،فصل فى البيع،مجمع الانهر ص ۲۲۲/ج۴/كتاب الكراهية،فصل فى المتفرقات،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،شامى كراچى ص ۳۴۹/ج۶/كتاب الحظروالاباحة،فصل فى البيع.

ہوجاتا ہے۔خطبہ پڑھنا مستحب ہے[1]اور نکاح بغیر خطبہ کے بھی درست ہوجاتا ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ويندب أعلانه وتقديم خطبة وكونه فى مسجد الدرالمختار كراچى ص۸/ج۳/ كتاب النكاح،بحر ۸۱/ج۳/كتاب النكاح،مطبوعه الماجديه كوئٹه،النهرالفائق ص۱۷۶/كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] والنكاح جائزبغير خطبه،الفقه الحنفى وأدلتة ص ۱۴۱/ج۲/فقه المعاملات،القسم الاول، خطبة النكاح،مطبوعه دارالفيحاء بيروت.

فصل سوم: نکاح میں گواہ

اللہ کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

سوال: -عنایت اللہ نے ایک غیر مسلم شادی شدہ عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرلیا اوراس کو اپنے گھر لے آئے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر کہا کہ میں نے اس کو مسلمان کرلیا ہے اور نکاح کرلیا ہے لال محمد نے نکاح پڑھایا جو مر چکے۔ گواہ اللہ میاں تھے۔ ایسی صورت میں یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عورت مسلمان ہونے کا اقرار کرتی ہے تو وہ مسلمہ ہے لیکن وہ عنایت اللہ کی بیوی نہیں۔ عنایت اللہ کا نکاح اس سے منعقد نہیں ہوا۔ ولاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامرأتین. (هدایة[1] ص ۳۸۶ / ج ۲ /) نکاح کے لئے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورت کا موجود ہونا ضروری ہے۔ صرف اللہ میاں کی گواہی صحت نکاح کے لئے کافی نہیں[2]۔ اللہ میاں تو ہر چیز کو دیکھتے ہیں حلال ہو یا حرام۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۲۵ھ

---

[1] هداية ص ۳۰۶ / ج ۲ / كتاب النكاح مكتبه دارالكتاب، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۲۱، ۲۲ / ج ۳ / كتاب النكاح، النهر الفائق ص ۱۸۱ / ج ۲ / كتاب النكاح مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] فلو تزوج امرأة بشهادة الله تعالىٰ ورسوله لايجوز النكاح، مجمع الانهر ص ۴۷۲ / ج ۱ / كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، بحر كوئٹه ص ۸۸ / ج ۳ / كتا النكاح، خانيه على الهنديه ص ۳۳۴ / ج ۱ / فصل فى شرائط النكاح، مطبوعه كوئٹه، هنديه ص ۲۶۸ / ج ۱ / كتاب النكاح، الباب الاول، مطبوعه كوئٹه.

نکاح میں خدا اور رسول اور فرشتوں کو گواہ بنانا

سوال: - فتاویٰ عالمگیری جلد۲/ص۳۴۳ ۸/ کہ اگر کسی نے نکاح میں خدا اور رسول کو گواہ بنایا اور اس طرح کہا کہ میں نے خدا اور رسول اور فرشتوں کو گواہ بنایا۔ تو کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے کہا کہ دائیں اور بائیں ہاتھ کے فرشتوں کو گواہ بنایا تو کافر نہیں ہوگا۔ دونوں میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتاویٰ عالمگیری کی عبارت مسئولہ یہ ہے۔ رجل تزوج امرأة ولم يحضر الشهود وقال خداورسول را گواہ کردم وفرشتہ دست وچپ را گواہ کردم لایکفر كذا في الفصول العمادية عالمگیری مصری ۲۶۶/ ج۲/ کتابُ السير البابُ التاسع في احكام المرتد[1]

اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے، کسی اور فرشتہ یا پیغمبر کے لئے بھی یہ ثابت کرنا درست نہیں بلکہ شرک ہے۔ جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور وہاں کوئی گواہ سامنے نہیں تھا بلکہ خدا اور رسول کو گواہ بنایا تو اس نے رسول کو خدا کی طرح حاضر ناظر مانا یا تمام فرشتوں کو گواہ بنایا تو ان کو خدا کی طرح حاضر ناظر مانا لہٰذا یہ مشرک ہوگیا۔ اگر داہنے یا بائیں ہاتھ کے کاتب اعمال فرشتوں کو گواہ بنایا تو اس سے مشرک نہیں ہوا۔ اس لئے کہ وہ ہر وقت اور ہر جگہ اس کے ساتھ موجود رہتے ہیں۔ خدائے پاک کی طرف سے مسلط ہیں۔ دوسرے کسی فرشتہ کی یہ شان نہیں۔ تو نکاح دونوں صورتوں میں نہیں ہوا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/ ۹۲ھ

---

[1] عالمگیری ص ۲۶۶/ ج۲/ کتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، منها مايتعلق بالانبياء عليهم السلام الخ مطبوعه كوئٹه.

[2] وفي الخانية والخلاصة توتزوج بشهادة الله تعالىٰ ور سوله (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

خدا اور رسول کو گواہ بنا کر نکاح

سوال:- زید ایک بیوہ عورت کو لے کر وطن سے دوسری جگہ دور چلا گیا اور وہاں پہنچ کر بیوہ عورت نے زید سے راضی خوشی میں کہا کہ میں بعوض ۳۰۰/روپیہ مہر پر آپ کے نکاح میں آنا منظور کرتی ہوں۔ زید نے خدا اور رسول کو گواہ قرار دے کر بعوض ۳۰۰/روپیہ مہر پر بیوہ عورت کو قبول کیا۔ (منظور کرلیا) نکاح کے وقت زید اور بیوہ عورت ان دونوں فرد کے سوا اور دوسرا کوئی فرد نہیں تھا اور دونوں ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد اس سے بچہ پیدا ہوا۔ بچے کو حلالی قرار دیا جائے گا یا حرامی؟ زید کا نکاح ہوا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کے حوالہ سے جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح نکاح کرنے سے نکاح نہیں ہوتا۔ انعقاد نکاح کے لئے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا مجلس عقد میں بطور گواہ ایجاب وقبول سننا ضروری ہے[1] تنہائی میں نکاح نہیں ہوتا۔ خدا اور رسول کو گواہ بنا کر نکاح کرنے سے ایک قول پر ایمان سلامت نہیں رہتا۔ کتب فقہ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس طرح نکاح کرنے سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدائے پاک کی طرح حضرت نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ کو بھی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) لاینعقد ویکرہ لاعتقادہ ان النبی ﷺ یعلم الغیب، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۸/ ج۳/ کتاب النکاح، خانیہ علی الھندیہ ص ۳۳۴/ ج ۱/ فصل فی شرائط النکاح، مطبوعہ کوئٹہ مجمع الانھر ص ۴۷۲/ ج ۱/ کتاب النکاح، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.

[1] وشرط حضور شاھدین حرین او حر وحرتین مکلفین سامعین قولھما معاً فاھمین الخ. الدر المختار علی ھامش ردالمحتار زکریا ص۸۷/ ج۴/ کتاب النکاح مطلب ھل ینعقد النکاح بالالفاظ المصحفة الخ، ھدایہ ص ۳۰۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، مکتبہ دار الکتاب، النھر الفائق ص ۱۸۱/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت.

حاضر ناظر اور عالم الغیب اعتقاد کیا۔

ایسے نکاح سے جو اولاد پیدا ہو، اس کے ثابت النسب اور غیر ثابت النسب ہونے کو کیا دریافت کرتے ہیں۔ اس مرد اور عورت کو سچی توبہ کرا کے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جائے۔

رَجُلٌ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ كَانَ بَاطِلاً لَقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَانِكَاحَ اِلَّا بِشُهُوْدٍ وَكُلُّ نِكَاحٍ يكُوْنُ بِشَهادَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَبَعْضُهُمْ جَعَلُوْا ذٰلِكَ كُفْراً لانَّهٗ يعتقدانَّ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم يعلم الغيبَ وهو كُفْرٌ[1] ماكان فى كونهٖ كفراً اختلاف فان قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذٰلك بطريقِ الاحتياط[2]۔

اس کے بعد گواہوں کے سامنے باقاعدہ نکاح کرایا جائے اور جو اولاد پہلے نکاح سے پیدا ہو چکی ہے اس کو اولادِ زنا کہنے سے بھی احتیاط کی جائے یہی صورت احوط ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کے لئے گواہ کم از کم کتنے ہوں؟

سوال:- (۱) اگر کوئی مقام کفرستان ہو اور مسلمان دور دراز فاصلہ پر ہوں محض ایک ہی مسلمانوں کا گھر ہو نیز لڑکی جوان العمر عاقلہ بالغہ ہو اور لڑکا بھی جوان ہو وہ ہر دو روبرو ایک مرد اور ایک عورت کے اپنا نکاح کرلیں۔ مجبوری و مسلمان نہ ہونے و اندیشہ نیز حرام سے بچنے کی غرض سے کیا نکاح جائز ہے؟

---

[1] قاضیخان علی الهندية ص ۳۳۴ / ج ۱ / فصل فی شرائط النكاح مطبوعه كوئٹه، بحر كوئٹه ص ۸۸ / ج ۳ / كتاب النكاح، شامی زكرياص ۹۹ / ج ۴ / قبيل فصل فی المحرمات المحيط ص ۳۷ / ج ۴ / الفصل السابع، الشهادة فی النكاح، مطبوعه ڈابھيل.

[2] عالمگیری كوئٹه ص ۲۸۳ / ج ۲ / الباب التاسع فی احكام المرتدين قبيل الباب العاشر فی البغاة.

(۲) ہر دو گواہاں مرد وعورت کے ہمراہ ایک لڑکی مسلمان چودہ سالہ جس کو کئی مرتبہ حیض آ چکا ہے وہ بھی بوقت نکاح موجود ہوتی ہے کیا لڑکی کی شہادت از روئے شرع معتبر ہے حضرت مولانا حافظ محدث اشرف علی تھانویؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر دو استفتاء موافق چھ سوالات از روئے شرع محمدی نکاح ہو گیا ہے۔ یہ نہیں ٹوٹ سکتا، مگر بکر کہتا ہے مدرسہ سہارنپور کا فتویٰ بمعہ آیات قرآن واحادیث مستفسرہ معہ مہر مدرسہ ہونا چاہئے؟

(۳) اگر بکر دوسری جگہ دختر کو دیدے تو جو افعال حرام ہوگا اس کا عذاب کس کی گردن پر ہوگا کیا دوسری جگہ دینا جائز ہے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۲،۱) حنفیہ کے نزدیک ایجاب وقبول کم از کم دو عاقل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہونا ضروری ہے ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے ایجاب وقبول نکاح با قاعدہ سنا ہے تو ان کی شہادت معتبر ہے اور چودہ سالہ لڑکی کی جب کہ وہ بالغہ ہے شہادت معتبر ہے[1]

(۳) تاوقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ نکاح شریعت کے موافق منعقد ہوا یا نہیں اس پر حکم نہیں لگایا جا سکتا اگر نکاح کے منعقد ہونے کی صرف یہی صورت ہے جو کہ پہلے سوال کے (۲،۱) میں مذکور ہے تو شرعاً نکاح نہیں ہوا بکر کو جائز ہے کہ اپنی دختر کا نکاح اس کی رضامندی سے دوسری جگہ کر دے ہاں اگر دختر دوسری جگہ رضامند نہ ہو تو زید ہی سے دوبارہ با قاعدہ نکاح کر دے دختر بالغہ کی مرضی کے خلاف بکر کو کسی جگہ اس کا نکاح کرنا جائز نہیں[2] اور پہلے سوال (۲،۱) میں جو

---

[1] وشرط حضور شاهدين حرين أوحر وحرتين الدر المختار کراچی ص ۲۱/ ج ۳/ (کتاب النکاح) هدایه ص ۳۰۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، مکتبه دار الکتاب دیوبند، تاتار خانیه ص ۶۰۸/ ج ۲/ الوصل السادس فی الشهادة النکاح مطبوعه کراچی.

[2] ولا تجبر البكر البالغة على النكاح الخ درمختار على الشامی زکریا ص ۱۵۹/ ج ۴/ باب الولی، هداية ص ۳۱۴/ ج ۲/ باب فی الاولیاء الخ مطبوعه دار الکتاب دیوبند، بحر ص ۱۱۰/ ج ۳/ باب الاولیاء الخ مطبوعه کوئٹه.

الفاظ ہیں وہ کافی نہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا فتویٰ ہمارے سامنے نہیں معلوم نہیں وہاں کیا سوال لکھا گیا ہے اورانہوں نے کیا جواب مرحمت فرمایا ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا جاسکتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۵/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد الطیف ۳/ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

باپ بھائی کی شہادت سے نکاح

سوال:- اگر کسی عقد میں لڑکی کا والد اور بالغ بھائی گواہ کی حیثیت سے ہوں اور قاضی صاحب نے بھائی کے ایک دوست کی موجودگی میں نکاح پڑھایا ہو اور قاضی صاحب نے مذکورہ اشخاص کی موجودگی میں پردہ کی آڑ سے لڑکی سے ایجاب وقبول کرایا ہو تو کیا شرعاً عقد درست ہوجائیگا جبکہ عقد کے وقت صرف ایک بھائی، لڑکی کا باپ اور قاضی اور بھائی کا ایک دوست موجود تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہوجائے گا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] والأصل أن كل من صلح أن يكون وليافيه بولاية نفسه صلح أن يكون شاهدا فيه الیٰ قوله فإن الأب يصلح شاهداً شامی کراچی ص ۲۴/ ج ۳/ کتاب النکاح ،تاتارخانیه ص ۲۰۸/ ج ۲/ کتاب النكاح الشهادة فى النكاح،مطبوعه کراچی،عالمگیری ص ۲۶۷/ ج ۱/ کتاب النکاح، باب الاول، مطبوعه کوئٹه.

باپ اور بھائی کی گواہی نکاح میں

سوال: -ایک مرد اور ایک اجنبیہ عورت میں تعلق قائم ہوا۔ جب ایک مرتبہ لڑکی کا خط پکڑا گیا تو تعلق ظاہر ہوا۔ اب لڑکی کہتی ہے کہ میری شادی ۱۵ر رمضان رات میں بارہ بجے ہوچکی ہے۔ میرے باپ اور بھائی گواہ ہیں، تو اس کا نکاح ثابت ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر والد اور بھائی کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول ہوا تو یہ بھی صحت نکاح کیلئے کافی ہے[1]۔ دوسرے لوگ اب تجسس نہ کریں، دونوں کی گواہی پر اکتفاء کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی نکاح میں

سوال: -ایک بالغہ عورت نے شوہر کے ماں باپ اور بہن کو شاہد بنا کر اپنے دیور سے شادی کرلی ہے، تو شرعاً یہ شہادت معتبر ہے یا نہیں؟ جب کہ عورت کے کسی رشتہ دار کو نکاح ثانی کا بالکل علم نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بہن بالغہ ہے تو شرعاً یہ نکاح منعقد ہوگیا۔ کیونکہ بالغہ کو اپنا نکاح اپنے کفو میں

---

[1] وشرط حضور شاهدين الدرالمختار وفى الشامية: وشرط فى الشهود الحرية، والعقل والبلوغ، والإسلام، شامى كراچى ص ۲۳ /ج ۳/ كتاب النكاح، زيلعى ص ۹۸ /ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان، هدايه ص ۳۰۶ /ج ۲/ كتاب النكاح مطبوعه دارالكتاب ديوبند.

کرنے کا اختیار حاصل ہے[۱] اور دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا ضروری ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۳/۱۱/ ۸۸ھ

صرف عورتوں کی گواہی سے نکاح

سوال:- زید محلّہ کی مسجد میں بلا اجرت امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، محلّہ کی نکاح خوانی بھی اسی کے سپرد ہے۔ معتبر ذریعہ سے پتہ چلا ہے کہ عرصہ ہوا زید نے اپنا خود نکاح ایک بیوہ عورت سے چار عورتوں کی گواہی سے پڑھ لیا۔ پہلی بیوی دوسرے مقام پر رہتی ہے دوسری بیوی ساتھ رہتی ہے ایسے شخص کا امامت کرنا اور اس سے نکاح پڑھوانا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض عورتوں کی گواہی سے (اگرچہ وہ چار ہوں) نکاح صحیح نہیں ہوتا[۳] جس نے ایسا کیا غلط کیا۔ اس کو لازم ہے کہ اپنی اس غلطی پر توبہ واستغفار کرے اور کم از کم دو مردوں یا ایک

---

[۱] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلارضا ولی الخ درمختار علی الشامی زکریاص ۱۵۵/ج۴/باب الولی، هداية ص ۳۱۳/ج۲/باب فی الاولیاء الخ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بحر کوئٹه ص ۱۰۹/ ج۳/ باب الاولیاء والاکفاء .

[۲] وشرط حضور شاهدين حرين أو حر وحرتين مكلفين الخ، الدرالمختار كراچی ص ۲۱/ج۳/ كتاب النكاح، هدايه ص ۳۰۶/ج۲/كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتاب ديوبند، بحر كوئٹه ص۸۷/ج۳/كتاب النكاح.

[۳] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا أوغيره كنكاح، رجلان أو رجل وإمرأتان ولايفرق بينهما، ولاتقبل شهادة أربع بلارجل لئلايكثرخروجهن الدرالمختار كراچی ص ۴۶۵/ ج۵/ كتاب الشهادة، زيلعی ص ۲۰۹/ج۴/كتاب الشهادة، مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق ص ۶۲/ج۷/كتاب الشهادات، مطبوعه كوئٹه.

مرد اور دو عورتوں کے سامنے دوبارہ ایجاب وقبول کرے[۱]۔ یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں بیویوں کے حقوق برابر ادا کرے۔ یہ طریقہ کہ ایک کو الگ ڈال کر اس کے حقوق سے دست کش ہو کر دوسری بیوی کے ساتھ زندگی بسر کی جائے ناانصافی اور ظلم ہے۔ اگر یہ شخص اپنی اصلاح نہ کرے تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا۔ پھر اچھا یہ ہے کہ اس سے نکاح بھی نہ پڑھوایا جائے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/ ۹۰ھ

تعیین گواہاں کے بغیر مجمع میں نکاح

سوال:- یہاں پر ایک بارات مسجد میں آئی۔ نمازِ مغرب کے بعد نکاح ہونا تھا۔ نکاح خواں نے کہا کہ گواہ لاؤ۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ خدا کے گھر میں بیٹھے ہیں گواہ کی کیا ضرورت ہے، تم نکاح پڑھاؤ۔ اس وقت لڑکی کی اجازت بھی کوئی ظاہر نہیں کی گئی تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب مجمع کے سامنے ایجاب وقبول کرایا گیا ہے تو وہ سب گواہ ہیں۔ مستقلاً مقرر کر کے گواہ بنانا ضروری نہیں[۳]۔ اگر لڑکی کے والد نے پہلے ہی کہہ دیا ہو کہ فلاں لڑکے سے اتنے مہر پر

---

[۱] شرط حضور شاهدين حرين اور حروحرتين مكلفين الخ الدرالمختار كراچى ص ۲۱/ ج۳/ كتاب النكاح ،هدايه ص ۳۰۶/ ج۲/ كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتاب ديوبند،البحر الرائق ص۸۷/ ج۳/ كتا ب النكاح مطبوعه كوئٹه.

[۲] ويكره امامة عبد واعرابى وفاسق ولعل المرادبه من يرتكب الكبائر الخ درمختارمع الشامى كراچى ص ۵۵۹/ ج ۱/ باب الامامة.

[۳] كما يستفاد ولو بعث مريد النكاح اقواماً للخطبة فزوجها الاب اوالولى بحضرتهم صح فيجعل المتكلم فقط خاطباً والباقى شهوداً بـه يفتى،الدرالمختار على الشامى زكريا ص۹۷،۹۸/ ج۴/ كتاب النكاح قبيل فصل فى المحرمات،فتح القدير ص ۲۰۵/ ج۳/ كتاب النكاح،مطبوعه دارالفكر بيروت.

تمہارا نکاح کررہا ہوں اورلڑکی نے انکار نہ کیا ہوتو بھی اجازت ہے۔اگر پہلے نہ کہا ہواور نکاح کے بعد جا کرخبر کردے اورلڑکی خبر سن کراس کو منظور نہ کرے بلکہ خاموش رہے تب بھی وہ نکاح پختہ اور لازم ہوجا تا ہے[1] ہاں خبر سن کرفوراً اس نے انکار کردیا کہ مجھے منظور نہیں تو وہ جب ہی ختم ہوجا تا ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق ہوتا ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۲۰/۴/ ۹۰ھ

نکاح کے لئے گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہونا ضروری ہے

سوال:- (۱) زید بکر کی دختر کی نکاح کی نسبت بکر سے جا کر سوال کرتا ہے کہ اپنی دختر کا نکاح میرے ہمراہ کردو اور بکر سن کر کہتا ہے کہ ہم لوگ سب خوش ہیں تو دوسری مرتبہ آنا یا نہیں خود آدمی بھیج کر بلوالوں گا مشورہ بھی کرلوں گا زید واپس چلا آتا ہے عرصہ بیس یوم کے بعد بکر ایک مرد مسلمان کو بھیج کر زید کو بغرض عقد دختر طلب کرتا ہے اور زید ہمراہ بکر چلا آتا ہے بکر زید سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ وقرآن شریف کو ضامن دے کر وحاضر وناظر جان کر سامنے گواہوں کے کہتا ہوں کہ میں نے لڑکی تجھ کو دیدی ہے بعد ازاں زید دختر بکر کی

---

[1] فإن استاذنها هوأى الولى فسكتت عن رده فهو إذن الدر المختار على الردالمحتار ص ۵۹/ ج۳/ باب الولى، هداية مع فتح القدير ص ۲۶۴/ ج۳/باب الاولياء الخ مطبوعه دار الفكر بيروت، النهر الفائق ص ۲۰۳/ ج۲/باب الاولياء دار الكتب العلمية بيروت.

[2] وفى العتابية بالغة زوجها ابوها فبلغهاالخبرفقالت لااريدالزوج اوقالت لااريد فلاناً تعنى الذى اخبرت انها زوجت منه فالمختار انه يكون رداً فى الوجهين،تاتارخانيه ص۴۷/ ج۳/ كتاب النكاح،الفصل الثالث عشرفى نكاح الابكار،مطبوعه كراچى،عالمگيرى ص ۲۸۸/ ج ۱/الباب الرابع فى الاولياء مطبوعه كوئٹه،فتح القدير ص۲۶۷/ ج۳/باب الاولياء والاكفاء مطبوعه دارالفكربيروت.

رضامندی دریافت کرتا ہے کہ تو بھی رضامند ہے یا نہیں دختر بکر عاقلہ وبالغہ سترہ سالہ طلاق شدہ جواب دیتی ہے کہ مجھ کو قبول ہے اور زید سے اپنی کفالت وخرچ وغیرہ کا حلفیہ اقرار روبرو گواہان کے لے لیتی ہے کیا یہ عقد اس طرح بروئے شرع محمدی جائز ہے؟

(۲) چند یوم کے بعد منکر ہو جاتا ہے کہ میں اپنے پیر سے دریافت کرلوں بعد ازاں یہ شرط قائم کردی خود رسول اللہ ﷺ قرآن شریف کا کوئی پاس نہ رہا بلکہ پیر کی ذات پر انحصار رہا جب کہ ایجاب وقبول ہو گیا تھا تو اب اجازت کی کیا ضرورت رہی دوسرے دختر بکر عاقلہ بالغہ ہے بااختیار ہے۔ شرعاً اس پر بدعہدی کا کیا حکم ہے۔؟ سوال (۱) میں تو کوئی فرق نہیں آتا یا آتا ہے جب زید کو ودختر بکر کو بکر کے منکر ہونے کا حال معلوم ہوا تو زید نے دختر بکر کے پاس جا کر دریافت کیا ہے۔ تیری کیا رائے ہے اور تو رضامند ہے دختر بکر کہتی ہے کہ میں بہت خوش ہوں اور پہلے بھی میں نے تو خوش ہوتے ہوئے قبول کیا تھا اور اب بھی تجھ سے خوش ہوں اور قبول کرتی ہوں بلکہ آپس میں حلفیہ ایجاب وقبول کر کے زید کہتا ہے کہ بہت بہتر ہے دختر بکر زید کے ہاتھ پر قرآن شریف رکھ کر روبرو گواہان کہتی ہے کہ تجھ کو میری ہر بات کا کفیل ہونا پڑیگا تجھ کو قبول ہے زید تین مرتبہ قبول کرتا ہے بعد ازاں دختر بکر جب کہ عاقلہ بالغہ سترہ سالہ طلاق شدہ ہے روبرو گواہان اپنے ہاتھ پر کلام الٰہی رکھ کر اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اور گواہان کا نام لے کر کہتی ہے کہ مجھ کو قبول اور منظور ہے کیونکہ میں بااختیار ہوں قسم ہے خدا اور رسول وقرآن شریف کی اور حاضر وناظر جان کر کہتی ہوں اور اپنے باپ کو کہہ دونگی کہ ہم نے اپنا ایجاب وقبول کرلیا ہے یہ ہی شرائط نکاح کے اندر ہوتی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور میں اپنا نکاح سوائے زید کے دوسری جگہ نہیں کرنا چاہتی تھی اگر باپ جبراً زید کو نہیں دے گا تو نکاح ہو چکا ہے مکان ہی پر تمام عمر گذار دینی ہے حرام نہیں کھانا ہے کیونکہ دوسری جگہ نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔

(۳) کیا شرعاً نکاح ہو گیا یا نہیں؟

(۴) اگر زید نکاح تصور کرتے ہوئے دختر بکر سے ہمبستری کرے یا کرلی ہو تو شرعاً

جائز ہے یا نہیں؟

(۵) کیا سترہ سالہ عاقلہ بالغہ طلاق شدہ لڑکی بااختیار ہوتی ہے شرع محمدی میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) عبارت مذکورہ میں لڑکی کے باپ بکر کا قول کہ میں نے لڑکی تجھے دیدی ہے تو مذکور ہے لیکن اس کے جواب میں زید کا کوئی قول نہیں مذکور ہے نہ معلوم زید نے اس کے جواب میں قبول کیا ہے یا نہیں اگر زید نے قبول نہیں کیا تو شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوا اگر قبول کیا ہے تو اس کے الفاظ لکھ کر دریافت کیجئے کیونکہ نکاح صرف ایک کے قول سے منعقد نہیں ہوتا بلکہ ایک ہی مجلس میں ایک کا ایجاب اور دوسرے کا قبول گواہوں کے سامنے ضروری ہوتا ہے[1] خدا کے سواء کسی کو حاضر ناظر جاننا بہت بڑا گناہ اور شرک ہے[2]

(۲) کا جواب متفرع ہے۔(۱) تنقیح پر البتہ بلاوجہ وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے لیکن محض وعدہ نکاح سے نکاح نہیں ہوتا۔

(۳) اگر دونوں نے گواہوں کے سامنے یہی الفاظ کہے ہیں جو سوال میں تحریر ہیں تو اس سے نکاح نہیں ہوا کیونکہ زید نے نکاح کو قبول نہیں کیا نہ لفظ نکاح کا ذکر آیا بلکہ ہر بات کا کفیل ہونے کو قبول کیا ہے جس کا دختر بکر کے کلام میں ذکر ہے اور اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر کچھ اور الفاظ کہے ہیں تو وہ لکھ کر دریافت کیا جائے۔

(۴) کا جواب متفرع ہے۔(۱) و (۳) کی تنقیح پر۔

---

[1] وینعقد بایجاب من احدهما وقبول من الآخر الی ان قال وشرط حضور شاهدین الخ در مختار علی الشامی زکریا ص ۶۸، ۸۶/ج ۴/ کتاب النکاح، هدایة ص ۳۰۵، ۳۰۶/ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، عالمگیری ص ۲۶۷/ج ۱/ کتاب النکاح، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه.

[2] یعتقدان الرسول صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهو کفر، خانیه ص ۳۳۴/ج ۱/ فصل فی شرائط النکاح، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص ۹۹/ج ۴/ قبیل فصل فی المحرمات، المحیط ص ۳۷/ج ۴/ الفصل السابع، الشهادة فی النکاح، مطبوعه ڈابهیل.

(۵) سترہ سال کی لڑکی خود مختار ہوتی ہے شرعاً اس کا نکاح جب کہ وہ اپنی برادری میں مہر مثل پر کرے باپ کی اجازت پر موقوف نہیں رہتا بلکہ خود کرسکتی ہے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۵/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد الطیف ۳/ جمادی الاول ۵۶ھ

تجدید نکاح کے وقت بھی گواہوں کی ضرورت ہے

سوال: - احتیاطاً اگر نکاح کو دہرانا ہے تو اس وقت بھی کیا شاہد و مہر کی ضرورت ہے یا میاں بیوی دونوں کا ایجاب وقبول کافی ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس وقت بھی شاہدوں کا ہونا ضروری ہے[۲] صرف شوہر و بیوی کا تنہائی میں ایجاب و قبول کافی نہیں مہر بھی متعین کیا جائے گذشتہ مہر کافی نہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ محرم ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۶/ محرم ۶۸ھ

---

[۱] فنفذ نکاح حرة مکلفة بلارضا ولی الدرالمختار کراچی ص ۵۶/ ج ۳/ (باب الولی) هدایه ص ۳۱۳/ ج ۲/ باب الاولیاء الخ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بحر کوئٹه ص ۱۰۹/ ج ۳/ باب الاولیاء والاکفاء.

[۲] ولاینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور شاهدین حرین الخ، الدرالمختار کراچی ص ۲۳/ ج ۳/ کتاب النکاح، هدایه ص ۳۰۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، بحر کوئٹه ص ۸۷/ ج ۳/ کتاب النکاح.

[۳] المهر یتکرر بالعقد مرة وبالوطء أخری ومرة یتکرر بهما، خانیه علی الهندیة ص ۳۹۲/ ج ۱/ فصل فی تکرار المهر مطبوعه کوئٹه.

بھائی و بہنوئی کی گواہی اور گواہوں کے بیان میں اختلاف

سوال:- (۱) زید عمرو کا حقیقی بھائی ہے زید عمرو کے حق میں اس کی نفع کی شہادت دیتا ہے نہ نقصان کی آیا زید کی شہادت عمرو کے حق میں نفع کے واسطے شرعاً قبول ہے یا نہیں؟

(۲) منگنی کی مجلس کے چار گواہ دیندار معزز رئیس اور دو گواہ معمولی تھے چار گواہان کہتے ہیں کہ ایجاب کے بعد قبول نہیں سنا اور دو گواہ معمولی ایک حقیقی بھائی مدعی کا دوسرا بہنوئی مدعی کا یعنی رشتہ دار کہتے ہیں قبول مدعی نے کیا ہے آیا یہ اختلاف شہادت میں ہوا یا نہیں اس اختلاف کی وجہ سے یہ شہادت شرعاً مقبول ہے یا نہیں، نیز بہنوئی کی شہادت بوجہ رشتہ دار ہونے کے شرعاً مقبول ہے یا مردود؟

(۳) جو گواہ مدعیٰ علیہ کی طرف سے مختار ہے وہ ہی گواہ ہمراہ مدعی متفق ہو کر مدعا علیہ کے ساتھ مخاصمت کرتا ہے اور مدعی کے ساتھ مدعیٰ علیہ کے برخلاف اس کے حقوق کو پامال کرنے کیلئے مشورہ کرتا ہے کیا اس کی شہادت شرعاً مقبول ہے یا مردود؟ لہٰذا عنداللہ جواب بعبارات فقہ ارقام فرما کر اجر عظیم حاصل فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اصلی واقعہ کا جواب مدعی ومدعا علیہ وگواہان کے بیان دیکھ کر اور حسب ضرورت تنقیحات کر کے پہلے مفصل لکھا جاچکا ہے اس مرتبہ جو سوالات کئے گئے ہیں صرف ان کا جواب دیا جاتا ہے۔

(۱) بھائی ہونا گواہی قبول ہونے سے مانع نہیں شهادة الاخ لاخيه واولاده جائزة اھ فتاویٰ عالمگیری[۱] ص ۴۵ / ج ۲ /.

[۱] الهندية ص ۴۷۰ / ج ۳ / الفصل الثالث فيمن لاتقبل شهادته للتهمة كتاب الشهادة مطبوعه كوئٹه پاكستان، بحر كوئٹه ص ۹۲ / باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، زيلعی ص ۲۲۳ / ج ۲ / باب من تقبل شهادته الخ مطبوعه امداديه ملتان.

(۲) یہ شہادت میں اختلاف نہیں کیونکہ چار گواہ اپنے سننے کی نفی کرتے ہیں نفس قبول کی نفی نہیں کرتے پس اگر مدعی کا بھائی اور مدعیٰ کا بہنوئی عادل ہیں اور مدعی کی طرف سے قبول کرنے کی شہادت دیتے ہیں تو شرعاً ان کی شہادت قبول ہوگی۔ محض بھائی اور بہنوئی ہونے کی وجہ سے شہادت رد نہیں کی جاسکتی رہی یہ بات کہ ان کی شہادت سے نکاح کو منعقد قرار دیا جائے یا محض منگنی کی پختگی پر محمول کیا جائے تو یہ موقوف ہے مدعی اور مدعیٰ علیہ اور گواہوں کے پورے بیان اور مجلس کی پوری کیفیت سامنے ہونے پر جس کو پہلے لکھا جاچکا ہے۔

(۳) اگر مدعیٰ علیہ نے کسی شخص کو وکیل بنایا تھا اور وکیل یہ کہتا ہے کہ مجھے عقد نکاح کا وکیل بنایا تھا اور میں نے عقد کردیا ہے اور مدعیٰ علیہ وکیل بنانے کا تو اقرار کرتا ہے لیکن عقد کا انکار کرتا ہے تو اس سے وکالت تو ثابت ہوجائیگی۔ لیکن عقد کے لئے مستقل شہادت درکار ہے اگر لڑکی بالغہ ہے تو عقد کے لئے اس کی اجازت اور رضا بھی ضروری ہے[۱] اور شرعاً وکیل ہونا بھی شہادت کے رد کا سبب نہیں اور بلاوجہ کسی کی مخالفت کرنا اور اس کو اذیت پہونچانا پامال کرنا سخت گناہ ہے اس سے ہر شخص کو اجتناب لازم ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ والذین یوذون المومنین والمؤمنات بغیر مااکتسبوا فقداحتملوا بھتاناًو اثماً مبیناً[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۸/ محرم ۵۶ھ

---

[۱] ولاتجبر بکر بالغة علی النکاح ای لاینفذعقدالولی علیھابغیر رضاھاعندنا، بحر کوئٹہ ص ۱۱۰/ باب الاولیاء الخ حاشیہ الشلبی ص ۱۱۸/ ج ۲/باب الاولیاء الخ مطبوعہ امدادیہ ملتان، عالمگیری ص ۲۸۷/ ج ۱/الباب الرابع فی الاولیاء، مطبوعہ کوئٹہ.

[۲] **ترجمہ:** اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا ہو ایذاء پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔ بیان القرآن سورۂ احزاب رکوع ۳/ آیت ۵۸/ پارہ ۲۲/۔

شہادت فاسق کا حکم

سوال:- (١) زید کہتا ہے کہ بموجب کتب متداولہ نزد احناف مثلاً قدوری، کنز الدقائق شرح وقایہ، ہدایہ، ردالمحتار، درمختار۔ درالمنتقی، مجمع الانہر، فتاویٰ ہندیہ، فتح القدیر، بحر الرائق، خانیہ وغیرہ بوقت انعقاد نکاح دومرد یا ایک مرد دوعورت گواہ خواہ عادل ہوں یا فاسق کافی ہیں اوراس صورت میں فاسق کی شہادت سے نزد احناف نکاح صحیح ہے اس لئے کہ حدیث شریف جوکہ فتح القدیر وغیرہ کتب میں مذکور ہے وہ مقید بقید عدالت نہیں ہے۔

اورنزد احناف یہ قاعدہ اصول فقہ میں طے شدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہتا ہے بایں روایت المطلق یجری علیٰ اطلاقه ارشاد نبوی ہے۔ لانکاح إلاّ بشھود. اس حدیث شریف میں لفظ شہود بوجہ قاعدہ مسلمہ فاسق وعادل ہر دوقسم شاہد کوشامل ہے۔ البتہ بوقت نزاع نزد قاضی بدیں طور کہ مثلاً زوج مدعی نکاح ہے اورعورت منکرۃ ہے یا بالعکس گواہان انعقاد نکاح جوکہ فاسق ہیں صرف ان کی شہادت سے نزد قاضی یہ نکاح شرعاً ثابت نہیں ہوسکتا ہے اس لئے کہ صریح فرمان واجب الاذعان بابت گواہ مقبول الشہادت یہ ہے۔ واشھدوا ذوی عدل منکم. صحیح ذواعدل منکم صحیح . ممن ترضون من الشھدآء اوراس صورت میں فیصلہ شرعیہ بموجب حدیث شریف "والیمین علیٰ من انکر" حلف پر ہے اوربصورت مذکورہ بوقت نزاع نزد قاضی گواہان فاسق شرعاً ہیچ ہیں اورعمر یہ کہتا ہے کہ جب کہ گواہان فاسق کی شہادت سے انعقاد نکاح صحیح ہے اور بوقت انعقاد نکاح ان کی شہادت مانی جاتی ہے تو بوقت نزاع بھی ان کی گواہی معتبر کیوں نہیں رکھی جاتی، اس لئے کہ مقصود از گواہان انعقاد نکاح اظہار نکاح بوقت نزاع ہے اور جب یہ مقصود فوت ہوگیا تو گواہان مذکورہ لاطائل ثابت ہوں گے تو گویا نکاح بغیر شہود ہوا جوکہ نزد احناف ناجائز ہے۔ زید اس کے جواب میں علاوہ دلائل نقلیہ مذکورہ یہ کہتا ہے کہ گواہان فاسق لاطائل نہیں بلکہ کارآمد ہیں اس لئے کہ بوجہ گواہان مذکورہ

مؤاخذہ اخروی زنا سے بریت ہے نیز مواخذۂ دنیاوی جو کہ حد ہے وہ ساقط ہے۔ بموجب حدیث شریف ''الحدود تندرأبالشبهات.''

اور اہلیت شہادت اور ادا اور مقبولیت شہادت نزد قاضی میں بڑا فرق ہے جس سے کتب فقہ مملواور مشحون ہیں۔ منفی نزد قاضی مقبولیت شہادت ہے نہ اہلیت پس محل نفی واثبات وسلب وایجاب علیحدہ ہے اور یہ مردودیت شہادت زجراً بوجہ فسق ہے۔ خانگی معاملات غیر نزاعی اور قضائی معاملات نزاعی میں فرق نہیں ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا یا قبضہ سے کم رکھنا موجب گناہ ہے اور بوجہ ارتکاب فعل مذکور شخص عادل قابل قبول شہادت شرعاً نہیں ہے گو کہ صوم وصلوٰۃ اور امور کا پابند ہو اور دیگر منہیات شرعیہ سے بھی مجتنب ہو۔ بموجب حدیث شریف جو کہ متفق علیہ شیخین ہے۔عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خالفوا المشركين اوفرو اللّٰحى واحفوا الشوارب وفى رواية انهكوا الشوارب واعفوا اللحى متفق عليه. اور یہ قاعدہ اصول فقہ میں ثابت ہے کہ امر وجوب کے لئے ہے خصوصاً جب کہ وہ مقرون بالوعید ہو۔ وبروایت ردمحتار، دربارۂ قطع لحیہ فلم يبحه احد. اوراس روایت سے باجماع خیر القرون سلف صالحین تا خلف صالحین عدم اباحت قطع لحیہ ثابت ہے اور بصورت قطع لحیہ خلاف اجماع بھی لازم آتا ہے جو کہ موجب فسق ومخل عدالت شاہد ہے اس لئے کہ اجماع فی نفسہ مستقل حجت شرعیہ قابل عمل ہے اور گواہ عادل کے معنی یہ ہیں کہ گناہ کبیرۃ واصرار صغیرۃ سے محترز ہو اور بصورت مذکورہ عدم احتراز از گناہ مذکورہ ثابت ہے۔

عمر کہتا ہے کہ دور حاضرہ میں ڈاڑھی منڈوانا یا ایک قبضہ سے کم رکھنا عام رواج ہے اور اس میں اکثر بلکہ قریب قریب تمام عالم مبتلا ہیں اب اگر یہ فعل مخل قبول شہادت ہے تو گواہ ڈاڑھی دار کا ملنا زمان مشاہد میں قریب ناممکن عادی ہے اور اس قید کی وجہ سے شب وروز حلف کاذب فریق منکر دلیرانہ ادا کرے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ دروازہ حق تلفی حقوق العباد بجائے بستہ

ہونے کے وا ہو جائیگا۔ کیونکہ نہ ڈاڑھی دار گواہ موافق معیار شرعی دستیاب ہوں گے اور نہ حق رسی صحیح طریق پر ہو سکے گی۔ اس لئے یہ فعل مذکور بلحاظ ضرورت شدیدہ دور حاضر میں مخل عدالت گواہ نہیں ہے کیونکہ بموجب روایت فقہیہ بوجہ اختلاف زمانہ حکم بدل جاتا ہے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے۔الحکم یختلف باختلاف الزمان. علاوہ ازیں اگر یہ فعل شرعاً موجب فسق اور مخل قبول شہادت ہے تو نزد امام ابو یوسفؒ فاسق صاحب مروت اور وجیہہ کی شہادت قابل قبول ہے چنانچہ وہ روایت کتب فقہ ہدایہ وغیرہ میں مصرح موجود ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانا یا ایک قبضہ سے کم رکھنے والا لائق قبول شہادت نہ ہو۔

اس کے جواب میں زید کہتا ہے کہ دین کی تکمیل ہو چکی چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے الیوم اکملت لکم دینکم الآیة. نصوص صریحہ اور اجماع اور سنت متوارثہ جمیع انبیاء علیہم السلام سے یہ فعل ناجائز ثابت ہے۔

لہٰذا اب دور حاضرہ میں کسی طرح احکام متقررہ شرعیہ قابل ترمیم اور تنسیخ نہیں ہیں اور نہ ہوں گے اور تردید روایت امام ابو یوسفؒ بمقابلہ نص صریح خود کتب فقہ ہدایہ وغیرہ سے ثابت ہے۔

اور دیگر روایت پیش کردہ احکام متقررہ منصوصہ شرعیہ پر ہرگز ہرگز حاوی نہیں ہے، اس پر الف لام الحکم الخ۔ شاہد عدل ہیں لہٰذا ضرورت دور حاضرہ بمقابلہ احکام متقررہ شرعاً، ہیچ ہے اور رواج دین متقررہ پر ہرگز غالب نہیں ہوسکتا۔''الاسلام یعلو ولایعلی'' صریح فرمان ہے ہر مسلمان پر اتباع دین لازم اور ضروری ہے اور دین کو اپنی ضروریات اور خواہشات کے تابع کرنا محل خطرہ ہے پس بموجب فرمان والا شان ''فاسئلوا اهل الذكر الآية.'' علماء کرام سے استدعا ہے کہ مباحثہ زید وعمر پر نظر عمیق شرعی فرما کر بالتفصیل بحوالۂ روایات معتبرہ اظہار فرمائیں کہ زید حق پر ہے یا عمر تا کہ نزاع موجودہ طے ہو جائے۔ واللہ اعلم واحکم

المستفتی احمد حسن ابن سید ابوالحسن۔ از ٹونک راجپوتانہ محلّہ قافلہ

الجواب حامداً ومصلیاً

زید وعمر کا مباحثہ پڑھا۔ عمر کا کہنا کہ جب شہادت فاسق سے انعقاد صحیح ہے تو بوقت نزاع بھی اس کا اعتبار ہونا چاہئے۔ قیاس مع الفارق اور اصول وفروع فقہ وحدیث کے خلاف ہے اور بوقت نزاع اس شہادت کا اعتبار نہ کرنے سے اصل انعقاد میں بھی اعتبار نہ کر کے اس کو معدوم اور لا طائل سمجھ کر انعقاد بلا شہادت (جو کہ ناجائز ہے) ماننا بھی غلط ہے اور عدم تفقہ پر مبنی ہے جیسا کہ امور ذیل سے واضح ہے۔

الامر الاول (۱) شاہد کی دو حالتیں ہیں جو اپنی شرائط اور آثار کے اعتبار سے بالکل متمیز ہیں۔ ایک حالت تحمل، دوسری حالت ادا۔ ان للشاهد حالتين حالة التحمل وحالة الاداء وان من شرط الاداء الحرية والبلوغ والاسلام فيشترط وجود ذٰلک عند الاداء اھ معین الحکام[۱] ص ۸۰/ اس سے معلوم ہوا کہ حریت، بلوغ، اسلام، سے قبل تحمل شہادت کر کے بعد میں ادا کر دینا درست اور شرعاً معتبر ہے جیسا کہ روایت حدیث کے متعلق بھی یہی قاعدہ ہے یصح التحمل قبل وجود الاهلية فيقبل رواية من تحمل قبل الاسلام وروىٰ بعده وكذا رواية من سمع قبل البلوغ وروىٰ بعدهٗ اھ مقدمه ابن صلاح ص ۵۸/[۲]

الامر الثانی (۲) جس عارض کی وجہ سے شہادت رد کر دی جاتی ہے اس کے مرتفع ہونے سے اہلیت پیدا ہو کر شہادت قبول کر لی جائے گی مثال کے طور پر چند جزئیات نقل کرتا ہوں۔

اذا شهد الصبى فى حادثة فردت ثم اعادها بعد البلوغ تقبل وكذا العبد اذا شهد فى حادثة فردت ثم اعادها بعد العتق تقبل وكذاا لذمى اذا شهد علىٰ حكم

---

[۱] معين الحكام ص ۷۰/الفصل السابع فى ذكر البينات الفصل الرابع،مطبوعه حلبى مصر.
[۲] مقدمه ابن الصلاح ص ۵۸/النوع الرابع والعشرون معرفة كيفية سماع الحديث وتحمله وصفة ضبطه.

فردت ثم اعادها بعد الاسلام تقبل وکذا الاعمیٰ اذا شهد فردت ثم اعادها بعدما ابصر تقبل اھ معین الحکام ص ۱۸۱[1]۔

الامر الثالث (۳) فاسق میں شہادت کی اہلیت ہے کسی عارض کی وجہ سے اس کی شہادت قبول کرنے کو منع کردیا گیا۔ اگر اس میں نفی اہلیت نہ ہوتی تو اس کی شہادت نہ قبول کرنے کا حکم نہی عاجز کے قبیل سے ہوتا جو کہ شارع سے محال ہے کما تقرر فی کتب الاصول اور جو عارض ''فسق'' مانع عن القبول ہے وہ لازم ذات نہیں بلکہ قابل انفکاک ہے ''بطریق توبہ'' اسی لئے تحت حکم الحاکم داخل نہیں پس اگر تحمل شہادت تو بحالت فسق ہے اور ادا بعد التوبہ ہو تو شرعاً یہ تحمل بھی معتبر اور ادا بھی معتبر۔

الامر الرابع (۴) اگر فاسق بحالت فسق بھی شہادت دے اور قاضی کو تحری سے اس میں صدق راجح معلوم ہو تو اس پر حکم نافذ کرنا درست ہے کیوں کہ بسا اوقات فاسق مختلف کبائر میں مبتلا رہتا ہے لیکن کذب سے اجتناب کرتا ہے اور اسی کی یہاں ضرورت ہے۔ وکذا ینعقد النکاح بشهادة الفاسقین عندنا وعنده لاینعقد وجه قول الشافعیؒ ان مبنی قبول الشهادات علیٰ الصدق ولایظهر الصدق الا بالعدالةلان خبر من لیس بمعصوم عن الکذب یحتمل الصدق والکذب ولایقع الترجیح الا بالعدالة واحتج فی انعقاد النکاح هکذا فی الاصل والظاهر فی عدم النکاح بقوله علیه الصلوٰة والسلام لانکاح الابولی وشاهدی عدل ولناعمومات قوله تعالیٰ واستشهدوا شهیدین من رجالکم الآیة. وقوله علیه الصلوٰة والسلام لانکاح الّا بشهود والفاسق شاهد بقوله سبحانه وتعالیٰ ممن ترضون من الشهداء قسم الشهود الی مرضین وغیرمرضین فیدل علیٰ کون غیر المرضی وهوالفاسق شاهد اولان حضرة الشهود فی باب النکاح لدفع تهمة الزنا لالـلحاجةالیٰ شهادتهم عندالجحود والانکار لان النکاح یشتهر بعد

[1] معین الحکام ص ۷۰/الفصل السابع فی ذکرالبینات،الفصل الرابع،مطبوعه حلبی مصر.

وقوعه فيمكن دفع الجحود والانكار بالشهادةبالتسامع والتهمةتندفع بحضرة الفاسق فينعقد النكاح بحضرتهم واماقوله الركن فى الشهادة هو صدق الشاهد فنعم لكن الصدق لايقف علىٰ العدالة لامحالة فان من الفسقةمن لايبالى بارتكابه هكذا فى الاصل والظاهر انواعاً، انواع من الفسق ويستنكف عن الكذب والكلام فى فاسق تحرى القاضى الصدق فى الشهادة فغلب علىٰ ظنه صدقه ولولم يكن كذلك لايجوز القضاء بشهادته عندنا واما الحديث فقد روى عن بعض نقلة الحديث انه قال لم يثبت عن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم ومن يثبت فلاحجة له فيه اھ بدائع الصنائع[1] ص ۲۷۰/ج۶/.

یہاں سے معلوم ہوا کہ فاسق کی شہادت بالکلیہ ہرحال میں مردود نہیں بلکہ بعض اوقات میں مقبول بھی ہے۔

الامر الخامس (۵) فاسق کی شہادت مقبول نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ قاضی کے ذمہ اس کی شہادت کا قبول کرنا واجب نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کی شہادت کو (بعد تحری) قبول کرنا صحیح بھی نہیں ہے باب القبول وعدمه اى من يجب قبول شهادته ومن لايجب لامن يصح قبولها اولايصح لصحةالفاسق مثلاً اھ درمختار اى لصحةالقضاء بشهادته اى وقد ذكره مما لايقبل اھ طحطاوى[2] ص ۲۳۹/ج۳/.

الامر السادس (۶) بعض مشائخ نے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح میں ولی بن سکتا ہے وہ شاہد بھی بن سکتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک فسق مانع ولایت نہیں پس اس کی شہادت بھی درست ہے ومن ذٰلک قول الشافعیؒ واحمدؒ انه لا ولاية لفاسق مع قول ابى حنيفةؒ ومالک ان الفسق لايمنع الولاية اھ ميزان شعرانى[3] ص ۱۱۶/ج۲/.

---

[1] كتاب الشهادة مطبوعه كراچى،بدائع الصنائع ص ۲۷۰/ج۶/.

[2] طحطاوى على الدرالمختار ص ۲۳۹/ج۳/كتاب الشهادة باب القبول وعدمه مطبوعه دار المعرفة بيروت.

[3] ميزان شعرانى ص ۱۰۹/ج۲/كتاب النكاح،مطبوعه حلبى مصر.

بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص جس عقد کو خود قبول کر سکتا ہے اس کی موجودگی میں وہ عقد درست ہوتا ہے اور فاسق عقد نکاح کو خود قبول کر سکتا ہے لہٰذا اس کی موجودگی میں عقد نکاح درست ہوجائے گا (کافر بسبب نص کے اس حکم میں داخل نہیں) قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جس کی شہادت پر بعض فقہاء کے نزدیک حکم کرنا صحیح ہے اس کی موجودگی میں نکاح صحیح ہے اور فاسق کی شہادت پر حکم کرنا بعض صورتوں میں جائز ہے جیسا کہ امر رابع میں گذرا پس اس کی موجودگی میں نکاح صحیح ہے۔

من مشائخنا من اصل فی هٰذا اصلاً: فقال كل من صلح ان يكون ولياً فی النكاح بولاية نفسه يصلح شاهداً فيه والا فلا وهٰذا الاعتبار صحيح لان الشهادة من باب الولاية لانها تنفيذ القول علىٰ الغير والولاية هی نفاذ المشيئة ومنهم من قال كل من يملک قبول عقد نفسه ينعقد ذٰلک العقد بحضوره ومن لافلا وهٰذا الاعتبار صحيح ايضاً لان الشهادة من شرائط ركن العقد وركنه وهوالايجاب والقبول ولاوجود للركن بدون القبول فكما لاوجود للركن بدون القبول حقيقة لاوجود له شرعاً بدون الشهادة وعن ابی يوسفؒ انه اصل فيه اصلا وقال كل من جاز الحكم بشهادته فی قول بعض الفقهاء ينعقد النكاح بحضوره ومن لايجوز الحكم بشهادته عند احدلايجوز. بحضوره وهٰذا الاعتبار صحيح ايضاً لان الحضور لفائدةالحكم بها عند الاداء فاذا جازالحكم بها فی الجملة كان الحضور مفيداً ھ بدائع مختصراً[1] ص ۲۵۳/ج ۲/.

انعقاد نکاح بشہادۃ الاعمیٰ کی دلیل یہی کلیات ہیں۔ بدائع[2] ص ۲۵۵/ج ۲/۔

[1] بدائع ص ۲۵۳/ج ۲/فصل وأما صفات الشاهد مطبوعة كراچی.

[2] وكذابصرالشاهدليس بشرط فينعقدبحضورالاعمٰی الخ بدائع كراچی ص ۲۵۲/ج ۲/ كتاب النكاح،فصل فی شرط الشهود.

الامر السابع (۷) دراصل اشتراط الشہود فی النکاح کی علت اثبات النکاح عند الجحود نہیں کہ مقبول الشہادت کی شہادت ضروری اور غیر مقبول الشہادت کی شہادت لا طائل اور کالعدم ہے بلکہ علت کچھ اور ہے کما سیجیٔ البتہ مقبول الشہادہ ہونا افضل ہے ضروری نہیں تا کہ بوقت جحود ثبوت میں سہولت رہے اور شہادت نکاح حضور عند العقد پر موقوف بھی نہیں۔ کما سیجی فی الامر الثامن لہٰذا انعقاد ایسے گواہ کی گواہی سے بھی ہو جائے گا جس کی شہادت قطعاً مقبول نہیں۔

وکذا کون شاهد النکاح مقبول الشهادة علیه لیس بشرط لانعقاد النکاح بحضوره وینعقد النکاح بحضور من لاتقبل شهادته علیه اصلاً کما اذا تزوج امرأة بشهادة ابنیه منهما وهٰذا عندنا وعند الشافعیؒ لاینقعد وجه قوله ان الشهادة فی باب النکاح للحاجة الیٰ صیانته عن الجحود والانکار والصیانة لاتحصل الا بالقبول فاذا لم یکن مقبول الشهادة لاتحصل الصیانةولنا ان الاشهاد فی النکاح لدفع تهمة الزنا لا لصیانة العقد عن الجحود والانکار والتهمة تندفع بالحضور من غیر قبول علیٰ ان معنی الصیانة یحصل بسبب حضورهما وان کان لاتقبل شهادتهما لان النکاح یظهر ویشتهر بحضورهما فاذا ظهروا شتهر تقبل الشهادة فیه بالتسامع فتحصیل الصیانة وکذا اذا تزوج امرأة بشهادة ابنیه لامنها او ابنیها لامنه یجوز لماقلنا ثم عند وقوع الحجروالانکار ینظر ان وقعت شهادتهما لواحد من الابوین لاتقبل وان وقعت علیه تقبل لان شهادة الابن لابویه غیر مقبولة وشهادتهما علیه مقبولة اھ بدائع[1] ص ۲۵۵ / ج ۲ /.

الامر الثامن (۸) اگر اثبات النکاح عند الجحود کو اشتراط الشہود فی النکاح کی علت ہی کہا جاوے، فائدہ اور منفعت کے درجہ میں نہ مانا جائے، تب بھی گواہان انعقاد کا عادل ہونا لازم نہیں، کیونکہ ثبوت عند القاضی شہود انعقاد کی شہادت پر موقوف نہیں۔ لیکن باب نکاح

[1] بدائع ص ۲۵۵ / ج ۲ / فصل ومنها العدد کتاب النکاح، مطبوعه کراچی.

میں بطریق استفاضہ شہادت بالتسامع بھی کافی ہوتی ہے اور اس پر ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ کا اتفاق ہے امام مالکؒ نفس شہادت کو بھی ضروری نہیں مانتے بلکہ اعلان وتشہیر کو ضروری اور کافی سمجھتے ہیں۔ومن ذٰلک قول ابی حنیفةؒ انه تجوز الشهادة بالاستفاضة فی خمسة اشیاء فی النکاح والدخول والنسب و الموت وولایة القضاء مع قول اصحاب الشافعیؒ فی الاصح من مذهبه جواز ذٰلک فی ثمانية اشیاء فی النکاح والنسب والموت وولاية القضاء والملک والعتق والوقف والولاء ومع قول احمدؒ انه تجوز فی تسعة اشیاء الثمانية المذکورة عندالشافعية والتاسعة الدخول اھ میزان[1] ص۲۰۵/ج۲/ ومن ذٰلک قول ائمة الثلاثةؒ انه لایصح النکاح الابشهادة مع قول مالکؒ انه یصح من غیر شهادة الا انه یعتبر فیه الاشاعة وترک التراضی بالکتمان.میزان ص۱۱۸/ج۲/[2]

الامر التاسع (۹) قضاء اور دیانت میں فرق کثیر ہے، نکاح، طلاق، عتاق وغیرہ کی بے شمار جزئیات اس کی شاہد اور اس پر متفرع ہیں کما لایخفیٰ علیٰ من طالع کتب الفقة الامن لم یرزق التفقه[3]

الامر العاشر (۱۰) یہ تمام گفتگو اس وقت ہے کہ زید وعمر دونوں مقلد اور حنفی ہوں اور قول امام کو حجت سمجھتے ہوں اور خود منصب اجتہاد کے مدعی نہ ہوں۔ اگر ایسا نہیں تو نزاع بیکار

---

[1] میزان الشعرانی ص۲۰۰/ج۲/کتاب الشهادات،مطبوعه حلبی مصر.

[2] میزان الشعرانی ص۱۱۱/ج۲/کتاب النکاح،مطبوعه البابی الحلبی مصر.

[3] کررلفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکیددین وفی الردالمختار،تحت قوله:وان نوی التاکید دین ای ووقع الکل قضاءً،شامی کراچی ص۲۹۳/ج۳/باب طلاق غیرالمدخول ولو نوی الطلاق ای بقوله انت طالق عن وثاق لم یدین فی القضاء لانه خلاف الظاهر،الاان یکون مکرهاً ویدین فیما بینه وبین اللّٰه تعالیٰ لانه یحتمله ،فتح القدیر ص۶/ج۴/باب ایقاع الطلاق مطبوعه دارالفکر بیروت،عالمگیری ص۳۵۴/ج۱/کتاب الطلاق،الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول،مطبوعه کوئٹه.

ہے کیونکہ اس صورت میں نہ ان کے لئے کسی عالم، مفتی، مجتہد، غوث، صحابی کا قول وفعل حجت ہے خواہ وہ نص قرآنی یا حدیث صحیح پر ہی کیوں نہ مبنی ہو، بلکہ حدیث کا ترجمہ اور روایت بالمعنی کیوں نہ ہو، نہ کسی کتاب فقہ کی نقل کافی ہے بلکہ جو کچھ ان کی سمجھ میں آئے گا وہ کریں گے خواہ اس کا ماٰخذ کچھ بھی ہو اور خواہ کسی طرح سمجھا ہو۔ واللہ یهدی من یشاء إلی صراط مستقیم لہٰذا ان کو اولاً مسئلہ تقلید کا فیصلہ ضروری ہے کیونکہ یہ اسی پر مبنی ہے، تلک عشرة کاملة.

(۲) ڈاڑھی منڈوانا یا ایک قبضہ تک پہونچنے سے پہلے کٹانا بلاشبہ ممنوع اور ناجائز ہے روایات حدیث وفقہ اس پر صراحۃً دال ہیں، ملاعلی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔ قص اللحیة کان من صنع الاعاجم وهو الیوم شعار کثیر من اهل الشرک کالافرنج والهنود ومن لاخلاق له فی الدین من الفرقة الموسومه بالقلندریة فی زماننا[۱] اھ.

جس امر کے متعلق شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نص صریح موجود ہے اور اس پر اجماع بھی ثابت ہے آج اس کے خلاف اعتقاد رکھنا یا فتویٰ دینا درحقیقت اس کو منسوخ کرنا اور دعویٰ نبوت کرنا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اختلاف زمان سے بعض احکام بدل جاتے ہیں لیکن احکام منصوصہ کبھی نہیں بدلتے اگر ایسے تبدیل کا حکم عام ہو جائے تو آج پابند صلوٰۃ وجماعت بھی بہت کم دستیاب ہوتے ہیں اسی طرح اگر غور کر کے دیکھا جائے تو شریعت کے بہت امر ونواہی اس نوع کے ملیں گے کہ جن پر عمل کرنے والے خال خال ہیں، اسی طرح کتنی سنتیں رہی ہونگی جو مردہ ہو چکی ہیں۔ مجموعہ[۲] رسائل ابن عابدین میں ان حکام کو بسط سے بیان کیا ہے جو اختلاف زمان سے مختلف ہو گئے ہیں رہا عمر کا یہ کہنا کہ حق رسی کا دروازہ بند ہو جائے گا تو یہ عذر

[۱] المرقاة فی شرح المشکوٰة ص ۳۰۲/ ج ۱/ باب السواک، الفصل الاول مطبوعه اصح المطابع ممبئی.

[۲] ملاحظہ ہو رسالہ ابن عابدین ص ۱۱۴/تا الخ۔ العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

کوئی مقبول عذر نہیں کتنے مقدمات ہیں جو مطابق شریعت طے ہوتے ہیں اور کتنے خلاف شریعت کوئی عدالت اور حکومت دنیا میں علیٰ منہاج النبوۃ نہیں ان حالات کے پیش نظر تو عمر کے قول کے موافق اکثر وبیشتر بلکہ باستثناء بعض قلیل (کالعدم) تمام احکام کا بدل جانا کچھ غیر مناسب نہیں لہٰذا دین اسلام کیا ہوا جو کچھ وقت پر مناسب سمجھا وہی ہوا، قطع نظر اس سے کہ شرع کا یہ حکم دائمی ہے یا وقتی ہے پس ڈاڑھی کا حکم تو وہی رہے گا جو کہ منصوص ہے۔ رہا شہادت فاسق کا مسئلہ تو اس کے متعلق پہلے جواب میں معلوم ہو چکا کہ بغیر تحری کے حکم نافذ کرنا ناجائز ہے اور تحری کے بعد اگر صدق کا غلبۂ ظن ہو جائے تو حکم جائز ہے مطلقاً اس کی شہادت کا قبول کرنا ممنوع نہیں۔ عادل کو اس کے مقابلہ میں یقیناً ترجیح ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷؍۱۱؍۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۷؍ذی الحجہ ۵۷ھ

عورت اجازت نکاح کی منکر، مرد مدعی، کس کے گواہ معتبر ہیں؟

سوال:- مسماۃ حلیمہ جو کہ اس وقت بالغہ ہے اس کے چچا نے بسبب ولایت بحالت صغر اس کی نسبت مسمّٰی زید سے کی مگر بعد زید کو دینے سے انکاری ہوا زید نے اس لڑکی کے چچا پر دعویٰ نکاح کر دیا اور دو شاہد پیش کر دیئے چچا شور مچاتا ہوا پھرا کہ یہ نسبت تھی نکاح نہ تھا کسی نے نہ سنی قاضی نے مسمّٰی زید کے نکاح کا حکم کر دیا اور یہی کہا کہ چونکہ لڑکی نابالغہ ہے اور ولی اس کا چچا وغیرہ کو طلب کر کے بیاہ دینے کو کہا گیا۔ چچا وغیرہ نے شور مچایا کہ لڑکی ابتک نابالغہ ہے ہرگز نہ دینگے لڑکی بھی فریاد کرتی رہی کہ مجھے یہ منظور نہیں لڑکی کے چچا کو زیر حراست رکھا گیا اور لڑکی کا اقرار نکاح پر زبردستی انگوٹھا لیا گیا حالانکہ وہ انکار کرتی تھی۔ جب وہاں سے نجات پائی کچھ عرصہ بعد لڑکی نے بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح پر شاہد رکھے اور قاضی کے پاس جا کر فسخ نکاح

کے لئے پیش ہوگئی چنانچہ قاضی نے حکم دیا جاتیرا نکاح فسخ ہوگیا، اب زید نے دعویٰ کیا کہ بوقت بلوغ مسماۃ حلیمہ اقرار کرنے اور اجازت سے منکر ہے دونوں کے پاس شاہد موجود ہیں بینہ مرد ثبوت اجازت کیلئے اور بینہ عورت رد کے لئے پس دریں صورت شرعاً کس کے بینہ اولیٰ ارجح ہوں گے۔ بینوا وتوجروا

هو الملهم للصواب: صورت مذکورہ میں حلیمہ کے شاہد معتبر ہوں گے نہ زید کے۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں خصاف اور جامع کبیر سے منقول ہے فی ادب القاضی للخصاف لو اقام الزوج او الاب البینة علی الاجازة والمرأة علی الرد فبینتها اولیٰ وبیوع الجامع الکبیر فی باب المرابحة القول قولها والبینته بینتها اھ (خلاصۃ ص ۴۴/ج ۲/) اس نقل سے قطع نظر کر کے تمام سرگذشت پر نظر ڈالی جائے تو منصف کے لئے ماننا پڑیگا کہ سربسر قصہ سے مسماۃ حلیمہ کا انکار ٹھیک رہا ہے مفتی کے لئے ایسے موقع پر کمال حزم وتدبر سے کام لینا ضروری ہے چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں علی المفتی ان ینظر فی خصوص الوقائع اھ (رد المحتار[1] ص ۸۵۳/ج ۲/) دوسرے مقام پر فرماتے ہیں المفتی فی الوقائع لابدله من ضرب اجتهاد ومعرفة باحوال الناس اھ (ردالمحتار[2] ص ۱۳۶/ج ۲/) قاضی کے لئے تو بطریق اولیٰ اس چیز کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد فاروق ازادستہ بلوچستان

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعات مندرجہ سوال صحیح ہیں تو روایت خلاصہ پر مفتی کو فتویٰ دینا درست ہے[3] کما

---

[1] شامی کراچی ص ۵۳۵/ج ۳/کتاب الطلاق، باب العدة، فصل فی الحداد، مطلب الحق ان علی المفتی ان ینظر فی خصوص الوقائع.

[2] شامی کراچی ص ۳۹۸/ ج ۲/کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالایفسده مطلب منهم.

[3] البالغة اذا اقامت البینة علی رد النکاح بعدالبلوغ والزوج اقام البینة انها سکتت بعدبلوغها تقبل بینتهاالخ عالمگیری ص ۸۰/ج ۴/کتاب الدعویٰ الباب التاسع　　(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

افتیٰبه المفتی العلامه وان کان المذهب المشهور والروایةالظاهرة خلاف ذلک.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/ صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/ صفر ۶۸ھ

قاضی، گواہ، نوشہ کے بے شرع ہونے کے ساتھ نکاح

سوال:- اگر قاضی، گواہ ونوشہ بے شرع ہوں تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صحیح ہوجاتا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بعض نکاح کے مقر ہوں، بعض منکر، تو کیا کیا جائے؟

سوال:- ایک بالغ لڑکا اور ایک بالغ لڑکی دونوں نے چھپ کر نکاح کرلیا ہے۔ اب دونوں کے والدین کو خبر نہیں۔ نکاح کے ایک کاغذ پر وکیل کے دستخط اور دلہا دلہن کے دستخط اور قاضی کے دستخط ہیں۔ ان سبھوں کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے۔ جب نکاح کا چرچا ہوا تو بعض لوگوں کی ڈر سے ایک گواہ اور قاضی دونوں انکار کررہے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا ہے اور انکار

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فی دعوی الرجلین الفصل الثانی فی دعوی الملک فی الاعیان الخ مطبوعه کوئٹه، خلاصة الفتاویٰ ص ۴۴/ ج ۲/ کتاب النکاح الفصل الرابع عشرفی دعوی النکاح، مطبوعه لاهور.

[۱] وشرط حضور شاهدین الی قوله ولو فاسقین انعقد بحضور الفاسقین والاعمیین والمحدودین فی قذف وان لم یتوبا الخ الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۹۳، ۸۷ ج ۴/ کتاب النکاح قبیل مطلب فی عطف الخاص علی العام، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۹/ ج ۳/ کتاب النکاح، زیلعی ص ۹۸/ ج ۲/ کتاب النکاح، امدادیه ملتان.

کرنے والوں کے دستخط بھی ہیں۔ دستخط کرکے بھی انکار کررہے ہیں۔ ابھی دلہا اور دلہن اور ایک گواہ اور وکیل یہ چاروں کہہ رہے ہیں کہ نکاح ہوا ہے۔ اب بتائیے کہ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اب لڑکا اور لڑکی کے والدین کو کوئی اعتراض نہیں۔

(۲) دلہا اور دلہن اور وکیل اور ایک گواہ یہ چاروں قرآن مجید کی حلف لینے کے لئے تیار ہیں کہ نکاح ہوا ہے اور ایک گواہ اور قاضی دونوں دستخط کرنے کے باوجود بھی قرآن مجید کی حلف لینے کے لئے تیار ہیں کہ نکاح نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا منجانب پنچایت حلف دلوا سکتے ہیں کہ نہیں از روئے شرع مفصل و مدلل تحریر فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱و۲) اگر لڑکا لڑکی دونوں ہم کفو اور بالغ ہیں اور ایک گواہ اور وکیل کا بیان یہ ہے کہ ہمارے سامنے لڑکے سے یہ کہا گیا کہ یہ لڑکی تمہارے نکاح میں دی اور لڑکے نے یہ کہا کہ میں نے اس کو قبول کیا اور لڑکی بھی اسی مجلس میں موجود تھی تو شرعاً یہ نکاح صحیح ہوگیا[1]، کسی سے حلف لینے کی ضرورت نہیں۔ جب دونوں کے والدین کو اعتراض نہیں ہے تو اپنے اطمینان کے لئے دوبارہ ایجاب وقبول کرادیں، بات کو طول نہ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی میں خیر ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۱/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک عورت پر دو شخصوں کا دعویٔ نکاح

سوال:- تجمل علی اور عبدالنور نامی دو شخصوں نے ایک عورت پر زوجیت کا دعویٰ

---

[1] ولوزوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز ان كانت ابنته حاضرة والالا ،الدر المختار مع الشامی کراچی (۲۵/ ج۳/ کتاب النکاح، مطلب فی عطف الخاص علی العام، فتح القدیر ص ۲۰۶/ ج۳/ کتاب النکاح، دارالفکر بیروت، عنایة مع الفتح ص ۲۰۶/ ج۳/ کتاب النکاح، دارالفکر بیروت.

کر کے ہر ایک نے اپنا نکاح پہلے ہونے کے دعویٰ پر شاہد پیش کیا۔ اس پر عقد کی شہادت طلب کی گئی تو تجمل علی نے ایک وکیل اور ایک شاہد پیش کیا اور دوسرے شاہد نے باوجود طلب کے شہادت دینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں ایک مرتبہ پنچایت میں شہادت دے چکا ہوں دوبارہ مقررہ حاکم کے پاس شہادت نہیں دونگا۔ عبدالنور نے ایک وکیل اور ایک شاہد اپنے بہنوئی اور ایک شاہدان کے باپ کو پیش کیا۔ اور عورت بالغہ ہے۔ لہٰذا عورت سے دریافت کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میرا نکاح پہلے عبدالنور سے ہوا ہے اس کے چندروز بعد جبراً تجمل علی کے ساتھ نکاح کر دیا گیا میرے شوہر عبدالنور مجھ کو لے آئے۔ لہٰذا اب تین سال سے میں اطمینان سے اپنے شوہر کے پاس ہوں اور میرے دو اولاد ہیں۔ ایک عالم نے بھی عبدالنور کے نکاح کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا۔ ایک مفتی نے بھی عبدالنور کے نکاح صحیح ہونے کا فتویٰ دیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

باپ کی شہادت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے[1] البتہ اگر زوجین میں سے کوئی منکر ہو تو باپ کی شہادت اولاد کی موافقت میں قضاءً معتبر نہیں ہوتی۔ صورت مسئولہ میں کوئی منکر نہیں۔ لہٰذا اس نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا[2] عبدالنور کا نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] لان الاب یصلح ان یکون شاهداً فی باب النکاح، عنایة علی فتح القدیر ص ۲۰۶ / ج۳ / کتاب النکاح قبیل فصل فی بیان المحرمات، مطبوعه دار الفکر بیروت، شامی کراچی ص ۲۴ / ج۳ / کتاب النکاح مطلب فی عطف الخاص علی العام، النهر الفائق ص ۱۸۴ / ج۲ / کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

[2] والأصل فی هذا لباب أن کل من یصلح أن یکون ولیاً فی النکاح بولایة نفسه صلح أن یکون شاهداً ومن لا فلا، الهندیة کوئٹه ص ۲۶۷ / ج ۱ / کتاب النکاح، شامی کراچی ص ۲۴ / ج۳ / کتاب النکاح، تاتارخانیه ص ۲۰۸ / ج ۲ / کتاب النکاح، الشهادة فی النکاح مطبوعه کراچی.

فصل چهارم: خطبۂ نکاح

نکاح میں خطبہ کی حیثیت

سوال: – خطبہ نکاح دو ہیں اول، دوئم۔ جو شخص نکاح میں صرف خطبہ ثانی پڑھے نکاح درست ہے یا نہیں؟ مع حوالہ حدیث شریف تحریر فرمائیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبہ ایک ہی کافی ہے اور خطبہ مستحب ہے لہٰذا بغیر خطبہ کے بھی نکاح ہوسکتا ہے۔ نکاح نام ہے ایجاب وقبول کا اور بس لہٰذا خطبہ فرض کے درجہ میں نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۳/ جمادی الاولیٰ ٦٦ھ

خطبہ نکاح سنت ہے فرض نہیں

سوال: – خطبہ نکاح فرض ہے یا سنت؟ یہ بیٹھ کر پڑھنے سے بھی درست ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبہ نکاح سنت ہے واجب یا فرض نہیں ہے، بغیر خطبہ کے بھی نکاح درست ہوجاتا

---

[1] ویندب أعلانه وتقديم خطبة وكونه فى مسجد يوم جمعة، وينعقد متلبساً بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر وضعا للمضى الدر المختار كراچى ص٨/ ج٣/ كتاب النكاح، مطبوعه زكريا ص ٦٦، ٦٩/ ج٤/ مطلب كثيرا ما يتساهل فى اطلاق المستحب على السنة، هداية على هامش الفتح ص ١٨٩/ ج٣/ اول كتاب النكاح، مطبوعه دار الفكر بيروت، الفقه الحنفى وادلته ص ١٤١/ فقه المعاملات، كتاب النكاح، خطبة النكاح، مطبوعه دار الفيحاء بيروت.

ہے۔ خطبہ نکاح بیٹھ کر پڑھنے سے بھی نکاح بلاشبہ ہوجاتا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قاضی کا ہونا خطبہ نکاح کے لئے ضروری نہیں

سوال:- کیا نکاح صرف قاضی پڑھا سکتا ہے اور کوئی علم داں شخص نہیں پڑھا سکتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح ہر شخص پڑھا سکتا ہے۔ قاضی کی تخصیص نہیں۔ بلکہ عورت اور مرد خود بھی گواہوں کے سامنے اپنا نکاح کرسکتے ہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

خطبہ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے

سوال:- خطبہ نکاح کس وقت پڑھا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خطبہ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے ہے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] يستحب أن يكون النكاح ظاهراً أوأن يكون قبله خطبة الخ. البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ج۳/ كتاب النكاح ، الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۶۶، ۶۹/ج۴/ كتاب النكاح.

[2] وينعقد بايجاب من احدهماوقبول من الآخروضعاً للمضى كزوجت نفسى اوبنتى ،ويقول الآخر تزوجت الدرالمختارعلى ردالمحتار كراچى ص ۹ ج۳/كتاب النكاح،البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح،ملتقى الابحر على هامش الانهرص۴۶۷/ج ۱/كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[3] ويندب أعلانه وتقديم خطبته الخ،الدرالمختار على هامش ردالمحتارزكريا ص۶۷/ج۴/ كتاب النكاح،مطلب كثير اما يتساهل فى اطلاق المستحب على السنة،البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ج۳/ كتاب النكاح .

خطبہ پہلے ہو یا ایجاب وقبول؟ اور قاضی ووکیل کا الگ الگ ہونا

سوال:- یہاں پر پہلے ایجاب وقبول کرایا جاتا ہے پھر خطبہ پڑھا جاتا ہے اور وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ ایجاب وقبول واجب ہے اور خطبہ سنت ہے۔ اس لئے ایجاب وقبول پہلے ہونا چاہئے اور خطبہ بعد میں۔ نیت ایجاب وقبول اس طرح کرائی جاتی ہے کہ فلاں کی صاحبزادی فلاں صاحب کی وکالت اور فلاں فلاں کی شہادت میں اپنے نفس کو بعوض اتنے اتنے آپ کی زوجیت میں دیا کیا آپ نے قبول کیا؟

(الف) سوال یہ ہے کہ سنت طریقہ کیا ہے کہ پہلے ایجاب وقبول ہو یا نہ ہو؟

(ب) کیا وکیل دوسرا ہو اور ناکح دوسرا اور قاضی یہ کہے کہ فلاں کی وکالت سے اور قاضی صرف خطیب کی حیثیت رکھتا ہو۔ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) پہلے خطبہ پڑھا جائے پھر ایجاب وقبول کرایا جائے[1]۔ یہ بات کہ فرض پہلے ہو سنت بعد میں ہو، قاعدہ کلیہ نہیں۔ وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔ منھ دھونا فرض ہے۔ سنت پہلے ادا کی جاتی ہے فرض بعد میں۔ فجر کی نماز میں سنت دو رکعت پہلے پڑھتے ہیں فرض بعد میں پڑھتے ہیں۔

(ب) یہ صورت بھی درست ہے۔ قاضی بھی وکیل ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۴/ ۹۴ھ

دو نکاح کے لئے ایک خطبہ

سوال:- اگر ایک ہی مجلس میں دو شخص کا نکاح پڑھانا ہو تو اس کے لئے الگ الگ دو

---

[1] ويندب إعلانه وتقديم خطبة الدر المختار كراچی ص ۸/ ج ۳/ كتاب النكاح.

خطبے پڑھنا چاہئے یا ایک ہی خطبہ کافی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک خطبہ بھی کافی ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

خطبۂ نکاح بیٹھ کر ہے یا کھڑے ہوکر؟

سوال: - شادی کے اندر خطبہ کی کیا ضرورت ہے؟ کیا بغیر خطبہ کے شادی نہیں ہوسکتی۔ اگر خطبہ ضروری ہے تو بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہوکر؟ جب کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں تو اس کو بھی کھڑے ہوکر پڑھنا چاہئے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح کا خطبہ پڑھنا شرط یا رکن نہیں بلکہ مندوب ہے۔ ویندب اعلانه وتقديم خطبة وكونه في مسجد يوم جمعة درمختار[2] ص ۴۰۲/ ج ۲/ بعضے حضرات کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں بعضے بیٹھ کر۔ کھڑے ہوکر پڑھنے میں اعلان کی صورت بھی ہے جو کہ مندوب ہے۔ عقد بیع وغیرہ میں بھی پڑھتے ہیں اور عامۃً یہ چیزیں بیٹھ کر ہوتی ہیں ان کے لئے مستقل قیام نہیں ہوتا۔ یہی حال خطبۂ نکاح کا بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/ ۸۹ھ

خطبۂ نکاح بیٹھ کر

سوال: - خطبۂ نکاح بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہوکر؟

---

[1] فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۱۴۸/ ج ۷/ متعلقات نکاح، دوسرا باب، سوال ص ۱۶۵/ مطبوعہ دارالعلوم دیوبند۔

[2] الدر المختار علی ردالمحتار ص ۸/ ج ۳/ کتاب النکاح مطبوعہ کراچی، مطبوعہ زکریا ص ۶۷/ ج ۴/ مطلب کثیرا مایتساهل في اطلاق المستحب على السنة.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس خطبہ کا کھڑے ہوکر پڑھنا کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ بیٹھ کر پڑھنے کا معمول ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

خطبہ نکاح کھڑے ہوکر

سوال:- ہمارے شہر میں ایک امام صاحب تشریف لائے ہیں اور خطبہ نکاح کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کھڑے ہوکر پڑھنا مسنون ہے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے خطبے دیئے ہیں وہ سب کھڑے ہوکر دیئے ہیں جب کہ خطبہ نکاح حدیث میں کہیں بھی بیٹھ کر دینا ثابت نہیں ہے۔ تو کیا کھڑے ہوکر خطبہ نکاح دینے کا جواز ملتا ہے؟ کیا خطبہ نکاح خطبہ جمعہ واستسقاء کے مشابہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز تو کھڑے ہوکر بھی پڑھنا ہے، بیٹھ کر پڑھنا بھی ہے۔ جو شخص کھڑے ہوکر خطبہ نکاح کو پڑھنا مسنون کہے دلیل اس کے ذمہ ہے، وہ حدیث وفقہ سے ثبوت پیش کرے۔ متعدد مواقع پر حدیث شریف میں منقول ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا ہے۔ مسلم شریف[1]، الادب المفرد[2] میں حدیثیں موجود ہیں۔ شراح نے اس جگہ لکھا ہے کہ یہ خطبہ

---

[1] عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال جلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم علی المنبر وجلسنا حوله فقال ان مما اخاف علیکم بعدی مایفتح علیکم من زهرة الدنیا وزینتها الحدیث، مسلم شریف ص ۳۳۶/ ج ۱/ کتاب الزکوة، باب التحذیر من الاغترار بزینة الدنیا الخ، مطبوعه رشیدیه دهلی.

[2] عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده جلس النبی صلی اللّٰہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جمعہ نہیں تھا۔اس کا کھڑے ہوکر پڑھنا بھی منقول ہے۔خطبہ نکاح کوخطبہ جمعہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸/۸/ ۹۴ھ

خطبہ نکاح میں نفقہ وغیرہ کا ذکر

سوال:-ایجاب وقبول کے درمیان نان ونفقہ کا تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ نہیں؟ اور بغیر اس کے نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان چیزوں کا تذکرہ نکاح میں ضروری نہیں بغیر ان کے ذکر کے بھی نکاح درست ہوجاتا ہے۔یہ چیزیں تو بغیر ذکر کئے بھی لازم ہوجاتی ہیں[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نکاح کا اعلان

سوال:-بوقت نکاح اعلان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اوراگر بارات کے آدمی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)علیه وسلم عام الفتح على درج الكعبة فحمد الله واثنى عليه،ثم قال:من كان له حلف في الجاهلية لم يزده الاسلام الاشدة ولا هجرة بعد الفتح،اخرجه الترمذى فى السير وابن حزيمة فى الزكاة الخ،الادب المفرد على هامش فصل الله الصمد فى توضيح الادب المفرد ص ۵۵۸، ۵۵۹/ج ۱/باب لاحلف فى الاسلام،رقم ۵۷۰/مطبوعه عباس احمد البازمكة المكرمة.

[1] تجب النفقة والكسوة والسكنى للزوجة على زوجها بنكاح صحيح الخ،سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۴۷۳/ج ۲/كتاب الطلاق ،اول باب النفقة،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،درمختار على هامش رد المحتار زكرياص ۲۷۸/ج ۵/باب النفقة،مطلب :اللفظ جامد ومشتقٌ، شرح وقاية ص ۱۷۱/ج ۲/كتاب الطلاق،باب النفقة،مطبوعه رحيميه ديوبند.

کثرت سے موجود ہوں پھر بھی ضروری ہے یا نہیں؟ اور کس چیز سے شریعت میں اعلان کرنا جائز ہے؟ ہمارے یہاں رواج ہے کہ شادی میں گانے بجانے کے ساز و باز جو برات مروج ہے، ان سے اعلان کرایا جاتا ہے یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح کا اعلان مندوب ہے ویندب أعلانه اھ درمختار[1] ص ۴۰۴/ ج ۲/ اعلان کے لئے بوقت عقد محض دف بجا دینا کافی ہے اور طریقہ مروجہ پر ساز وغیرہ بجانا جیسا کہ سوال میں درج ہے جائز نہیں۔ وکره كل لهو أى كل لعب وعبث فالثلاثة بمعنى واحد كما فى شرح التاويلات والأطلاق شامل لنفس الفعل وأستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والضنج والبوق فكلها مكروهة لانهازىّ الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام اھ شامی[2] ص ۲۷۹/ ج ۵/ وعن الحسن لابأس بالدف فى العرس يشتهر وفى السراجية هٰذا اذا لم يكن لهٗ جلاجل ولم يضرب علىٰ هيئة التطرب اھ شامی[3] ص ۲۴۷/ ج ۵/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱/۶۲ ۱۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

---

[1] الدرالمختار نعمانية ص ۲۶۱/ ج ۲/ كتاب النكاح ،شامى زكرياص ۶۷/ ج ۴/ مطلب كثيراً مايتساهل فى اطلاقه المستحب على السنة،النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[2] شامى نعمانية ص ۲۵۳/ ج ۵/ فصل فى البيع كتاب الحظر والإباحة،مطبوعه زكريا ص ۵۶۶/ ج ۹/ سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۲۲۲/ ج ۴/ كتاب الكراهية، فصل فى المتفرقات،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت،طحطاوى على المراقى ص ۲۵۸/ قبيل باب مايفسد الصلوة،مطبوعه مصر.

(نمبر ۳/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مقررہ امام نے نکاح دوسرے کے ذریعہ پڑھوایا

سوال:- ہمارے یہاں جامع مسجد کے پیش امام صاحب نکاح وجنازہ کی نماز پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ ایک آدمی دوپہر بعد آیا اور کہا کہ شام ۴؍ بجے تشریف لائیں نکاح ہوگا۔ امام صاحب احتیاطاً ایک آدمی کو ساتھ لیکر چلے، کیونکہ رات کو واپس آنا تھا۔ اندھیری رات ہے۔ وہ لوگ بھی سواری لئے منتظر تھے۔ دونوں آدمی سواری میں بیٹھ کر وہاں مغرب میں پہنچے پھر وہ لوگ اپنے گھر لے گئے۔ معلوم ہوا یہاں مسجد بھی ہے، امام بھی موجود ہیں، ہمارے امام کو شک ہوا کہ یہ نکاح کیسا ہے؟ ان لوگوں نے اطمینان دلایا کہ طلاق شدہ ہے اور کاغذ لائے تو دیکھا کہ فتویٰ دیوبند موجود تھا۔ جس کا نمبر وغیرہ ہمیں یاد نہیں، ان لوگوں کے پاس مستند بامہر فتویٰ تھا۔ پھر بھی امام صاحب نے نکاح نہیں پڑھایا اور دوسرا آدمی جو ساتھ گیا تھا نکاح پڑھوادیا۔ ان لوگوں نے نکاح خوانی گھر پہونچادی جس کو امام نے نصفا نصف کردیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ تم نے خود کیوں نہیں پڑھا اور شک تھا تو نکاح خوانی کیوں لی۔ اس وجہ سے امام صاحب نے وہ پیسہ ایک بیوہ عورت کو دے دیا۔ پھر بھی کچھ آدمی خلاف ہیں۔ اس پر ہمارے امام پر کیا ہونا چاہئے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر امام صاحب نے تحقیق کرلی اور فتویٰ دیکھ لیا کہ یہ نکاح صحیح ہے۔ پھر اپنے ساتھی سے کہہ دیا کہ تم نکاح پڑھادو۔ ساتھی نے پڑھادیا۔ تب بھی امام صاحب پر اعتراض کرنا بیجا ہے اور غلط ہے۔ کسی مصلحت سے آدمی خود نکاح نہ پڑھے دوسرے سے پڑھوادے تو یہ بھی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] شامی نعمانیة ص ۲۲۳؍ ج۵؍ قبیل فصل فی اللبس، کتاب الحظر والإباحة، مطبوعه زکریا ص ۵۰۵؍ سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۲۲۲؍ ج۴؍ کتاب الکراهية، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، البحر الرائق ص ۲۰۷؍ ج۸؍ کتاب الکراهية، فصل فی البیع، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

درست ہے، کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/ ۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کس سے پڑھوایا جائے؟

سوال: -ایک شخص ریش بریدہ جو صوم وصلوۃ کا بھی پابند نہیں مگر موروثی نکاح خوانی کی وجہ سے خود کو نکاح خوانی کا مستحق سمجھتا ہے اس سے نکاح پڑھایا جائے؟ یا جو شخص عالم دین صوم وصلوۃ کا پابند ہے جامع مسجد کا امام ہے اس سے پڑھوانا بہتر ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً پورا اختیار ہے جس کے ذریعہ چاہے نکاح پڑھوالیا جائے۔ کسی نکاح خواں کی کوئی قید نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص دیندار اور مسائل نکاح سے خوب واقف ہو اس سے پڑھوایا جائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۲/ ۸۸ھ

بے داڑھی قاضی کا پڑھایا ہوا نکاح

سوال: -زید کا نکاح مشتری کے ساتھ منعقد کیا گیا۔ قاضی ایک ایسا شخص ہے کہ جس کے پاس ڈاڑھی نہیں ہے اور وہ نکاح پڑھا چکا ہے نکاح ہوا یا نہیں؟

---

[1] وکونه فی مسجد یوم جمعة بعاقد رشید، درمختار علی الشامی ص ۸/ ج ۳/ کتاب النکاح، دار الفکر بیروت، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۸۱/ ج ۳/ کتاب النکاح.

الجواب حامداً ومصلیاً

قاضی بغیر ڈاڑھی کا ہوتو اس کا پڑھایا ہوا نکاح درست ہو جائے گا[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نابینا بھی نکاح پڑھا سکتا ہے

سوال: -اندھا آدمی اگر خطبہ پڑھادے یاد کر کے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ جب کہ اس نے نہ وکیل کو دیکھا نہ دولہا کو اور نہ گواہان کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایجاب وقبول کے گواہ آنکھ والے موجود ہیں تو نکاح درست ہوجائے گا اگر چہ خطبہ پڑھانے والا اندھا ہو[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۵/۶/ ۸۹ھ

---

[۱] البتہ نکاح کسی متقی عالم دین سے پڑھوانا بہتر ہے۔ ویندب أعلانه ألی قوله وكونه فی مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد وشهود عدل الخ الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زكريا ص۶۷/ ج۴/ كتاب النكاح، مطلب كثيراً مايتساهل فی أطلاق المستحب الخ،البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح،النهرالفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، ابوالقاسم ادروی.

[۲] اس لئے کہ نکاح میں اصل ایجاب وقبول ہے اور وہ دو نابینا گواہوں کی موجودگی میں ہو چکا ہے، خطبہ نکاح صرف سنت ہے، بغیر خطبہ کے بھی نکاح درست ہو جاتا ہے، لہٰذا مذکورہ نکاح درست ہوگیا۔ يستحب ان يكون النكاح ظاهراً وان يكون قبله خطبة، وينعقدبايجاب وقبول وضعاللمضی ، البحرالرائق كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح، النهرالفائق ص ۱۷۶/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، والنكاح جائز بغير خطبة، الفقه الحنفی وادلته ص ۱۴۱/ ج۲/ فقه المعماملات ، القسم الاول، كتاب النكاح، خطبة النكاح، مطبوعه دارالفيحاء بيروت. (م رن)

برہمن سے نکاح پڑھوانا

سوال:-مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے کہ اگر برہمن نکاح پڑھادے تو جائز ہے کہ نکاح نام ہے ایجاب وقبول کا۔کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جوشخص نکاح پڑھاتا ہے وہ شرعی قاضی نہیں،لہٰذا اس میں قاضی کی شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ وہ شخص محض ایجاب وقبول کی تعبیر کرتا ہے[1] زوجین خود گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیں تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۹/ ۸۵ھ

جواب صحیح ہے:غیر مسلم کے ایجاب وقبول نکاح کردینے سے اگرچہ حقیقۃً نکاح منعقد ہوجاتا ہے[2] مگر ایسا کرنا سخت بے غیرتی اور سنت متوارثہ کے خلاف ہے[3]۔

بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ ۱۲/۲۲/ ۸۵ھ

---

[1] واذا اذنت المرأة للرجل ان يزوجها من نفسه فعقدبحضرة شاهدين جاز الى قوله ولناان الوكيل سفيرومعبر،هداية على هامش الفتح ص۳۰۵،۳۰۷/ج۳/فصل فى الوكالة باالنكاح، مطبوعه دارالفكر بيروت،النهرالفائق ص۲۲۶/ج۲/فصل فى الوكالة،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،البحر الرائق كوئٹه ص۱۳۶/ج۳/باب الاولياء والاكفاء،فصل فى الوكالة.

[2] وينعقد بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر وضعاً للمضى الدرالمختار ص۹/ج۳/ كراچى كتاب النكاح،سكب الانهرص۴۶۷/ج۱/كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، فتح القديرص۱۸۹/كتاب النكاح،مطبوعه دارالفكر.

[3] ويندب أعلانه وتقديم خطبة فى مسجد يوم جمعة بعاقدر رشيد وشهود عدول الدر المختار على الردالشامى ص۸/ج۳/ كراچى كتاب النكاح،البحرالرائق ص۸۱/ج۳/كتاب النكاح، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص۱۷۶/ج۲/كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

شیعہ وغیرہ سے نکاح پڑھوانا

سوال:- اگر اہل سنت والجماعت کا نکاح کوئی شیعہ یا غیر مسلم پڑھ دے یعنی خطبہ و ایجاب وقبول کوئی شیعہ یا غیر مسلم کرائے تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً زید کا نکاح اس طرح پر ہوتا ہے کہ زاہد شیعہ نکاح خواں ہے۔ عمرو بکر لڑکی کی طرف سے گواہ ہیں۔ زاہد عمرو بکر سے دریافت کرتا ہے کہ انکا کیا بیان ہے۔ وہ (عمرو بکر) بیان کرتے ہیں کہ فلاں لڑکی اور فلاں کی بیٹی اتنے مہر پر زید کے نکاح میں دی زاہد (نکاح خواں) زید سے دریافت کرتا ہے کہ آپ کو قبول ہے۔ یہ اقرار کرتا ہے کہ اس اقرار کے بعد زاہد خطبہ پڑھتا ہے۔ زید اور لڑکی بالغ ہیں۔ اہل سنت والجماعت ہیں، گواہ بھی اہل سنت والجماعت ہیں، لیکن زاہد شیعہ ہے۔ تو کیا یہ نکاح عقائد احناف کے مطابق درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل ایجاب وقبول شوہر اور بیوی نے کیا۔ کوئی شیعہ یا غیر مسلم محض خطبہ پڑھے یا اس ایجاب وقبول کی تصدیق زوجین سے کرے تو اس سے نفس نکاح میں کوئی خرابی نہیں آتی[۱]، تاہم مستحب اور بہتر یہی ہے کہ کسی دیندار صالح آدمی سے خطبہ پڑھوایا جائے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وينعقد بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر وضعاً للمضى الدر المختار ص ۹/ ج ۳/ كراچى كتاب النكاح، سكب الانهر ص ۴۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، فتح القدير ص ۱۸۹/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الفكر.

[۲] ويندب أعلانه وتقديم خطبة فى مسجد يوم جمعة بعاقدر رشيد وشهود عدول الدر المختار على الرد المحتار ص ۸/ ج ۳/ كراچى، كتاب النكاح، البحر الرائق ص ۸۱/ ج ۳/ كتاب النكاح، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص ۱۷۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

فصل پنجم: الفاظ نکاح

ایجاب وقبول کے الفاظ

سوال:- ان لفظوں سے نکاح ہوتا ہے کہ نہیں کہ کسی نے گواہوں کے روبرو کہا ''میں نے اپنی فلاں لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔'' آیا نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان الفاظ سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الفاظِ نکاح کتنی بار کہے جائیں؟

سوال:- (۱) نکاح منعقد ہونے کے لئے کتنے الفاظ کی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر نکاح جائز نہ ہو؟

---

[۱] وينعقد بايجاب من احدهما وقبول من الاخر كزوجت نفسي اوبنتي ويقول الاخر تزوجت اى او قبلت لنفسي الخ. الدر المختار على الشامي زكريا ص ۶۹/ ج۴/ كتاب النكاح مطلب كثيراً مايتسا هل في اطلاق المستحب على السنة، بدائع كراچی ص ۲۳۱/ ج۲/ كتاب النكاح فصل واما ركن النكاح، بحر كوئٹه ص ۸۱/ ج۳/ كتاب النكاح.

(۲) ناکح ایجاب وقبول کے الفاظ کو صرف ایک بار کہے یا تین بارے کہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) دولفظ، ایک ایجاب دوسرا قبول ہوتو نکاح منعقد ہوجائے گا۔ کم ازکم دوگواہوں کے سامنے ہونا ضروری ہے[۱]۔

(۲) ایک بار کہنا کافی ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۱۰؍۸۵ھ

حمائل پر ہاتھ رکھ کر اقرار سے نکاح نہیں ہوتا

سوال:- میرا نام زہرہ خاتون ہے والد کا نام نذیر محمد خاں ہے۔ ساہوا گاؤں ضلع چوروکی رہنے والی ہوں۔ میری ایک بڑی بہن مقصودہ بانو ہے جو میری ہی طرح طلاق کے بعد تعلیم حاصل کر کے رتن گڈھ میں ملازم ہے۔ ہم دونوں بہنوں کی شادی ایک ساتھ ہوئی تھی اور۱۴؍ ۱۵؍ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ ہم دونوں سسرال پہونچ گئیں، دونوں آٹھویں اور دسویں پاس تھیں۔ ہم لوگ گاؤں اور پچھڑے ہوئے قصبے میں پلے ہیں، نہ ہم میں اسلامی شعور تھا اور نہ ہم مذہب کی الف ب سے واقف تھے صرف کلمہ طیبہ آتا تھا۔ حلال وحرام، نکاح

---

[۱] قال النكاح ينعقدبالايجاب والقول بلفظين يعبربهما عن الماضى الى قوله ولاينعقدنكاح المسلمين الابحضورشاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين اور رجل وامرأتين عدولاً كانوا اوغيرعدول الخ هدايه ص ۳۰۵؍ج۲؍كتاب النكاح،مطبوعه ياسرنديم ديوبند، الدر المختارعلى الشامى كراچى ص ۹؍ج۳؍اول كتاب النكاح،المحيط ص ۵؍ج۴؍كتاب النكاح،الفصل الاول فى الالفاظ التى الخ مطبوعه ڈابهيل گجرات.

[۲] وينعقد اى النكاح متلبساً بايجاب من احدهما وقبول من الآخر،الدرالمختار كراچى ص ۹؍ ج۳؍كتاب النكاح، تاتارخانيه ص ۵۷۹؍ج۲؍كتاب النكاح الفصل الاول فى الالفاظ التى الخ، مطبوعه كراچى،النهرالفائق ص ۱۷۶؍ج۲؍كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

وطلاق کی اہمیت یا فرق سے ذرا بھی واقف نہیں تھے۔ والدین نے بہت ناز سے پیار سے پالا تھا۔ والد سرکاری کمپاونڈر تھے، ریٹائرڈ، ہونے کے بعد پریکٹس کررہے ہیں۔غرض یہ کہ سسرال سے میری والدہ کنیز فاطمہ کا قریبی رشتہ تھا۔ لہٰذا گھر کی ایک دوعورتوں نے خاصا پیار دیا مگر میرا شوہر دوچار دن بعد سے ہی جھگڑے اور گالیوں پرآمادہ تھا۔اس کا کہنا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کرنا نہیں چاہتا تھا اور اب وہ میری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔ وہ سامنے رہنے والی ایک لڑکی سے محبت کرتا تھا اوراس سے شادی کرنا چاہتا تھا، جو بعد میں گھر آگئی۔ والدین نے میرے شوہر اور سسرال والوں کو بہت نوازا بہت سمجھایا مگر جو جھگڑے گالی گلوچ مار پیٹ شروع ہوچکی تھی وہ کم نہ ہوسکی بلکہ اضافہ ہی ہوتا رہا۔میرے ہی کمرے میں میرا شوہر محمد شفیع اپنی محبوبہ سے سبھی کچھ کرتا رہا میرا خاموش رہنا ضروری تھا۔ میں خاموشی پر بھی گالیاں کھاتی اور پٹتی رہی۔طلاق دیدوں گا طلاق دے کر ہی رہوں گا تو تو تیرے باپ کے گھر ہی اچھی لگتی ہے۔ مجھے گھر روانہ کردیا گیا اور والدین نے فٹ بال کی طرح ٹھوکر مار کر سسرال واپس کردیا۔میرے شوہر نے پھر جھگڑا کیا کہ تو طلاق کے قابل ہے میں تجھے طلاق دیدوں گا اور سفید چادر اوڑھا کر گھر سے ذلیل کرکے نکالوں گا۔ ایک روز بہت جھگڑا ہوا۔ جب میں مقابلہ میں تھک گئی تو دوتین عورتوں نے بیچ بچاؤ کیا تو اور غضب ہوگیا نکال دو اس رانڈ کو میں نے اسے طلاق دی اسے دھکے دے کر نکالو، میں والدین کے یہاں بھجوادی گئی۔ والدین نے سارا ماجرس کرنرس کی ٹرینگ میں ڈالدیا، اب میں ہوسٹل میں ٹرینگ کرنے لگی اور اپنے کو طلاق شدہ سمجھنے لگی۔میرے والد کے بھائی جناب نور محمد خاں کی سالی کے لڑکے جن کا نام واجد حسین خاں ہے یہ جے پور میں رہتے ہیں۔ان کی خالہ نور محمد خاں کی اہلیہ نے میری شادی سے پہلے ان کے پیغام میرے نام اشارۃً بھجوائے تھے۔ چونکہ میری شادی میری والدہ کی رشتہ داری میں ہونا طے ہوگئی تھی اس لئے خاموشی اختیار کی گئی، غرض کہ واجد حسین خاں مجھ سے ملنے ہوسٹل آتے رہتے تھے اور گھنٹوں باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ اخلاقی طور پر ہم ایک

دوسرے کے بہت ہی قریب تھے ان کے گھر بھی آنا جانا تھا۔ میری ٹریننگ بھی ختم ہو چکی تھی۔ ایک دن واجد صاحب مجھے گھر لے گئے۔ دنیاداری کی باتیں ہوتی رہیں۔ مجھے رات میں واجد صاحب کے گھر میں قیام کرنا پڑا۔ اس رات ہم دونوں میں یہ بھی طے ہوگیا کہ ہم ایک دوسرے سے شادی کرلیں گے۔ ہم دونوں نے ہی حمائل شریف پر ہاتھ رکھ کر عہد کیا کہ ہم دونوں شادی کرلیں گے اور اسی رات ہم ایک دوسرے میں ضم ہوگئے۔ میرے بطن میں واجد حسین صاحب کا نطفہ قرار پایا اور ایک دو دن انھیں کے گھر رہ کر اپنے گاؤں چلی آئی۔ مجھے سروس کرنی تھی، میری سسرال کے کچھ معتبر لوگ میرے گھر آئے اور والدین سے کہا کہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے لڑکی کو بھیجدو۔ لہٰذا مجھے سسرال بھیج دیا گیا۔ وہاں جا کر میں نے اپنے کو ہر طرح محفوظ رکھا اور اس جال سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ میرا شوہر جو مجھے طلاق دے چکا تھا۔ اب وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ شادی اس لڑکی سے کرے اور نوکری مجھ سے کرائے اور خدمت بھی میں کروں لیکن وہ جھگڑے بھی برابر کرتا رہا اور آنگن میں بیٹھ کر کہتا جان من نوکری کرو نوکری۔ طلاق دے چکا تو کیا ہوا تجھے اس گھر سے جانا ہے۔ میری زبان تو کھل ہی چکی تھی۔ لہٰذا ایک سوال کے چار جواب دیتی اور پٹتی چنانچہ ایک دن بہت بڑا ہنگامہ ہوا اگر چند عورتیں نہ بیچ بچاؤ کرتیں تو شاید مار ہی ڈالتا۔ جھگڑے اور طلاق کی اطلاع میرے والدین کو پہنچی تو میرے بڑے بھائی محمد بشیر مجھے لینے آئے۔ پھر جھگڑا ہوا میرے شوہر نے کہا کہ طلاق دیدی تو کیا ہوا۔ میں اس بدمعاش رانڈ کو نہیں بھیجوں گا غرضیکہ میں اپنے بڑے بھائی صاحب کے ساتھ والدین کے گھر آگئی میرا رجحان تعلیم کی طرف ہوگیا میں نے واجد صاحب کے نطفے سے ایک لڑکے کو جنم دیا جو اس وقت گیارہ سال کا ہے۔ واجد حسین خاں صاحب کو میں اپنا شوہر ۱۹۷۴ء سے تسلیم کرتی ہوں۔ اس طرح وہ بھی مجھے اپنی بیوی تسلیم کرتے ہیں، ہم دونوں نے حمائل شریف پر ہاتھ رکھ کر ایک دوسرے کو زن وشوہر تسلیم کیا ہے۔ لیکن نکاح کے دو بول نہیں پڑھے یا سنے۔ ۱۹۷۵ء میں میں نے لڑکے کو جنم دیا۔ اردو پڑھی، عربی پڑھی اور دینیات

سے واقفیت حاصل کی ان دنوں میں جے پور میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ بچہ میرے پاس رہتا ہے اردو دینیات اور انگلش کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ واجد ایک عدد بیوی کے شوہر اور ایک بچی کے باپ ہو چکے ہیں۔ اب وہ مجھے اور بچے کو نوازنا چاہتے ہیں۔ وہ کثیر تعداد کو روشناس کرا چکے ہیں کہ میں ۱۹۷۴ء سے ان کی بیوی ہوں اور یہ بچہ جن کا نام انھوں نے خود ہی رکھا تھا۔ یعنی آصف کے وہ والد ہیں یا آصف ان کا بیٹا ہے۔ لہٰذا (۱) کیا واجد حسین خاں صاحب سے میرا نکاح ہو چکا ہے یا مجھے نکاح پڑھنا ہوگا۔ اگر نکاح پڑھنا ہوگا تو بچہ کی ہیئت کیا رہے گی یہ بچہ تو انہیں کے نطفے سے ہے۔ (۲) مجھے میرے پہلے شوہر سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر پہلے شوہر کے طلاق دینے کے گواہ موجود ہیں[۱] یا خود شوہر کو طلاق کا اقرار ہے اور اس اقرار کے گواہ ہیں تو طلاق واقع ہوگئی[۲] وقت طلاق سے تین مرتبہ ماہواری آنے پر عدت ختم ہوگئی[۳] اور دوسرے نکاح کا آپ کو حق ہوگیا[۴] لیکن حمائل شریف ہاتھ میں رکھ کر دونوں کا

---

[۱] وشرط لغيرذالک ،رجلان اور رجل وامرأتان مالاً كان اوغيرمال كالنكاح والرضاع والطلاق، مجمع الانهر ص ۲۶۱ / ج۳/ كتا ب الشهادات مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق ص ۶۲ / ج۷ / كتاب الشهادات مطبوعه الماجديه كوئٹه،شامی كراچی ص ۴۶۵ / ج۵ / كتاب الشهادة.

[۲] ولواقربالطلاق كاذباً اوهازلاً وقع قضاء الخ شامی كراچی ص ۲۳۶ / ج۳/ كتاب الطلاق، قبيل مطلب فی المسائل التی تصح مع الاكراه،وفی الخانية فان اقرالاول بالنكاح والطلاق الی قوله فالطلاق واقع وعليها العدة كانه طلقها للحال،خانية علی الهندية كوئٹه ص ۳۶۸ / ج ۱ / كتاب النكاح، باب فی المحرمات فصل فی اقراراحدالزوجين بالحرمة الخ ،البحرالرائق ص ۲۴۶ / ج۳/ كتاب الطلاق مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۳] عدة الحرةللطلاق اوالفسخ ثلاثة اقراء،بحر كوئٹه ص ۱۲۸ / ج۴/باب العدة،شامی كراچی ص ۵۰۵ / ج۳/باب العدة،تاتارخانيه ص ۵۳ / ج۴ / كتاب الطلاق،الفصل الثامن والعشرون فی العدة مطبوعه كراچی.

(نمبر۴/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

عہد کر لینا کافی نہیں بلکہ گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول لازم ہے بغیر اس کے نکاح نہیں ہوتا[١] واجد حسین خانصاحب کے ساتھ جو تعلق ہوا وہ زنا کاری ہے اور زنا سے جو بچہ ہوا اس کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوگا[٢] گذشتہ زندگی سے تائب ہو کر واجد حسین خانصاحب سے نکاح کر لیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٢/٧/٦/١٤٠ھ

اشارۂ سر، یا لفظ منظور سے قبول نکاح

سوال:- ہندہ باکرہ ہے اور وہ جب گواہوں کے سامنے آئی تو استحیاءً اس نے ایجاب کا جواب لفظ قبلت یا کسی اور لفظ سے نہیں دیا بلکہ خاموش رہی یا سر سے منظوری کا اشارہ کیا یا بجائے قبلت کے منظور ہے کا لفظ کہنے سے نکاح بلاتردد منعقد ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

خاموش رہنے اور سر ہلانے سے منعقد نہیں ہوگا اور لفظ منظور ہے کہنے سے منعقد ہوجائے گا۔ **وينعقد بإيجاب وقبول وضعا للمضى وبما وضع احدهما له والأخر للاستقبال كزوجني فاذا قال زوجت اوقبلت او بالسمع والطاعة بزازيه اھ نص**

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[٤] وتحل للازواج بمجرد انقطاع العدة،بدائع الصنائع ص ١٨٣/ ج٣/ كتاب الطلاق فصل واما شرائط جواز الرجعة مطبوعه كراچي.

[١] وينعقد متلبساً بإيجاب من أحدهما وقبول من الأخر وضعاً للمضى وشرط حضور شاهدين حرين اوحر وحرتين الدر المختار كراچي ص ٢٢/ ج٣/ كتاب النكاح،بحر كوئٹه ص ٨١/ ج٣/ كتاب النكاح هدايه ص ٣٠٥/ ج٢/ كتاب النكاح مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[٢] عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده رضى الله عنه قال قام رجل فقال يارسول الله ان فلانا ابنى عاهرت بامه فى الجاهلية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لادعوة فى الاسلام ذهب امر الجاهلية الولد للفراش وللعاهر الحجر رواه ابو داؤد مشكوة شريف ص٢٨٧/ ج٢/ باب اللعان،الفصل الثالث مطبوعه ديوبند ابو داؤد ص٣١٧/ ج١/ كتاب الطلاق باب الولد للفراش طبع اشرفى ديوبند.

عبارتها قال زوجی نفسک منی فقالت بالسمع والطاعةصح اھ ونقل هٰذا الفرع فی البحر عن النوازل ونقله فی موضع اٰخرعن الخلاصةفافهم درو شامی[1] مختصراً الاشارة انما تعتبر اذا صارت معهودة وذٰلک فی الاخرس دون المعتقل ولان الضرورة فی الاصل لازمة وفی العارض علیٰ شرف الزوال اھمجمع الانهر ص ۷۳۳/ ج ۲/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ

شربت پر پھونک مارکرایک گھونٹ پینے سے نکاح

سوال:- چھوٹے چھوٹے بچوں کوکلمہ پڑھ کرشربت پر پھونک مارکر پلا دینے سے نکاح ہوگا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

صرف اتنی بات سے نکاح نہیں ہوجاتا[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۶/۴/ ۹۴ھ

’’لڑکی خداواسطے دیدی‘‘ کہنے سے نکاح ہوگا یانہیں؟

سوال:- زید نے اپنی دختر ہندہ جس کی عمرتقریباً چار پانچ سال کی ہے زید نے اپنے

---

[1] الدرالمختارمع الشامی کراچی ص ۱۰۹/ ج۳/ کتاب النکاح،بزازیه علی الهندیه ص ۱۰۹/ ج۴/ کتاب النکاح،الفصل الاول،مطبوعه کوئٹه،هدایه ص ۳۰۵/ ج۲/ کتاب النکاح مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

[2] مجمع الانهر ص ۴۷۴/ ج۴/ کتاب الخنثٰی،مسائل شتی مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[3] وینعقد أی النکاح بایجاب وقبول وشرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخروحضور حرین کلفین مسلمین مجمع الأنهر ص ۴۷۲،۴۶۷/ ج ۱ کتاب النکاح،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،البحرالرائق کوئٹه ص ۸۱،۸۷/ ج۳/ کتاب النکاح،الدرالمختارمع الشامی زکریا ص ۶۹،۹۱/ ج۴/ کتاب النکاح.

ہوش وعقل کے ساتھ یہ الفاظ کہے۔ کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ ہندہ خالد کے پسر کو اللہ واسطے دیدی ہے۔ خالد نے اسی مجلس میں اپنے پسر کے لئے قبول کیا۔ آیا عندالشرع صورت مسئولہ میں نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ الفاظ کہ میں نے اپنی دختر ہندہ کو خالد کے پسر کو اللہ واسطے دیدی ہے، کنایاتِ نکاح میں سے ہیں اگر بہ نیت نکاح یہ الفاظ کہے ہیں یا کوئی دوسرا قرینہ وغیرہ نکاح پر موجود ہے اور اس مجلس کو عقد نکاح سمجھا گیا ہو اور گواہوں نے بھی یہی سمجھا ہو کہ ان الفاظ سے مقصود نکاح ہے تو شرعاً نکاح منعقد ہو گیا ورنہ نہیں۔ وانمایصح بلفظ تزویج ونکاح لانهما صریحان وما عداهما كناية وهو كل لفظ وضع لتمليك عين كاملة فلايصح بالشركة فى الحال خرج الوصية غير المقيدة بالحال كهبة وتمليك وصدقة وعطية وقرض وسلم واستيجار وصلح وصرف وكل ماتملك به الرقاب بشرط نية اوقرينة وفهم الشهود المقصود. درمختار[۱] ص۴۱۳/ ج۲/۔ فقط

والحاصل انه كناية علىٰ ثلثة انواع ماينعقد به اجماعاً اھ زيلعى قال الشلبى وذٰلك كالتمليك والهبة والصدقة ونحوها[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/ ۲/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف

---

[۱] درمختار كراچى ص۱۶، ۱۸/ ج۳/ كتاب النكاح، الدرالمختارمع الشامى زكرياص ۷۸، ۸۳/ ج۴/ فتاوى الهنديه كوئٹه ص ۲۷۰/ ج۱/ كتاب النكاح، الباب الثانى فيما ينعقد به النكاح ومالاينعقدبه، النهرالفائق ص ۱۷۹/ ج۲/ كتاب النكاح، مطبع دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] زيلعى مع حاشية العلامة الشلبى ۹۸/ ج۲/ مكتبة امدادية ملتان (كتاب النكاح) مجمع الانهرص ۴۷۱، ۴۷۰/ ج۱/ كتاب النكاح مطبع دارالكتب العلمية بيروت، الدرالمختار مع الشامى زكرياص ۸۰/ ج۴/ كتاب النكاح.

لفظ جان بخشی سے نکاح، غیر عادل لوگوں کی گواہی نکاح میں

سوال:- احمد ابراہیم صوفی ایک لڑکی مسلمہ باکرہ مسماۃ حافظہ بی بی کو بہکا کر کسی گاؤں میں لے گیا اور اس گاؤں کے امام مسجد سے کہا کہ ہم دونوں کا نکاح پڑھا دیجئے امام موصوف نے انکار کیا کہ میں ایسے جھگڑے کے نکاح نہیں پڑھا تا ہوں، چنانچہ امام صاحب کے اس انکار کی وجہ سے مذکورہ لڑکی نے دو مرد اور دو عورتوں کے سامنے احمد ابراہیم صوفی کو اپنی ذات بخشدی مگر مہر کا ذکر اور تسمیہ اس مجلس میں نہ ہوا منجملہ ان دو مردوں کے ایک ان میں سے ناکح احمد ابراہیم صوفی کا پھوپھی زاد بھائی اور دوسرے رشتہ سے سالہ یا بہنوئی ہوتا ہے اور مذکورہ دو عورتوں میں سے ایک ان میں سے ناکح مذکور کی حقیقی پھوپھی ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی فرض کیجئے کہ شہود مذکورہ غیر عدول یعنی فاسق ہی ہیں اب عقد مذکور کی جب کہ لڑکی کے والدین کو اطلاع ہوئی تو وہ اپنی لڑکی کو گاؤں سے واپس لے آئے اور بھری مجلس میں مثلاً زید سے لڑکی مذکورہ کا نکاح پڑھا دیا چنانچہ احمد ابراہیم صوفی نے مسماۃ حافظہ بی بی اور زید ناکح ثانی کے خلاف عدالت میں نالش دائر کردی۔ تو لڑکی نے اپنے تحریری بیان میں یہ بیان دیا کہ نہ تو مجھے احمد ابراہیم صوفی نے کسی گاؤں میں بہکایا اور نہ ہی میں نے ذات بخشی کی یعنی یہ واقعہ ہی سراسر جھوٹ ہے اور من گھڑت ہے (چونکہ لڑکی اس وقت والدین اور زید ناکح ثانی کے قبضہ میں ہے اس وجہ سے لڑکی سے یہ بیان تحریری دلوایا) چنانچہ اب گذارش ہے کہ۔

(الف) حافظہ بی بی مذکورہ کے انکار اور جحود کی بنا پر نیز قطع نظر اس سے کہ قضاء قاضی کیلئے اس مدعی احمد ابراہیم صوفی کے ذمہ مذکورہ شہود نکاح پر شہادت عدولی کی بینہ عدول کی مزید ضرورت ہو یا نہ ہو ذات بخشی کے وقت مہر کے عدم ذکر اور عدم تسمیہ کے باوجود نیز شہود مذکورہ کے غیر عدول ہونے کے باوجود نفس عقد اول یعنی ذات بخشی والا عقد کنائی صحیح اور عقد ثانی یعنی زید کا عقد غیر صحیح ہوگا یا نہیں؟

(ب) نیز مدعی احمد ابراہیم صوفی کے ذمہ آیا یہ ضروری ہے کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے علاوہ شہود نکاح کے جنھیں غیر عدول فرض کیا گیا ہے کسی اور بینہ عدول کو پیش کرے یا یہی شہود کا نکاح غیر عدول رشتہ مذکورہ کے ثبوت دعویٰ اور قضاء قاضی کے لئے کافی ہیں؟

(ج) نیز پھوپھی زاد بھائی اور حقیقی پھوپھی کا رشتہ کسی ادائے شہادت میں خواہ وہ شہادت نکاح ہو یا غیر نکاح ہو۔ مدعی کے خلاف اثر انداز ہوسکتا ہے؟ نیز ادائے شہادت میں کس قسم کا رشتہ اور قرابۃ قابل قبول نہیں؟

(د) اگر مدعی احمد ابراہیم صوفی کے ذمہ دعویٰ مذکورہ کے ثبوت کے لئے علاوہ شہود نکاح کے جو کہ غیر عدول ہیں۔ کسی اور شہود عدول کی مزید ضرورت ہو اور وہ میسر نہ آئیں تو مذکورہ عقد اول اور ثانی دیانۃً اور قضاءً کس قسم کے ہونگے صحیح یا غیر صحیح؟

(ہ) اگر شہود نکاح میں سے ایک مرد عادل یا مستور الحال ہو تو مدعی کے ثبوت دعویٰ اور قضاء قاضی کے لئے اس ایک مرد عادل یا مستور الحال کی شہادت کافی ہوگی یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

نوٹ:۔ واضح ہو کہ یہ دونوں عقد کفو میں ہوئے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) کسی لڑکی کو بھگانا بڑی بے غیرتی اور کمینہ پن ہے۔ سوال میں عقد نکاح کے متعلق محض جان بخشی کا تذکرہ ہے۔ اگر محض لڑکی نے اپنی جان بخشدی اور احمد ابراہیم صوفی نے جواب میں کچھ نہیں کہا بلکہ سکوت اختیار کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اگر با قاعدہ طرفین سے ایجاب وقبول ہوا ہے اگر چہ بجائے لفظ نکاح کے جان بخشی کا لفظ استعمال کیا گیا ہو تو نکاح منعقد اور صحیح ہو گیا[1] مہر کا ذکر صحت نکاح کے لئے ضروری نہیں بغیر ذکر وتسمیہ مہر بھی نکاح صحیح

---

[1] وانما يصح بلفظ تزويج ونكاح لأنهما صريح وما عداهما كناية هو كل لفظ وضع لتمليك عين كاملة كهبة وتمليك وصدقة وعطية وقرض وسلم واستيجار وصلح وصرف وكل ما تملك به الرقاب بشرط او قرينة وفهم الشهود المقصود، الدر المختار كراچی ص ۱۶/ ج ۳/ كتاب النكاح، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۸۳،۸۷/ ج ۴/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ہوجاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے[۱] اور انعقاد نکاح کے لئے گواہوں کا عادل ہونا ضروری نہیں (البتہ اگر مقدمہ عدالت میں پہونچے گا تو قاضی غیر عدول کی شہادت کو رد کردیگا[۲]) اس صورت میں عقد کے صریح اور کنائی ہونے میں کوئی فرق نہیں لہٰذا صریح کو کنائی پر کوئی فوقیت نہیں ہوگی[۳]۔

(ب) عدالت میں دعویٰ ثابت کرنے کے لئے شہود کا عدول ہونا ضروری ہے[۴] غیر عدول کی شہادت کو قاضی قبول نہیں کریگا الّا یہ کہ صحت واقعہ مشہود لہا کا غلبۂ ظن حاصل ہوجائے[۵]۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب النکاح، النهر الفائق ص ۱۷۹ / ج ۲ / کتاب النکاح مطبع دار الکتب العلمية بيروت، فتاوی عالمگيری کوئٹه ص ۲۷۰ / ج ۱ / کتاب النکاح الباب الثانی فيما ينعقدبه النکاح ومالا ينعقدبه.

[۱] ويصح النكاح بلاذكره اجماعاً ومع نفيه لو نفاه بان عقدعلى ان لامهرلهالزم مهر المثل، مجمع الانهر ص ۵۰۹، ۵۰۸ / ج ۱ / كتاب النكاح، باب المهر، مطبع دارالكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص ۱۴۲ / ج ۳ / باب المهر، فتاوى الهنديه كوئٹه ص ۳۰۴ / ج ۱ / الباب السابع فى المهر، الفصل الثانى.

[۲] انعقدبحضور الفاسقين والاعميين والمحدودين فى قذف وان لم يتوبا وابنى العاقدين وان لم يقبل ادائو هم عند القاضى كانعقاده بحضرة العدوين، شامى زكريامع الدر المختار ص ۹۳ / ج ۴ / كتاب النكاح قبيل مطلب فى عطف الخاص على العام، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۹ / ج ۳ / كتاب النكاح، بدائع زكرياص ۵۲۷ / ج ۲ / كتاب النكاح، فصل ومنها العدر وعدالة الشاهدين.

[۳] حوالۂ بالا رقم الحاشیہ ۱ /۔

[۴] وشرط للكل الحرية والإسلام والعدالة (والعدالة) وهى شرط لوجوبه لا لصحته، الملتقى مع درالمنتقىٰ على مجمع الانهر ص ۲۶۱ / ج ۳ / كتاب الشهادات مطبع دارالكتب العلمية بيروت، الدر المختار مع الشامى زكرياص ۱۷۸ / ج ۸ / كتاب الشهادات، هداية ص ۱۵۶ / ج ۳ / كتاب الشهادة، مكتبه تهانوى ديوبند.

[۵] فلو قضى بشهادة فاسق نفذ واثم فتح قال فى جامع الفتاوى واما شهادة الفاسق فان تحرى القاضى الصدق فى شهادة تقبل والا فلافقال وفى الفتاوى القاعدية: هذا اذا غلب على ظنه صدقه وهو مما يحفظ درراول كتاب القضاء، الدرالمختار مع الشامى زكرياص ۱۷۹، ۱۷۸ / ج ۸ / كتاب الشهادات، مجمع الانهر ص ۲۱۲ / ج ۳ / كتاب القضاء، مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

(ج) یہ رشتہ مانع قبول شہادت نہیں[1]۔

(د) اگر عدالت قاضی میں ثبوت نہ ہو اور قاضی کو صحت واقعہ کا شہادت سے غلبہ ظن حاصل نہ ہو تو وہ عقد کو غیر معتبر مانے گا ایسی صورت میں قاضی کو چاہئے کہ ناکح کو کہے کہ تم طلاق دیدو (احتیاط کا تقاضہ یہی ہے) اگر وہ طلاق نہ دے تو قاضی خود نکاح کو فسخ کردے[2]۔

(ہ) صرف ایک مرد عادل یا مستور الحال کی شہادت پر قضاء جائز نہیں[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷ رشوال ۶۷ھ

نکاح کا اقرار کافی نہیں

سوال:- ہندہ اور زید کے درمیان تین چار سال سے محبت کا خط خطوط تھا اور ہندہ

---

[1] وتجوز شهادة الاخ لاخته شهادة الاخ لاخيه واولاده جائزة وكذالاعمام واولادهم والاخوال والخالات والعمات كذا فى فتاوى قاضى خان،فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص ۴۷۰/ ج۳/ كتاب الشهادت،الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لاتقبل،الفصل الثالث، مجمع الانهر ص ۲۷۸/ ج۳/ كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل،الدرالمختارمع الشامى زكريا ج۸/ كتاب الشهادات،بالقبول وعدمه.

[2] فقد شرطاً من شرائط الصحة الى قوله بل يجب على القاضى التفريق بينهما (بل يجب على القاضى) اى ان لم يتفرقا، الدرالمختار مع الشامى زكرياص ۲۷۶، ۲۷۴/ ج۴/ كتاب النكاح باب المهر مطلب فى النكاح الفاسد،النهرالفائق ص ۲۵۲/ ج۲/ باب المهر،مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

[3] وشرط لغير ذالک الى قوله رجلان اورجل وامرأتان مالاً كان او غيرمال كالنكاح والرضاع والطلاق والوكالة والوصية الخ،مجمع الانهرص ۲۶۱/ ج۳/ كتاب الشهادات، مطبع دارالكتب العلمية بيروت،عالمگيرى كوئٹه ص ۴۵۱/ ج۳/ كتاب الشهادات،الباب الاول، هدايةص ۱۵۵، ۱۵۴/ ج۳/ كتاب الشهادة مكتبه تهانوى ديوبند.

نے بعض خطوط میں یہ لکھا تھا کہ میں آپ ہی کو خاوند بناؤں گی اور بعض میں یہ کہ آپ کو شوہر بنانا چاہتی ہوں اور اکثر خطوں میں اس نے زید کو خاوند سے تعبیر کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اظہار کیا ہے کہ آپ اور میرے درمیان نکاح منعقد ہو چکا ہے کیوں کہ اس کو معلوم تھا کہ جو خطوط اس نے زید کے پاس بھیجے تھے ان کو زید نے دو تین بالغ عاقل آدمیوں کے سامنے پڑھ کر اس کو تین بار آدمیوں کے سامنے قبول کر لیا ہے یہ کہہ کر کہ میں اس کو اپنی زوجیت میں قبول کرتا ہوں۔ اب ہندہ کے باپ نے ان تمام باتوں کے علم ہو جانے اور ہندہ کے بہت سے خطوط ہاتھ لگ جانے کے باوجود بھی اس کو دوسری جگہ شادی میں دیدیا اور اس نے بھی خواہ اپنے والدین کے خوف سے یا دنیوی طمع کی خاطر اپنے نکاح کی اذن دیدی اب صورت اولیٰ میں مذہب حنفیہ کے مطابق نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ بر تقدیر اولیٰ نکاح ثانی کیا حکم ہے؟ اور اس جرم کا مرتکب کون اور اس کی کیا سزا مع الادلة الشریفة بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلياً

الفاظ بالا میں آپ ہی کو خاوند بناؤں گی، آپ کو شوہر بنانا چاہتی ہوں، آپ اور میرے درمیان نکاح منعقد ہو چکا ہے، نکاح کے لئے ایجاب نہیں پہلے اور دوسرے الفاظ سے خواہش ظاہر کی ہے، تیسرے الفاظ سے اقرار کیا ہے جو کذب ہے۔ انشاء عقد کے لئے کوئی لفظ نہیں۔ نیز خاوند سے تعبیر کرنا بھی ایجاب کے لئے کافی نہیں۔ اگر ہندہ نے یہ ہی الفاظ لکھے ہیں اور زید نے انہیں کو گواہوں کے سامنے پڑھ کر قبول کیا ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا والدین نے جو ہندہ کی اجازت سے اس کا نکاح کیا ہے وہ صحیح اور معتبر ہے۔ لیکن اگر ہندہ نے کچھ ایسے الفاظ بھی لکھے ہیں جو ایجاب کے لئے کافی ہیں اور زید نے ان کو سنا کر گواہوں کے سامنے قبول کیا ہے تو وہ صحیح اور معتبر ہے اور والدین کا کیا ہوا نکاح معتبر نہیں۔ والبسط فی ردالمحتار[1]

[1] ولا ينعقد بالإقرار على المختار لأن الأقرار اظهار لما هو ثابت وليس بإنشاء ولا بكتابة حاضر بل غائب وصورته أن يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت زوجت نفسي منه الخ. (الدرالمختار على الشامي (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ص ۴۰۹ / ج ۲ / ۔ فقط واللہ سبحانہ تبارک وتعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰ / ۷ / ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۲۲ / شعبان المعظم ۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۳ / شعبان ۵۸ھ

عورت کا قول کہ ''میں فلاں شخص کے ساتھ رہونگی'' نکاح نہیں

سوال: - اگر کوئی عورت صرف دو مردوں کے سامنے کہدے کہ میں ہمیشہ فلاں مرد کے ساتھ رہونگی، اگر وہ مرد موجود نہ ہو، تب اس طرح نکاح ہوا یا نہیں؟ جب کہ دونوں ایک دوسرے سے نکاح پر راضی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کہنے سے خواہش نکاح کا اظہار ہوا، لیکن نکاح منعقد نہیں ہوا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۴ / ۴ / ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

لفظ اجرت سے نکاح

سوال: - مسماۃ ہندہ نے جو عاقلہ بالغہ ثیبہ بیوہ ہے اور عمر اس کی بیس سال سے متجاوز

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ص ۴۷، ۴۳ / ج ۴ / کتاب النکاح) مطلب التزوج بارسال کتاب، مطبع مکتبہ زکریا دیوبند، فتح القدیر ص ۱۹۳، ۱۹۲ / ج ۳ / کتاب النکاح، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۱] وينعقد ملتبساً بايجاب من احدهما وقبول من الاخر لان الشرع يعتبر الايجاب والقبول اركان عقد النكاح الى ان قال وشرط حضور شاهدين اى يشهدان على العقد، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۶۸، ۸۷ / ج ۴ / كتاب النكاح فتاوى عالمگيرى ص ۲۶۷ / ج ۱ / كتاب النكاح الاول، البحر الرائق كوئٹه ص ۸۱، ۸۷ / ج ۳ / كتاب النكاح.

ہے، زید نے ایک مختصر سا کام کیا زید نے بعد انجام دہی ہندہ سے مذاقاً کہا کہ مجھ کو اس کی اجرت چاہئے جو خاص خصوصیت رکھتی ہو اس وقت ہندہ نے بہت خوش ہوکر کہا کہ اس صلہ میں مجھ کو لے لیجئے میں نے اپنے ہی کو آپ کے حوالہ کیا تب زید نے کہا کہ خوب مضبوط ہوکر کہو پھر ہندہ نے اور بھی مستعدی اور مضبوطی سے پرزور الفاظ میں کہا اور زید نے اس قول کو ہندہ سے بار بار کہہ کر تین چار دفعہ کہلوایا اور ہندہ نے ہر بار اقرار کیا اور زید قبول کرتا رہا اور یہ واقعہ تین چار عورتوں اور ایک مرد کے مواجہہ میں ہوا۔ پھر دوسرے دن بھی زید نے اس معاملہ کی دوبارہ تجدید و تصدیق ہندہ سے کی چنانچہ اسی طرح ہندہ اپنی ذات کو زید کے سپرد کرتی رہی اور زید قبول کرتا رہا پھر زید نے کہا کہ اس قول سے پھر تو نہ پلٹو گی ہندہ نے کہا کہ نہیں اور یہ بات ہندہ نے محبت واخلاص سے اور محبت وصداقت سے کہی اس میں کوئی بناوٹ یا مذاق کا پہلو نہ تھا اور حقیقۃً ہندہ نے محبت واخلاص سے واقعی طور پر کہا تھا تب پھر زید نے کہا کہ دیکھو اب تو رجسٹری ہوگئی ہندہ نے اسے بھی تسلیم کرلیا پس ایسی حالت میں زید اور ہندہ کا باہم عقد مناکحت شرعاً منعقد ہوگیا یا نہیں؟ بحوالہ کتب فقہ جواب سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا اور صورت عقد مناکحت ہوجانے کے مہر کیا قرار پاوے گا۔ شوہر کے خاندان کا لیا جاویگا۔ (زید) یا زوجہ یعنی مسماۃ ہندہ کے خاندان کا بینوا توجروا۔

المستفتی محمد خلیل مقیم درگاہ شریف کچھوچھہ ضلع فیض آباد یو، پی۔

تنقیحات

(۱) وہ مختصر سا کام کیا تھا (اس پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟)

(۲) جس وقت ہندہ نے زید سے اس کام کے لئے کہا تھا اس وقت اجرت کا کوئی تذکرہ آیا یا نہیں؟ اگر آیا تو کیا اجرت قرار پائی اگر نہیں تو کیا دونوں کے ذہن میں لینے دینے کا ارادہ تھا یا نہیں؟ یا محض تبرعاً واستحساناً کام کیا اور دل میں کوئی اجرت کی نیت نہ تھی؟ مہر میں اجرت کا ذکر آیا؟

(۳) ہندہ نے بعینہ یہ ہی الفاظ کہے یا کچھ اور؟ اس کے جواب میں زید نے کن الفاظ سے قبول کیا؟

(۴) ہندہ نے یہ الفاظ بنیت نکاح کہے یا کچھ اور؟ اس کو زید نے بنیت نکاح قبول کیا یا کسی اور نیت سے؟

(۵) حاضرین مرد اور عورتوں نے بھی اس کلام کو نکاح سمجھا یا کچھ اور۔؟

اولاً جواب لکھا تھا لیکن تشقیقات کے باعث محل اشکال وتامل تھا اس لئے بعد میں مناسب معلوم ہوا کہ تشقیقات اور اغلاقات کو سائل سے حاصل کرلیا جاوے تاکہ جواب صاف اور بے تردد ہو۔ لہٰذا امور مذکورہ بالا کو حل کردیجئے پھر انشاء اللہ جواب واضح تحریر کردیا جائے گا۔

از دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم

جوابات تنقیح

(۱) وہ کام یہ تھا کہ ہندہ نے زید کو دوسیر کی مٹھائی دی اور کہا کہ اس کو فلاں بزرگ کے نام فاتحہ پڑھ دو اس نے پڑھ دیا تھا پس واقعۃً اجرت لینا مقصود بھی نہ تھا۔

(۲) اس کام کی نہ کوئی اجرت ہوسکتی ہے نہ کوئی تذکرہ تھا نہ ضرورت ہی تھی نہ لینا مقصود تھا دونوں کے ذہن میں اجرت لینے دینے کا بالکل خیال نہ تھا یہ کام تو تبرعاً واحساناً کیا بعد میں محض مذاقاً اجرت کو کہا تھا نہ اجرت ٹھہری تھی نہ ذکر آیا تھا نہ نیت تھی نہ موقع ہی تھا۔ صورت یہ تھی کہ ۸؍رجب کو ملانے فاتحہ دیتے ہیں پیسے روپیہ چراغی کے نام سے لیتے ہیں اسی بناء پر زید نے کہا کہ ہماری چراغی ملنی چاہئے ورنہ اجرت کیسی اور چراغی بھی مقصود نہ تھا نہ زید کا یہ پیشہ ہے۔

(۳) ہندہ نے بعینہ وہی الفاظ کہے تھے (اوراس کا اصل منشاء یہ ہی ہے کہ میں من کل الوجوہ اپنے اوپر زید کو کلی اختیار دیتی ہوں، اس کا لب ولہجہ اور عنوان محبت واخلاص وہی تھا جو لکھا ہے (زید نے کہا کہ ’’میں بسر وچشم قبول کرتا ہوں مگر مضبوط رہنا‘‘ اس نے کہا کہ ’’ہاں

ہاں میں مضبوط ہوں'' اور پھر دوسرے دن رجسٹری والا مضمون پیش آیا اور ہندہ نے بھی تسلیم کیا۔

(۴) ہندہ نے بہ نیت نکاح یہ الفاظ نہیں کہے مگر زید نے بہ نیت نکاح ہی قبول کیا اور خیال کیا علماء سے دریافت کرکے جیسا ہوگا کیا جائے گا۔

(۵) حاضرین میں چند عورتیں تھیں ایک مرد بھی تھا اس کلام کو نکاح نہیں سمجھا مگر مذاقاً یہ طنز لگایا مگر نکاح نہ سمجھا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جن الفاظ سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے وہ دو قسم پر ہیں۔ اول صریح۔ دوم کنایہ ''اس صلہ واجرت میں آپ مجھ کو لے لیجئے'' کنایات نکاح میں سے ہے۔ صریح نہیں اور کسی کام کی اجرت میں نکاح کردینا یعنی عورت کو اجرت قرار دینا شرعاً درست ہوتا ہے گو اس کی صحت کے لئے چند شرطیں ہیں۔

اول:۔ ادائے الفاظ کے وقت نکاح کی نیت ہو (ہندہ نے بہ نیت نکاح یہ الفاظ نہیں کہے)

دوم:۔ حاضرین اور گواہوں نے اس کو نکاح سمجھا ہو (یہاں ایسا نہیں ہوا)

سوم:۔ کوئی قرینہ بھی ارادۂ نکاح پر ہو (اس صورت میں یہ بھی نہیں)

چہارم:۔ باقاعدہ اجارہ کیا گیا ہو اور عورت کو ایسے کام کی اجرت قرار دیا گیا ہو کہ اس پر اجرت لینا شرعاً جائز ہو (صورت مسئولہ میں یہ بھی مفقود ہے)

پس یہ نکاح شرعی نکاح نہیں ہوا بلکہ لغو اور بیکار ہے اس پر کوئی شرعی حکم مرتب نہ ہوگا۔

وانما یصح بلفظ تزویج ونکاح لانهما صریح وماعداهما کنایة وهو کل لفظ وضع لتملیک عین کاملةفلایصح بالشرکة فی الحال خرج الوصیة غیر المقیدة بالحال کهبة وتملیک وصدقة وعطیة وقرض وسلم واستیجار وصلح وصرف وکل ماتملک به الرقاب بشرط نیة او قرینة. وفهم الشهود المقصود، درمختار[1] قوله

[1] الدر المختار کراچی ص ۱۶، ۱۸ / ج ۳ / کتاب النکاح، الدر المختار (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر کیجئے)

وسلم واستیجار هٰذا اذا جعلت المرأة راس مال السلم اوجعلت اجرة فینعقد اجماعاً وقال تحت قوله بشرط نیة اوقرینة بعد بسط الکلام وملخصه انه لابد فی کنایات النکاح من النیةمع قرینته اوتصدیق القابل للموجب وفهم الشهود المراد أواعلامهم به درمختار[1] ص ۱۵۴،۱۶۴ / ج ۲ / شرط کا معدوم ہونا جواب تنقیح سے واضح ہوا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۸/۵۷ھ

اس سوال کے تنقیح مع جواب تنقیح نقل ہیں۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۹/ شعبان ۵۷ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مع الشامی زکریاص ۸۳، ۸۷/فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰/ ج ۱/ کتاب النکاح،الباب الثانی فیما ینعقدبه النکاح ومالا ینعقدبه،النهر الفائق ص ۱۷۹/ج ۲/کتاب النکاح،مطبع دارالکتب العلمیة بیروت.

[1] شامی کراچی ص ۱۷،۱۶/ ج ۳/ کتاب النکاح،مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج ۱/کتاب النکاح مطبع دارالکتب العلمیة بیروت،حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص ۹۸/ج ۲/کتاب النکاح مطبع مکتبه امدادیه ملتان.

فصل ششم: تحریر اور ٹیلیفون سے نکاح

نکاح بذریعۂ خط

سوال:-دلہا افریقہ میں اور دلہن ہندوستان میں اور نکاح پڑھانا ہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ خلاصہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دلہن یا اس کا ولی دلہا یا اس کے ولی کو بذریعہ خط اجازت دیدے اور اس خط کے پہنچنے پر دلہا یا اس کا ولی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرالے مثلاً دلہن نے لکھا کہ میں تم کو وکیل بناتی ہوں تم میرا نکاح اپنے سے کرلو اس پر دو گواہوں کے سامنے کہے کہ فلانۃ بنت فلاں نے مجھے اپنی طرف سے اپنے نکاح کا وکیل بنایا ہے میں نے اس سے اپنا نکاح کرلیا۔ یا دلہن کے ولی (باپ) نے دلہا کے ولی (باپ) کو لکھا کہ میں تم کو وکیل بناتا ہوں کہ میری فلاں لڑکی کا نکاح تم اپنے لڑکے سے کرلو۔ اس پر وہ گواہوں کے سامنے کہہ دے کہ میں نے فلاں کی لڑکی فلاں کا نکاح اپنے لڑکے فلاں سے کردیا بس نکاح ہوجائے گا[1] ایک ہی شخص کا کہنا ایجاب وقبول دونوں کے قائم مقام ہوجائے گا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] إمرأة وكلت رجلاً ليزوجها من نفسه فقال الوكيل بحضرة الشهود تزوجت فلانة لايجوز النكاح مالم يذكر اسمها واسم ابيها وجدها لانها غائبة والغائبة تعرف بالتسمية الهندية ص ۲۶۸ / ج ۱ / كتاب النكاح، الباب الاول مطبوعه دار الكتاب ديوبند، شامی زكريا ص ۷۳ / ج ۴ / مطلب بالتزوج بارسال كتاب، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۳۶ / ج ۳ / باب الاولياء والاكفاء فصل فى الوكالة شامی نعمانية ص ۲۶۷ / ج ۲ / كتاب النكاح.

[2] اجمع اصحابنا ان الواحد يصلح وكيلا فى النكاح من الجانبين (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پرملاحظہ کیجئے)

خط کے ذریعہ نکاح

سوال:- فاطمہ نے لکھنؤ سے رفیق مقیم کلکتہ کے پاس رجسٹری خط بذریعہ ڈاکخانہ بھیجا جس میں تحریر کیا کہ بھائی رفیق صاحب میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں اس لئے میں نے اپنے کو آپ کی زوجیت میں دے دیا امید ہے کہ آپ قبول فرمائیں گے پھر دستخط کر دیا۔ جب رفیق کے پاس یہ خط پہونچا تو دس پانچ روز اپنے پاس خط ڈالے رہے پھر دو آدمیوں کو گواہی کے لئے بلایا کہ میری حقیقی پھوپھی زاد بہن مسماۃ فاطمہ بنت حبیب خاں نے لکھنؤ سے میرے پاس بذریعہ ڈاک نکاح کے لئے رجسٹری خط بھیجا ہے جس کا مضمون یہ ہے، اس کے بعد فاطمہ کا ایجاب نامہ پڑھ کر سنایا گیا اور وہ خط بھی گواہوں کو دکھایا پھر کہا کہ آپ لوگ گواہ رہیں میں نے فاطمہ کی بات منظور کر لی اور اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس کا نکاح اپنے سے کرلیا اب کیا اس صورت میں نکاح ہوگیا یا نہیں؟ اس مسئلہ کے بارے میں دارالعلوم دیوبند سے کل فتویٰ نمبر ۴۸۸ آیا ہے اس کی نقل یہ ہے۔ مذکورہ صورت میں جب کہ رفیق نے دو گواہوں کے سامنے فاطمہ کا خط سنا کر اور ان کے سامنے ہی اس نکاح کو قبول کرلیا اور فاطمہ کی طرف سے خود وکیل بن کر ایجاب کیا اور پھر بحیثیت زوج قبول نکاح کیا اور اس ایجاب وقبول پر دو گواہ بنا لئے تو یہ نکاح صحیح ہوگا۔ اس فتوے میں فاطمہ کی طرف سے خود وکیل بن کر ایجاب کی قید لگی ہوئی ہے۔ درمختار ص ۳۶۴/ ج ۲/ میں ہے۔ اور مولانا احمد علی سعید صاحب نائب مفتی دارالعلوم دیوبند کی تالیف کردہ کتاب ''عورت اور اسلام'' ص ۴۲ بعنوان ''خط کے ذریعہ نکاح'' بنقلِ عبارت فتح القدیر جو تحریر ہے اس میں اس وکالت کی قید مذکور نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ کا فیصلہ از خود مشکل ہوگیا۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) الی قوله ووكيلا من جانب اصيلا من جانب الخ، عالمگیری ص ۲۹۹/ ج ۱/الباب السادس فی الوکالة بالنکاح مطبوعه دارالکتاب دیوبند،البحر الرائق کوئٹه ص ۱۴۰/ ج۳/باب الاولياء فصل فی الوكالة.

اب سوال یہ ہے کہ رفیق کو تو یہ کچھ معلوم تھا نہیں کہ خط سنانے کے ساتھ ہی فاطمہ کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب کرنا پھر بحیثیت زوج قبول کرنا ضروری ہے یا نہیں اس نے خالی الذہن کے ساتھ وکیل ہونے یا نہ ہونے کی نیت کئے بغیر عورت کے ایجاب نامہ کو سنا کر بحیثیت زوج قبول کرلیا اس پر دو گواہ بنالئے۔ تو اب کیا یہ نکاح صحیح ہوگیا یا نہیں؟ اگر نکاح صحیح ہوگیا تو فبہا، اگر صحیح نہیں ہوا تو ایسے نکاح کے بعد جو رفیق نے اپنی منکوحہ سے وطی کی ہے پھر اس فاطمہ کو طلاقِ مغلظہ دی ہے اس کا کیا ہوگا؟ کیا اس نکاح و وطی وطلاقِ مغلظہ کو کالعدم قرار دیا جائے اور رفیق بلا عدت گذارے اور بلا حلالہ کے دوبارہ فاطمہ سے نکاح کرسکتا ہے یا فاطمہ عدت طلاق گذار کر اور پھر رفیق یا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے؟ صحیح نکاح نہ ہونے کی صورت میں رفیق اگر دوبارہ فاطمہ سے نکاح کرنا چاہے تو حلالہ کی ضرورت تو نہیں پڑے گی، کیونکہ اس نے وطی کے بعد تین طلاق دی ہے اب حضرت والا سے گذارش ہے کہ جواب تشفی بخش طور پر فی الفور براہِ راست عطا فرمائیں تا کہ دس روز تک مل جائے۔ بڑی ہی عنایت ہوگی۔ اس سے قبل قریب ہی میں ایک خط حضرت والا کی خدمت میں برائے دعا ارسال کر چکا ہوں امید کے فراموش نہ فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں وکالت کے علاوہ دوسری صورت بھی ہوسکتی ہے اور اس سے بھی نکاح درست ہوسکتا ہے۔ **ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب وصورته ان یکتب الیها. یخطبها فاذا بلغها الکتاب احضرت الشهود وقرأته علیهم وقالت زوجت نفسی منه اوتقول ان فلاناً کتب الی یخطبنی فاشهدوا انی زوجت نفسی منه اما لولم تقل. بحضرتهم سوی زوجت نفسی من فلان لاینعقد لان سماع الشطرین شرط صحة النکاح قدسمعوا الشطرین بخلاف ما اذا انتفیا** شامی[1] ص۳۶۴ / ج۲ / اس

[1] شامی کراچی ص ۱۲ / ج۳ / شامی نعمانیه ص ۲۶۵ / ج ۲ / کتاب النکاح، مطلب التزوج بإرسال الکتاب فتح القدیر ص ۱۹۷ / ج۳ / کتاب النکاح، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

لئے رفیق نے فاطمہ کو جو تین طلاق دی ہیں وہ معتبر ہوں گی اور بغیر حلالہ کے فاطمہ کے ساتھ رفیق کا نکاح دوبارہ جائز نہیں ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۸/۶ھ

نکاح بذریعہ تحریر

سوال:- ایک نابالغ لڑکی نے جو برادری کے اعتبار سے انصاری ہے اس نے بنا کسی جبر و دباؤ اور لالچ کے بخوشی ایک بالغ شادی شدہ لڑکے صدیقی کے پاس یہ تحریر بھیجی کہ میں فلاں بنت فلاں نے اپنا نفس فلاں بن فلاں کے نکاح میں اتنے مہر پر دیدیا۔ لڑکے نے لڑکی کی اس تحریر کو دو گواہوں کے سامنے پڑھ کر سنائی اور کہا کہ یہ تحریر فلاں بنت فلاں نے اپنے نکاح کے لئے میرے پاس بھیجی ہے اور ان گواہوں کے روبرو لڑکے نے لڑکی کو اپنے نکاح میں قبول کرلیا۔ کیا یہ نکاح صحیح درست ہوگیا؟ بعد نکاح وہمبستری کے لڑکی اپنے عزیز و اقارب کے دباؤ یا خوف دلانے یا کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر شوہر کی طرف سے بدظن ہو کر اپنی تحریر سے انکار کردے یا یہ کہدے کہ یہ تحریر مجھ سے دھوکہ دیکر لکھائی ہے اور شوہر کو اپنا بھائی کہدے تو کیا ایسی صورت میں نکاح میں کوئی فرق آئے گا؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مطبوعہ دار الفکر بیروت، مجمع الانھر ص ۴۷۲/ ج ۱/ کتاب النکاح، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، بدائع کراچی ص ۲۳۳/ ج ۲/ کتاب النکاح، فصل واما شرائط الرکن.

[۱] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۷۳/ ج ۱/ کتاب الطلاق فصل فیما تحل به المطلقة، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۰۹، ۴۱۰/ ج ۳/ باب الرجعة مطلب فی العقد علی المبانة، تاتارخانیه کراچی ص ۲۰۳/ ج ۳/ الفصل الثالث والعشرون فی مسائل المتعلقة بنکاح المحلل.

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً یہ نکاح صحیح ہوگیا[۱] نکاح اور ہمبستری کے بعد لڑکی کا اپنی تحریر سے انکار شرعاً معتبر نہیں[۲] شوہر کو بھائی کہنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/۸۵ھ

نکاح بشکل معمہ

سوال:- مسمٰی زید کی سوتیلی ماں مع اپنے لڑکوں اورلڑکیوں کے علیحدہ مکان میں رہتی ہے اوران کے تعلقات مسمٰی بکر کے گھرانے سے خوشگوار تھے اور بکر کا لڑکا جس کے دوستانہ مراسم زید کے سبب سے سوتیلے بھائی سے تھے اور کچھ دنوں تک اس کو ٹیوشن بھی پڑھایا تھا جس کی وجہ سے کثرت سے آمد و رفت رہتی تھی اوراسی سبب سے دونوں گھرانوں میں پردہ کا بھی اہتمام نہ تھا۔ چند ماہ قبل مسمٰی بکر کا لڑکا جب ٹیوشن پڑھا چکا تو اس نے یہ چال چلی کہ معمہ

---

[۱] ولا بكتابة حاضر بل غائب بشرط إعلام الشهود بما في الكتاب مالم يكن بلفظ الأمر فيتولى الطرفين فتح، الدرالمختار کراچی ص ۱۲/ ج۳/ ونعمانية ص ۲۶۵/ ج۲/ کتاب النکاح، مطلب التزوج بإرسال الكتاب،عالمگیری کوئٹہ ص ۲۶۹/ ج ۱/ کتاب النکاح،الباب الاول فی تفسیرہ،تاتارخانیہ کراچی ص ۵۴/ ج۳/ کتاب النکاح،الفصل الرابع عشر فی النکاح بالکتاب.

[۲] جحود جميع العقود ماعدا النكاح فسخ واما النكاح فلايقبل الفسخ اصلا،الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۴۵۲/ ج۵/ کتاب القضاء،باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ،شامی زکریا ص۱۵۷/ ج۸/.

[۳] وظهارها منه لغوفلاحرمة عليها وفي الشامية اذا قالت انت على كظهر امي اوانا عليك كظهر امك فهو لغولان التحريم ليس اليها ،الدالختار مع الشامی زکریا ص۱۲۷/ ج۵/ باب الظهار،مطلب مايسوغ فيه الاجتهاد ، عالمگیر ی کوئٹہ ص۵۰۷/ ج ۱/الباب التاسع فی الظهار،خاضیخان على الهندية كوئٹہ ص ۵۴۳/ ج ۱/باب الظهار،روح المعانی ص ۱۵/ ج۵ ۱/ الجزء الثامن والعشرون سورة المجادلة تحت آیت ۳/مطبوعہ دارالفکر بیروت.

حل کرانے کے بہانے سے ان کے گھر آ کر یہ معمہ لڑکی سے حل کرانے لگا، جس میں یہ تحریر تھی۔ ’’میں جاوید سے ...... کررہی ہوں اور یہ .... میری مرضی سے ہو رہا ہے، اس پر کسی کی ذمہ داری نہیں ہے‘‘

لڑکی نے کہا تم ہی حل کرلو۔ مگر اس نے سمجھایا کہ یہ تو معمہ ہے اس کو حل کرنے میں کیا حرج ہے۔ جو الفاظ ان دو جگہوں پر فٹ ہوں وہ ان میں لکھنا ہے۔ بہرحال کافی غور کرنے کے بعد لڑکے نے ’’نکاح‘‘ خالی جگہوں پر لکھوالیا اور اس کو بناء بنا کر جعلی وفرضی دستخط وکیل و گواہ بنا کر نکاح نامہ واقرار نامہ مرتب کرالیا۔ جب اس کا علم زید کو ہوا تو زید نے ہمشیرہ سے دریافت کیا کہ واقعہ کیا ہے۔ پرچہ لکھ کر دینے اور معمہ وغیرہ کا لڑکی نے اقرار کرلیا اور کہا کہ نہ تو میں نے نکاح کیا ہے اور نہ میرے وہم وگمان میں تھا اور نہ میں کسی قاضی کے پاس گئی اور نہ ہی وکیل سے کچھ کہا اور نہ کوئی گواہ آیا اور نہ تو میں نے کاغذ پر دستخط کئے اور میں حلفیہ کہتی ہوں کہ پرچہ لکھتے وقت میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ اب اس صورت پر کیا پابندی عائد ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس جعل سازی سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوا۔ نکاح کے لئے گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ضروری ہے۔ یہاں تحریر لکھتے اور دستخط کرتے وقت کوئی گواہ سامنے موجود نہیں تھا۔ اگر گواہ سامنے موجود ہوتے اور برضا ورغبت لڑکی تحریر لکھتی جس سے واقعۃً نکاح کرنا مقصود ہوتا اور لڑکا بھی اس پر دستخط کردیتا اور گواہ بھی دستخط کردیتے مگر زبان سے ایجاب وقبول کے الفاظ ادا نہ کئے جاتے اور سب کارروائی تحریری ہوتی اور اس مجلس میں لڑکا لڑکی گواہ سب موجود ہوتے تب بھی اس تحریر سے شرعاً نکاح منعقد نہ ہوتا ہے۔ ردالمحتار[1] میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

---

[1] ولابكتابة حاضر بل غائب بشرط اعلام الشهود الدر المختار (قوله ولابكتابة حاضر) فلو كتب تزوجتک فكتبت قبلت لم ينعقد بحر (قوله بل غائب) الظاهر أن المراد به الغائب عن المجلس وإن كان حاضراً فى البلد وصورته، أن يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت زوجت نفسى منه أوتقول (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

تحریر غائب کے حق میں چند شرائط کے ساتھ معتبر ہوتی ہے۔ حاضر کے حق میں تحریر سے نکاح نہیں ہوتا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۸/۹۳ھ

ٹیلیفون کے ذریعہ سے نکاح

سوال: -ایک شخص امریکہ میں تعلیم پا رہا ہے وہ شادی کرنا چاہتا ہے ہندوستان آنے کیلئے بہت روپیہ اور وقت خرچ ہوگا اس لئے وہ چاہتا ہے کہ بذریعہ ٹیلیفون یا دوسرے ذریعہ سے نکاح کرے تو امریکہ میں چند معتبر لوگوں کے سامنے بذریعہ ٹیلیفون قبول کرسکتا ہے۔ کیا اس طرح نکاح درست ہوگا؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص امریکہ میں ہے وہاں بذریعہ ٹیلیفون یا دیگر ذرائع (خط تار وغیرہ) سے کسی کو ہندوستان میں اپنا وکیل بنادے کہ وہ اس کی طرف سے فلاں لڑکی کے نکاح کو قبول کرلے۔ پھر یہاں مجلس نکاح منعقد کی جائے اور قاضی صاحب یا لڑکی کے والد وغیرہ جو بھی نکاح پڑھائیں وہ کہیں کہ میں نے فلاں لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے جو کہ امریکہ میں ہے کیا اور وکیل کہے کہ میں نے اس لڑکی کو فلاں کے نکاح میں قبول کیا۔ پس اس سے نکاح منعقد ہوجائے گا اور صحیح ہوجائیگا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۰/۳/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) إن فلاناً كتب إلى يخطبني فاشهدوا انى زوجت نفسي منه. الدرمع الرد كراچی ص ۱۲/ ج۳/ كتاب النكاح مطلب التزوج بارسال الكتاب، بحر كوئٹه ص ۸۳/ ج۳/ كتاب النكاح، مجمع الانهر ص ۴۶۸/ ج ۱/ كتاب النكاح، طبع داراكتب العلميه بيروت.

[1] إمرأة وكلت رجلاً ليزوجها من نفسه فقال الوكيل بحضرة الشهود تزوجت فلانة ولم يعرف الشهود فلانة لايجوز النكاح مالم يذكر اسمها اواسم ابيها الخ الهندية ص ۲۶۸ ج ۱ كتاب النكاح شامى نعمانية ص ۲۶۷/ ج ۲ كتاب النكاح، كتاب التزوج بارسال كتاب البحر الرائق كوئٹه ص ۸۸، ۸۹/ ج۳/ كتاب النكاح.

فصل ھفتم: نکاح شغار کے احکام

نکاح شغار

سوال:- بختاور نامی ایک بیوہ عورت سے اُبّن نامی ایک شخص نے اس شرط پر نکاح کیا کہ بختاور کے لڑکے نابالغ مسمّٰی نور محمد کو کوئی بازو لگادیا جائے گا چنانچہ اُبّن نے اس شرط کو منظور کر کے اپنی بھانجی مسماۃ واجدل نابالغہ کے والد مسمیٰ ولی محمد سے کہہ کر نور محمد کا نکاح واجدل نابالغہ سے بولایت والدش ولی محمد پڑھوادیا اور اپنا نکاح بختاور مذکورہ سے پڑھوالیا۔ ہر دو نکاحوں کے وقت مجمع کثیر معتبر اشخاص کا موجود تھا اس واقعہ کو عرصہ پندرہ سولہ سال کے گذر چکا ہے بختاور تا حال اُبّن کے گھر آباد ہے داشت ریکارڈ کے لئے ریاست ہٰذا میں اس وقت رجسٹر نکاحات میں نکاح کا اندراج ضروری ہے لیکن قاضی نکاح خواں نے ان ہر دو نکاحوں کے اندراج نکرائے عرصہ ۱۵/۱۶/ر کے بعد جب کہ نور محمد اور مسماۃ واجدل عرصہ ۳/ر سال سے بالغ ہیں نور محمد نے اپنی منکوحہ کو اس کے ورثاء سے طلب کیا برائے شادی، تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے کسی لڑکے کے لئے کوئی دوسری لڑکی دوگے تو ہم واجدل کی شادی تمہارے ساتھ کردیں گے ورنہ نہیں سابقہ نکاح سے جو مسماۃ واجدل کے والد ولی محمد نے ابن کے عوض نور محمد سے کردیا تھا ولی محمد والد لڑکی اور اس کے دیگر رشتہ داران منحرف ہوگئے اور انکار کردیا کہ ہم نے کوئی نکاح نہ کیا تھا اور نور محمد مذکورہ کی طرف سے دوسری لڑکی کے نہ ملنے پر انھوں نے واجدل لڑکی کا دوسرا نکاح کسی دوسری جگہ پر کردیا ہے۔ سابقہ ہر دو نکاح کے گواہ چشم دید تیس و چالیس معتبر و حلفیہ موجود ہیں۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہے عدالت کاغذ نکاح کا طلب کرتی ہے قاضی نکاح خواں فوت ہو چکا اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ۔

(۱) مسماۃ واجدل کا پہلا نکاح جو اس کے لڑکے نے بختاور کے لڑکے نور محمد کے ساتھ

اس وقت کیا تھا جب کہ ہر دو نابالغ تھے اور جس کے ثبوت میں تیس چالیس گواہ معتبر حلفیہ بیان دینے والے اور معمر موجود ہیں جائز ہے یا اندراج رجسٹر نہ ہونے کے باعث ناجائز ہے؟

(۲) مسماۃ واجدل کا دوسرا نکاح جواب اس کے رشتہ داروں اور والد نے دوسری جگہ پر کردیا ہے حلال ہے، یا حرام؟ اور اس نکاح سے جو اولاد پیدا ہوگی اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

(۳) دوسرے نکاح کا پڑھنے والا اور ہر دو گواہان جو نکاح میں موجود تھے آیا بروئے شرع شریف قابل تعزیر ہیں اس مقدمہ کی پیشی مورخہ ۱۰؍فروری ۱۹۴۲ء ہے اور یہ فتویٰ عدالت میں ۱۰؍تاریخ کو پیش کرنا ہے۔ مفصل بالتشریح مع حوالہ کتب وحدیث وفقہ اور صاف خوشخط ہوتا کہ پڑھنے میں دقت نہ ہو اسلئے کہ اسلامی معاملہ ہے۔ اسلامی ریاست کا مقدمہ ہے عقبیٰ میں باعث تکلیف نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلياً

(۱) مسماۃ واجدل کا پہلا نکاح نور محمد کے ساتھ شرعاً صحیح ومعتبر ہوگیا رجسٹر میں اندراج شرعاً ضروری نہیں جو لوگ مجلس نکاح میں موجود تھے ان کی گواہی کافی ہے۔

تنبیہ:- عوض میں نکاح کرنے کا مطلب اگر یہ ہے کہ اس نکاح میں مہر مقرر نہیں ہوا بلکہ بجائے مہر کے یہ نکاح کردیا گیا تو یہ شرط شرعاً ناجائز ہے لیکن ایسی شرط سے نکاح ناجائز نہیں ہوتا بلکہ یہ شرط غیر معتبر ہوتی ہے اور نکاح درست ہوجاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے۔

وينعقد أي النكاح متلبساً بايجاب من أحدهما وقبول من الآخر وضعا للمضى كزوجت نفسي أو بنتي أومؤكلتي منك ويقول الآخر تزوجت درمختار[۱] ص ۴۰۶؍

---

[۱] الدرالمختار كراچی ص ۹؍ج ۹؍ كتاب النكاح،مطبوعه زكرياص ۶۹؍ج ۴؍ مطلب كثيراً مايتساهل فى اطلاق المستحب على السنة،سكب الانهرعلى هامش مجمع الانهرص ۴۶۷، ۴۶۸؍كتاب النكاح،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،هدايه ص ۳۰۵؍ج ۲؍ كتاب النكاح، مطبوعه ياسرنديم.

ج ۲/وللولی أنکاح الصغیر والصغیرۃ جبراً ولزم النکاح اھ درمختار[1] ص ۴۶۹/ ج ۲/ ووجب مھر المثل فی الشغار ھوأن یزوجه بنته علی أن یزوجهٔ الأخر بنته أو أخته مثلاً معاوضةً بالعقدین وھو منھی عنه لخلوہ عن المھر فأوجبنا منه مھر المثل فلم یبق شغاراً اھ درمختار[2] ص ۵۱۴/ ج ۲/.

(۲) مسماۃ واجدل کا جو دوسرا نکاح ہوا ہے وہ شرعاً بالکل ناجائز وحرام ہے جس سے دوبارہ نکاح ہوا ہے زنا کے حکم میں ہے اس سے جو اولاد پیدا ہوگی اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہوگا۔ لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ وکذلک المعتدۃ، کذا فی السراج الوھاج اھ عالمگیری[3] ص ۲۸۰/ ج ۱/(أما نکاح منکوحة الغیر ومعتدتهٔ) والدخول فیه لایوجب العدۃ ان علم أنھا للغیر لأنه لم یقل أحدٌ بجوازہ فلم ینعقد أصلاً ولھذا یجب الحد مع العلم بالفرقة لکونه زنا کما فی القنیة وغیرھا اھ شامی[4] ص ۲۳۸/ ج ۲/.

---

[1] درمختار علی الشامی زکریا ص ۱۷۰/ ج ۴/کتاب النکاح، باب الولی، قبیل مطلب مھم، ھل للعصبة، تزویج الصغیر الخ، سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص ۴۹۴/ ج ۱/کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۱۸/ ج ۳/باب الاولیاء والاکفاء.

[2] درمختار ص ۳۳۲/ ج ۲/مطبوعه نعمانیه، شامی زکریا ص ۲۳۷، ۲۳۸/ ج ۴/باب المھر، مطلب نکاح الشغار، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۵۶/ ج ۳/باب المھر، مجمع الانھر ص ۵۱۲/ ج ۱/باب المھر، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[3] عالمگیری مطبوعه دیوبند ص ۲۸۰/ ج ۱/الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس، المحرمات یتعلق بھاحق الغیر، تاتارخانیه ص ۲/ ج ۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ مطبوعه ادارۃ القرآن کراچی، خانیه علی الھندیه ص ۳۶۶/ ج ۱/باب فی المحرمات، مطبوعه دارالکتاب دیوبند.

[4] شامی نعمانیه ص ۳۰۲/ ج ۲/باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل، مطبوعه زکریا ص ۱۹۷/ ج ۵/ایضاًشامی زکریاص ۲۷۴/ ج ۴/مطلب فی النکاح الفاسد.

(۳) مسماۃ واجدل اوراس کا والداور جس سے دوسرا نکاح ہوا وہ اور نکاح خواں نیز جملہ شرکاء مجلس اور جولوگ اس نکاح سے خوش تھے یا باوجود قدرت کے اس کو نہیں روکا سب گنہگار ہوئے سب کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور جس شخص کو پہلے نکاح کا علم نہیں بلکہ ناواقفیت کی وجہ سے اس دوسرے نکاح میں شریک ہوا وہ اس درجہ قابل ملامت نہیں توبہ اس کو بھی چاہئے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۱/۱/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف ۲۵/۱/ ۶۱ھ

ہمشیرہ داماد کے نکاح کی شرط پر لڑکی کا نکاح

سوال: -ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہے اس طریق پر کہ جس سے نکاح اپنی لڑکی کا کرتا ہے اس کی حقیقی ہمشیرہ سے خود نکاح کرنا چاہتا ہے لڑکا مسمیٰ عبداللہ اور لڑکی ہمشیرہ پرور دونوں کے والدہ ایک اور باپ دو ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

میاں جی نور الحسن امام مسجد بہاری گڑھ سہارنپور ۸/ ذی قعدہ ۵۲ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی اور مانع شرعی نہ ہو تو اس نکاح میں شرعاً کوئی قباحت نہیں بلا شبہ جائز ہے لقولہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذٰلکم[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/ ذیقعدہ ۵۲ھ

---

[1] سورۃالنساء پارہ ۵ / آیت ۲۴ /

ترجمہ: اور حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے وہ عورتیں جوان کے علاوہ ہیں۔

آنٹہ سانٹہ کا نکاح

سوال:- زید نے اپنی بہن کی شادی بکر کے ساتھ کردی اور بکر نے اپنی لڑکی کی شادی زید کے ساتھ کردی۔ بکر کی یہ لڑکی پہلی عورت کی ہے تو کیا اس طرح شادی ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہوسکتی ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

آنٹہ سانٹہ میں نااتفاقی ہوگئی

سوال:- دو نکاح ہوئے آنٹہ سانٹہ میں جس میں چند سال بعد آپس میں نااتفاقی ہوگئی اور انھوں نے اس کی لڑکی چھوڑ دی اور دوسرے نے بھی اس کی لڑکی کو چھوڑ دیا۔ ایک لڑکی دوبارہ راضی ہوکر اپنے خاوند کے پاس چلی گئی اور دوسری کی دوسری جگہ پر شادی کردی۔ اس لڑکی کے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اب اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس لڑکی کے شوہر کا انتقال ہوگیا اس کی عدت چار مہینہ دس روز گذر گئے تو اس کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے[2] جو لڑکی پھر اپنے شوہر کے پاس چلی گئی اس نے بھی ٹھیک کیا۔ یہ حکم

---

[1] وکذایجب مهر المثل فی الشغار وهو ان یزوجه بنته علی ان یزوجه بنته واخته معاوضة بالعقدین بقی حکمه فی حق صحة العقد الخ ، مجمع الانهر ص ۵۱۲ /ج ۱ /باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، در مختار علی الشامی ص ۲۳۸ /ج ۴ /باب المهر، مطلب نکاح الشغار، مطبوعه زکریا دیوبند البحر الرائق ص ۱۵۶ /ج ۳ /باب المهر، مطبوعه کوئٹه.

[2] عدة الحرة فی الوفاة اربعة اشهر و عشرة ایام ، عالمگیری ص ۵۲۹ /ج ۱ /کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة ، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، هدایه ص ۴۲۳ /ج ۲ /باب العدة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند ویجوز لصاحب العدة ان یتزوجها، هذا اذا لم یکن هناک مانع آخر سوی العدة، عالمگیری دار الکتاب ص ۲۸۰ /ج ۱ /الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر.

اس وقت ہے کہ دونوں شوہروں نے اپنی اپنی بیوی کو طلاق نہ دی ہو۔ اگر طلاق دیدی ہو اور عدت بھی گذر گئی تو پہلے شوہر کے پاس جانے کا حق نہیں رہا[۱] اور جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اگر اس کو بھی طلاق دیدی تھی اور اس کی عدت طلاق گذر چکی تھی تو پھر انتقال شوہر کے بعد کوئی عدت وفات لازم نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ مدرسہ دار العلوم دیوبند

---

۱ وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها، عالمگيرى ديوبند ص ۴۷۳/ ج ۱/ كتاب الطلاق، الباب السادس فى الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، هدايه ص ۳۹۹/ ج ۲/ باب الرجعة، فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، النهر الفائق ص ۴۲۱/ ج ۲/ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

۲ اما اذا كانت منقضية لم تكن زوجته فلايجب عليها بموته شيء الخ، شامى ص ۵۱۳/ ج ۳/ باب العدة، مطلب فى عدة الموت، مطبوعه دار الفكر بيروت.

فصل ہشتم: زبردستی نکاح کرانا

نکاح مکرہ

سوال: میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میرے فرزند غلام رسول کا مسماۃ نورانی کے ساتھ ناجائز تعلق مشہور تھا مسماۃ نوارنی کے سسر اور خاوند سدا نے مشورہ کیا کہ ایک رات نورانی کو میرے گھر روانہ کر دیا جائے میں اس وقت موجود نہ تھا جب نورانی میرے فرزند کے پاس آ کر بیٹھی تو فوراً محمد نور مسماۃ نورانی کا سسر بھی پہنچ گیا محمد نور نے آ کر غلام رسول اور نورانی دونوں کو پکڑا اور شور وغل مچایا۔ میرا فرزند تو بھاگ گیا نورانی کو لے کر وہ گھر چلے گئے لوگ بھی سن کر جمع ہو گئے چرچا ہو گیا صبح سویرے محمد نور اور اس کی برادری کے تمام لوگ ہتھیار ڈنڈے لیکر میرے گھر پر حملہ کر دیئے اور ہم کو آ کر پکڑ لیا اور شہر کا نمبردار بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا تمام دن ہم کو قید رکھا اور برا بھلا کہتے رہے اور کہا یا فرزند ہمارے حوالہ کرو چاہے ہم اس کو قتل کریں یا جو ہماری مرضی ہو۔ فرزند صاحب تو ڈر کے مارے بھاگ گئے۔ پھر انھوں نے کہا یا اپنی دختر کا محمد نور کے پوتے محمد اسلام سے نکاح کر دو یا تمہاری عورت اور دختر کو ہم جبریہ اٹھاتے ہیں اور تم اگر مقابلہ کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے نمبردار نے تو ہم کو مارا بھی ہے۔ میں اکیلا تھا گھبرایا تب ہم نے ڈر اور پیٹ کی وجہ سے کچھ سوچے بغیر اپنی دختر معصومہ کا جس کی عمر تقریباً چار سال ہے نکاح کر دیا اور میرے گواہ موجود ہیں اور یہ بات تمام لوگوں کو معلوم ہو چکی ہے۔

بیان گواہ حسین بخش:۔

میں مسجد میں اور بقبلہ رو بیٹھ کر کلمہ اشھد کہہ کر حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اللہ بخش کے گھر پر محمد نور وغیرہ تمام برادری بمع ہتھیار حملہ کر کے اللہ بخش کو پکڑ لیا اور تمام دن قید رکھا اور تقاضا کیا کہ یا فرزند ہمارے حوالہ کرو ہم اس کو قتل کرتے ہیں وہ غلام رسول تو کہیں بھاگ گیا اور یا تو

دختر کا نکاح کردو یا پھر ہم جبریہ لے جائیں گے۔

بیان گواہ محمد بخش

میں مسجد میں بیٹھ کر روبقبلہ بیان کرتا ہوں کچھ اضافہ کے ساتھ وہی بیان

جناب مفتی صاحب اس معاملہ کو ایک عالم فاضل دیوبند کے سامنے پیش کیا گیا تو ان فاضل نے یہ تحریر کردیا کہ یہ نکاح محض بد اور ناعاقبت اندیشی اور سوءِ خیار اور ظلم بدتمیزی سے کیا گیا ہے جو باتفاق ائمہ اربعہ اصلاً باطل ہے اور جس پاداش میں یہ نکاح ہوا اس میں اللہ بخش اور معصومہ کا کیا قصور ہے اگر ایسے نکاح درست قرار دیئے جائیں تو پھر غریب کی تو جگہ بھی دنیا میں نہیں۔ جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس ظلم وتشدد کے باوجود نکاح منعقد ہوگیا اور لازم ہوگیا۔ والاصل ان تصرفات المکرہ کلها قولاً منعقدة عندنا الاان یتحمل الفسخ فیه کالبیع والاجارة یفسخ وما لایتحمل الفسخ کالطلاق والعتاق والنکاح والتدبیر والاستیلاد والنذر فهو لازم. کذا فی الکافی وفتاویٰ عالمگیری[۱] ۵۹۰/ج۳/.

جیسے کہ ظلم وتشدد سے مجبور ہوکر کوئی طلاق دیدے تو واقع ہوجاتی ہے۔ ناعاقبت اندیش اور سوءِ خیار وہ ہوتا کہ لالچ میں کہیں غیر کفو میں نکاح کردیا جاتا جس سے سوءِ اختیار ثابت ہوکر آئندہ اس کا کیا ہوا نکاح محل کلام ہوتا۔ جیسا کہ علامہ شامی نے ردالمحتار[۲] میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ صورت مسئولہ اس میں داخل نہیں۔ غریب کے متعلق جو اشکال نکاح پر ہے وہ ہی مسئلہ طلاق پر بھی ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۰/ ۸۹ھ

---

[۱] الهندیة ص ۳۵/ج۵/ کتاب الإکراه الباب الأول مطبوعه کوئٹه.

[۲] لو عرف من الأب سوء الإختیار لسفهه أو لطمعه لایجوز عقده اجماعاً الخ. شامی نعمانیة ص ۳۰۴/ج۲/ باب الولی،البحر الرائق ص ۱۳۶/ج۳/فصل فی الاکفاء مطبوعه سعید کراچی،مجمع الانهر ص ۵۰۸/ج۱/فصل فی تزویج الفضولی الخ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

نکاح بذریعۂ اکراہ

سوال:– زید کے ایک لڑکی ہے اس کو دس آدمی مل کر یہ کہتے ہیں کہ لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کر دو اور اگر نہیں کرتے تو ہم تم کو ماریں گے اب اگر لڑکی کا باپ بخوف جان بکر سے اپنی لڑکی کا نکاح کرے تو وہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا وجہ اس طرح جبر کرنا گناہ اور ناجائز ہے مگر نکاح اس صورت سے بھی منعقد ہو جاتا ہے۔ نکاح المکرہ صحیح اھ شامی[۱] ص ۳۷۳/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/ شوال ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

بالغہ کا جبراً نکاح

سوال:– ہندہ کا عقد نکاح بزمانہ بلوغ ہندہ زید کے ساتھ اس کے والدین نے کر دیا ہندہ اس نکاح پر قطعی رضامند نہ تھی اور نہ بروقت ایجاب وقبول ہندہ سے اجازت نکاح لی گئی۔ ہندہ نے اس مقام پر بہت آہ وفغاں کر کے اظہار ناراضگی بھی کیا مگر حسب رواج ہندوستان ہندہ کی والدہ نانی وغیرہ نے ہندہ کو چپ کر کے دبا لیا اور کہا کہ تو بڑی بے حیا لڑکی ہے۔ ننگ خاندان وغیرہ کہہ کر آہ وفغان سے روکدیا۔ علاوہ ازیں ہندہ کو اس وقت یہ علم بھی یقینی طور پر نہ تھا کہ بالغہ باکرہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف والدین وغیرہ نہیں کر سکتے ہیں اس وجہ سے بھی ہندہ بصد رنج وملال خاموش ہو کر زید کے یہاں چلی گئی ہندہ کے والدین ناخواندہ اور حکم شرع سے ناواقف تھے اس وجہ سے ان کو ہندہ کے انکار کی اہمیت نہ ہوئی اور ہندہ کو زید

---

[۱] شامی نعمانیة ص ۲۷۱/ ج ۲/ مطلب هل ينعقد النكاح بالإلفاظ المصحفة كتاب النكاح، عالمگیری ص ۳۵/ ج ۵/ کتاب الاکراہ، الباب الاول، مطبوعہ کوئٹہ.

کے ساتھ رخصت کردیا جب ہندہ زید کے یہاں چلی گئی حسب رواج ہندہ اورزید تنہا مکان میں رہے چونکہ یہ نکاح ہندہ کی مرضی کے خلاف منعقد ہوا تھا اس وجہ سے زید وہندہ میں خلوت صحیحہ نہ ہوئی اگرزید ہندہ کی طرف بڑھا تو ہندہ نے اس کی دست درازی کوروکدیا غرض کہ زید وہندہ میں کوئی تعلق زن وشوئی کا پیدا نہ ہوا (اسی ردوکد میں زید نے ہندہ کو اکثر نہایت بے دردی سے یہاں تک مار پیٹ کیا کہ ہندہ کی تندرستی بھی خراب ہوگئی مگر ہندہ نے اس کی مقاربت کوکبھی گوارہ نہ کیا ہندہ بخوف جان اپنے میکے میں چلی آئی زید نے ہندہ کو جبراً لیجانا چاہا مگر ہندہ خودنہیں گئی زید وہندہ کے رشتہ داروں میں نہایت جھگڑے، فساد، مار پیٹ ہوئی یہاں تک کہ آپس میں مقدمہ بازی شروع ہوگئی ہندہ کی طرف سے دعویٰ استقرار طلاق دین مہر۔ زید کی طرف سے دعویٰ دخل زوجیت عدالت منصفی میں رجوع ہوگیا۔ ہندہ کے رشتہ داروں نے زید کو پیغام دلوایا کہ فریقین میں تنازعہ طویل ہوگیا۔ آرام کے ساتھ زندگی بسر ہونے کی کوئی توقع نہیں بہتر ہے کہ تو ہندہ کو اپنی زوجیت سے علیحدہ کردے ہندہ تجھ کو ایک ہزار روپے دین مہر کا معاف کرتی ہے مگر زید اس کے لئے آمادہ نہیں۔ بالآخر مقدمہ بازی ہوکر زید کا دعویٰ خارج ہوگیا اور ہندہ کا دعویٰ زید پر ڈگری ہوا۔ لہٰذا اس صورت میں کیا حکم ہے نکاح متذکرہ جائز ہوا یا نہیں اور عدت ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح منعقد ہوگیا تو اس سے چھٹکارہ کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ نے عقد کے بعد اس نکاح کو رد کردیا تھا تو وہ رد ہوگیا تھا اگر رد نہیں کیا بلکہ سکوت کیا اور شوہر کے گھر چلی گئی (اگر چہ خوشی سے نہ گئی ہو) اور وہاں پہونچکر شوہر کے سامنے نکاح کو تسلیم نہیں کیا اور اس کے بعد سختی سے تنگ آکر مقدمہ کی نوبت آئی اور مسلمان حاکم نے شوہر کی سختیوں کی تحقیق کر کے تفریق کردی ہے تو شرعاً یہ تفریق معتبر ہے اب اس کو عدت طلاق تین حیض گزار کر نکاح کرنا جائز ہوگا۔

یہ سب حکم اسی وقت ہے کہ حاکم مسلمان ہو۔ اگر حاکم غیر مسلم ہے تو اس کی تفریق معتبر نہیں کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ پیش کر کے تفریق کا حکم حاصل کیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۸/ ۵۵ھ

بہتر یہ ہوتا کہ فیصلہ کی نقل اور مدعی اور مدعیٰ علیہ کا بیان استفسار کے ساتھ آتا تاکہ تمام پہلوؤں پر غور کیا جاسکتا سوال مجمل اور مبہم ہے جو کچھ اس سے متبادر ہوتا ہے اس کے مطابق جواب صحیح ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ کاغذات مقدمہ مفتی صاحب کو دکھلا کر دوبارہ تحقیق کیجائے۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۹/ شعبان ۵۵ھ

ضمیمہ سوال جو بجواب تنقیح مکرر آیا چنانچہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے سائل نے حسب طلب مقدمہ کی مِسل روانہ کی جو حسب ذیل کاغذات پر مشتمل تھی۔

(۱) عرضی دعویٰ، جس میں مدعیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ شوہر نے مجھے طلاق دے دی۔

(۲) بیان تحریری مدعیٰ علیہ، جس میں اس نے تحریر کیا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔

(۳) نقل فیصلہ حاکم مسلم۔ جس میں حاکم نے بوجہ عدم پیروی و غیر حاضری مدعی علیہ یکطرفہ مدعیہ کا دعویٰ ڈگری کر دیا۔

(۴) نقل عرضی دعویٰ خاوند برائے دخل زوجیت۔

(۵) فیصلہ حاکم، جس میں مدعی کے دعوی کو خارج کر دیا ہے اور عورت کو آزاد اور فیصلہ حاکم اول کو بحال رکھا گیا ہے۔ ان کاغذات کے ملاحظہ کے بعد حسب ذیل جواب دیا گیا۔

الجواب حامداً و مصلیاً

مسماۃ سروری بیگم مدعیہ ہے اور دعویٰ یہ نہیں کہ شوہر تنگ رکھتا ہے لہٰذا تفریق کر دی جائے بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ شوہر نے طلاق دے دی ہے اصول شرع کے موافق مدعیہ کے ذمہ

ضروری تھا کہ اپنے دعوی کے ثبوت میں دو عادل گواہ پیش کرتی اور گواہ موجود نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ شوہر سے قسم لی جاتی کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اگر مدعیہ گواہ پیش کردیتی۔ یا گواہ موجود نہ ہونیکی حالت میں مدعیٰ علیہ قسم سے انکار کردیتا تب عورت کے حق میں مقدمہ فیصل کیا جاتا۔ مگر کاغذات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ سے گواہ نہیں طلب کئے گئے نہ مدعیٰ علیہ سے قسم لیگئی۔ بلکہ مدعیٰ علیہ کے غیر حاضر ہونے کی وجہ سے مدعیہ کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔ یہ فیصلہ اصول شریعت کے خلاف ہے۔ اس کا نفاذ شرعاً درست نہیں۔ اولاً اس وجہ سے کہ مدعیہ سے گواہ نہیں طلب کئے گئے۔ ثانیاً۔ اس لئے کہ مدعیٰ علیہ سے قسم نہیں لی گئی ثالثا اس لئے کہ مدعیٰ علیہ کے غیر حاضر ہونیکی صورت میں فیصلہ کیا گیا ہے جو کہ قضاء علی الغائب ہے اور قضاء علی الغائب ایسی صورت میں ناجائز ہے **فاذا صحت الدعویٰ سال المدعیٰ علیہ عنها فان اقرأو انکر فبرهن المدعی قضیٰ علیه والاحلف وطلبه بحر ولایقضیٰ علیٰ غائب وله ای لایصح بل ولا ینفذ علی المفتیٰ به بحر الابحضور نائبه الخ. درمختار**[1]۔

دوسرا دعویٰ شوہر کا دخل زوجیت کے متعلق جو خارج کیا گیا ہے اس کے خارج کرنے کی بناء زیادہ تر مسماۃ سروری بیگم کے دعویٰ کی کامیابی بیان کی گئی ہے اور اس کی شرعی حیثیت اوپر معلوم ہوچکی ہے۔ اب تمام صورت کا شرعی جواب اسی قدر ہے کہ اگر ہندہ نے بعد عقد اس نکاح کو رد کردیا تھا تب تو رد ہوگیا اگر رد نہیں کیا بلکہ اجازت دیدی تو جائز ہوگیا[2]۔

---

[1] الدرالمختار زکریا ص ٩٩ / ج٨/ مطلب فی أمر الأمیر وقضائہ کتاب القضاء، البحرالرائق ص ٣٤٥، ٣٤٦ / ج٧/ کتاب الدعوٰی، مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

[2] لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیبا فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جازوان ردته بطل الخ عالمگیری ص ٢٧٨ / ج ١ /الباب الرابع فی الاولیاء، مطبوعه کوئٹه بحر ص ١١٣ / ج٣/ باب الاولیاء والاکفاء، شامی کراچی ص ٥٨ / ج٣/ باب الولی.

پس اگر اس نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے تو اس طرح دعویٰ کرنا چاہئے کہ شوہر سختی کرتا ہے اس لئے نکاح فسخ کردیا جائے اور یہ دعویٰ حاکم مسلم کی عدالت میں ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۸/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲/رمضان ۱۳۵۵ھ

جبراً نکاح

سوال:- ہندہ کا نکاح جبراً اس کے بھائیوں نے زید سے کردیا باپ کا انتقال ہو چکا تھا ہندہ عاقل بالغ تھی رخصتی بھی جبراً کی گئی۔ اس حالت میں ایک سال ہوا شاید دو مرتبہ اسی سال میں بیوی کی ملاقات ہوئی اس طریقہ سے ہندہ زید سے ہرگز خوش نہیں اور نہ نکاح کو مانتی ہے اس حالت میں ہندہ زید کی زوجہ ہے یا نہیں اگر ہے تو تفریق کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ نے صاف صاف انکار کردیا تھا اور پھر بھی بھائیوں نے اس کا نکاح کردیا اور نکاح ہوجانے کی خبر سن کر ہی ہندہ نے انکار کردیا اور اس نکاح کو نامنظور کردیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا پھر اس کا زید کے ساتھ رخصت ہونا اور ملاقات کرنا سخت گناہ ہوا ایسی صورت میں وہ زید کی زوجہ نہیں اگر ہندہ نے نکاح ہوجانے کی خبر سن کر خاموشی اختیار کی اور پھر زید کے ساتھ رخصت ہوکر چلی گئی اور زید کو اپنے اوپر قابو دے دیا تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہوگیا[2] اگرچہ دل میں اس سے

---

[1] فیسترط اھلیة القضاء ولایجوز تحکیم الکافر الخ ھدایة ص ۱۴۴/ج۳/باب التحکیم، مطبوعه تھانوی دیوبند.

[2] لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنھا بکراً کانت او ثیبا فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتھا فان اجازته جازوان ردته بطل کمافی السراج الوھاج،عالمگیری ص۲۸۷/ج۱/کتاب النکاح،الباب الرابع فی الاولیاء،شامی کراچی ص۵۸/ج۳/باب الولی،بحر کوئٹه ص۱۱۳/ج۳/کتاب النکاح.

ناخوش ہو اب ہندہ زید کی بیوی ہے دوسری جگہ نکاح کا اس کو اختیار نہیں جب تک زید طلاق نہ دیدے اس کو چاہئے کہ زید کے ساتھ رہ کر اس کے حقوق ادا کرے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۹/۸۸ھ

جبراً اقرارِ نکاح

سوال: - مسماۃ راحت النساء اپنی پھوپھی کے گھر گئی تھی۔ کچھ لوگ وہاں پہنچے اور لڑکی سے کہا کہ تمہارے والد تم کو فلاں جگہ بلاتے ہیں۔ لڑکی ان کے ساتھ چلی۔ راستہ میں ایک جنگل میں ان لوگوں نے لڑکی سے کہا کہ تم اقرار کرو کہ تمہارا عقد فلاں کے ہمراہ کر دیا گیا۔ اگر تم اقرار نہیں کرتی تو ہتھیار دکھلا کر کہا کہ تم کو ختم کر دیا جائے گا۔ لڑکی نے جان کے خوف سے ہاں کر دی اور عقد ہو گیا۔ پھر لڑکی کسی طرح بہانہ کر کے وہاں سے بھاگ کر آ گئی۔ اب وہ نکاح ہو گیا تھا یا نہیں؟ لڑکی نہ پہلے راضی تھی نہ اب راضی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

لڑکی پر یہ بہت بڑا ظلم ہوا۔ ایسا کرنے والے سب لوگ سخت گنہگار ہوئے۔ اس کے باوجود یہ نکاح منعقد ہو گیا[1] لڑکی صبر کرے اور منتظر رہے کہ ظالموں پر کیسا وبال آتا ہے۔ اگر برداشت نہیں کر سکتی تو کسی طرح خوشامد کر کے مہر معاف کر کے طلاق لے لے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۶/ ۹۴ھ

---

[1] حقیقة الرضاغیر مشروط فی النکاح لصحتہٖ مع الإکراہ والهزل، ولوا کرهت علی أن تزوجته بألف ومهر مثلها عشرة الآف زوجها أولياء ها مکرهین فالنکاح جائز شامی کراچی ص۲۱/ ج۳/ کتاب النکاح، عالمگیری ص ۳۵/ ج۵/ کتاب الاکراہ الباب الاول، مطبوعہ کوئٹہ طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۰/ ج ۲/ کتاب النکاح، دارالمعرفة بیروت.

[2] وذکر القدوری فی مختصرہ اذا تشاق الزوجان وخافا ان لایقیما (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

لڑکی کا جبراً نکاح

سوال:- (۱) ایک بارہ سالہ لڑکی کوکسی ظالم نے عداوۃً زبردستی باہر جنگل سے اٹھا کر اور بلا رضا مندی لڑکی کے اور بلا اجازت وارثین اس کا نکاح کردیا۔ یہاں تک کہ اس لڑکی کے والدین ووارثین کو کچھ خبر تک بھی نہیں ہے بلکہ وہ شب وروز اس گم شدہ لڑکی کے متلاشی ہیں۔اس صورت مذکورہ میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یا دوسرے کسی امام کے نزدیک یا حدیث وقرآن کی رو سے یہ نکاح صحیح ودرست ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور ایک مولوی صاحب نے پانچ روپیہ کے عوض باوجود حالات معلوم ہونے کے دوگواہوں کے روبرو نکاح پڑھادیا از روئے شریعت اس نکاح پڑھانے والے کی بھی کچھ گرفت ہے یا نہیں اور بروقت نکاح جس وقت لڑکی سے اجازت طلب کی گئی تو اس نے صاف انکار کردیا کہ میں یہاں نکاح نہیں کرتی تو لوگوں نے اس لڑکی کو کاغذ پر انگوٹھا لگانے پر مجبور کیا مگر لڑکی نے صاف انکار کردیا اور انگوٹھا بھی نہیں لگایا پھر اس جگہ سے لڑکی کو اٹھا کر دوسرے ضلع میں لے گئے وہاں پر دوآدمیوں نے مارنے کی دھمکی دی اور زبردستی پکڑ کر انگوٹھا لگوایا اب یہ انگوٹھا نکاح ہونے کی حجت ودلیل ہوسکتی ہے یا نہیں براہ مہربانی اس کا جواب مفصل مع دلائل تحریر فرماویں۔

وعدہ خلافی:-

(۲) وعدہ خلافی کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً یہ نکاح صحیح نہیں ہوا جس شخص نے باوجود علم کے یہ نکاح پڑھایا ہے وہ سخت گنہگار

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) حدود اللّٰہ فبأس بأن تفتدی نفسها منه بمال یخلعها وفی الزادو اذا فعل ذالک وقع بالخلع تطلیقة بائنة ولزمها المال تاتارخانیه کراچی ص۴۵۳/ ج۳/ کتاب الطلاق الفصل السادس عشر فی الخلع،زیلعی ص۲٦۸/ ج۲/مطبوعه امدادیه ملتان،عالمگیری کوئٹه ص۴۸۸/ ج۱/ کتاب الطلاق الباب الثامن فصل اول.

ہے لڑکی اگر بالغہ ہوتو اس پر جبر کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ لاتجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ اھ درمختار[1] ص ۴۸۹/ ج ۲/ اگر نابالغہ ہوتو اس کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ الولی شرط صحة نکاح صغیر اھ درمختار الموصوف محذوف ای شخص صغیر فیشمل الذکر والانثیٰ اھ شامی[2] ۴۸۵/ ج ۲/ بہکا کر لے جانے والے زبردستی نکاح پڑھانے والے انگوٹھا لگانے والے اور جو لوگ اس میں شریک ہوئے اور باوجود قدرت جن لوگوں نے اس حرکت سے نہیں روکا سب گنہگار ہیں سب کے سب توبہ کریں سب کے ذمہ توبہ لازم ہے[3] اور ضروری ہے کہ جس طرح ممکن ہو لڑکی کو اس کے اولیاء کے پاس پہنچا ئیں۔

(۲) وعدہ خلافی کرنا شرعاً گناہ ہے مگر یہ کہ کوئی مانع قوی پیش آ جائے یا وہ وعدہ ہی خلاف شرع ہو۔ کذا فی الحموی شرح الاشباہ[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

صحیح: عبداللطیف ۲۰/ رجب ۶۴ھ

---

[1] الدرالمختار کراچی ص۵۸/ ج۳/ باب الولی، زیلعی ص۱۱۸/ ج۲/ کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء مطبوعہ امدادیہ ملتان، عالمگیری ص۲۸۷/ ج۱/ الباب الرابع فی الاولیاء مطبوعہ کوئٹہ، بحر کوئٹہ ص۱۱۰/ ج۳/ باب الاولیاء الخ.

[2] شامی کراچی ص۵۵/ ج۳/ باب الولی، طحطاوی علی الدرص ۲۶/ ج۲/ باب الولی، دار المعرفة بیروت.

[3] واتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور سواء کانت المعصیة صغیرة اوکبیرة روح المعانی ص۲۳۶/ ج۱۵/ الجزء الثامن والعشرون، سورہ تحریم آیت ص۸/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، نووی علی مسلم ص۳۵۴/ ج۲/ کتاب التوبة مطبوعہ رشیدیہ دھلی، المفهم شرح مسلم ص۲۷/ ج۷/ کتاب الاذکار باب تجدید الاستغفار والتوبة مطبوعہ دارصادربیروت.

[4] الخلف فی الوعدحرام الخ فان قیل ماوجه التوفیق بین هذین القولین (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بیوہ کا جبراً نکاح

سوال:- ایک بیوہ عورت کا نکاح زبردستی ایک نابالغ سے کردیا گیا بغیر اس کی رضا مندی کے اور اس کا نشانی انگوٹھا بھی درج کرلیا مگر وہ یہ کہتی رہی کہ مجھ کو ساری کو بھی نہ لگا لو تب بھی اس کے یہاں نہ رہوں گی۔ پھر اسی کے مکان پر ایک سال گذر بسر کرتی رہی کیوں کہ بیوہ اسی کے بھائی کی عورت تھی یعنی جس کے ساتھ نکاح ہوا جنھوں نے جبراً نکاح کیا تھا انھوں نے اپنی رضاء سے دوبارہ نکاح کردیا جہاں وہ رضامند تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نکاح کے بعد بھی اس نے انکار کردیا تھا اور وہ راضی نہ تھی تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا تھا اور پھر جس جگہ اس کی رضامندی سے نکاح ہوا ہے وہ صحیح اور درست ہے اور اگر نکاح ہوجانے پر وہ رضامند ہوگئی تھی تو نکاح صحیح اور لازم ہوگیا تھا[1] پھر دوسری جگہ جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہوا[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۹/ ۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فان الحرام یا ثم بفعله وقل صرح فی القینة بنفی الاثم قلت یحمل الاول علی ماذا وعد وفی نیته الخلف فیحرم والثانی علی ما اذا نوی الوفاء وعرض مانع (الاشباہ مع حموی ص ۴۵۲/ کتاب الحظر والاباحة، الفن الثانی، مطبوعه نول کشور)

[1] (قوله فی المتن ولاتجبربكر بالغة علی النکاح) یریدبه انه لایزوجها بغیر رضاها فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتها عند نا وان ردته بطل وان سکتت عند استئذان ولیها لها فهو اذن منها، حاشیة الشلبی ص ۱۱۸/ ج۲/ باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه امدادیه ملتان، عالمگیری کوئٹه ص۲۸۷/ ج ۱/ الباب الرابع فی الاولیاء، شامی کراچی ص۵۸/ ج۳/ باب الولی.

[2] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره الخ عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ کتاب النکاح، الباب السادس، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر مطبوعه کوئٹه، بدائع زکریا ص۵۴۸/ ج۲/ کتاب النکاح، فصل ومنها ان لاتکون منکوحة الغیر، زیلعی ص ۱۰۱/ ج۲/ فصل فی المحرمات مطبوعه امدادیه ملتان.

بیوہ کا زبردستی نکاح

سوال:- ایک بیوہ عورت ہے اس کے ہمراہ ایک لڑکی بھی ہے بیوہ ہونے کے بعد تقریباً سال بھر اپنے میکے میں رہ کر گذر بسر کیا بعد ازاں اس کے باپ نے ایک جگہ نکاح کی بات چیت کی نکاح ہونے کی خبر سن کر اس کا پہلا خسر اس کے میکے میں آیا اور کہا کہ تم میرے یہاں چلو میں اپنے دوسرے لڑکے کے ساتھ تمہارا نکاح کر دوں گا مگر وہ عورت جانے کے لئے کسی بھی طرح رضامند نہ ہوئی آخر کار عورت کی لڑکی کو اس کا خسر گود میں لیکر اپنے گھر چلا گیا لڑکی کو لینے کے لئے عورت نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا لہٰذا مجبوراً عورت لڑکی کی محبت سے اس کے پیچھے پیچھے چلی گئی گھر جا کر اس کے خسر نے نکاح کی مجلس منعقد کی جب عورت سے نکاح کی منظوری لی گئی اس کے جواب میں عورت نے کہا کہ میرے باپ اور بھائی کو بلوالو چنانچہ اس کا خسر گالی گلوج دینے لگا عورت اٹھ کر دوسرے گھر چلی گئی اس کے خسر نے نکاح پڑھا دیا پھر بچہ کے ساتھ کچھ دنوں تک وہ عورت اس پہلے خسر کے یہاں رہی نکاح کے چھٹے مہینہ اس عورت کو لڑکی پیدا ہوئی جس کی بنا پر عورت کو مکان سے نکالدیا اور کہا کہ جس کے نطفہ سے ہو لیکر جاؤ یہ تمہارا بچہ ہمارے کام کا نہیں لہٰذا عورت نے اپنے باپ کو بلوایا اور باپ کے ہمراہ اپنے میکے میں چلی آئی اور وہاں سے ایک مسلم شخص کو بتلایا کہ فلاں کے نطفے سے ہے چنانچہ اب وہ عورت اسی کے یہاں مقیم ہے آیا اس عورت کا نکاح جائز ہوا یا ناجائز اور دوسرے شخص سے اس کو نکاح کرنے کا اختیار ہے کہ نہیں یہ بھی ارشاد ہو کہ جب کہ نکاح پڑھانے والے لوگ کہتے ہیں کہ عورت نے منظور کیا تھا اور عورت ہر حال میں بیان کرتی ہے کہ میں نے نہیں منظور کیا میں دوسری جگہ چلی گئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نکاح کے بعد بھی عورت نے انکار کیا ہے تو شرعاً یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اور اگر نکاح

کے بعد انکار نہ کیا بلکہ اجازت دیدی خواہ دوسروں کے برا بھلا کہنے ہی سے اجازت دی ہوتو نکاح صحیح ہوگیا پہلی صورت میں دوسری جگہ نکاح درست ہے۔ دوسری صورت میں جب تک شوہر طلاق نہ دے اورعدت نہ گذرجاوے دوسری جگہ نکاح صحیح نہیں۔

لایجوز نکاح احدٍ علیٰ بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا او کانت ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل اھ ہندیہ[1] ص۲۸۷/ج ۱/لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره اھ ہندیہ[2] ص ۲۸۰/ج ۱/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۶/جمادی الثانیہ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۶/جمادی الثانیہ ۵۹ھ

والدین کا لڑکے کو اس کی ناپسند جگہ نکاح کے لئے مجبور کرنا

سوال:-(۱) ہمارے ایک عزیز ہیں وہ اپنے لڑکے کی شادی اپنی عزیزہ کے یہاں کرنا چاہتے ہیں، اورلڑکا اس جگہ شادی کرنے کو آمادہ نہیں اور کچھ عزیز بھی وہاں کرنے کو اچھا نہیں خیال کرتے۔ مگر والدین معلوم نہیں کہ کس دباؤ لالچ میں آکر لڑکے کو زبردستی وہاں پھنسانا چاہتے ہیں۔ اگرلڑکا وہاں شادی کرنے کو منع کردے تو لڑکے کو نافرمان تو نہیں کہا جائے گا اور گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور لڑکا اپنی مرضی سے خود شادی کرسکتا ہے یا نہیں جب کہ والدین

---

[1] ہندیة ص۳۰۵/ج ۱/ مصریه (الباب الرابع فی الاولیاء) حاشیة الشلبی علی الزیلعی ۱۱۸/ ج۲/باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه امدادیه ملتان، شامی کراچی ص۵۸/ج۳/باب الولی.

[2] ہندیه ص۲۹۸/ج۱/(القسم السادس من المحرمات) بدائع زکریا ص۵۴۸/ج۲/کتاب النکاح فصل ومنها ان لاتکون منکوحة الغیر، زیلعی ص۱۰۱/ج۲/فصل فی المحرمات مطبوعه امدادیه ملتان.

رضامند نہ ہوں؟

(۲) لڑکے کو اس کی مرضی پر چھوڑنا والدین نہ چاہتے ہوں اور اس کو عاق کرنے کا دباؤ ناجائز دے کر اپنی من مانی پر تلے ہوئے ہوں لڑکے کو کیا کرنا چاہئے؟ اس کو اپنی خوشگوار زندگی گذارنے کا حق حاصل ہے یا والدین کی تقلید ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) والدین کو راضی رکھنا اور ان کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھنا سعادت ہے[1] لیکن اگر وہ ایسی جگہ شادی کرنا چاہتے ہیں جہاں لڑکے کی طبیعت بالکل آمادہ نہیں اور وہ جانتا ہے کہ حقوقِ زوجیت ادا نہیں کرسکے گا، نباہ نہیں ہوگا جو کہ والدین کے لئے بھی کوفت کا سبب بنے گا، اس مجبوری سے وہ وہاں شادی سے انکار کردے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ نافرمانی کا گنہگار نہیں، مگر نرمی سے والدین کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے پوری بات ان کے سامنے پیش کردے پھر بتادے کہ فلاں جگہ شادی کرنا مناسب ہے، گو خود بھی ایجاب وقبول سے نکاح ہوجائے گا[2] مگر والدین کے مشورہ سے اور ان کے انتظام سے ہو تو ان کیلئے زیادہ خوشی کی بات ہے۔

(۲) اس کو اپنی خوشگوار زندگی کی تدبیر اختیار کرنے کا پورا حق ہے تدبیر اس کی (۱) میں آچکی ہے۔ والدین کو بھی لازم ہے کہ لڑکے کے جذبات کا خیال رکھیں، اس کی منشاء کے خلاف ضد نہ کریں۔ عاق کرنے یعنی وراثت سے محروم کرنے کا ان کو ہرگز حق نہیں۔ اگر وہ عاق کر بھی دیں گے تب بھی وہ محروم نہیں ہوگا[3] ان کو سوچنا چاہئے کہ اگر زبردستی اس کی شادی

[1] وقضی ربک ان لاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا (سورۂ اسراء آیت ۲۳/)

[2] نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلاولی (النہر الفائق ص ۲۰۲/ج۲/باب الاولیاء طبع مکہ مکرمہ، مجمع الانہر ص ۴۸۸/ج۱/باب الاولیاء، طبع بیروت بحر کوئٹہ ص ۱۰۹/ج۳/باب الاولیاء.

[3] من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ یوم القیامۃ، مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۷/باب الوصایا، الفصل الثالث، طبع یاسر ندیم دیوبند، الارث جبری لایسقط بالاسقاط (تکملہ ردالمحتار ص ۵۰۵/ج۷/طبع کراچی کتاب الدعویٰ، مطلب واقعۃ الفتوی، تبیین الحقائق ص ۲۲۹/ ج۶/ کتاب الفرائض، امدادیہ ملتان، سکب الانہر ص ۴۹۴/ج۴/ کتاب الفرائض، دار الکتب العلمیہ بیروت.

کردی گئی اوراس نے بیوی کی طرف رخ نہ کیا تواس کوسنبھالنا کس قدر دشوار ہوگا اورایسی حالت میں طلاق یاخلع تک نوبت پہونچی تو پھرکیا ہوگا، دوسری شادی آسان نہیں ہوگی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بالغہ کا نکاح جبراً

سوال:-ایک بالغ لڑکی کا نکاح اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر زید سے کردیا ہےاورنکاح سے قبل لڑکی زید کے یہاں جانے سے انکارکرتی رہی اورنکاح کے بعدبھی رخصتی کے وقت اس نے صراحت کے ساتھ کہا کہ میں زید کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن جب والدصاحب نے بالجبراس کوگھر سے رخصت کرنا چاہا تو وہ صدمہ سے بے ہوش ہوگئی اوراسی حالت میں اس کوزید کے یہاں بھیجدیا گیا۔لڑکی دینی تعلیم یافتہ اور پابندشرع ہے اورزیداوراس کا گھرانہ جاہل ہے بلکہ شریعت کےاستہزاءوتمسخر کا عادی ہے۔لڑکی کے تنفر کا بڑا سبب یہی ہے کہ زید کے بارے میں پہلے سے بدستورشورتھا کہ وہ آوارہ اورآزادطبع ہے، چنانچہ رخصتی کے بعدبھی لڑکی نے حتی الامکان زیدکواپنے اوپر قابونہیں دیاحتی کہ اس کی ساس نے اس کے ہاتھ وغیرہ باندھ کرشوہرکواس کے پاس حق زوجیت اداکرنے کے لئے بھیجا۔زید نے لڑکی کے ساتھ جب بھی قربت کی اسی جبروقہر کی حالت میں کی۔نکاح کوبارہ تیرہ سال گذرچکے ہیں۔اس دوران میں لڑکی بار بارزید کے مکان سے فرار ہوکراپنے عزیزوں کے یہاں جاتی رہی اوراب اس سے تین بچے بھی ہوگئے،مگرلڑکی کی نفرت وکراہت کا وہی عالم ہے۔اس صورت میں کیانکاح منعقدہوایانہیں؟ اوراب اس لڑکی کے بارے میں کیاحکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جب یہ ظلم وستم بارہ تیرہ سال سے ہورہاہےاورتین بچے بھی ہوچکے ہیں،تواتنی مدت

تک مسئلہ کیوں دریافت نہیں کیا۔ حرام وحلال کی اہمیت کا تقاضا یہ تھا کہ جب اس قسم کا نکاح کیا گیا تو فوراً دریافت کیا جاتا کہ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ لڑکی کو رخصت کرنا حلال ہے یا حرام ہے؟ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شوہر کو زبردستی اس پر مسلط کرنا جائز ہے یا معصیت ہے؟ ان سب حوادث کے بعد آج دریافت کرنا شبہ پیدا کرتا ہے۔ اب شوہر سے طلاق لی جائے یا بذریعہ شرعی کمیٹی تفریق کرائی جائے[1] پھر جب عدت گذر جائے تب نکاح ثانی کے اقدام کی گنجائش ہوگی[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۴/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لایقیما حدود اللّٰہ فلابأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنةالخ. عالمگیری کوئٹہ ص۴۸۸/ج۱/ الفصل الاول فی شرائط الخلع الخ.

[2] فاذابلغن اجلهن فلاتعضلوهن ان ینکحن ازواجهن (سورۂ بقرہ آیت ۲۳۲/)

فصل نہم: نکاح مؤقت

اگر منکوحہ کو مرد کی نیت توقیت کا علم نہ ہو تو کیا نکاح مؤقت ہوگا

سوال:- زید نے ایک عقد خفیہ طور پر دو گواہوں کے روبرو کیا اور عقد کے وقت ارادہ کرلیا کہ اس عقد کو اس وقت تک کے لئے کرتا ہوں جب تک کہ منکوحہ کا اچھا پیام دوسری جگہ سے آوے۔ کیونکہ اس عقد کا حال بوجہ خفیہ ہونے کے معلوم نہ ہوگا تو کوئی نہ کوئی ضرور پیام بھیجے گا اور اس شرط پر عقد کے موقت کو ایک گواہ کے سامنے تو بیان کیا اور دوسرے گواہ نے اس شرط کو ثقل سماعت یا عدم توجہی یا بعد مقام کی وجہ سے نہیں سنا حالانکہ وہ وہاں موجود تھا مگر وہ گواہ اس شرط کو سننے کا منکر ہے (پھر بھی یہ شرط عقد موقت اس منکر گواہ کو دوسرے موقع پر تنہائی میں سنادی گئی تھی) خیر تو یہ شرط عقد مؤقت ایک گواہ کو سنادی گئی، تو اس کے بعد بغیر تبدیل مقام دو گواہوں کے روبرو زید مذکورہ ولی مستورہ کے مابین ایجاب وقبول ہوگیا۔ مگر عین ایجاب وقبول میں یہ کوئی شرط مذکورہ نہیں ہوئی، تو از راہِ کرم آگاہ فرمائیے کہ یہ عقد از روئے شریعت منعقد ہوگیا یا نہیں؟ نیز منکوحہ کی والدہ زید کی محرم ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سائل نے یہ ذکر نہیں کیا کہ اس مخفی شرط کو مخطوبہ یا ولی مخطوبہ کے سامنے بھی پیش کیا ہے یا نہیں؟ اگر مخطوبہ کے سامنے اس شرط کو پیش کیا اور اس نے اس کو قبول کیا یا اس کے نابالغ ہونے کی صورت میں اس کے ولی کے سامنے پیش کیا اور اس نے قبول کیا تو شرعاً یہ عقد صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل ہوا، اس پر نکاح کے احکام مرتب نہیں ہوں گے اور محض عقد کی وجہ سے بغیر ہمبستری کے اس کی والدہ محرم نہیں ہوگی۔ وَبَطَلَ نکاحُ متعةٍ وَمؤقتٍ وان جهلت المدة

اھ در مختار[1] اور اگر مخطوبہ اور ولی مخطوبہ کے سامنے یہ شرط پیش نہیں کی وہ اس سے بالکل بے خبر ہے تو محض نیت کرنے یا خفیہ طور پر گواہوں سے کہہ دینے کی بناء پر یہ نکاح مؤقت نہیں ہوا بلکہ نکاح درست ہوگیا۔ جیسے کوئی اس نیت سے نکاح کرے کہ میں اتنی مدت کے بعد اس کو علیحدہ کردوں گا۔ یہ نکاح مؤقت میں داخل نہیں بلکہ یہ نکاح صحیح ہے اور اس صورت میں اس کی والدہ محض نکاح کی وجہ سے بغیر ہمبستری کے بھی زید کی محرم ہوجاوے گی اور اس کے اوپر کل نکاح کے احکام مرتب ہوں گے۔ **ولیس منه مالو نكحها على ان يطلقها بعد شهر اونوىٰ مكثه معها مدةمعينة اھ درمختار[2] وحرم بالمصاهرة بنت زوجته الموطؤة وام زوجته وجدتها مطلقاً بمجرد العقد الصحيح وان لم توطأ الزوجة لماتقرر أن وطى الامهات يحرم البنات ونكاح البنات يحرم الامهات اھ درمختار[3] (قوله بمجرد العقد) اى بالعقد المجرد عن الوطئى وقد بين ذٰلک بقوله وان لم توطا واخرج بالصحيح العقد الفاسد فان امها لاتحرم بمجرده بل بالوطى اوما يقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة اھ طحطاوی[4]۔** فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۲/ ۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف

---

[1] [2] الدرالمختار كراچی ص ۵۱/ج۳/مطلب فيما لوزوج المولىٰ امته (كتاب النكاح) زيلعى ص ۱۱۵/ج۲/فصل فى المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان،النهر الفائق ص ۲۰۰/ج۲/ فصل فى المحرمات مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[3] الدرالمختار نعمانية ص۲۷۸/ج۲/ فصل فى المحرمات الشامى كراچی ص ۳۰/ج۳/ زيلعى ص ۱۰۲/ج۲/فصل فى المحرمات،مطبوعه امداديه ملتان،مجمع الانهر ص۴۷۷/ ج ۱/ باب المحرمات،سكب الانهر ص۱۷۷/ج ۱/باب المحرمات،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[4] طحطاوى مع الدر ص ۲۰/ج۲/كتاب النكاح، فصل فى المحرمات،سكب الانهر ص۴۷۷/ج ۱/باب المحرمات،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

نکاح متعہ کے احکام

سوال:- اگر کوئی عالم نکاح متعہ کرر ہا ہے۔ جانتے ہوئے بھی کہ نکاح مؤقت حرام ہے، پھر اس سے وطی کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر حد زنا ثابت ہونی چاہئے پھر اس سے نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور منجانب شریعت حد زنا کے علاوہ کوئی دوسرا حکم لگایا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نكاح المتعة باطل لايفيد الحل ولايقع عليها طلاق ولا ايلا ولاظهار ولايرث احدهما من صاحبه. هٰكذا في فتاوىٰ قاضي خان. في الفاظ النكاح وهوان يقول لامرأة خالية من الموانع اتمتع بک كذا مدة عشرة ايام مثلاً اويقول اياماً او متعيني نفسک اياماً اوعشرةً ايام. او لم يذكر اياماً بكذا من المال، كذا في فتح القدير فتاویٰ عالمگیری ص۳۲۰/ج۲/[1]

نکاح متعہ باطل ہے۔ اس سے عورت حلال نہیں ہوگی اور اس پر نکاح کے شرعی احکام مرتب نہیں ہوں گے۔ حد زنا جاری کرنے کے لئے جو شرائط ہیں، وہ یہاں موجود نہیں[2] اگر

---

[1] عالمگیری ص۲۸۳/ج۱/كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم التاسع المحرمات بالطلقات، فتاوى قاضيخاں على الهنديه كوئٹه ص۳۲۶/ج۱/كتاب النكاح، الفصل الاول في الالفاظ التي ينعقده بهاالنكاح، فتح القدير ص۲۴۶/ج۳/فصل في بيان المحرمات مطبوعه دارالفكر بيروت، شامي كراچي ص۵۱/ج۳/باب المحرمات.

[2] وركنه اقامته الامام اونائبه في الاقامة، عالمگيرى كوئٹه ص۱۴۳/ج۲/كتاب الحدود الباب الاول، وفي البحر، لايجب الحد بالزنافي دارالحرب اوفي دارالبغي الخ، البحرالرائق كوئٹه ص۱۷/ج۵/كتاب الحدودباب الوطئ الذى يوجب الحدوالذى لايوجبه، مجمع الانهر ص۳۴۸/ج۲/كتاب الحدود باب الوطئ الذى يوجب الحدالخ، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

ترک تعلقات اصلاح کے لئے مفید ہوتو وہ بھی ایک سزا ہے[1] عالم سے بعید ہے کہ وہ نکاح باطل اور حرام کو اختیار کرے۔ تحقیق ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱/ ۹۲ھ

---

[1] نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كلامنا ايها الثلاثة هودليل على وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الاان يقلع عنه وتظهرتوبته الخ المفهم شرح المسلم ص۹۸/ ج۷/باب يهجر من ظهرت معصية، مطبوعه دارابن كثيربيروت مرقاة شرح مشكوة ص۱۶۷/ ج۴/باب ماينهى عنه من التهاجروالتقاطع واتباع العورات مطبع اصح المطابع بمبئى.

باب سوم: نکاح فاسد وغیرہ کا بیان

فصل اول: نکاح فاسد

نکاح فاسد اور اس کے احکام

سوال:- (۱) زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا دو گواہوں کے سامنے مگر ان میں ایک بالغ ہے۔ دوسرا نابالغ مگر سمجھدار۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(۲) ہندہ مذکورہ بیوہ ہے اس نے نکاح کی قبولیت اقرار سے نہیں ظاہر کی بلکہ کنواری کی طرح سکوت کیا ہاں اس کے بعد مباشرت وغیرہ میں رضا متحقق ہوئی یہ نکاح صحیح ہے یا فاسد؟

(۳) اگر دونوں گواہ انکار کر دیں کہ ہمارے سامنے نکاح نہیں ہوا۔ تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ یا نہیں؟

(۴) اس نکاح کے بعد زید نے کئی مہینہ ہندہ کو پاس رکھا اور مجامعت کی اس جماع کو زنا کہیں گے یا مشتبہ قابل عفو اور مہر مسمٰی واجب ہوگا یا نہیں؟

(۵) مہر کے ادا کرنے کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ نکاح صحیح نہیں ہوا کیونکہ دونوں گواہوں کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے وشرط فی الشاهد اربعة امور الحرية والعقل والبلوغ والاسلام عالمگیری[1] ص ۲۷۵/ ج ۲/ اور

[1] الهندية ص ۲۶۷/ ج ۱/ كتاب النكاح الباب الاول فی تفسيره مكتبه كوئٹه پاكستان، كنز مع النهر الفائق ص ۱۸۱، ۱۸۲/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. ،البحر الرائق كوئٹه ص ۸۹/ ج ۳/ كتاب النكاح.

ایک گواہ کالعدم ہے۔

(۲) قول اور فعل دونوں سے رضا متحقق ہوجاتی ہے فان استاذنها (ای البکر) غیر الاقرب کاجنبی اوولی بعید فلاعبرة لسکوتها بل لابد من القول کالثیب البالغة لافرق بینهما الا فی السکوت لان رضاهما یکون بالدلالة کما ذکره بقوله او ما هو معناه من فعل یدل علیٰ الرضا کطلب مهر ها ونفقتها وتمکینها من الوطء در[۱] ص ۴۶۵/ لیکن فقط رضا کا متحقق ہونا کافی نہیں گواہوں کا نصاب بھی شرط ہے اور وہ موجود نہیں لہٰذا نکاح نہیں ہوا۔

(۳) اگر گواہ اقرار بھی کریں تب بھی یہ نکاح صحیح نہیں علیحدگی واجب ہے یا از سرِ نو نکاح صحیح کیا جاوے تکمیل شہادت کے ساتھ[۲]

(۴) اس مجامعت کو زنا موجب حد نہیں کہا جاوے گا وان کان النکاح مختلفا فیه کالنکاح بلاشهود او بلاولی فلاحد علیه اتفاقاً لتمکن الشبهة عند الکل. عالمگیری[۳] ص ۶۵۷/ ج ۲/ مہر مسمّٰی اور مہر مثل میں سے اقل واجب ہوگا۔ وان کان قددخل بها فلها الاقل مما سمی لها ومن مهر مثلها[۴].

---

[۱] الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص ۶۲/ج۳/ باب الولی، تبیین الحقائق ص ۱۱۹/ج۲/ کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۴۹۲/ج ۱/ کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] ملاحظہ فرمائیں جواب نمبر ا مع حاشیہ۔

[۳] عالمگیری کوئٹه ص ۱۴۹/ج۲/کتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد الخ، النهر الفائق ص ۱۳۹/ج۳/باب الوطء الذی یوجب الحد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص ۲۶۰/ج۵/باب الوطء الذی یوجب الحد، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۴] عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۰/ج ۱/الباب الثامن فی النکاح الفاسد واحکامه، شامی زکریا ص ۲۷۴/ج۴/باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد، بدائع الصنائع کراچی ص ۳۳۵/ج۲/ فصل واماالنکاح الفاسد.

(۵) ہندہ کے سامنے رکھدے وہ اٹھائے یا نہ اٹھائے زید بری ہوجائیگا یا کسی ذریعہ سے اس تک پہنچادیوے خواہ اس کو علم ہو دین مہر ہونے کا یا نہ ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۲۰/۱۱/۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۲/ذی قعدہ ۵۳ھ

نکاح فاسد و باطل

سوال:-ایک شخص کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا اس کے بعد اس نے تجدید ایمان و نکاح کیا مگر نکاح کی صورت یہ ہوئی کہ ایک شخص کے سامنے اس نے اپنی اہلیہ سے یہ کہا کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تمہیں نکاح منظور ہے عورت نے جواب دیا کہ مجھے منظور ہے الفاظ ایجاب وقبول اس شخص نے سنے اور اس شخص نے مسجد میں جاکر دو گواہوں کے روبرو کہا کہ عورت نے میرے سامنے کہا ہے کہ مجھے مثلاً زید سے نکاح منظور ہے اور ہاں راضی ہوں چنانچہ اس شخص نے ان ہی دو گواہوں کے سامنے زید کا نکاح کردیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو نکاح فاسد ہوا یا باطل اور اس حالت میں جو بچہ پیدا ہوجائے تو ثابت النسب ہوگا یا نہیں۔حلالی ہوگا یا حرامی۔پھر کچھ مدت کے بعد اس شخص کو مسئلہ معلوم ہوا کہ اس طرح نکاح صحیح نہیں ہوا تو اس کو معلوم ہوا کہ عورت اگر کسی کو وکیل بنادے کہ میرا نکاح تم روبرو دو گواہوں کے اپنے سے کرلے تو نکاح صحیح ہوجائے گا۔اس شخص نے دو گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ

---

[1] والتسليم الموجب للتبرأة ان يخلى بينه وبين المبيع على وجه يتمكن من قبضه من غير حائل وكذا تسليمالثمن وشرط فى الاجنا س مع ذالک ان يقول خليت بينک وبين المبيع الى قوله ودفع المفتاح فى بيع الدارتسليم اذاتهيأ له فتحه من غيرتكلف ،سكب الانهرعلى مجمع الانهر ص ٣٢،٣٣/ج٢/ كتاب البيوع،فصل اول،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص٣٠٨/ج٥/ كتاب البيوع ،فصل يدخل البناء والمفاتيح فى بيع الدار،شامى زكريا ص٩٦/ج٧/كتاب البيوع ، مطلب فى شروط التخلية.

عورت نے مجھے وکیل بنایا ہے کہ میرا نکاح اپنے سے کرلو چنانچہ اس شخص نے عورت کا وکیل بنتے ہوئے کہا کہ میں نے اس سے اپنا نکاح کرلیا تم گواہ رہو اور گواہ بالکل اجنبی ہیں۔ کیا گواہوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زوجین کو جانتے ہوں یا کم از کم دو گواہوں کا تحقق ضروری ہے خواہ وہ پہچانیں یا نہ، اب اس شخص نے اپنا نکاح دو اجنبی گواہوں کے سامنے کیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں گر نہیں تو نکاح کے صحیح ہونے کی کیا صورت ہے۔

مفصل جواب مرحمت فرمادیں براہ کرم کچھ مثالیں نکاح باطل وفاسد کی تحریر فرماویں نیز یہ کہ مہر کس نکاح میں ثابت ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں عورت نے نکاح کی اجازت دیدی ہے گویا کہ اس مرد کو نکاح کا وکیل بنادیا ہے تو وکیل بالنکاح کے لئے شہادت شرط نہیں کما فی ردالمحتار[۱] ص ۴۱۹/ ج ۲/ پس جن گواہوں کے روبرو نکاح پڑھایا ہے اگر وہ اس عورت کو پہلے سے پہچانتے ہیں تو شرعاً نکاح صحیح ہوگیا یا ان کے سامنے عورت کا نام اور اس کے باپ کا نام اس طرح لیا گیا ہو جس سے وہ متمیز ہوگئی تب بھی درست ہوگیا اگر گواہ پہچانتے نہیں وہ ان کے نزدیک مجہولہ ہے نہ عورت کا نام لیا گیا نہ باپ دادا کا بلکہ اس طرح کہا گیا کہ ایک عورت مجھ سے نکاح کرنے پر رضامند ہے اور اس نے مجھے نکاح کی اجازت دیدی ہے میں اس کا وکیل ہوں پھر ایجاب و قبول ہوا ہے تب بھی خصّاف، قاضیخاں، حاکم شہید کے نزدیک نکاح درست ہوگیا مگر مفتیٰ بہ قول کے مطابق درست نہیں ہوا۔ یا عورت سامنے ہو یا گواہ اس کو پہچانتے ہوں تب نکاح درست ہوگا۔[۲]

---

[۱] الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته، شامی کراچی ص ۲۱/ ج ۳/ کتاب النکاح، بحر کوئٹہ ص ۸۹/ ج ۳/ کتاب النکاح، تاتارخانیہ کراچی ص ۶۹/ ج ۳/ الفصل السادس عشر فی الوکالة بالنکاح، هندیه کوئٹہ ص ۲۹۴/ ج ۱/ کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالة بالنکاح وغیرہ. (نمبر۲/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

صورت مسئولہ میں اگر عدم جواز کی کوئی شق ہوتب بھی جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ ثابت النسب ہوگا کیوں کہ یہ نکاح باطل نہیں ہوگا بلکہ فاسد ہوگا۔نکاح فاسد میں جواولا دہوتی ہےوہ حرامی نہیں کہلاتی بلکہ ثابت النسب ہوتی ہے[1]بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ نکاح میں فاسد اور باطل دونوں ایک ہیں کچھ فرق نہیں بعض علماءفرق کرتے ہیں کہ نکاح باطل پر وجوب مہر کا ثبوت نسب،وجوب عدت،وغیرہ احکام مرتب نہیں ہوتے اورفاسد پر قبل الدخول مرتب نہیں ہوتے بعدالدخول مرتب ہوجاتے ہیں۔نکاح فاسدا سے کہتے ہیں جس کی صحت کی کوئی شرط مفقود ہو۔ جیسے مثلاً بلا گواہ ہونے کے نکاح کرلیا۔ یاایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سےنکاح کیایا چوتھی کی عدت میں پانچویں سے نکاح کرلیایا حرۃ پرامۃ سے کرلیا۔ یہ سب انکحۃ فاسدہ ہیں۔

بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ جس کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے وہ فاسد ہےاور جو بالاجماع حرام ہے وہ باطل ہے۔ پس منکوحہ غیر یا معتدۂ غیر سے باوجود علم کے نکاح کرنا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[2] ولابدمن تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتلتقى الجهالة فان كانت حاضرة منتقبة كفى الاشارة اليها وان كانت غائبة ولم يسمعوا كلامها بان عقدلهاوكيلها فان كان الشهود يعرفونها كفى ذكر اسمها اذا علموا انه ارادها وان لم يعرفوها لابد من ذكر اسمها واسم ابيها وجدها وجوز الخصاف النكاح مطلقا،قال قاضيخان والخصاف كان كبيرا فى العلم يجوزا الاقتداء به وذكر الحاكم الشهيد فى المنتقى كما قال الخصاف،قلت:فى التاترخانيه عن المضمرات ان الاول هو الصحيح وعليه الفتوى (شامى زكريا ص ۸۹، ۹۰/ج۴/كتاب النكاح ،مطلب الخصاف كبيرفى العلم يجوز الاقتداء به،بحر كوئٹه ص۸۸/ج۳/كتاب النكاح، تاتار خانيه كراچى ص۲۰۵/ ج۲/ كتاب النكاح،الفصل الخامس فى تعريف الزوج والمرأة فى العقد الخ.

---

[1] رجل تزوج امرأة نكاحاً فاسداً فجاء ت بولدالى ستة اشهريثبت النسب(تاتارخانيه كراچى ص۲۱۲/ج۳/الفصل التاسع فى النكاح الفاسد،هنديه كوئٹه ص۳۳۰/ج۱/الباب الثامن فى النكاح الفاسد، تبيين الحقائق ص۱۵۳/ج۲/باب المهر،مطبوعه امداديه ملتان.

نکاح باطل ہوگا کیوں کہ وہ زنا محض ہے[۱] نکاح مذکورہ مسئولہ میں اگر گواہ عورت کو پہچانتے تھے یاان کے سامنے عورت موجود تھی۔ یا اس کا پورا نام مع ولدیت بتایا گیا تب تو وہ نکاح صحیح ہوگیا۔ اگر گواہ جانتے نہیں تھے تو مختار قول کی بناء پر وہ نکاح فاسد ہوا۔ بعد دخول مہر لازم ہوگا اور وہ مہر مثل اور مہر مسمّٰی میں سے اقل لازم ہوگا[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف ۷ / ربیع الثانی ۵۹ھ

بیوی کی جگہ دوسری لڑکی کا نام لیا نکاح نہیں ہوا

سوال: میری شادی کی منگنی معروف طریقہ پر ہوئی، پھر مقررہ تاریخ میں بارات

---

[۱] ویجب مهر امثل فی نکاح فاسد وهو الذی فقد شرطاً من شرائط الصحة کشهود ومثله تزوج الاختین معاً ونکاح الاخت فی عدة الاخت ونکاح المعتدة والخامسة فی عدة الرابعة والامة علی الحرة، فظاهره انهما لایحدان وان النسب یثبت فیه والعدة ان دخل قلت لکن سیذکر الشارح فی آخر فصل فی ثبوت النسب عن مجمع الفتاوی ،نکح کافر مسلمة فولدت منه لایثبت النسب منه ولاتجب العدة لانه نکاح باطل، ومقتضاه الفرق بین الفاسد والباطل فی النکاح لکن فی الفتح انه لافرق بینهما فی النکاح نعم فی البزازیة حکایة قولین فی ان نکاح المحارم باطل او فاسد والظاهر ان المراد بالباطل ماوجوده کعدمه ولذا لایثبت النسب ولاالعدة وفسر القهستانی هنا الفاسد بالباطل،وذکر فی البحر هناک عن المجتبی ان کل نکاح اختلف العلماء فی جوازکالنکاح بلا شهودفالدخول فیه موجب للعدة،اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة،ان علم انها للغیر لانه لم یقل احدبجوازه فلم ینعقداصلاً قال فعلی هذایفرق بین فاسده وباطله فی العدة ولهذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنی کما فی القنیة وغیرها اه (الدرمع الشامی زکریا ص ۲۷۴ / ج ۴ / باب المهر،مطلب فی النکاح الفاسد.

[۲] وان کان قددخل بهافلها الاقل مما سمی لها ومن مهر مثلها(هندیه کوئٹه ص ۳۳۰ / ج ۱ / الباب الثامن فی النکاح الفاسد، الدرمع الشامی زکریا ص ۲۷۵ / ج ۴ / باب المهر،مطلب فی النکاح الفاسد،بحر کوئٹه ص ۱۶۹ / ج ۳ / باب المهر.

گئی۔ ہمارے خسر طفیل احمد صاحب کی دولڑکیاں ہیں۔ بڑی لڑکی مسماۃ رخسانہ خاتون جو قریب البلوغ ہے جس سے میری شادی کی نسبت طے ہوئی تھی۔ دوسری چھوٹی لڑکی کا نام عمرانہ ہے۔نکاح خواں نے بوقت نکاح ولی سے اجازت نہیں لی اور نہ کسی وکیل کا پتہ چلا، بلکہ مجمع میں سے ایک دوآدمیوں نے کہا کہ نکاح پڑھاؤ۔نکاح خواں نے بوقت قبولیت بجائے رخسانہ خاتون بنت طفیل احمد کہنے کے ریحانہ خاتون بنت طفیل احمد کہا اور میں نے قبول بھی کرلیا۔حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ اس لڑکی کا نام رخسانہ خاتون ہے ریحانہ نہیں ہے۔نکاح خواں کی آواز پست ہونے کے سبب دوتین احباب نے ہی سنا،لیکن بعد میں کسی نے کوئی نکیر نہیں کی اور نہ کوئی تنازعہ ہے بلکہ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد اسی طور پر بیوی رخصت ہوکر میرے مکان پر بھی آ گئی۔صورت مسئولہ میں میرا یہ نکاح شرعاً ہوا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

آپ کی منگنی رخسانہ خاتون سے طے ہوئی تھی،مگراس کا آپ سے ایجاب وقبول نہیں کرایا گیاتواس کا آپ سے نکاح نہیں ہوا[1] اگر وہ رخصت ہوکرآپ کے یہاں آئی تو غلط آئی۔آپ اس سے الگ رہیں، یہاں تک کم ازکم دو۲رآدمیوں کے سامنے ایجاب وقبول ہوجائے تو آپ کا اس سے شرعاً نکاح درست ہوجائیگا[2] عمرانہ سے نہ آپ کی منگنی ہوئی نہ ایجاب وقبول ہوانہ وہ رخصت ہوکرآئی۔وہ اپنی جگہ پر جہاں تھی ویسی ہی ہے۔ریحانہ نام کی

---

[1] رجل لہ ابنۃ واحدۃ و اسمہاعائشۃ فقال الاب وقت العقدزوجت منک ابنتی فاطمۃ لاینقعد النکاح بینہا، فتاوی قاضیخان علی الھندیہ ص ۳۲۴ر ج ۱ ر کتاب النکاح الباب الاول، الفصل الاول مطبوعہ کوئٹہ، شامی کراچی ص ۲۶ ر ج۳ر کتاب النکاح مطلب فی عطف الخاص علی العام، عالمگیری ص ۲۷۰ ر ج ۱ رقبیل الباب الثانی فیما ینعقد بہ النکاح مطبوعہ کوئٹہ.

[2] وینعقد بایجاب وقبول الی قولہ وشرط حضورشاھدین الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار زکریا ص ۶۹ ،۸۷ر ج ۴ ر کتاب النکاح،ھدایہ ص ۳۰۵ر ج ۲ ر کتاب النکاح مطبوعہ دار الکتاب دیوبند،عالمگیری ص ۲۶۷ ر ج ۱ ر کتاب النکاح الباب الاول،مطبوعہ کوئٹہ.

کوئی بچی نہیں جس کو آپ نے قبول کیا، تو یہ قبول کرنا بیکار ہو گیا[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۱/۱۴۰۰ھ

نکاح میں ایک بہن کی جگہ دوسری کا نام لیا گیا

سوال: انوار احمد کا نکاح صفیہ بیگم سے ہونا تھا مگر بوقت نکاح منجانب ولی اندراج رجسٹر میں بجائے صفیہ بیگم کے ذکیہ بیگم لکھایا گیا اور اسی نام سے ایجاب وقبول ہو گیا۔ بعد ایجاب وقبول رجسٹر میں صفیہ بیگم نے اپنا نام لکھا تو لوگوں کو تنبہ ہوا۔ وکیل عقد نے آ کر بتایا کہ یہ غلطی ہوگئی ہے۔ لہٰذا قاضی نکاح خواں نے رجسٹر میں بھی اصلاح کردی اور بغرضِ تصحیح نوشہ کو بھی بتلا دیا کہ ذکیہ بیگم نہیں بلکہ صفیہ بیگم زوجہ کا نام ہے اور عوام کو بھی بروقت اس کی تصحیح کی اطلاع کردی گئی۔ تو اس نکاح میں کوئی خلل تو واقع نہیں ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صفیہ بیگم کی جگہ ذکیہ بیگم کا نام لیکر ایجاب وقبول کرادیا گیا ہے اور یہ دونوں بہنیں ہیں تو نکاح ذکیہ بیگم کا ہوا ہے صفیہ بیگم کا نہیں ہوا[2]، ایسی حالت میں صفیہ بیگم سے تعلق زوجیت

---

[1] رجل لـه بنـت واحدة اسمها فاطمة قال لرجل زوجت منک ابنتی عائشة ولم تقع الاشارة الی شخصها ذكر فی فتاویٰ انه لاینعقد النکاح .عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰/ج ۱/قبیل الباب الثانی فیما ينعقد به النکاح الخ،شامی کراچی ص ۲٦/ج۳/کتاب النکاح،مطلب فی عطف الخاص علی العام،قاضیخاں علی الهندیه ص ۳۲۴/ج ۱/کتاب النکاح الباب الاول،الفصل الاول مطبوعه کوئٹه،المحیط ص ۲۵/ج۴/الفصل الخامس تعریف الطرفین بالتسمیه الخ مطبوعه ڈابھیل.

[2] ولـو كـان لـرجل بنتان كبریٰ أسمها عائشة وصغری أسمها فاطمة وأرادأن يزوج الكبریٰ وعقد باسم فاطمة ينعقد الصغریٰ عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰/ج ۱/الباب الاول فی تفسیره شرعاً الخ، الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۹۷/ج۴/ کتاب النکاح .قبیل فصل فی المحرمات تاتارخانیه ص۲۰۷/ج۲/کتاب النکاح،الفصل الخامس فی تعریف المرأة والزوج الخ مطبوعه کراچی.

قائم کرنا جائز نہیں[1]۔ اگر صفیہ بیگم سے تعلق قائم کرنا ہے تو انوار احمد کو چاہئے کہ وہ ذکیہ بیگم کو طلاق دیدے۔ بعد طلاق صفیہ بیگم سے ایجاب وقبول کرایا جائے یہ طلاق اگر خلوت صحیحہ سے پہلے ہی دیدی ہے تو ذکیہ بیگم پر عدت واجب نہیں[2] اور فوراً بعد صفیہ بیگم سے نکاح جائز ہوگا۔ اگر ذکیہ بیگم کوئی صفیہ بیگم کی بہن نہیں ہے تو ایجاب وقبول لغو ہوگا۔ صفیہ بیگم سے ایجاب وقبول مستقلاً کرایا جائے۔ بعد کو محض اطلاع کرنا کافی نہیں۔ نہ رجسٹر میں نام کی تصحیح کافی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱/۸۶ھ

نکاح میں غلطی سے بڑی شادی شدہ لڑکی کا نام لینے سے نکاح کا حکم

سوال: -زید کے یہاں دو لڑکیاں ہیں۔ بڑی لڑکی کا عقد پہلے ہو چکا تھا مگر شوہر کی نالائقی کی وجہ سے قریباً آٹھ سال سے بڑی لڑکی بھی ماں باپ کے یہاں ہے۔ اب زید نے اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کیا مگر سہواً نکاح خوانی کے وقت وکیل اور گواہان کو جو نام بتلایا گیا وہ بجائے چھوٹی کے بڑی لڑکی کا بتلا دیا اور ناکح نے یہی نام لے کر ایجاب وقبول دلہا کو کرا دیا۔ نکاح خوانی کے رجسٹر پر جس وقت دلہن نے دستخط کئے تو اس غلطی کا احساس ہوا کہ

---

[1] لاخلف فی ان الجمع بین الاختین فی النکاح حرام، بدائع زکریا ص ۵۳۸/ ج ۲/ کتاب النکاح المحرمات بالمصاهرة ،فصل منها ان لایقع نکاح الخ، تاتارخانیه کراچی ص ۱/ ج ۳/ کتاب النکاح الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ.

[2] اربع من النساء لاعدة علیهن المطلقة قبل الدخول، عالمگیری کوئٹه ص ۴۶۵/ ج ۱/ الباب الثالث عشر فی العدة،شامی زکریا ص ۲۱۵/ ج ۴/ کتاب الطلاق باب الطلاق غیر المدخول بها، تاتارخانیه کراچی ص ۵۴/ ج ۴/ کتاب الطلاق الفصل الثامن والعشرون فی العدة.

نام صحیح نہیں۔ اس صورت میں یہ نکاح چھوٹی لڑکی کا بکر کے ساتھ صحیح ہوگیا کہ نہیں؟ خلاصۃ الفتاویٰ کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نکاح درست نہیں ہوا اور بڑی کا ہوگیا۔ دلہا دلہن میں خلوت بھی ہوچکی، نکاح چھوٹی لڑکی کا دوبارہ پڑھانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نکاح کے وقت بڑی لڑکی کا نام لیکر قبول کرایا گیا جس کا پہلے نکاح ہو چکا ہے اور اب والد کے گھر پر ہے تو یہ نکاح کسی کا بھی نہیں ہوا۔ بڑی کا تو اس لئے کہ وہ محل نکاح ہی نہیں کیونکہ وہ شادی شدہ ہے۔[1] چھوٹی کا اس لئے کہ اس کا نام لیکر قبول نہیں کرایا گیا[2] اس لئے دوبارہ نکاح کرایا جائے اس کے لئے چند گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کافی ہے۔ رجسٹر نکاح میں بھی اندراج صحیح کرایا جائے۔[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۸۸ھ

نام بدل کر نکاح

سوال: – زید کے گواہوں کو اس لڑکی ہندہ کا نام خالدہ بنت ولید بتلایا حالانکہ وہ ہندہ بنت بکر تھی یا یہ کیا کہ ہندہ بنت بکر کا نام زینب بنت بکر بتایا یعنی اس کے نام کے بجائے اس کی

---

[1] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره الخ، عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس فی المحرمات یتعلق بهاحق الغیر، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۶۲/ ج ۱/ باب فی المحرمات تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثامن من فی بیان مایجوز من الانکحة.

[2] غلط وکیلها بالنکاح فی أسم أبیها بغیر حضورها لم یصح للجهالة الدرالمختار وفی الشامیة، وکذا یقال فیما لو غلط فی إسمها، شامی کراچی ص ۲۶/ ج ۳/ کتاب النکاح، البحرالرائق کوئٹه ص ۸۵/ ج ۳/ کتاب النکاح، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۲۳، ۳۲۴/ ج ۱/ کتاب النکاح، الفصل الاول فی الالفاظ التی ینعقد الخ.

[3] وینعقد بایجاب وقبول وشرط حضور شاهدین حرین الخ، درمختار ملخصاً ص ۹، ۲۲/ ج ۳/ کتاب النکاح، مطبوعه دار الفکر بیروت.

بہن کا نام لیا اور گواہ چونکہ نہ ہندہ سے واقف تھے اور نہ زینب وخالدہ سے اس لئے وہ کچھ نہ جان سکے کہ کون ہے البتہ چونکہ ہندہ سامنے بے نقاب یا آنکھوں پر پٹی باندھ کر آئی تھی اس لئے اس کے کل یا بعض چہرہ کو پہچان گئے تھے اور انہوں نے اس کا چہرہ دیکھا تھا تو کیا ایسی صورت میں نکاح کا انعقاد ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا.

امیر علی صاحب معرفت حامد میاں مدرسہ شاہی مرادآباد

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر گواہوں نے اس کو دیکھ کر پہچان لیا ہے تو نکاح صحیح ہے زوجہ یا اس کے والد کا نام غلط لینے سے کوئی اثر نہیں ہوگا۔ غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها لم یصح للجهالة وکذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا کانت حاضرة واشار الیها فیصح اھ درمختار. قوله الا اذا کانت حاضرة الخ راجع الیٰ المسئلتین ای فانها لو کانت مشارا الیها وغلط فی اسم ابیها او اسمها لا یضر لان تعریف الاشارة الحسیة اقویٰ من التسمیة لما فی التسمیة من الاشتراک لعارض فتلغو التسمیة عندها کما لو قال اقتدیت بزید هذا فاذا هو عمرو فانه یصح اھ شامی[1]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/ ذیقعدہ ۷۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

نکاح پڑھاتے وقت نام بدلا گیا

سوال:- کچھ ماہ پہلے میری شادی ہوئی تھی میری بیوی کا اصلی نام کوثر حسین ہے لیکن نکاح میں اقرار کے وقت قیصر جہاں کے نام سے اقرار کرایا گیا۔ قاضی صاحب نے قیصر

---

[1] شامی کراچی ص ۲۶/ ج۳/ کتاب النکاح، تاتارخانیہ ص ۲۰۶/ ج۲/ کتاب النکاح الفصل الخامس فی تعریف المرأة الخ مطبوعہ کراچی، المحیط ص ۲۴/ ج۴/ کتاب النکاح، الفصل الخامس فی تعریف المرأة الخ مطبوعہ ڈابھیل، خانیہ کوئٹہ ص ۳۲۴/ ج۱/ کتاب النکاح.

جہاں ہی نام لیکر مجھ سے تین مرتبہ اقرار کرایا اور رسید میں بھی قیصر جہاں نام ہے۔ ذہنی الجھن میں مبتلا ہوں کہ یہ نکاح ہوا ہے یا اس میں کچھ خامی ہے۔ شرعی اعتبار سے مجھے کیا کرنا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اصلی نام قیصر جہاں تھا، لیکن صحیح تلفظ نہ ہونے کی وجہ سے اسی کو کوثر حسین کہنے لگے، یا اصلی نام کوثر حسین تھا اسی کو قیصر جہاں کہنے لگے، یا دونوں ہی نام ہیں کوئی کوثر حسین کہتا ہے کوئی قیصر جہاں، تو ان سب صورتوں میں نکاح صحیح ہوگیا[1] اگر نام ایک ہی ہے اور وہی لیا جاتا ہے اور جس نام سے قبول کرایا گیا ہے وہ نام نہیں ہے اور غلطی سے نام بدل گیا تو دو گواہوں کے سامنے دوبارہ ایجاب وقبول کرلیا جائے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نکاح کے ایجاب وقبول میں نام بدلا گیا

سوال: مقصود احمد ولد اشفاق احمد سے سلمیٰ بیگم دختر امیر احمد کا رجسٹر قاضی میں نکاح لکھا گیا ہے۔ جس وقت وکیل اور گواہان سلمیٰ بیگم کے پاس قبولیت کے لئے گئے تو وکیل عباس احمد اور گواہان منظور احمد اور شکور احمد نے سلمیٰ بیگم کے سامنے تفصیلات بتلانے کے وقت مقصود احمد کا نام بتلانے کے بجائے افضال احمد بتلا دیا۔ نکاح جو پڑھایا گیا وہ مقصود احمد سے پڑھایا

---

[1] لان المقصود من التسمية التعريف وقدحصل الخ شامي زكرياص ٩٠/ج٤/كتاب النكاح، المحيط البرهاني ص ٢٤/ج٤/الفصل الخامس فى تعريف المرأة الخ مطبوعه ڈابهيل ،تاتار خانيه ص ٢٠٥/ج٢/الفصل الخامس مطبوعه كراچى.

[2] و كذالوغلط فى اسم بنته الااذاكانت حاضرة واشاراليها فيصح، الدرعلى الرد ص ٢٦/ ج٣/ كراچى مطلب فى عطف الخاص على العام،تاتارخانيه ص ٢٠٦/ ج٢/كتاب النكاح،الفصل الخامس فى تعريف المرأة الخ مطبوعه كراچى، خانيه على الهنديه ص ٣٢٤/ج ١/كتاب النكاح مطبوعه كوئٹه.

گیا ہے جس سے طے پایا تھا۔ افضال احمد جو صاحب معلومات پہونچنے پر پتہ لیا کہ مقصود احمد کا بھائی ہے۔ اب وکیل اور گواہان کو افضال احمد کا نام زبان پر کیوں آیا۔ جس وقت وکیل نے رجسٹر نکاح پر دستخط کئے تو افضال احمد کا نام لکھا ہوا ان کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ لڑکے کا نام افضال احمد ہے جب کہ شاہد افضال احمد ایک گواہ کی حیثیت سے ان کا نام رجسٹر نکاح میں ہے۔ یہ بات کہنے کا سبب یہ ہے کہ سلمیٰ بیگم کے پاس ۲/لڑکیاں جو کہ بالغ تھیں وہ مقصود احمد کی طرف سے ہیں۔ نکاح سے فارغ ہونے کے بعد مقصود احمد کی بہن شرما بیگم سے ظاہر کیا کہ یہ نکاح مقصود احمد سے نہیں بلکہ افضال سے ہوا ہے مگر وکیل اور گواہان مغالطہ میں تھے اور لڑکی کے دماغ میں مقصود احمد ہی ہے، نام صرف زبان سے نکل گیا۔ اس صورت میں نکاح افضال احمد سے ہوا یا مقصود احمد سے یا کسی سے بھی نہیں ہوا ہے؟

الجواب حامداً مصلیاً

لڑکی نے نکاح کی اجازت دی افضال احمد کے لئے اور نکاح ہوا مقصود احمد سے۔ پھر معلوم ہونے پر اگر لڑکی نے اس مقصود احمد کے نکاح پر رضامندی ظاہر کر دی تو نکاح مقصود احمد سے صحیح ہو گیا[1]۔ اگر رضامندی ظاہر نہیں کی بلکہ وہ اپنے نزدیک افضال احمد کے ہی نکاح پر قائم ہے تو یہ مقصود کا نکاح صحیح نہیں ہوا اور افضال احمد سے تو ایجاب وقبول کرایا ہی نہیں گیا۔ اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ اب اگر لڑکی کی رضامندی بھی افضال احمد سے ہو تو اس سے ایجاب و قبول کرا دیا جائے بشرطیکہ افضال احمد بھی اس نکاح پر آمادہ ہو اور کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لوزوج رجل امرأة بغير رضاها اورجلاً بغير رضاه وهذا عند نافان كل عقدصدر من الفضولي وله مجيزاً انعقد موقوفاً على الاجازة،هدايه ص ۳۲۲/ج ۲/كتاب النكاح فصل في الوكالة بالنكاح مطبوعه ياسرنديم ديوبند،عالمگيرى ص ۲۹۹/ج ۱/كتاب النكاح،الباب السادس في الوكالة بالنكاح مطبوعه كوئٹه،المحيط ص ۸۵/ج ۴/الفصل الثاني عشرفي النكاح الخ مطبوعه ڈابهيل.

دو بہنوں کا عقد دو بھائیوں سے، رخصتی میں ادل بدل

سوال: -- دو بہنوں کا عقد دو بھائیوں سے ہوا اور ایک ہی ساتھ ہوا اور غلطی یہ ہوگئی کہ جس لڑکے کی شادی جس لڑکی سے ہوئی وہ لڑکی دوسرے لڑکے کے پاس رہ کر آپس میں شوہر وبیوی کے تعلقات ہوگئے اور دوسری کے تعلقات دوسرے لڑکے سے زن وشوہر کے ہوئے۔ صبح کو معلوم ہوا کہ جس لڑکی کا عقد جس لڑکے سے ہوا تھا غلطی سے ادل بدل ہوگئی، تو اس بارے میں حکم شرعی بتلایئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس غلطی کے اصلاح کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس سے عقد ہوا ہے اس کو اس سے طلاق دلوادی جائے اور ہر ایک اپنا مہر معاف کردے۔ پھر جو جس کے پاس غلطی سے پہنچ گئی اور مغالطہ میں تعلق بھی ہوگیا اس کا اس سے عقد کردیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۳/۸۹ھ

رشتہ بڑی لڑکی سے ہوا غلطی سے رخصت چھوٹی کو کردیا گیا

سوال: -- زید کی دو لڑکیاں تھیں، دونوں بالغ تھیں، اسے اپنی ایک لڑکی کی شادی کرنی تھی، جو عمر کے لحاظ سے بڑی تھی، نکاح کے وقت غلطی سے چھوٹی لڑکی کا نام لیا گیا اور پھر رخصت بڑی ہی لڑکی کو کردی۔ تو ایسی صورت میں نکاح میں کون سی لڑکی رہے گی؟ اور میاں بیوی اس مخالطت سے گنہگار تو نہیں ہوئے؟

---

[1] وأجاب أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ بأنه إذا رضى كل واحد بموطوءته يطلق كل واحد زوجته ويعقد على موطوءته ويدخل عليها للحال (شامي كراچی ص۵۰۷ ج۳ مطلب حكاية أبي حنيفة في الموطءة بشبهة، باب العدة)

الجواب حامداً ومصلیاً

جس لڑکی کو شوہر نے قبول کیا ہے، نکاح اسی سے ہوا یعنی چھوٹی لڑکی سے[1]۔ پھر بڑی لڑکی کو رخصت کرنا اور اس سے تعلق زوجیت قائم کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس سے توبہ و استغفار کریں۔ اب بہتر صورت یہ ہے کہ چھوٹی لڑکی جس کو قبول کیا ہے طلاق دیدے اور بڑی لڑکی سے دوبارہ ایجاب وقبول کرا کے نکاح کرا دیا جائے اور چھوٹی لڑکی کو قبول کرتے وقت جو مہر تجویز کیا گیا ہے وہ لڑکی اپنا مہر بعوض طلاق کے معاف کردے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵؍۴؍۱۳۹۴ھ

ہندہ کا نکاح دوسری عورت کی اجازت سے

سوال:- ہندہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کیا گیا۔ وکیل اور گواہ سب اجازت لینے گئے، تو ہندہ کے بجائے دوسری عورت نے کہہ دیا کہ نکاح پڑھا دیا جائے۔ بعدہٗ اس شخص کے ہمراہ چلی گئی اور صرف دو رات وہاں رہی۔ اس بات کو تقریباً دو سال ہوگئے ہیں۔ اب ہندہ وہاں جانے کے لئے تیار نہیں، کہتی ہے کہ میرا نکاح اس سے نہیں ہوا تھا، میں نے اجازت نہیں دی تھی۔ تو کیا عندالشرع ہندہ کا نکاح معتبر ہے یا بغیر اجازت نکاح ہوا ہی نہیں

[1] ولوله بنتان اراد تزويج الكبرى فغلط فسماها باسم الصغرىٰ صح للصغرىٰ الخ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۹۷/ج۴/ كتاب النكاح قبيل فصل فى المحرمات،فتاوى الخانيه على هامش الهنديه ص۳۲۴/ج۱/الفصل الاول فى الالفاظ التى ينعقدبها النكاح مطبوعه كوئٹه،فتاوى الهنديه ص۲۷۰/الباب الاول كتاب النكاح مطبوعه كوئٹه.

[2] واذا تشاق الزوجان وخافاان لايقيما حدود الله فلابأس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعهابه فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة ولزمها المال. عالمگيرى كوئٹه ص۴۸۸/ج۱/الباب الثامن فى الخلع ومافى حكمه،زيلعى شرح الكنز ص۲۶۸/ج۲/كتاب الطلاق،باب الخلع مطبع امداديه ملتان،النهر الفائق ص۴۳۶/ج۲/كتاب الطلاق باب الخلع، مطبع دار الكتب العلمية بيروت.

تھا۔ جبراً دورات وہاں گذاری تھی۔ نیز ہندہ کو دوسرا نکاح کرنے میں پہلے زوج سے طلاق کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ نے نکاح کے وقت اجازت نہیں دی بلکہ دوسری عورت نے اجازت دی تو وہ اجازت معتبر نہیں۔ پھر نکاح ہونے کے بعد جب ہندہ کو خبر ہوئی اور اس نے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں تو شرعاً وہ نکاح نہیں ہوا[1] پھر اگر اس کو ظلماً وزبردستی بھیجا گیا اور وہ انکار کرتی رہی اور وہاں پہونچ کر بھی ہندہ نے کہہ دیا کہ میں نے اس نکاح کو نامنظور کر دیا، میرا نکاح نہیں ہوا۔ تو یہ اس کو زبردستی بھیجنا بہت بڑا ظلم اور سخت گناہ ہوا۔ اب وہاں اس کو ہرگز نہ بھیجا جائے دوسری جگہ اس کی مرضی کے موافق نکاح کر دیا جائے۔ جن لوگوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا وہ بھی سب گنہگار ہوئے سب کو توبہ کرنا ضروری ہے۔

اگر ہندہ نے اجازت لینے کے وقت تو خاموشی اختیار کی مگر نکاح ہوجانے پر اس کو نامنظور نہیں کیا اور نہ رخصتی کے وقت نامنظوری کا اظہار کیا بلکہ خاموشی سے رخصت ہوگئی تو شرعاً وہ صحیح اور لازم ہوگیا۔ اب انکار سے کچھ نہیں ہوگا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۸۸ھ

---

[1] لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها،بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جازوان ردته بطل کذافی السراج الوهاج، عالمگیری کوئٹه ص۲۸۷/ج ۱/الباب الرابع فی الاولیاء ،شامی کراچی ص۵۸/ ج۳/باب الولی، بحر ص۱۱۳/ج۳/کتاب النکاح ،مطبوعه سعید کراچی.

[2] فإن استاذنها هو أی الولی وهوالسنة أووکیله أورسوله أوزوجها ولیها واخبرها رسوله أو فضولی عدل فسکتت أو ضحکت الخ. فهوإذن،الدرالمختار کراچی ص۵۹/ج۳/ باب الولی، سکب الانهر ص۴۹۰/ج ۱/باب الاولیاء والاکفاء،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهرالفائق ص۲۰۳/ج۲/مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

مجلس عقد میں قبول سے انکار کے بعد قبول

سوال: - زید کی بارات عمر کے گھر گئی۔ قاضی نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔ مہر کی زیادتی کی وجہ سے لڑکے نے انکار کردیا۔ اس کے والد نے سمجھایا تو وہ راضی ہوگیا۔ قاضی صاحب بھی اس دوران میں اٹھ کر چلے گئے تھے۔ پھر واپس آ کر لڑکی کے والد کو بلایا کہ نکاح پڑھوا لیجئے۔ اس نے کہا کل فیصلہ ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ لڑکے نے دوبارہ آ کر قبول کرنے کا اقرار کیا۔ لڑکی کے والد نے قاضی صاحب کو بالکلیہ اختیار نکاح دیدیا تھا۔ یہ نکاح درست ہوگیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قاضی صاحب نے نکاح کا ایجاب لڑکی کی طرف سے لڑکے کے سامنے پیش کیا۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ پھر لڑکے کے والد صاحب وہاں سے اٹھ کر دوسری مجلس میں اس کو لے کر گئے۔ ادھر قاضی صاحب مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو پہلا ایجاب بیکار ہوگیا۔ اب لڑکے کے قبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا، جب تک لڑکی کی طرف سے اعادہ نہ ہو۔ غرض ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا ضروری ہے[1] طرفین کی رضامندی ہو تو دوبارہ ایجاب وقبول کرادیا جائے، نکاح درست ہوجائیگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/ ۹۵ھ

---

[1] ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس لوحاضرين، الدرالمختار كراچی ص ۱۴/ ج۳/ كتاب النكاح، بحر كوئٹہ ص ۸۳/ ج۳/ كتاب النكاح، مطبوعہ سعيد كراچی، فتح القدير ص ۱۹۱/ ج۳/ كتاب النكاح، مطبوعہ دارالفكر بيروت.

بیوی کوفروخت کر کے فارغ خطی لکھدی، عدت پوری ہونے پر خریدار نے زبردستی اجازت لیکرنکاح کرلیا۔ بعدہٗ باپ نے بلانکاح کورٹ کے فیصلہ کے بعدزید کےحوالہ کردیا، زید سے نکاح کاحکم؟

سوال: -ایک لڑکی مسماۃ خالدہ کااس کے والدنے بقاعدۂ شرعی رشید سے نکاح کردیا۔ رشید نے کچھ مدت کے بعد اپنے دوست بکر سے کچھ روپیہ لیکرلڑکی کوبکر کے حوالہ کردیا۔ بکر نے جس وقت روپیہ ادا کیا رشید نے لڑکی کوفارغ خطی لکھدی۔لڑکی نے اپنی عدت مقررہ بکر کے گھر پوری کی۔

اس کے بعد بکر کی جانب سے وکیل اور گواہ نے لڑکی سے اجازت مانگی کہ وہ بکر سے نکاح کرلے،لیکن لڑکی کی رضامندی نہیں تھی،اس کورضامند کرنے کے لئے بکر نے اس لڑکی پر جبروتشدد کیا۔ مار پیٹ تک کی نوبت آئی لڑکی نے اپنی جان بچانے کی خاطر بلاارادہ اجازت دیدی اوربکر سے بقاعدہ شرعی نکاح ہوگیا۔لڑکی موقعہ پاکرکسی بھی صورت سے بکر کے یہاں سے نکل کراپنے باپ کے گھر آ گئی۔ باپ نے بکر پر عدالتی کارروائی کی۔عدالت نے اپنے قانون کے مطابق لڑکی کوبکر سے الگ کردیا اوراس کونکاح ثانی کی اجازت دے دی۔لڑکی کے باپ نے تیسرے شخص زید کے یہاں بلانکاح لڑکی کوبھیجدیا۔لڑکی تقریباً چھ سال سے زید کے یہاں رہتی ہےاورزید سے دو بچے بھی ہیں جوکہ اس لڑکی سے پیدا ہوئے۔ یہ چھ سال کی مدت جولڑکی نے زید کے گھر گذاری۔ یہ اس طرح سے کہ دوسال مقدمہ کے دوران جو بکر سے چلتارہا اس وقت رہی اورچارسال مقدمہ سے فراغت کے بعد بھی اب تک رہتی رہی اورایک بچہ پہلے دوسال میں پیدا ہوا اور دوسرا اس چارسال کے عرصے میں پیدا ہوا۔اب یہ لڑکی اس زید سے اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے،اس صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟ زید سے نکاح

ہوسکتا ہے یانہیں؟ یہ عدالتی کارروائی سے جدا ہونا شرعی طور پر جائز ہوا یانہیں؟ اوراب اتنی مدت یعنی چھ سال کا عرصہ گذرنے کے بعد اب زید سے نکاح (باوجود نسب زید سے ثابت ہونے کے) ہوسکتا ہے یانہیں؟ مفصل ومدلل جواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ صورت حال نہایت افسوسناک اور بے غیرتی کا مظاہرہ ہے۔اس میں پہلا ظلم رشید کا ہے۔ دوسرا ظلم بکر کا ہے۔ رشید نے جب طلاق دی تو اس نے اپنا حق زوجیت قطع کردیا۔ تیسرا ظلم والدین کا ہے کہ ان کی لڑکی کو بے غیرت داماد نے فروخت کرکے اجنبی آدمی کے حوالہ کردیا اور انھوں نے اس کی خبر نہ لی۔ بعد عدت بکر نے اس پر ظلم وتشدد کرکے اس سے اجازت لے کر نکاح کرلیا،تو اس ظلم وتشدد کے باوجود نکاح منعقد ہوگیا[1] چوتھا ظلم لڑکی کا ہے کہ وہ غیرمحرم کے مکان پر فروخت ہوکررہی اوراس نے وہاں سے الگ ہونے کی کوشش نہیں کی اور جب بقاعدہ شرعی اس کا نکاح ہوگیا تو وہاں سے نکل کر اپنے ماں باپ کے گھر آ گئی۔ باپ ایسا دیوث نکلا کہ اس نے بغیر نکاح کے لڑکی کو زید کے حوالہ کردیا۔لڑکی کو یہاں بلا نکاح رہتے ہوئے کوئی غیرت نہیں آئی۔ زید بھی ایسا کمینہ ہے کہ غیرعورت کو بلا نکاح چھ سال تک استعمال کرتا رہا جس سے دو بچے بھی پیدا ہوئے یہ سب معاشرہ میں غضب الٰہی کا مورد ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے ہی حلیم ہیں جو غضب نازل نہیں فرماتے۔اب اگر اپنی اصلاح چاہتے ہیں تو یہ سب کے سب افراد خدا کے سامنے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں،توبہ کریں[2] اورلڑکی کو زید سے علیٰحدہ کردیا جائے کوئی تعلق نہ رہے تاوقتیکہ اس سے بکر کا تعلق زوجیت منقطع ہوکر اس کی عدت

---

[1] ان نکاح المکرہ صحیح کطلاقه وعتقه الخ شامی زکریاص۸۷/ج۴/کتاب النکاح، طحطاوی عل الدرالمختارص ۱۰/ج۲/کتاب النکاح،مطبوعه دارالمعرفة بیروت،عالمگیری ص۳۵/ج۵/ کتاب الاکراہ،الباب الاول،مطبوعه کوئٹه.

[2] واتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور سواء کانت المعصیة صغیرةً او کبیرةً الخ روح المعانی ص۲۳۶/ج۵ ۱/الجزء الثامن (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پرملاحظہ کیجئے)

پوری نہ ہو جائے۔ اس کے بعد زید سے نکاح کی اجازت ہوگی[1]۔ معلوم ہوتا ہے کہ بکر اس کو جدا کرنا نہیں چاہتا، اسی لئے دو سال تک مقدمہ چلا۔ جب شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے کا وعدہ کرے تو بیوی کو مطالبۂ تفریق کا حق نہیں اور ایسی صورت میں نکاح ثانی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/ ۹۰ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) والعشرون، سورة التحريم آيت ۸/مطبوعه دارالفكر بيروت،نووى على المسلم ص ۳۵۴/ج ۲/كتاب التوبة مطبوعه رشيديه دهلى،المفهم شرح المسلم ص۲۷/ ج۷/كتاب الاذكارباب تجديد الاستغفار مطبوعه دارصادربيروت.

[1] لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذالك المعتدة،الهندية ص ۲۸۰/ ج ۱/تاتارخانيه ص۵/ج۳/الفصل الثامن الخ مطبوعه كراچى زيلعى ص ۱۰۱/ج ۲/فصل فى المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان.

فصل دوم: منکوحۂ غیر سے نکاح کے احکام

منکوحۂ غیر سے نکاح

سوال:-زید نے مثلاً منکوحۂ عمر سے نکاح ناجائز کیا زید کو عمر نے متعدد بار مختلف ذرائع سے مثلاً خط وکتابت، زبانی، اشتہار عام سے اطلاع دی کہ زید مرے (عمر) کے ساتھ شریعت کرلے مگر زید روپوش ہوکر منکوحۂ عمر کو ساتھ لے کر کراچی چلا گیا اب اس صورت میں جب کہ زید نے منکوحۂ غیر سے نکاح کرکے اس کو حلال جانا نیز شریعت سے انکار وانحراف کیا زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منکوحۂ غیر سے نکاح کرنا حرام ہے لہٰذا زید کا نکاح منکوحۂ عمر سے صحیح نہیں ہوا۔ لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذٰلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج اھ عالمگیری[1] ص ۲۸۸/ اگر زید کو علم ہے کہ یہ نکاح حرام ہے اور پھر اس نے حرام نکاح کیا تو شرعاً اس پر حد واجب ہے۔ اگر حد کے شرائط متحقق ہوں تو اس پر حد جاری کی جائے۔ بشرطیکہ حکومت اسلامی موجود ہو۔ اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة الیٰ قوله ولهٰذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لکونه زنا کما فی القنیة وغیرها اھ شامی[2]

شریعت کرلے اور شریعت کرنے سے انحراف کا مطلب اگر یہ ہے کہ شریعت کے

---

[1] الهندیة ص ۲۸۰/ج ۱/مطبوعه کوئٹه پاکستان الباب الثالث فی المحرمات (القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، بحر کوئٹه ص ۱۰۸/ج ۳/قبیل باب الاولیاء والاکفاء، تبیین الحقائق ص ۱۱۴/ج ۲/فصل فی المحرمات، طبع امدادیه ملتان.

[2] شامی کراچی ص ۱۳۲/ج ۳/مطلب فی النکاح الفاسد، باب المهر، بحر کوئٹه ص ۱۳۹/ ج ۴/ باب العدة.

موافق فیصلہ کرنے سے انکار کیا تو اس کا جواب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا یعنی وہ حرام کا مرتکب اور سخت گنہگار ہے اس کے ذمہ توبہ کرنا لازم ہے۔ اگر شرائط موجود نہ ہوں تو اس سے سب کو قطع تعلق واجب ہے تا کہ وہ تنگ آ کر توبہ کرلے اور اس عورت کو واپس کردے[1] اگر کچھ اور مطلب ہے تو اس کو واضح کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۶/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف ۲۱/ جمادی الثانی ۵۵ھ

زوجۂ غیر سے نکاح

سوال: - ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی اسلام سے کی۔ اس کے بعد لیاقت نے اپنی بددیانتی سے جس کی تفصیل یہ ہے کہ بہت سے کپڑے اور سونے چاندی کا سامان جو اسلام نے نکاح کے وقت بری میں دیا تھا وہ ضبط کرلیا۔

دوسرے یہ کہ اس بددیانت شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص کے لڑکے سے کردیا اور اپنے دولڑکوں کی شادی اس شخص کی دولڑکیوں سے کرلی۔ لڑکی کے نکاح ثانی کی نوعیت یہ ہوئی کہ لڑکی کے باپ نے قاضی کو جھوٹ کہا کہ اسلام نے لڑکی کو طلاق دیدی ہے اور اس جھوٹ پر فتویٰ بھی لے لیا ہے کہ چونکہ اس نے طلاق دیدی۔ لہٰذا اب نکاح ثانی کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ شوہر اول اسلام نے طلاق نہیں دی ہے، جس کے لئے وہ حلفیہ بیان دے سکتا ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی اور نہ طلاق کے بارے میں کوئی گفتگو ہوئی۔ اب دریافت طلب امر یہ کہ لڑکی کا نکاح ثانی درست ہوا یا نہیں؟ نکاح اول باقی رہا یا نہیں؟ جب کہ شوہر اول نے اب تک طلاق نہیں دی ہے اور نہ دینا چاہتا ہے۔ فقط

---

[1] فان هجرة اهل الاهواء والبدع واجبة علىٰ مرّ الاوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع الى الحق مرقاة ص ۱۶۷/ ج ۴/ باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات طبع بمبئى المفهم شرح المسلم ص ۹۸/ ج ۷/ باب يهجر من ظهرت معصية، مطبوعه دار ابن كثير بيروت.

الجواب حامداًومصلیاً

جب قاعدۂ شریعت کے مطابق نکاح ہوجائے تو دونوں شوہر و بیوی بن جاتے ہیں اور اس بیوی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے جائز نہیں ہوتا بلکہ حرام ہوتا ہے۔ ولایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذٰلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج. فتاویٰ عالمگیری[1] ص ۷ / ج ۲ / لہٰذا اس نے جو اپنی لڑکی کا دوسرا نکاح کردیا ہے۔ یہ جائز نہ ہوگا اور ثبوت طلاق کے لئے صرف اس کا دعویٰ کافی نہیں ہے۔ یا شرعی شہادت موجود ہو[2] یا شوہر اقرار کرے[3]

مفتی کے سامنے جیسا سوال بیان کرکے پیش کیا جائے گا وہ اسی کے موافق حکم شرعی بتلادیگا۔ سوال کا صحیح طور پر پیش کرنا سائل کی ذمہ داری ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند یکم صفر ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کے بعد فرار ہوکر دوسرے سے نکاح کرنا

سوال:- ہندہ حنفیہ سنیہ ہے اس کی شادی زید اہل حدیث یعنی غیر مقلد کے ساتھ ہوئی تھی اور اس شادی کو تقریباً ایک سال ہوا۔ اس دوران ہندہ کے پاس شوہر کی آمدورفت بھی

---

[1] الفتاویٰ الهندية ص ۲۸۰ / ج ۱ / الباب الثالث فی المحرمات القسم السادس المحرمات التی يتعلق بها حق الغير مكتبه كوئٹه پاکستان، بدائع زكريا ص ۵۴۸ / ج ۲ / كتاب النكاح عدم جواز منكوحة الغير، بحر كوئٹه ص ۱۰۸ / ج ۳ / فصلى فی المحرمات)

[2] وشرط فيها شهادة رجلين وارجل وامرأتين سواء كان الحق مالااوغيرمال كالنكاح والطلاق والعتاق الخ، هنديه كوئٹه ص ۴۵۱ / ج ۳ / كتاب الشهادات، الباب الاول، الدرمع الشامی كراچی ص ۴۶۵ / ج ۵ / كتاب الشهادة، تبيين الحقائق ص ۲۰۶ / ج ۴ / كتاب الشهادة، طبع امداديه ملتان.

[3] لو اقر بالطلاق كاذبا اوهازلاوقع قضاءً لاديانة، شامی كراچی ص ۲۳۶ / ج ۳ / كتاب الطلاق مطلب فی الاكراه علی التوكيل بالطلاق الخ.

رہی۔ پھر بکر جو کہ حنفی سنی ہے وہ ہندہ کو لے کر فرار ہوگیا اور ہندہ بکر کے ساتھ تقریباً ایک مہینہ غائب رہی۔ پھر ایک مہینہ کے بعد بکر کے ساتھ مکان واپس آئی اور بکر کے ساتھ شادی کرلی، حالانکہ زید نے ہندہ کو طلاق نہیں دی ہے۔ تو اس بات کو لوگوں سے پوچھا تو کہا کہ یہ شادی جائز ہے، اس لئے کہ حقیقت میں ہندہ کے ساتھ زید کی شادی ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے کہ ہندہ مقلدہ ہے اور زید غیر مقلد ہے۔ تو اب علماء سنی وحنفی سے سوال ہے کہ یہ شادی بغیر طلاق کے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ اہل حدیث آمین بالجہر ورفع یدین کا اہل حدیث ہے کہ ائمہ مجتہدین کو گالیاں نہیں دیتا اور علماء مقلدین کو مشرک نہیں کہتا تو ہندہ کا نکاح اس کے ساتھ صحیح ہوگیا۔ پھر ہندہ کا بکر کے ساتھ فرار اختیار کرنا اور اس کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں۔ یہ شرعی نکاح نہیں۔ جب تک زید اس کو طلاق نہ دے اور پھر عدت نہ گذر جائے اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۱۴۰۱ھ

شوہر لاپتہ ہوجائے تو نکاح پر نکاح کا کیا حکم ہے؟

سوال:-ایک عورت نے جس کا خاوند یکسال سے گھر سے چلا گیا تھا اور اس کا کچھ پتہ نہیں کہ آیا وہ مرگیا یا کہ زندہ ہے اس عورت نے ایک میانجی کو بلا کر اپنا نکاح کسی اور سے کرلیا اور سوائے اس عورت کے کہ اس نے میاں جی سے کہا کہ میرا خاوند مرگیا ہے اور کسی محلّہ والے نے نہ کچھ کہا اور نہ عورت کا چال چلن درست ہے صبح کو محلّہ والوں کو علم ہوا کہ اس عورت

---

[1] واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً، شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج۴/ باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد،هندیه کوئٹه ص ۲۸۰/ ج۱ /الباب الثالث فی المحرمات ،القسم السادس،بدائع زکریا ص ۵۴۸/ ج۲/ کتاب النکاح،عدم جوازمنکوحة الغیر.

نے اپنا نکاح کرلیا ہے۔ میاں جی کو بلا کر دریافت کیا گیا کہ تم نے نکاح کس طرح پڑھایا ہے اس نے کہا کہ میں نے محض عورت کے کہنے سے نکاح پڑھایا ہے۔ اس میاں جی کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر میاں جی کو اس کے شوہر کے زندہ ہونے کا حال نہیں معلوم تھا اور عورت کے کہنے سے یقین کر کے نکاح پڑھا دیا تو اس سے میاں جی کی امامت میں نقصان نہیں آیا نہ میاں جی کا نکاح ٹوٹا اور جس شخص سے نکاح ہوا ہے اگر اس کو بھی علم نہیں تھا اور عورت کی بات کا یقین کر کے اس سے نکاح کیا ہے تو گناہ نہیں ہوگا البتہ تاوقتیکہ پہلے شوہر سے شرعی طریق پر موت، خلع اور طلاق کے ذریعہ سے جدائی ہو کر عدت نہ گذر جائے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ مفارقت ومتارکت لازم ہے کما فی ردالمحتار[1]۔

اور اگر اس کے نکاح کا علم تھا اور پھر نکاح پڑھا دیا تو وہ شخص اور میاں جی دونوں گنہگار ہوں گے۔ دونوں کو توبہ کرنا ضروری ہے۔ نکاح کسی کا بھی نہیں ٹوٹا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱؍شعبان ۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف ۱۱؍شعبان ۱۳۵۵ھ

---

[1] امانکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً بل یجب علی القاضی التفریق بینهما ،شامی زکریاص ۲۷۴،۲۷۶ / ج۴/ باب المهر ،مطلب فی النکاح الفاسد،شامی کراچی ص ۱۳۲،۱۳۳ / ج۳/عالمگیری ص ۲۸۰ / ج ۱ /الباب الثالث فی بیان المحرمات،القسم السادس الخ،ص ۳۳۰/ج ۱ /الباب الثامن فی النکاح الفاسد واحکامه ،مطبوعه دارالکتاب دیوبند،تاتارخانیه ص ۱۱ / ج۳/الفصل التاسع فی النکاح الفاسد واحکامه مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

جبراً نکاح پر نکاح

سوال:- زید کی شادی ایک عورت سے اس طرح ہوئی کہ زید کی ہمشیرہ ان کی بیوی کے رشتہ دار منسوب کی جاتی ہے کچھ عرصہ کے بعد زید کی ہمشیرہ حالت بلوغت میں ہوجاتی ہے اوران ایام میں زید کی بیوی بھی اپنے والدین کے یہاں ہے زید کی ہمشیرہ بخوشی خوددوسری جگہ اپنا نکاح ثانی کرلیتی ہے مگراس میں زید کے سسرال والے زید کی ہمشیرہ کی اس نکاح ثانی کے خلاف ہے حالانکہ زید کی ہمشیرہ بالغ ہے اس ناراضگی میں چندآدمی زید کی بیوی کوزید کے گھر آنے سے منع کرتے ہیں جس پرزید عدالتی چارہ جوئی کرکے حقوق زوجیت کادعویٰ دائر کرنے کے بعدڈگری حاصل کرتاہے مگر بعد حاصل کرنے ڈگری بھی زید کی بیوی اس کے گھر نہیں آتی ہے بیوی توآنے پر رضامند ہے مگر چندگمراہ اشخاص کی سازش سے ایسانہیں ہوتا۔ بعدازاں زید کی بیوی ان کے والدین کے گھر ہی فاحشہ ہوجاتی ہے اور بچہ ولدالحرام پیدا ہوتاہے زید پھرایک دعویٰ عدالت میں اسی شخص کے خلاف دائر کرتاہے جس شخص سے زید کی بیوی نے حرام کیاہے اس کو چھ ماہ قیداور پچاس روپے جرمانہ ہوابعدازاں زید کے سسرال والے زید کی بیوی کاحرام نکاح ایک دوسری جگہ کردیتے ہیں وہاں زید کی بیوی چندیوم رہ کراپنے جدید خاوند کی رضامندی سے زید کے گھرآجاتی ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

زید کا نکاح جب شریعت کے موافق صحیح اورنافذ ہوگیا اورپھر نہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی نہ قاضی نے تفریق کی توزید کے سسرال والوں نے جوزید کی بیوی کا نکاح دوسرے شخص سے کردیاتووہ نکاح ناجائز ہے لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره و کذلک المعتدة، کذا فی السراج الوهاج، عالمگیری[1] ص ۲۸۸ / ج۲/ اب جب کہ زید کی بیوی

---

[1] الهندیة ص۲۸۰/ج۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها (باقی حاشیہ اگلےصفحہ پرملاحظہ کیجئے)

زید کے پاس آ گئی تو زید کو مواصلت کے لئے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں البتہ زید کی بیوی پر عدت واجب ہوگی اگر وہ شخص جس سے زید کی بیوی کا نکاح ہوا نہیں جانتا تھا کہ جس سے میں نکاح کر رہا ہوں یہ زید کی بیوی ہے اور زید کے نکاح سے خارج نہیں اور اس نے زید کی بیوی کے ساتھ جماع کیا ہے یا خلوت صحیحہ کی ہے لیکن اگر جانتا تھا کہ یہ زید کی بیوی ہے اور زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی تو عدت واجب نہیں۔ ولو تزوج بمنكوحة الغير وهو لا يعلم أنها منكوحة الغير فوطئها تجب العدة وأن كان يعلم أنها منكوحة الغير لا تجب حتى لا يحرم علىٰ الزوج وطئها كذا في فتاویٰ قاضی خان عالمگیری[1] ص ۲۸۸/ج ۲/ وخلاصہ[2] ص ۱۱۸/ ج ۲/۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۲۱/ ۱۲/ ۵۱ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالرحمٰن

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نکاح پر نکاح اور اس میں شرکت کا حکم

سوال: - اگر کوئی شخص اپنی لڑکی شادی شدہ کا نکاح دوسری جگہ کر دے جب کہ شوہر سابق خود نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے۔ تو ایسے شخص اور شریک نکاح اور نکاح خواں کیلئے کیا حکم ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) حق الغير مطبوعه كوئٹه پاکستان، بدائع الصنائع ص ۲۶۸/ ج ۲/ فصل ومنها ان لا تكون منكوحة الغير، مطبوعه سعيد كراچى، قاضى خان على الهنديه ص ۳۶۶/ ج ۱/ باب فى المحرمات، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[1] عالمگیری مطبوعه دار الكتاب ديوبند ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث القسم السادس، قاضی خان على هامش الهندية ص ۳۶۶/ قبيل فصل فى اقرار احد الزوجين بالحرمة الخ باب فى المحرمات مطبوعه ايضاً.

[2] خلاصة الفتاوى ص ۱۱۸/ ج ۲/ كتاب الطلاق، الفصل الثامن فى العدة مطبوعه لاهور.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ شوہر نے طلاق نہیں دی اور ضروریات ونفقہ کا کفیل ہے اور حقوق زوجیت ادا کرتا ہے تو پھر دوسری جگہ نکاح کا کوئی حق نہیں ہے لڑکی کے والد نے ایسی حالت میں جو نکاح کیا ہے تو یہ شرعی نکاح نہیں بلکہ زنا اور حرام کاری ہے۔[1] یہ معصیت کبیرہ اور انتہائی بے غیرتی ہے۔ علم کے باوجود جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ بھی سب گنہگار ہوئے۔ سب کو صاف صاف توبہ لازم ہے۔ لڑکی کو اس بات میں والد کی اطاعت ناجائز ہے۔[2] فوراً دونوں میں جدائی کرادی جائے ہرگز ایک جگہ نہ ہونے دیا جائے۔[3] لڑکی اپنے اصلی شوہر کے پاس جا کر رہے جس نے نکاح پڑھایا ہے اگر اس کو اصل حقیقت معلوم تھی تو وہ بھی گنہگار ہے اس کو بھی توبہ لازم ہے۔[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۸۸/۱/۲۵ھ

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكون زنا كمافي القنية وغيرها، شامی زكريا ص۱۹۷/ج۵/باب العدة مطلب فى النكاح الفاسد والباطل،شامی زكريا ص۲۷۴/ج۴/باب المهر مطلب فى النكاح الفاسد، قاضی خان علی الهنديه ص۳۶۶/ ج۱/ باب فى المحرمات مطبوعه ديوبند.

[2] وعن النواس بن سمعان رضى الله تعالىٰ عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لاطاعة لمخلوق فى معصية الخالق مشكوة شريف ص۳۲۱/ج۲/كتاب الامارة والقضاء الفصل الثانى مطبوعه ياسرنديم.

[3] ولكل واحدمنهما فسخه ولو بغيرمحضر عن صاحبه فى الاصح، بل يجب على القاضى التفريق بينهما ،در مختار على الشامى زكرياص۲۷۵/ج۴/باب المهرمطلب فى النكاح الفاسد،عالمگيرى ديوبند ص۳۳۰/ج۱/ الباب الثامن فى النكاح الفاسد،تاتارخانيه ص۱۱/ ج۳/الفصل التاسع فى النكاح الفاسد،مطبوعه ادارة القرآن كراچى.

[4] اتفقوا على ان التوبةمع جميع المعاصى واجبة الخ روح المعانى ص۲۳۶/ج۱۵/الجزء الثامن والعشرون ،سورۂ تحريم آيت ۸/ مطبوعه دارالفكر بيروت،شرح نووى على المسلم ص۳۵۴/ج۲/ كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلى،والتوبة على حسب الجناية، فالسربالسر والاعلان بالاعلان هداية ص۲۷۴/ج۳/كتاب الرجوع عن الشهادة مطبوعه تهانوى ديوبند.

منکوحہ کا فرار ہو کر دوسرا نکاح کر لینا

سوال:- ایک لڑکی کو شوہر اس کی ماں کے یہاں چھوڑ کر بمبئی چلا گیا اور خط میں لکھا کہ میں دو ماہ کے بعد آرہا ہوں ۔مگر لڑکی آٹھ دس روز بعد ہی گھر سے نکل گئی اور اس نے عدالت میں جا کر کسی دوسرے سے نکاح کر لیا نہ اس کے شوہر نے طلاق دی اور نہ وہ بمبئی سے ابھی تک آیا ہے۔تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جب یہ معلوم ہے کہ شوہر موجود ہے خط وکتابت بھی کرتا ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی پھر بھی دوسرا نکاح کر لیا۔تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔عورت سے اگر صحبت ہوئی تو وہ حرام ہوئی،عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں موجود ہے۔فوراً اس شخص سے علیٰحدہ ہو جانا چاہئے ۔اگر علیٰحدہ نہیں ہوگی حرام کاری میں مبتلا رہے گی[1]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۶/۳/۸۸ھ

نابالغہ کا نکاح پر نکاح

سوال:- زید نے دختر نابالغہ کا نکاح بکر سے کر دیا تھا پھر بکر سے بلا طلاق دلوائے خالد سے کر دیا ہے اب یہ نکاح دوسرا جائز ہے یا نہیں اور ایسا کرنے والے کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟بینوا توجروا.

الجواب حامداًومصلیاً

یہ دوسرا نکاح شرعاً ناجائز ہے اگر خالد کو معلوم ہے کہ جس لڑکی سے زید نے میرا نکاح کیا ہے اس کا نکاح پہلے بکر سے کر چکا ہے اور بکر نے اس کو طلاق نہیں دی تو شرعاً خالد بھی

---

[1] تقدم تخریجہ تحت عنوان،نکاح پر نکاح اور اس میں شرکت کا حکم ۔

گنہگار رہوا اگر صحبت کریگا تو یہ زنا ہوگا جس کا گناہ خالد کے ساتھ زید کو بھی ہوگا اور جولوگ نکاح میں شریک ہوئے وہ سب گنہگار ہیں خالد کے ذمہ واجب ہیکہ زید کی لڑکی سے علیحدہ رہے اور زید کے ذمہ واجب ہے کہ اپنی لڑکی کو بکر کے پاس بھیجے اور لڑکی کو حرام ہے کہ خالد کے ساتھ مباشرت کرے اور جولوگ نکاح میں شریک ہوئے یا ان کو قدرت ہے تو حسب استطاعت سب کے ذمہ ضروری ہے کہ زید کی لڑکی کو بکر کے گھر بھجوائیں اور خالد کے پاس نہ رہنے دیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳؍۱؍ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف ۲۴؍محرم الحرام ۵۹ھ

شوہر کی موجودگی میں دوسرا نکاح غیر مملوک مکان کی بیع اور وقف

سوال:- تنقیح کی گئی اب مولانا صاحب گذارش ہے کہ ہماری مسجد محلّہ شیشگران فیروز آباد اس میں پانچ عہدیدار ہیں۔ ۳۳؍آدمی ورکن کمیٹی کے ممبروں میں کل صدر، سکریٹری، خزانچی اور اس کے علاوہ ۲۸؍ممبر ہیں، لیکن ان میں معاملہ الجھن میں پڑ گیا۔ ایک عورت مسماۃ حمیدن ضلع علی گڈھ کی رہنے والی ہے اس کا شوہر موجود ہے۔ اب سے بیس سال پہلے وہ عورت

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقداصلاً قال فعلى هذا يفرق بين فاسده وباطله فى العدة ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنى، شامى كراچى ص ۱۳۲ / ج ۳/ مطلب فى النكاح الفاسد، باب المهر، مطبوعه زكريا ص ۲۷۶ / ج ۴/ شامى زكريا ص ۱۹۷ / ج ۵/ باب العدة مطلب فى النكاح الفاسد والباطل ،ولكل واحد منهمافسخه ولوبغيرمحضر عن صاحبه ودخل بهااو لافى الاصح خروجاً عن المعصية بل يجب على القاضى التفريق بينهما، شامى زكريا ص ۲۷۵ / ج ۴/ باب المهرمطلب فى النكاح الفاسد.

فیروزآباد آ گئی ہے۔ اوراس عورت نے میرے ماموں بنام ننّے سے نکاح کرلیا۔ ایک دوسرے مرد نے علی گڈھ سے لاکر ۵۰۰/روپیہ اس کو ننّے کو دیدیا ہے، حالانکہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی۔ اس کے دو بچہ بھی ہیں۔ ننھے اور کلو دو بھائی تھے اور دونوں ایک ہی مکان میں ہمیشہ رہتے تھے کبھی جدا نہیں ہوئے ہیں اوراس عورت کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی دو اولاد سابقہ شوہر سے تھی۔ اس عورت نے کئی مرتبہ ننھے سے یہ کہا کہ یہ جائداد جو تیرے پاس ہے میرے یا میرے بچوں کے نام کردے۔ اس نے عورت کا کہنا نہیں مانا۔ کلو نے اپنے بھائی ننھے سے کہا کہ تم اس عورت کو علیحدہ کردو لیکن ننھے نے کہا کہ تم یہ سمجھ لو کہ تمہارے بھائی کے پاس رنڈی ہے۔ پھر اتفاق سے ننھے اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں ملنے کے لئے گئے تھے کہ راستہ ہی میں ان کا انتقال کسی بیماری کی وجہ سے ہوگیا، انھوں نے کوئی شئی کسی کے نام بیع یا رجسٹری نہیں کی۔ کلو نے عورت سے کہا کہ تم میرے بھائی کی بیوی ہو میرے پاس رہو مگر وہ ان کے ساتھ رہنے پر تیار نہیں ہوئی۔ اہل محلّہ نے عورت کو بہکانا شروع کردیا اور اہل محلّہ نے یہ کہا کہ اس مکان میں تیرا ¼ حصہ ہے کیونکہ ننھے کے کوئی اولاد تیرے سے نہیں ہے اوراس مکان کو محلّہ شیشگران کی مسجد کے نام ہبہ کردے اور مسجد کے نام بیع نامہ کرادیا اور بیعنامہ صدر نواب الدین کے نام کرادیا ہے۔ اس سے کلو کو سخت پریشانی ہوئی۔ دونوں بیعنامہ کی نقل کو پڑھا جو بیعنامہ صدر نواب الدین کے نام ہے جوکہ مسجد کے صدر ہیں اس میں کوئی شرط نہیں ہے۔ جو پارٹی اس مکان کو لینا چاہتی ہے وہ یہ کہتی ہے کہ اس عورت نے یہ شرط رکھ کر مسجد کے نام بیعنامہ کیا ہے کہ میں اپنی زندگی تک اس مکان میں رہوں گی اور یہ چوتھائی مکان میں جو مسجد کے نام کررہی ہوں کلو کو آپ نہیں دے سکتے۔ اس عورت نے جو جو کاغذات مسجد کو دیئے ہیں اس میں بھی مکان کا بیعنامہ ننھے اوراپنے نکاح کی رسید دیدی ہے اور ایک کرایہ نامہ کا کاغذ بھی دیا ہے جوکہ کبھی ننھے کلو سے کرایا ہوگا اوراپنی طلاق کی کوئی رسید نہیں دی ہے نہ اس کے پاس سابقہ شوہر کی طلاق کوئی رسید ہے۔ اب عندالشرع کیا حکم ہے؟

اس سوال پر تنقیح یہ ہوئی۔

تنقیح (۱) اس عورت نے جو کاغذ بطور بیع نامہ مسجد کے لئے لکھا ہے جو کہ صدر صاحب کے نام ہے وہ یا اس کی نقل بھیجئے۔

(۲) حمیدن کا شوہر موجود ہوتے ہوئے آپ کے ماموں مرحوم کا اس عورت سے نکاح کیسے ہوا؟ کیا ماموں کو اس کا علم نہیں تھا۔ اگر نکاح کے بعد یہ علم ہوا کہ یہ منکوحہ ہے تو اس نے کیا اثر لیا، آیا اس بات کو غلط تصور کرتے ہوئے اپنے نکاح کو صحیح سمجھا یا مسماۃ حمیدن کو اپنے سے الگ کیا یا ماموں کو علم نہیں ہوسکا آپ نے بھی ان کو خبر نہیں کی کہ اس عورت کا شوہر زندہ ہے۔

(۳) ماموں صاحب نے اپنے انتقال پر کوئی اولاد چھوڑی ہے یا کہ نہیں؟

جواب تنقیح۔

(۱) مسماۃ حمیدن نے جو بیعنامہ صدر مسجد نواب الدین کے نام کیا ہے اس کی پختہ نقل رجسٹری شدہ آپ کو روانہ کرتے ہیں یعنی ملاحظہ ہو۔

(۲) مسماۃ حمیدن سے جب ننھے جلسری نے نکاح کیا اس وقت ان کو ہر بات کا علم تھا کہ اس عورت کا شوہر موجود ہے اور اس نے طلاق نہیں دی ہے اور اس کے دو بچے موجود ہیں۔ اس عورت سے بھی ننھے کی کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور نہ پہلی بیوی سے تھی۔

(۳) میں نے ماموں صاحب سے اس معاملہ میں کئی مرتبہ کہا سنا اور ان کو جو پریشانی ہوتی تھی وہ ذکر کرتے تھے اور کہتے تھے اب تو جو کرلیا سو کرلیا اب کیا ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب ننھے کو معلوم تھا کہ یہ عورت دوسرے شخص کی بیوی ہے اور شوہر نے طلاق نہیں دی ہے بلکہ دھوکہ دیکر اس کو لایا گیا ہے تو ننھے کا اس سے نکاح جائز نہیں تھا وہ نکاح منعقد ہی نہیں

ہوا ہے۔ جتنی مدت تک وہ ننھے کے ساتھ رہی معصیت وحرام کاری ہوتی رہی[1] ایسی صورت میں وہ شرعاً ننھے کی بیوی نہیں۔ ننھے کے ترکہ سے کچھ بھی پانے کی حقدار نہیں۔ مکان کا چوتھائی حصہ فروخت کرنے کا اس کو حق نہیں ہے۔ اس کا بیعنامہ بالکل بیکار ہے جب تک کلو اس کی اجازت نہ دے۔ اس لئے کہ مکان مذکورہ پورا کلو کی ملک ہے، کلو اجازت دے تو اس کی بیع درست ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ کلو کو پورا حق ہے کہ اس عورت کو مکان سے نکال باہر کرے۔ وہ اپنے اصل شوہر کے پاس چلی جائے۔ کلو پورے مکان کا خود ہی مالک ہے۔ ایک ہزار روپیہ جو کہ بطور بیعنامہ کے اس نے صدرِ محترم کو دیا ہے اس کو واپس لے سکتا ہے۔ صدر محترم کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اس کو واپس کردیں اور جو روپیہ صدر محترم نے اس عورت کو مکان کی قیمت کا ۳/ ہزار دیا ہے وہ اس سے واپس لے سکتے ہیں۔ اگر عورت واقعۃً ننھے کی بیوی ہوتی رنڈی کی طرح بلا شرعی نکاح کے نہ ہوتی اور پھر وہ اپنا چوتھائی حصہ فروخت کرتی تو بھی بیع فاسد ہوتی کیوں کہ اپنی حیات تک مکان مذکور میں رہنے کی شرط لگا رکھی ہے جو کہ مفسد بیع ہے۔ اس شرط کا پارٹی کو اقرار ہے (اگرچہ تحریر میں یہ شرط نہ ہو) بیع فاسد کا فسخ کرنا شرعاً واجب ہوتا ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة الهندیة ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ولذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنی، شامی زکریا ص ۲۷۴/ ج ۴/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

[2] ولا بیع بشرط یعنی الی قوله الأصل الجامع فی فساد العقد بسبب شرط الی قوله ویجب فسخه قبل القبض (قوله فسخه) أی فسخ البیع الفاسد. درمختار مع الشامی کراچی ص ۸۴، ۹۱/ ج ۵/ کتاب البیوع، مطلب فی البیع بشرط فاسد، تبیین الحقائق ص ۵۷/ ج ۴/ کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل قبض المشتری الخ طبع امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص ۸۵/ ج ۶/ باب البیع الفاسد.

منکوحۂ غیر کو طلاق دلوا کر اس کی کفالت کرنا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک منکوحہ عورت کو اس کے گاؤں سے جا کر لے آیا اور اس نے کسی کے گھر جدا کر بٹھادیا اور اس کو کپڑے بنوا دیئے اور کھانے پینے کو روپے بھی دیئے چونکہ اس عورت کی اور اس کے خاندان کی ایک عرصہ سے ناچاقی تھی اور وہ اپنے خاوند کے یہاں رہنے کو تیار نہ تھی اس لئے زید نے اس کے خاوند کو مبلغ ایک سو روپے دے کر طلاق لے لی۔ طلاق لینے کے بعد اس عورت کو ایک ملاں کے گھر بٹھادیا ملاں نے کہا میں نہیں بٹھاتا تو اپنے گھر بٹھادے اس معاملہ کا لوگوں میں چرچہ ہوا تو جمعہ کے دن ایک مولوی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا گیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس غیر عورت کو غیر محرم آدمی کے ساتھ آنا غیر محرم کے یہاں عدت گذارنا اور پھر ایک غیر آدمی کا روپیہ دے کر طلاق دلوانا یہ سب ناجائز ہے اس زید کو سمجھانا چاہئے اگر وہ سمجھانے سے باز نہ آوے تو پھر شرعی سلوک کرنا چاہئے۔ اس کے بعد زید پھر مولوی صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ اب تک جو کچھ مجھ سے غلطی ہوئی ہے اس کے متعلق مجھے معافی مل جائے اب جس طرح شریعت کا حکم ہے میں عمل کروں گا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ یہ عورت کسی اپنے رشتہ دار کے یہاں رہ کر عدت گذار دے تم اس کو کوئی خرچ وغیرہ مت دو اور اس سے ملو بھی مت اس نے کہا کہ میرا لڑکا اس کو اس کے یہاں چھوڑ آتا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی اور آدمی جا کر چھوڑ آوے اس کے بعد زید نے اپنے لڑکے کو اس کے ہمراہ کردیا کہ تو اس کو اس کے بھائی کے یہاں چھوڑ آ اور خرچ کرایہ اپنے پاس سے دے دیا۔

اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ زید کے اس طرح کرنے سے زید کا حقہ پانی بند کرنا چاہئے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس طرح کرنے سے زید کا حقہ پانی بند کرنا جائز ہے یا نہیں نیز اگر زید اس کو گھر بیٹھ کر خرچ وغیرہ روانہ کرتا رہے تو زید شریعت کا چور ہے یا نہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

غیر محرم عورت کو بلا پردہ دیکھنا اور اس کے ساتھ خلوت کرنا منع ہے[۱] اگر عورت اور اس کے شوہر کے درمیان مصالحت کی توقع نہ تھی اور تعلقات زیادہ خراب ہو چکے تھے تب زید نے طلاق دلوائی ہے تو اس میں مضائقہ نہیں[۲] تاہم اس کے گھر سے لانا اور کسی غیر کے گھر بٹھانا اس کو جائز نہ تھا[۳] لہٰذا زید کو تنبیہہ کی جائے اگر وہ اس عورت سے کسی قسم کا غیر شرعی تعلق نہ رکھے اور گذشتہ سے صدق دل سے توبہ کرے تو اس کا حقہ پانی بند کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ اس کا حقہ پانی بند کر دیا جائے[۴] اگر وہ عورت غریب ہے اور محتاج ہے اس لئے زید اس کے ساتھ

---

۱ الخلوة بالأجنبية حرام الدرالمختار على ردالمحتار ص۳۶۸/ج۶/(فصل فى النظر والمس كتاب الحظر والإباحة)نظر الرجل الى المرأة الاجنبية حرام من كل شئ من بدنها الخ مرقاة شرح مشكوة ص ۴۰۹/ج۳/باب النظر الى المخطوبة الفصل الاول،كتاب النكاح مطبوعه بمبئى ،التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح ص۸/ج۴/باب النظر المخطوبة مطبوعه مكتبه فخريه ديوبند.

۲ ولابأس به اى بالخلع عند اللحاجة للشقاق بعدم الوفاق، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص۱۰۲/ج۲/باب الخلع،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،درمختارعلى الشامى دار الفكر بيروت،ص ۴۴۱/ج۳/باب الخلع،عالمگيرى ص۴۸۸/ج ۱/الباب الثامن من فى الخلع ومافى حكمه الفصل الاول،مطبوعه دارالكتب العلمية ديوبند.

۳ ولاتخرج معتدة رجعى وبائن بأى فرقة كانت ولو مختلعة على نفقة عدتهافى الاصح، درمختار على الشامى ص۵۳۵/ج۳/فصل فى الحداد،مطلب الحقائق على المفتى ان ينظر فى خصوص الوقائع ،مطبوعه دارالفكر بيروت،مجمع الانهرص ۱۵۴/ج۲/باب العدة فصل فى الحداد،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،تبيين الحقائق ص۳۶/ج۳/فصل فى الاحداد مطبوعه امداديه ملتان.

۴ قال الخطابى،رخص للمسلم ان يغضب على اخيه ثلاث ليال ولايجوز فوقها الااذاكان الهجران فى حقوق اللّٰه تعالىٰ فيجوز فوق ذالك،مالم يظهر منه التوبة والرجوع الى الحق، مرقاة شرح مشكوة ص ۱۶۷/ج۴/باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع،الفصل الاول مطبوعه بمبئى،المفهم شرح المسلم ص۹۸/ج۷/كتاب الرقاق،باب يجهر من ظهرت معصية مطبوعه دارابن كثير دمشق.

سلوک کرتا ہے اور کوئی بری نیت نہیں ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اگر زید کا مقصود اس سے نکاح کرنا ہے تو وہ عدت کے بعد نکاح کرسکتا ہے پہلے نہیں کرسکتا[۱] اگر اس سے ناجائز تعلق ہے تو پھر اس کو خرچ دینا اور اس سے ملنا سب گناہ اور ناجائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۳۰/ ربیع الثانی ۵۴ھ

بغیر طلاق کے دوسری جگہ نکاح کردینا

سوال: ہندہ کی بچپن کی حالت میں برضاء والدین ایک گاؤں میں شادی ہوگئی تھی پھر بوجہ جھگڑا ہونے کے والدین نے یہ کہا کہ ہم وہاں نہیں بھیجیں گے پھر پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ والدین نے نکاح پڑھا دیا بغیر طلاق لئے۔ اس کے دو سال بعد ان سے لڑائی کرکے طلاق لی پھر نکاح ثانی نہیں ہوا پھر زوج ثانی نے ہندہ کو مار پیٹ کر باہر نکال دیا پھر اس نے زبردستی ہندہ کو پکڑ کر گھر میں بٹھا لیا۔ کیونکہ اس کا والد فوت ہو چکا تھا اس مجبوری میں پھر رات کو اس کے ساتھ ہمبستر ہوا پھر اس کے سات بچے پیدا ہوئے وہ اسی طرح گاہے گاہے مارتا رہا اور طلاق بھی دیتا رہا اب کی بار رو کے جب عورت نے کہا کسی مولوی سے دریافت کرو کہ یہ ناجائز ہے تو اس نے اس کو مار پیٹ کر ہمبستری کی۔ اب کی طلاق پر پھر عورت باہر نکل آئی کہ چاہے مجھے قتل کردے میں تیرے گھر میں نہیں رہنا چاہتی۔ پہلے عورت لاعلم تھی اب اس نے چار بچوں کی ماں ہونے کی حالت میں قرآن شریف پڑھا اب اس کو معلوم ہوا کہ یہ ناجائز حرکت ہے اور اس مرد نے منع کیا کہ میرے گھر میں قرآن شریف نہ پڑھو۔ بینوا وتوجروا

---

[۱] کذا یستفاد وحل لها التزوج بآخر بعد العدة، درمختار علی الشامی زکریا ص ۱۵۱/ ج ۴/ فصل فی المحرمات قبیل باب الولی، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۸/ ج ۳/ قبیل باب الاولیاء والاکفاء.

الجواب حامداً ومصلیاً

نابالغی کی حالت میں جب والدین نے نکاح کردیا تھا تو وہ لازم ہوگیا تھا اس کے بعد بلا طلاق جو نکاح ثانی کردیا گیا وہ قطعاً ناجائز ہوا بلکہ بدستور پہلے شوہر کا نکاح برقرار رہا اور جب شوہر اول نے طلاق دی تب اس کی زوجیت سے علیحدہ ہوگئی لیکن نکاح ثانی قبل از طلاق ہوا ہے وہ کسی طرح جائز نہیں ہوا اور پھر بعد میں بھی نکاح ثانی کی تجدید نہیں کی گئی۔ لہٰذا شوہر ثانی شرعی شوہر نہیں جس طرح بھی ممکن ہو اس سے علیحدہ رہنا واجب ہے اتنے زمانہ تک جو شوہر ثانی نے رکھا ہے یہ بھی ناجائز طریقہ پر رکھا ہے اس کی طلاق کی بھی حاجت نہیں۔ اگر شوہر ثانی کو نکاح کرتے وقت یہ علم تھا کہ یہ عورت دوسرے کے نکاح میں ہے اور اس نے طلاق نہیں دی تو یہ نکاح بالکل باطل ہوا اب اس کے لئے عدت کی بھی ضرورت نہیں بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو عورت اس سے علیحدہ ہو کر دوسری جگہ نکاح کرے یا اسی سے نکاح کرے اگر اس کو علم نہ تھا اس سے علیحدگی کے بعد تین حیض عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة أن علم أنها للغير لانه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً ولهٰذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكونه زناً كما فى القنية وغيرها اھ ردالمحتار[1] مختصراً باب العدة ص ۹۳۸/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱۲/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۷/ ذی الحجہ ۵۶ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۵۱۶/ ج ۳/ مطلب فى النكاح الفاسد والباطل، مطبوعه زكريا ص ۱۹۷/ ج ۵/ شامی زكريا ص ۲۷۴/ ج ۴/ باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۳۹/ ج ۴/ باب العدة، خانية على هامش الهندية ص ۳۶۲/ ج ۱/ باب فى المحرمات مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

بغیر طلاق نکاح ثانی

سوال: -ایک لڑکی کی شادی ہوئی، شادی کے چھ ۶/ سات ۷/ مہینہ کے بعد لڑکا کلکتہ شہر چلا گیا۔ لڑکی کا باپ کلکتہ میں رہتا ہے لڑکی کے باپ نے دریافت کیا کہ تم کیوں چلے آئے؟ کہا میرا گذارا مشکل ہے میں نہیں جاؤں گا تب لڑکی کے باپ نے اس کی دوسری شادی کر دی دوسرے شوہر سے بلا طلاق، اور نکاح پڑھانے والے بستی کے امام صاحب ہیں جب نکاح پڑھانے کے لئے گئے تو اس وقت امام نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ دیکھو قیامت کا بوجھ تم پر ہے میں نکاح پڑھاتا ہوں تو عند الشرع اس نکاح کا کیا حکم ہے اور امام نکاح خواں اور شریک نکاح گواہ وکیل وغیرہ کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نکاح شرعاً درست نہیں جو اس نکاح میں شریک ہوئے سب گنہگار ہیں۔ سب کو توبہ لازم ہے[1] اور ان دونوں کو علیحدہ کرنا ضروری ہے لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس کلکتہ پہنچا دیں یا شوہر سے طلاق حاصل کریں جب وہ طلاق دیدے اور عدت گذر جائے جب دوسری جگہ نکاح کریں اس سے پہلے نہیں[2]۔ امام صاحب بھی گنہگار ہیں ان کو ہرگز یہ نکاح پڑھانا جائز نہیں

---

[1] اتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور الخ، روح المعاني ص ۴۳۶/ ج۱۵/ الجزء الثامن والعشرون، سورۂ تحریم آیت ۸/ مطبوعه دار الفكر بيروت، نووی على المسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلی.

[2] أما نكاح منكوحة الغير لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد اصلاً ولكل واحد منهمافسخه ولو بغير محضر على صاحبه، في الاصح خروجا عن المعصية اذ لاشک فی انه خروج من المعصية الخروج منها واجب بل يجب على القاضي التفريق بينهما وتجب العدة بعد الوطء من وقت التفريق او متاركة الزوج الخ، شامی مع الدر المختار ملخصاً ص ۲۷۴ تا ۲۷۶/ ج ۴/ باب المهر مطلب في النكاح الفاسد، مطبوعه زكريا، تاتارخانیه ص ۱۱/ ج ۳/ الفصل التاسع فی النكاح الفاسد واحكامه مطبوعه كراچی، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۶۹/ ج ۳/ باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد باب المهر.

تھا اگر وہ توبہ کر کے اپنے پڑھائے ہوئے نکاح سے دونوں کو جدا کرانے کی کوشش نہ کریں تو ان کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور کسی دوسرے متبع سنت کو امام مقرر کیا جائے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۴/ ۸۶ھ

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۴/

بغیر طلاق دوسرے شخص سے نکاح

سوال:- لڑکی کی شادی گاؤں میں ہوئی تھی، لڑکی جب شوہر کے گھر گئی تو شوہر نے بیوی کی طرف توجہ نہیں کی، پتہ چلا لڑکے کا تعلق بھاوج سے ہے، لڑکی کو اس بارے میں جب پورا اطمینان ہو گیا تو اس نے روکنے کی تدبیر کی مگر کامیاب نہ ہوئی، مجبوراً لڑکی جب اپنے گھر آئی تو والدہ سے یہ قصہ بیان کیا، داماد کو بلایا گیا، سمجھایا گیا مگر وہ باز نہیں آیا، لڑکی نے سسرال جانے سے انکار کر دیا، کئی مرتبہ لڑکے والے لینے کے لئے آئے مگر لڑکی قطعاً تیار نہیں ہوئی۔ پنچایتیں ہوئیں، طے پایا کہ لڑکا بھی یہیں رہے، جس کے لئے لڑکا تیار نہیں ہوا، لڑکے نے بدمعاش کے ذریعہ سے لے جانے کی سعی کی، لڑکی غریب گھرانے کی تھی، ذرائع نہ بنے پریشان ہو کر ایک دوسری جگہ انتظام کر دیا، لڑکے نے وہاں بھی سعی کی بذریعہ پولس گرفتاری کی سعی کی، مگر لڑکی پر قابو نہیں پا سکے، لڑکا نہ طلاق دینے کے لئے تیار ہے، نہ فیصلہ کے لئے۔ لڑکی

---

[۱] ویکره امامة عبد وفاسق وفي الشامي قوله: وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني واكل الربا ونحو ذالك، (شامي زكريا ص ۲۹۸ / ج ۲ / باب الإمامة، قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام مجمع الانهر ص ۱۶۳ / ج ۱ / فصل الجماعة سنة مؤكدة كتاب الصلاة مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، وكره امامة العبد، والفاسق لانه لايهتم لامر دينه ولان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانة شرعاً، زيلعي شرح كنز ص ۱۳۴ / ج ۱ / باب الامامة والحدث في الصلاة مطبوعه امداديه ملتان.

کا باپ کل سامان بھی واپس کرنے کے لئے تیار ہے، کیا ان تمام مجبوریوں میں جہاں وہ لڑکی ہے، نکاح ہوسکتا ہے۔؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر نکاح کردیا ہے تو نکاح بالکل درست نہیں، فوراً ان کو علیحدہ کردیا جائے، جب تک شوہر طلاق نہ دے یا شرعی طور پر تفریق نہ ہوجائے، دوسری جگہ نکاح نہیں ہوسکتا[۱] اگر لڑکا تعلق زوجیت رکھنے اور حقوق ادا کرنے کا وعدہ کرے، تو اس کے پاس بھیج دیا جائے، پھر لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ مؤدت وموافقت کر کے اپنی طرف مائل کرسکتی ہے، اگر بالکل توقع نہ ہو تو بعوض مہر طلاق حاصل کرلی جائے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۴/ ۸۷ھ

زوج اول سے نکاح بغیر طلاق زوج ثانی

سوال:- زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق بائن دیدی اور عورت مطلقہ نے پونے دو ماہ کے بعد عمرو سے نکاح کرلیا اس کے چندروز کے بعد اول خاوند زید کے پاس چلی گئی اور زید سے تین لڑکے پیدا ہوئے اب زید کہتا ہے کہ میں اس عورت کو از روئے شرع شریف حلال

---

[۱] اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الى قوله لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً ،شامی زکریا ص۱۹۷/ ج۵/ مطبوعہ کراچی ص۵۱۶/ ج۳/ باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ، هنديه كوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث في المحرمات ، القسم السادس المحرمات التى ،يتعلق بهاحق الغير تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج۳/ کتاب النکاح،مایجوز من الانکحة ومالایجوز.

[۲] وان تشاق الزوجان وخافاان لايقيما حدود الله فلاباس بان تفتدى نفسها عنه بمال يخلعها به هدایه ص ۴۰۴/ ج۲/ باب الخلع مطبوعه یاسرندیم، عالمگیری کوئٹه ص ۴۸۸/ ج ۱/ الباب الثامن فى الخلع ومافى حكمه، مجمع الانهر ص ۱۰۲/ ج ۲/ باب الخلع دارالكتب العلميه بيروت.

کر کے رکھنا چاہتا ہوں فلہٰذا علماء دین اس کی صورت مع حوالہ کتب معتبرہ بتائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

بغیر عمرو سے طلاق حاصل کئے زید سے نکاح نہیں ہوسکتا زید سے جو تعلق اس مدت میں رہا وہ مطلقاً حرام اور زنا ہے اوران تین لڑکوں کا نسب بھی زید سے شرعاً ثابت نہیں[1] ہو نے دو ماہ میں عدت طلاق (تین حیض) گذر سکتی ہے۔ لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره و کذلک المعتدة، کذا فی السراج الوهاج اھ عالمگیری[2] ص ۲۸۰ / ج ۱۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/ ذی الحجہ ۶۷ھ

جواب صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ عورت نے انقضاء عدت کا دعویٰ بھی کیا ہو۔ فقط

سعید احمد غفرلہٗ ۲۲/ ذی الحجہ ۶۷ھ

غلط بیان کے ذریعہ فتویٰ لے کر شادی شدہ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا

سوال:- زید کی لڑکی کا نکاح بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کے والدین نے کرادیا تھا مگر

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدبه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقداصلاً ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زناً كما فى القنية وغيرها، شامى زكريا ص ۲۷۴ / ج ۴ / باب المهر مطلب فى النكاح الفاسد شامى ايضاً ص ۱۹۷ / ج ۵ / باب العدة مطلب فى النكاح الفاسد والباطل، النهر الفائق ص ۴۸۰ / ج ۲ / بابالعدة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق ص ۱۳۹ / ۴ / باب العدة مطبوعه الماجديه کوئٹه ان المراد بالباطل ماوجوده كعدمه ولذالايثبت النسب، شامى زكرياص ۲۷۴ / ج ۴ / باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد.

[2] عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۰ / ج ۱ / القسم السادس المحرمات التى تتعلق بها حق الغير بلوچستان بک ڈپو کراچی، الثالث، تاتارخانیه ص ۴ / ج ۳ / الفصل الثامن فى بيان مايجوز من الانكحة الخ مطبوعه کراچی، خانيه على الهنديه ص ۳۶۶ / ج ۱ / باب المحرمات مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

جب کہ لڑکی بلوغ کو پہنچی تو اس وقت باہم فریقین میں رضامندی نہ رہی اور نہ لڑکی کو طلاق ہی ہوئی لڑکی کے والدین نے ایک مولوی صاحب سے اصلیت کو چھپاتے ہوئے یہ بیان کیا کہ نکاح لڑکی کا مجھے بیہوشی کی دوا لگا کر کر دیا تھا اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں نے بیہوشی کی حالت میں اجازت دی یا نہیں دی نکاح جائز ہے یا نہیں یہ لڑکی کے والدین نے مولوی صاحب سے زبانی بیان کیا مولوی صاحب نے یہ سنکر لڑکی کے والدین کو یہ کہہ دیا کہ نکاح ناجائز ہے دوسرا نکاح کرادیا جاوے، مولوی صاحب کے تحریری فتویٰ دینے پر قاضی صاحب نے لڑکی کا نکاح دوسرا پڑھ دیا اس کے بعد جب مولوی صاحب مذکور پر اعتراض ہوا تو انہوں نے اپنا تحریری فتویٰ اپنے قبضہ میں کرلیا مولوی صاحب نے رمضان المبارک نماز جمعہ میں یہ کہا کہ قاضی صاحب تکبیر نہ کہیں اب اس میں کون قابل اعتراض ہے آیا مولوی صاحب یا قاضی صاحب لہٰذا اس کا جواب بہت جلد تحریر فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مولوی صاحب جب کہ خود اصل واقعہ سے ناواقف تھے اور لڑکی کے والد نے غلط واقعہ بیان کیا اور مولوی صاحب نے اس کو صحیح سمجھتے ہوئے فتویٰ دیا تو اس میں مولوی صاحب کا قصور نہیں لیکن جس وقت ان کو صحیح واقعہ کا علم ہوا اور لوگوں نے ان پر اعتراض کیا تو ان کو اپنا فتویٰ چھپانا نہیں چاہئے تھا بلکہ ان کے ذمہ لازم تھا کہ لوگوں سے نیز قاضی صاحب سے ظاہر کرتے کہ لڑکی کے والد نے مجھ سے یہ بیان کیا تھا یعنی اس بیان پر فتویٰ دیا اور قاضی صاحب جب کہ مسائل سے خود ناواقف تھے انہوں نے مولوی صاحب کا تحریری فتویٰ دیکھ کر دوسرا نکاح پڑھایا ہے تو قاضی صاحب کا بھی قصور نہیں لیکن قاضی صاحب کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ پہلے اور دوسرے نکاح والوں کو اس کی اطلاع کر دیں کہ لڑکی کے والد نے غلط واقعہ بیان کر کے فتویٰ حاصل کیا ہے لہٰذا دوسرا نکاح[1] صحیح نہیں بلکہ پہلا ہی نکاح بدستور صحیح اور قائم

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ و کذالک المعتدة، الهندیة ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی الخ،الباب الثالث فی بیان المحرمات، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پرملاحظہ ہو)

ہے ایسی حالت میں مولوی صاحب کوتکبیر کہنے سے روکنا بے جا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ ذیقعدہ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ ذی قعدہ ۶۰ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ ذی قعدہ ۶۰ھ

نکاح کے بعد نکاح خواں اگر انکار کر دے تو دوسرے نکاح کا حکم

سوال: -ایک عورت نے برضاء ورغبت خویش ایک شخص سے بحضور شاہدین نکاح کرایا دو گواہوں کے علاوہ نکاح پڑھانے والا ایک تیسرا آدمی تھا کہ عرصہ کے بعد چار پانچ عامی آدمیوں نے (جو کہ نہایت غضب وغصہ میں تھے) نکاح خواں سے ڈرا کر پوچھا کہ تو نے اس عورت کا نکاح فلاں شخص سے پڑھایا ہے؟ ان کی غصہ بھری حالت کو دیکھ کر نکاح خواں نے جواب میں کہا کہ نہیں۔ صرف نکاح خواں کے اتنا کہنے پر انہوں نے اس عورت کا نکاح دوسری جگہ پڑھ دیا۔ کیا اس عورت کا پہلا نکاح صحیح اور درست ہوا یا نہ اگر صحیح ودرست ہوا تو کیا ان چار آدمیوں کے سامنے نکاح خواں کا نکاح پڑھنے سے انکار کر دینے پر نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہ حالانکہ وہ عدالت قانونی یا شرعی میں اپنی نکاح خوانی کی شہادت پر بدستور ثابت وقائم ہے۔ اگر پہلا نکاح حسب شریعت صحیح منعقد ہو چکا ہے اور نکاح خوان کے اتنا کہنے پر فسخ نہیں ہوا تو اس عورت کا نکاح جو دوسری جگہ پڑھا گیا ہے اس کا کیا حکم اور نکاح پڑھنے والے اور نکاح کرنے والا اور مجلس نکاح ثانی میں شامل ہونے والوں سے شرعاً کیا برتاؤ کیا جائے۔ بینوا بالدلیل۔ تو جروا من الرب الجلیل۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زوجین اپنے نکاح پر قائم ہیں اور دو گواہ عاقل وبالغ ومسلم موجود ہیں کہ ہمارے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، شامی زکریا ص ۱۹۷ / ج ۵ / باب العدۃ، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل.

سامنے ایجاب وقبول ہوا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے اور اس حالت میں عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔ نکاح خواں ایجاب وقبول کے لئے محض وکیل ہوتا ہے اصیل مقر ہے اور گواہ بھی رکھتا ہے تو پھر وکیل کا انکار معتبر نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ عدالت شرعی وقانونی میں اپنی نکاح خوانی کی شہادت پر بدستور قائم بھی ہے پھر کسی مجلس میں اس کا انکار کچھ مفید نہیں اور اگر نکاح خواں کو ایجاب وقبول کے لئے وکیل ہی نہ بنایا ہو محض خطبہ یا اعلان نکاح اس کے ذریعہ سے کرایا گیا تو اس کی اتنی بھی حیثیت باقی نہیں رہتی بہرحال نکاح اول درست ہو گیا اور نکاح ثانی درست نہیں ہوا وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما فاهمين مسلمين الخ درمختار[1] مختصر ص ۱۹۴/ ج ۲/ ولا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة عالمگیری[2] ص ۴۸۸/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱/ ۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/ محرم الحرام ۵۴ھ

نکاح کے بعد رخصتی سے قبل نکاح ثانی

سوال:- دو نکاح ۱۹۶۸ء میں ہوئے۔ ایک نکاح جناب مست عرف عبد الحمید صاحب پسر جناب مولیٰ بخش صاحب ساکن قرول کا ہمراہ مسماۃ رشیدہ بانو دختر چاند محمد ساکن جے پور کا ہوا۔ یہ نکاح جے پور میں ہوا۔ دوسرا نکاح جناب ولی محمد صاحب پسر جناب چاند محمد صاحب ساکن جے پور کے ہمراہ مسماۃ روشن جہاں دختر جناب مولیٰ بخش ساکن قرول سے ہوا۔

---

[1] درمختار شامی ص ۲۷۲، ۲۷۳/ ج ۲/ مكتبه نعمانيه ديوبند، كتاب النكاح، هداية ص ۳۰۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، البحر الرائق ص ۸۶/ ج ۳/ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] الهندية ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير، درمختار على الشامى زكرياص ۱۰۰/ ج ۴/ كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، زيلعى ص ۱۰۱/ ج ۲/ فصل فى المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان.

یہ نکاح قرول میں ہوا۔ یہ دونوں نکاح آٹے ساٹے کے تھے۔ یعنی روشن جہاں عبدالحمید کی بہن تھی اور رشیدہ بانو ولی محمد کی بہن تھی۔ روشن جہاں کی رخصتی نکاح کے بعد کردی گئی اور اپنے شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے ایک بچی کو جنم دیا، مگر رشیدہ بانو کی رخصتی نکاح کے بعد عمل میں نہیں آئی اور پانچ چھ سال کی مدت گذر گئی۔ یعنی یہ لڑکی سسرال نہیں گئی۔ اس پانچ چھ سال کی مدت میں دونوں پارٹیوں میں نفاق پیدا ہوگیا۔ اس نفاق کی وجہ سے روشن جہاں سے جولڑکی پیدا ہوئی تھی وہ اپنے نانا ماموں کے پاس ہی ہے۔ اس دوران میں دونوں پارٹیوں میں مقدمہ بازی بھی ہوگئی ہے۔ جے پور والوں نے جے پور میں اور قرولی والوں نے قرولی میں مقدمے کئے۔ دوران مقدمہ مست عرف عبدالحمید کے والد مولیٰ بخش نے تین خط جے پور لکھوائے جو الگ الگ شخصوں کے نام تھے تینوں خط کا مضمون ایک ہی ہے جن کی فوٹو اسٹیٹ کاپی خدمت میں بھجوار ہا ہوں۔ خط کی عبارت اس طرح سے ہے۔ از قرول۔ جناب چاند محمد صاحب کو قرول سے مولیٰ بخش کا سلام معلوم ہو، بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہم سب یہاں خیریت سے ہیں اور آپ سب لوگوں کی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتے ہیں۔ دیگر احوال یہ ہے کہ ہم نے آپ کو کئی بار لکھا کوئی جواب نہیں آیا۔ لہٰذا درخواست یہ ہے کہ ہمارے لڑکے کو آپ کی لڑکی سے نکاح ہوئے قریب آٹھ نو سال ہوگئے آپ نے ہم کو ابھی تک وداع نہیں دی اور جب ہم اپنی لڑکی روشن جہاں کو لینے آپ کے یہاں گئے جب ہم نے آپ سے وداع کی کہا تھا۔ جب آپ نے ہم کو وداع کے بارے میں صاف انکار کردیا کہ ہم آپ کو وداع نہیں دیتے ہیں۔ آپ کو منظور ہے۔ جب ہم نے آپ سے کہا کہ ہم کو منظور ہے اور یہ رشتہ لڑکے کو بھی نامنظور ہے۔ اس لئے آپ اب اپنی لڑکی کا انتظام اور کسی دوسری جگہ دیکھ لینا اور ہم بھی اپنے لڑکے کا انتظام دوسری جگہ دیکھ لیں گے۔ اس لئے ہمارا تمہارا جو رشتہ ہے آج سے ختم ہے۔ اور ہم نے ایک خط میاں جی یٰسین محمد اور ایک خط بندو جی کو بھی لکھ دیا ہے۔ مقدمہ دونوں جانب کا چل رہا ہے۔ اس ہی دوران میں مست عرف عبدالحمید نے اپنی دوسری شادی دوسری جگہ کرلی۔ اس شادی کو قریب آٹھ نو سال ہوگئے اور بچے بھی ہیں۔ برخلاف اس کے ۱۹۸۲ء میں کورٹ نے رشیدہ بانو کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ کیونکہ عبدالحمید کا وصول خارج

کر دیا۔ ستمبر ۱۹۸۵ء میں چاند محمد نے رشیدہ بانو کا دوسرا نکاح دوسرے لڑکے سے کر دیا برائے کرم شرعی حکم سے آگاہ کریں کہ کیا رشیدہ بانو کا نکاح درست ہے یا خلاف شرع ہے۔ اگر خلافِ شرع ہوا تو اس نکاح کا عذاب وثواب کس پر عائد ہوتا ہے۔ آیا ولد پر، قاضی صاحب پر، وکیل پر، گواہان پر مندرجہ بالا خطوط جو مولیٰ بخش نے لکھوائے تھے قاضی صاحب نے دیکھ لئے تھے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

رشیدہ بیگم کے شوہر نے اگر طلاق نہیں دی اور عدالت نے یک طرفہ بیان پر تفریق کر دی تو اس سے شرعاً نکاح ختم نہیں ہوا اور دوسری جگہ نکاح درست نہیں ہوا[1] اگر باوجود علم کے دوسرا نکاح کیا گیا ہے تو خود رشیدہ بیگم اور اس کے ولی اور نکاح کے شاہد اور وہ شخص جس سے نکاح کیا گیا ہے سب گنہگار ہیں۔ جو لوگ علم کے باوجود اس نکاح میں شریک ہوئے یا اس سے خوش ہوئے سب کو توبہ کرنا لازم ہے[2] اور واجب ہے کہ رشیدہ بیگم کو اس دوسرے شخص سے علیٰحدہ کر دیں اور اس کے اصلی شوہر سے جب تک طلاق نہ ہو جائے دوسری جگہ نکاح نہ کیا جائے[3] اور جب کہ اس کے اصلی شوہر نے دوسری شادی بھی کر لی ہے تو اس کو چاہئے کہ رشیدہ

---

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة، الهندیة ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، الباب الثالث فی بیان المحرمات، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، تاتارخانیه ص ۴/ج ۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، خانیة علی هامش الهندیه ص ۳۶۶/ج ۱/باب فی بیان المحرمات مطبوعه دار الکتاب.

[2] ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور لایجوز تاخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة او کبیرة، تفسیر روح المعانی ص ۲۳۶/ج ۱۵/سورۂ تحریم تحت الایة ۸/ مطبع دار الفکر بیروت، شرح نووی علی المسلم ص ۳۵۴/ج ۲/کتاب التوبة، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند.

[3] ولکل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر عن صاحبه ودخل بها اولا فی الاصح خروجا عن المعصیة اذ لاشک فی انه خروج من المعصیة الخروج منها واجب بل یجب علی القاضی التفریق بینهما، شامی مع الدر المختار ص ۲۷۵، ۲۷۶/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، مطبوعه زکریا دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۹/ج ۳/باب المهر، النهر الفائق ص ۲۵۲/ ج ۲/ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

بیگم کو طلاق دیکر آزاد کردے تا کہ اس کو دوسری جگہ نکاح کا حق ہو جائے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۶/۲/۲۳ ۱۴۰۰ھ

نابالغ کا نکاح غیر ولی نے کیا ولی نے طلاق دی پھر نکاح ثانی ہوا

سوال:- زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح مسمیٰ عمر کے نابالغ لڑکے سے کردیا مسمیٰ بکر نے جو عمر کا حقیقی بھائی ہے اپنے بھتیجے کے لئے قبول کیا، عرصہ ایک سال بعد مسمیٰ بکر نے جو نا کح نابالغ کا باپ تھا اپنے لڑکے نابالغ کی جانب سے طلاق ثلاثہ دیدی طلاق کے بعد تقریباً ۴/سال عرصہ گذرنے کے بعد اب مسمیٰ زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کسی دوسری جگہ کردیا کیا عندالشرع نکاح ثانی جائز ہے؟

(۲) اور طلاق مسمیٰ عمر کی نابالغ لڑکے کی جانب سے درست ہے؟ جواب مدلل ہو۔

(۳) اگر نہیں تو مسمیٰ زید کی نسبت عندالشرع کیا سزا ہے؟

(۴) اور جنہوں نے نکاح ثانی کیا ہے ان کی نسبت کیا حکم ہے یہ یادرہے کہ نکاح ثانی لینے والوں کو یہ تو علم تھا کہ اس لڑکی کا نکاح پہلے ہوا تھا مگر بچپن ہی میں مطلقہ ہوگئی وہ اپنی لاعلمی کی وجہ سے طلاق کو درست اور صحیح سمجھے۔

(۵) نیز جو گواہان وغیرہ اب نکاح ثانی میں ہوئے ان میں سے کسی کو بھی پہلے نکاح یا طلاق کا کوئی علم نہ تھا نکاح کے وقت منکوحہ کنواری لکھی گئی۔ اب نکاح ثانی کو بھی عرصہ سات ماہ کا ہو چکا ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلياً

اگر اول نکاح درست ہو چکا تھا یعنی عمر نے اس کی اجازت دے دی تھی (کیونکہ قبول

---

[1] والمعنى فالواجب ان يمسكها بمعروف او يبينها باحسان سواء طلق ثالثا اولا والغرض منه تحريم الامساك بالاضرار بغير معروف، تفسیر مظهری ص ۳۰۶/ ج ۱/سورة البقره تحت آيت ص ۲۲۹/ مطبوعه ندوة المصنفين دهلى، ومن محاسنه اى الطلاق التخلص به من المكاره اى الدينية والدنيوية، شامى زكرياص ۴۲۹/ ج ۴/ كتاب الطلاق، قبيل مطلب طلاق الدور، البحر كوئٹه ص ۲۳۶/ ج ۳/ كتاب الطلاق.

عمر نے نہیں کیا جو کہ شرعی ولی ہے بلکہ بکر نے کیا ہے پس یہ قبول عمر کی اجازت پر موقوف ہے) تو یہ نکاح نافذ اور صحیح ہو گیا تھا اور عمر نے جو طلاق ثلثہ دی ہے وہ واقع نہیں ہوئی جب طلاق واقع نہیں ہوئی تو نکاح ثانی درست نہیں ہوا۔ اگر عمر نے اول نکاح کی اجازت نہیں دی تھی بلکہ اس کو رد کر دیا تھا تو وہ اول نکاح نافذ اور لازم نہیں ہوا تھا بلکہ رد ہو گیا تھا پس نکاح ثانی درست ہو گیا اور طلاق بیکار گئی اس کی ضرورت بھی نہیں۔

الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلاتوسط أنثی علیٰ ترتیب الارث والحجب[1]

درمختار وشامی لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة اھ **هندیة**[2]

(۲) نہیں جیسا کہ جواب (۱) میں گزرا۔

(۳) اس نے اگر اول نکاح صحیح اور نافذ ہو جانے کے باوجود دوسرا نکاح کر دیا ہے تو وہ دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا اور ایسا کرنے سے زید گنہگار رہا اس کو چاہئے کہ اپنے اس فعل سے توبہ کرے اور لڑکی کو اس کے شوہر اول کے پاس پہنچا دے[3] اگر اول صحیح اور نافذ نہیں ہوا تھا تب ایسا کیا ہے تو یہ موافق شرع ہے اس سے گنہگار نہیں ہوا۔

---

[1] الدرالمختار کراچی ص ۷۶/ج۳/ مطلب فی فرق النکاح مطبوعه نعمانیة ص ۳۱۱/ج۲/ سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص ۴۹۶/ج۱/ کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۱۹/ج۳/باب الاولیاء والاکفاء.

[2] الهندیة ص ۲۸۰/ج۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر الباب الثالث فی بیان المحرمات، مطبوعه مطبعة الکبریٰ الامیریه ببولاق مصر، تاتارخانیه ص ۴/ج۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانکحة الخ ادارة القرآن کراچی.

[3] اما نکاح منکوحة الغیر الی قوله لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ویثبت لکل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر عن صاحبه ودخل بها اولافی الاصح خروجاً عن المعصیة فلاینافی وجوبه الدر المختار وفی الشامی ولکل منهمافسخه بغیر محضر من صاحبه لایرید به عدم الوجوب اذلاشک فی انه خروج من المعصیة الخروج منها واجب، بل یجب علی القاضی التفریق بینهما ای ان لم یتفرقا، شامی زکریا ص ۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶/ ج۴/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، وان تعلقت (ای المعصیة) بحقوق العبادلزم مع الندم والعزم ایصال حق العبدالخ، روح المعانی ص ۲۳۵، ۱۵/الجزء الثامن والعشرون، سورة تحریم آیت ۸/مطبوعه دارالفکر بیروت، شرح فقه اکبر ص ۱۹۴/بیان اقسام التوبة مطبوعه مجتبائی دهلی، مرقاة شرح مشکوة ص ۱۰۲/ج۱/باب الکبائروعلامات النفاق، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی.

نہیں واقع ہوئی) سے نکاح کرلیا تو وہ لوگ معذور ہیں اب انہیں لڑکی کو واپس کردینا چاہئے۔ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو سخت گنہگار ہیں۔ اگر پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا تو دوسرا نکاح کرنے والے گنہگار نہیں۔

(۴) اگر مسئلہ سے ناواقفیت کی بناء پر ایسا کیا ہے یعنی منکوحہ لڑکی (جس پر طلاق شرعاً

(۵) ایسی حالت میں ان پر گناہ نہیں اگر جان بوجھ کر ناجائز نکاح کے گواہ بنتے تو گنہگار ہوتے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۲/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۷/ذی الحجہ ۵۶ھ

لڑکی کا نکاح ہوا، اس کا شوہر پاکستان چلا گیا، اس کا دوبارہ نکاح، اور اس کی طرف سے طلاق کا نزاع

سوال:- زید اور ہندہ کی شادی بحالت نابالغی ہوئی۔ چند سال بعد زید نے اپنے باپ عمر کے ساتھ پاکستان جا کر وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اب دونوں بالغ ہو چکے ہیں، ایسی کوئی صورت نہیں کہ ہندہ زید کے پاس پاکستان جاسکے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک تحریر عمر کی اپنے بھائی امین کے پاس آئی کہ میں نے اپنے لڑکے زید کی ذیقعدہ میں شادی مقرر کرلی۔ لہٰذا بھائی امین کو معلوم ہو کہ ہندہ کے باپ خالد سے اپنے زیورات وغیرہ وصول کرلینا۔ ایک تحریر پاکستان سے خالد کے پاس اس کے بھائی بکر کی آئی کہ عمر نے اپنے لڑکے زید کی شادی کرلی ہے اور میں نے راضی نامہ لے لیا ہے۔

لہٰذا آپ اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح کوئی اچھا رشتہ تلاش کرکے دوسری جگہ کردینا۔ راضی نامہ میرے پاس ہے۔ یہ دونوں تحریریں دوسرے ملک کے ذریعہ وصول ہوئی تھیں۔ امین

وخالد نے یہ دونوں تحریریں چند علماء کے سامنے پیش کیں، تو فیصلہ دیا کہ ان تحریروں سے طلاق کا ثبوت نہیں ملتا، جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ واقعی زید نے طلاق دیدی ہے ہندہ کا نکاح ثانی جائز نہ ہوگا۔ امین کے پاس خالد کی طرف سے چندلوگ یہ تحریر لینے کے لئے آئے لیکن امین نے یہ خط دینے سے انکار کردیا جس کو امین اپنی سمجھ کے مطابق طلاقنامہ سمجھے ہوئے تھا، حالانکہ لڑکی کے متعلق خط میں مندرجہ بالا الفاظ کے علاوہ عمر نے کچھ نہیں لکھا تھا۔ ان چندلوگوں میں سے چار آدمی دہلی مدرسہ امینیہ میں مفتی صاحب کے پاس پہنچے، انھوں نے حلفیہ بیان دیا کہ ہم نے زید کے پاس طلاقنامہ دیکھا ہے۔

نیز مفتی صاحب کے سامنے تحریر پیش کی کہ زید اور اس کے باپ نے پاکستان سے لکھا ہے۔ (حالانکہ زید کی کوئی تحریر نہیں تھی) کہ ہم نے شادی کرلی ہے تم لوگ زیور وغیرہ وصول کرلو اور یہ طلاق کے بعد ہی وصول کیا جاتا ہے۔ ہماری قوم میں دستور ہے کہ بغیر طلاق دیئے ہوئے دوسرا آدمی اپنی لڑکی نہیں دیتا۔ جب ان لوگوں نے تحریراً وتقریراً مفتی صاحب کو اعتماد دلادیا کہ زید کی تحریر ہے تو مفتی صاحب نے ہندہ کو مطلقہ تسلیم کرتے ہوئے اس کے نکاح ثانی کو جائز قرار دیدیا۔ یہاں آتے ہی ان لوگوں نے ہندہ کا نکاح ثانی کردیا۔ خالد اور امین کے پاس جو تحریر تھی مندرجہ بالا تحریروں کو لفظ بلفظ لکھ کر چند آدمی علماء دہلی اور علماء دیوبند کے پاس پہنچا کر فتویٰ طلب کیا۔ دونوں جگہ سے یہی فتویٰ ملا کہ زید کے باپ ہندہ کے چچا کی تحریر عندالشرع قابل تسلیم نہیں اور ثبوت طلاق کے لئے یہ تحریریں ناکافی ہیں۔ لہٰذا ہندہ کا نکاح ناجائز وحرام ہے۔ زید کے چچا امین کا تحریر دینے سے انکار کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ ہندہ کے نکاح کے بعد قوم میں دوفریق ہوگئے۔ فریق اول مفتی صاحب کے فتویٰ پر جمع ہوئے ہیں۔ وہ سوال کی غلطی جہالت وضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ بس کہتے ہیں کہ مفتی صاحب نے لکھدیا تو نکاح ہوگیا۔ فریق ثانی اصل تحریر کے مطابق جو فتویٰ ہے اس کو تسلیم کرتے ہوئے ہندہ کے نکاح کو ناجائز کہتے ہوئے آج تک اس کو زنا قرار دیتے ہیں۔ ہندہ کے نکاح ثانی کے چند ماہ

بعد بذریعہ کویت پاکستان سے سرکاری اسٹامپ پر تحریر شدہ طلاق نامہ پانچ گواہوں کی شہادت وزید کے دستخط شدہ آیا، اس میں مندرجہ تاریخ سے چار ماہ قبل ہندہ کا نکاح ہو چکا تھا۔ نیز زید کے باپ نے پاکستان سے لکھا کہ اصل طلاقنامہ یہی ہے۔ اگر کوئی ہماری طرف سے دوسری تحریر طلاقنامہ کی صورت میں کوئی بھیجے تو اسے جعلی تسلیم کرنا، ہم نے اس سے قبل طلاق نہیں دی ہے۔ فریق اول کے پاس آج تک کوئی ایسا ثبوت نہ مل سکا جس کو زید نے اپنے نکاح کے وقت تحریراً دیا ہوگا۔

بقول ہندہ کے چچا کے کہ میرے پاس طلاق نامہ ہے لیکن ہندہ کے چچا نے آج تک وہ طلاق نامہ فریق اول کے پاس نہیں بھیجا جس میں صدق وکذب دونوں کا احتمال ہو گیا۔ فریق ثانی کے ایک دو آدمی حج بیت اللہ کے لئے گئے تھے۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ مکہ مکرمہ میں پاکستانی حاجیوں سے ملاقات ہوئی تھی اور ان سے مفصل گفتگو اس سلسلے میں ہوئی ہے۔ پاکستانی حاجی جو زید کے نکاح کے وقت موجود تھے، وہ کہتے ہیں کہ ہندہ کے نکاح ثانی سے قبل زید نے طلاق دیدی تھی اور ان حاجیوں نے بطور شہادت اپنی طرف سے یہ تحریر حاجی صاحبان ہندی کو دیدی کہ زید کا نکاح فلاں سن میں ہوا تھا اور اس نے اسی وقت طلاقنامہ تحریر کردیا تھا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عندالشرع ان حاجیوں کی تحریر کا اعتبار ہوگا جو نکاح بعد الطلاق ثابت کرتے ہیں، یا زید کی تحریر کا جس سے نکاح قبل از وقت ثابت ہوتا ہے۔ اب اگر بالفرض کوئی تحریر زید کی طرف سے ایسی دستیاب ہو جس سے یہ احتمال نکاح بعد الطلاق ثابت ہو جائے تو کیا یہ ثبوت عندالشرع قابل تسلیم ہوگا اور یہ نکاح باقی رہے گا۔ کیا نکاح ہندہ کا ہر حال میں دوبارہ ہوگا۔ فریق اول بضد ہے کہ ہم نے جائز سمجھ کر نکاح کیا تھا وہ ہمارے لئے اب بھی جائز ہے۔ فریق ثانی نکاح کو ناجائز اور زید کی تحریر ملنے کے بعد نکاح جدید کو لازم بتاتا ہے۔ اس قصے کو لے کر قوم میں اختلاف شدید پیدا ہو گیا اور یہ احتمال ہے کہ حدود شرعیہ کی خلاف ورزی کسی ضد میں نہ کر بیٹھیں۔ لہٰذا شریعت مطہرہ کے مطابق حقیقت کو واضح فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مفتی کے پاس جس طرح سوال پہونچے گا اس کے مطابق جواب لکھ دیا جائے گا۔ واقعہ کے مطابق صحیح سوال کرنا سائل کی ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی شخص مردار کا گوشت لائے اور مفتی سے کہے کہ میں بکری کا گوشت لایا ہوں جو کہ عبدالرحمٰن مسلمان نے میرے سامنے خرید کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کی ہے، کیا یہ جائز ہے؟ مفتی کا جواب یہی ہوگا کہ یہ جائز ہے، مگر ظاہر ہے کہ اس فتویٰ کی وجہ سے وہ مردار کا گوشت مردار وحرامی ہی رہے گا حلال نہیں ہوجائے گا۔

اس تمہید کے بعد سنئے طلاق کا اختیار شوہر کو ہوتا ہے[1] شوہر کے والد کے زبانی یا تحریری طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی ہے[2] الا یہ کہ شوہر نے ہی اپنے والد کو طلاق دینے کا وکیل بنادیا ہو۔ صورت مسئولہ میں جب اس کا کوئی پختہ ثبوت نہیں کہ ہندہ کا نکاح ثانی شوہر اول کے طلاق کے بعد ہوا ہے بلکہ اس کے خلاف ثبوت ہے اور نکاح ثانی کا مدار صرف فتویٰ پر رکھا گیا ہے۔ اور فتویٰ شوہر کے والد کی تحریر کو طلاقنامہ قرار دیکر لیا گیا ہے، حالانکہ وہ طلاق کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور جو طلاق نامہ شوہر کے دستخط سے آیا ہے اس کی تحریر سے پہلے ہی نکاح ثانی کردیا گیا تھا، تو اب دوبارہ ایجاب وقبول کرادیا جائے تاکہ نکاح بالیقین صحیح ہوجائے شک وشبہ باقی نہ رہے، باہمی نزاع بھی ختم ہوجائے۔ حرام سے بچنے کے لئے یہی صورت اختیار کی جائے۔ حاجی صاحبان کا بیان بھی زید سے مل کر یا زید کی طرف سے طلاقنامہ دیکھ کر نہیں ہے۔

---

[1] واهله زوج عاقل بالغ مستيقظ، درمختار على الشامى ص ۴۳۱/ ج۴/ كتاب الطلاق ،مطلب طلاق الدور مطبوعه زكريا ديوبند، مطبوعه كراچى ص ۲۳۰/ ج۳/،سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۴/ ج۲/اول كتاب الطلاق مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،تاتارخانية ص۲۴۳/ اول كتاب الطلاق مطبوعه ادارة القرآن كراچى.

[2] يستفاد: لايقع طلاق المولى على امرأة عبده لحديث ابن ماجه :الطلاق لمن اخذ بالساق درمختار على الشامى ص ۲۴۲/ ج۳/ كتاب الطلاق قبيل مطلب فى طلاق المدهوش مطبوعه دارالفكر بيروت.

جیسا انھوں نے سنا ویسا ہی بیان کر دیا۔اس لئے ان کا بیان بھی شرعی شہادت کے درجہ میں نہیں ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/ ۹۴ھ

فیصلہ عدالت کے بعد نکاح ثانی

سوال:-ایک عورت عدالت میں دعویٰ پیش کرتی ہے جس نے اپنے خاوند پر ایک عورت کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی ہے اور ساتھ ہی اس بات کی بھی کہ مجھے میرا شوہر بری طرح مارتا پیٹتا ہے اور مجھ پر زنا کی تہمت لگاتا ہے مگر شوہر ان دونوں باتوں سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے نہ اس کو مار پیٹ کی نہ کوئی تہمت لگائی ہے اور جس کے متعلق یہ مجھ پر تہمت لگاتی ہے وہ میری نکاح کی ہوئی بیوی ہے اور یہ مدعیہ خود بھی یہ دعویٰ کرنے کے وقت اس عورت کو اپنے شوہر کے نکاح میں ہونے کا اقرار کرتی ہے اور یہ مدعیہ اپنے اس دعویٰ کی بنا پر کہ مجھے مار پیٹ کرتا ہے اور مجھے بدچلن ہونے کی تہمت لگاتا ہے۔عدالت سے اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ میں طلاق لینے کی حقدار ہوں۔اس لئے عدالت مجھے طلاق دلوادے۔ عدالت کا مجسٹریٹ ایک غیر مسلم شخص ہے۔خاوند کی غیر حاضری میں یہ حکم کر دیا۔مذکورہ سببوں کی بناء پر یہ دعویٰ منظور کیا جاتا ہے اور مدعیہ کی طلاق عدالت تسلیم کرتی ہے اور مدعیہ کو مدعیٰ علیہ کی بندش سے رہا کیا جاتا ہے۔عدالت کے اس حکم کے بعد اسی روز عورت مذکورہ کے باپ و چچا وغیرہ نے مل کر ایک دوسرے شخص سے اس کا نکاح کر دیا اور عدالت سے یہ فیصلہ ہوتے ہی اسی روز عورت مذکورہ کے اصلی شوہر کی طرف سے اس فیصلہ کو رد کرنے کے لئے عدالت میں اپیل بھی دائر کر دی گئی اور وہ اس کو یعنی مدعیٰ علیہ اپنی بیوی کو گھر لے جانے کے مطالبہ پر

---

[۱] ومنها ان تكون ا لشهادة بمعلوم فان كانت بمجهول لم تقبل،بدائع الصنائع زكريا ديوبند ص ۴۱۶/ج۵/ كتاب الشهادة،مارجع الى المشهود به،مجمع الانهر ص ۲۶۲/ج۳/كتاب الشهادة،فصل يشهد بكل ماسمعه الخ،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

مصر ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) صورت مذکورہ بالا میں عدالت میں دی ہوئی طلاق ہوئی یا نہیں؟

(۲) عورتِ مذکورہ کا جو دوسرا نکاح کیا گیا وہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو کن کن وجہ سے؟

(۳) یہ نکاح کرنے والے اور کروانے والے شرع میں کیا حکم رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) شرعاً یہ طلاق قطعاً غیر معتبر ہے اس مذکورہ طلاق کی وجہ سے اپنے شوہر کے نکاح سے نہیں نکلتی بلکہ بدستور اس کی بیوی ہے،[1] غیر مسلم حاکم نہ تو کسی مسلم کا نکاح فسخ کرسکتا ہے اور نہ اس کی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اس کا حکم صورت مسئولہ میں کسی طرح نافذ نہیں أهله أی أهل القضاء أهل الشهادات فلاتصح تولية كافر وصبی الخ[2] بحر ص ۲٦۰/ ج٦/.

(۲) جب کہ پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا اور نہ طلاق واقع ہوئی تو یہ نکاح ثانی کیسے درست ہوسکتا ہے؟ نکاح ثانی شرعاً بالکل باطل ہے اور اس سے جو صحبت ہوگی وہ بالکل حرام ہوگی۔ أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم ينعقد أصلاً فعلیٰ هذا يفرق بين فاسده وباطله فی العدة ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكونه زنا الخ، ردالمحتار[3]

---

[1] ومحله المنكوحة واهله زوج عاقل بالغ احترزبالزوج عن سيدالعبدووالد الصغير الخ، درمختارمع الشامی دارالفكربيروت ص ۲۳۰/ ج۳/كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور، سكب الانهرعلی هامش مجمع الانهرص۸/ ج۲/اول كتاب الطلاق مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۴۴/ ج۳/ كتاب الطلاق.

[2] ملخصا بتقديم وتاخيرص ۲٦۰/ ج٦/ كتاب القضاء مكتبة ماجدية كوئٹه، مجمع الانهر ص ۲۱۱/ ج۳/اول كتاب القضاء مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، بدائع الصنائع ص ۴۳۸/ ج۵/ كتاب آداب القاضی، فصل واما بيان من يصلح القضاء مطبوعه زكرياديوبند.

[3] شامی كراچی ص ۵۱٦/ ج۳/مطلب فی النكاح الفاسدوالباطل، شامی زكرياص ۱۹۷/ ج۵/.

ص ۹۳۸/ ج ۲/.

(۳) وہ عورت اور وہ شخص جس سے نکاح ثانی ہوا ہے اور اس نکاح میں تمام شرکت کرنے والے اور اس سے خوش اور راضی رہنے والے اور باوجود قدرت کے اس کو نہ روکنے والے سب کے سب گنہگار رہیں [۱] سب کے ذمہ واجب ہے علی الاعلان توبہ کریں [۲] اور عورت کو پہلے شوہر کے پاس پہنچانے کی کوشش کریں [۳] البتہ جن لوگوں کو پورا حال معلوم نہیں تھا بلکہ ناواقفیت سے نکاح میں شریک ہوئے وہ گنہگار نہیں ہوئے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۸/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور

عدالت سے اجازت لے کر نکاح

سوال: -دو بہنیں تھیں، ان دونوں کا نکاح ہوگیا۔ بڑی کی رخصتی کردی، چھوٹی کی نہیں۔ پانچ سال کے بعد چھوٹی لڑکی کے شوہر نے کہا کہ لڑکی کو رخصت کردو، تو لڑکی والوں

---

[۱] عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من رأی منکم منکر فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه الحدیث مشکوۃ شریف ص ۴۳۶/ ج ۲/باب الامر بالمعروف الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم قال فی المرقاۃ ومن تمکن منه وترکه بلاعذر اثم، شرح مشکوۃ ص ۳/ج ۵/باب الامر بالمعروف مطبوعه بمبئی طیبی، شرح مشکوۃ ص ۳۱۰/ ج ۹/ باب الامر بالمعروف مطبوعه زکریا دیوبند.

[۲] والتوبة علی حسب الجنایة فالسر بالسر والاعلان بالاعلان الخ، هدایه ص ۱۷۴/ ج ۳/ کتاب الرجوع عن الشهادۃ مطبوعه تهانوی دیوبند.

[۳] بل یجب علی القاضی التفریق أی ان لم یتفرقا، شامی مع الدر المختار زکریا ص ۲۷۶/ ج ۴/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۹/ ج ۳/باب المهر، النهر الفائق ص ۲۵۲/ ج ۲/باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

نے منع کر دیا۔ اس کے بعد مقدمہ بازی شروع ہوئی۔ مقدمہ لڑکے والے جیت گئے مگر لڑکی والوں نے جب بھی نہیں بھیجا۔ اس کے بعد لڑکی والے نے دوسرا نکاح کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ ہم نے سرکار سے طلاق لے لی، کیا یہ نکاح درست ہے؟ منع کرنے والوں نے بہت منع کیا مگر لڑکی والے نہیں مانے اور اس کے بارے میں پنچایت بھی ہوئی۔ پنچوں نے فیصلہ لڑکے کے حق میں دے دیا۔ لڑکی والے سے کہا کہ لڑکی بھیجدو۔ لڑکی والے نے کہا، پنچ تمہارے رشتہ دار ہیں اس لئے یہ ایسا فیصلہ کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چھوٹی بہن جب رخصتی کے قابل ہوگئی تھی اور اس کا شوہر رخصتی کا مطالبہ کر رہا تھا تو رخصتی کرنا لازم تھا۔ انکار کر کے عدالت سے اجازت لے کر دوسری جگہ اس کا نکاح کر دینا صحیح نہیں ہوا۔ اس کے شوہر پر بڑا ظلم ہوا۔ یہ نکاح شرعی نکاح نہیں بلکہ حرام کاری کا دروازہ ہے فوراً لڑکی کو وہاں سے علیٰحدہ کریں اور اصلی (پہلے) شوہر کے پاس رخصتی کر دیں اور توبہ واستغفار کریں، اپنی غلطی اور حماقت کا اقرار کریں ورنہ دنیا وآخرت میں سخت وبال ہوگا[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۵/۷/ ۹۲ھ

ناشزہ کے لئے دوسرا نکاح

سوال:- کسی شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور لڑکی اس کے یہاں کچھ دنوں آتی رہی اور اب وہ اس کے یہاں جانا نہیں چاہتی اور وہ شخص لینے آتا ہے اور اس کے ماں باپ

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته، لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الى قوله ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زناً ولكل واحد منهما فسخه في الاصح خروجاعن المعصية بل يجب على القاضي التفريق بينهما ، شامی کراچی ص ۱۳۲/ ج۳ /(باب المهر)مطلب في النكاح الفاسد مطبوعه زكريا ص ۲۷۴،۲۷۶ /ج۴/شامی کراچی ص ۱۳۲/ج۳/باب المهر.

نہیں بھیجتے اور عرصہ ۸/سال کا ہوگیا ہے لڑکی اپنی اجازت سے یا اپنے ماں باپ کی اجازت سے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں کرسکتی جب تک شوہر طلاق نہ دے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شرط کے خلاف کرنے کا نکاح پر اثر

سوال: -ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح کسی لڑکے کے ساتھ اس شرط پر کرتا ہے کہ اس لڑکے کو اس کے گھر پر ہی رہنا ہوگا۔ لڑکے نے شرط منظور کرلی اور نکاح ہوگیا۔ اب یہ بات پانچ ماہ کے بعد اس لڑکے سے کہتا ہے کہ تو تو میرے گھر نہیں رہتا اور لڑکا اس کے گھر پر رہتا ہے مگر اس کے کہیں بھی جانے کو یہ وہی کہتا ہے کہ تو تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور اس بات کو عذر بنا کر اس نے اپنی لڑکی کو طلاق مان کر دوسری جگہ نکاح کی تاریخ مقرر کردی ہے۔ آپ شریعت مطہرہ کی روشنی میں یہ تحریر کیجئے کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ پہلے شوہر کا رشتۂ زوجیت ٹوٹ گیا یا قائم ہے؟

الجواب حامداً مصلیاً

صرف اتنی بات سے طلاق نہیں ہوئی پہلا نکاح ہی باقی ہے دوسرے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں۔ اگر دوسرا نکاح کردیگا تو وہ شرعی نکاح نہیں ہوگا بلکہ نکاح کے نام پر حرامکاری

---

[۱] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة (الهندیة ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر،قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۶۶/ج ۱/ باب فی المحرمات،تاتارخانیه کراچی ص ۴/ج ۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانکحة.

ہوگی جس کا وبال سخت ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۱۴۰۶ھ

منکوحۂ غیر سے نکاح کیا پھر شوہر مر گیا اب کیا کیا جائے

سوال: -اگر کوئی ایک مالدار شخص ایک غریب آدمی کی خوبصورت عورت کو پکڑ کر جبراً دوسری جگہ لے جا کر نکاح پڑھا دیا اور اپنی زوجیت میں رکھا اور دو چار بچے بھی پیدا ہوئے ۳/ سال کے بعد پہلا شوہر مر گیا اب وہ جو دوسرے کے ساتھ نکاح پڑھایا گیا ہے وہی نکاح باقی رہے گا یا دوسرا نکاح پڑھانا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح کرنا زنا اور حرام کاری ہے سخت گناہ اور بہت بڑا ظلم ہے یہ نکاح ہرگز صحیح نہیں[2] ہوا تاہم اس جرم عظیم کے باوجود اس کا اپنا نکاح فسخ نہیں ہوا اس عورت کا شوہر جب مرا ہے اس وقت سے اس عورت پر عدت وفات چار ماہ دس دن پورا کرنا ضروری ہے[3] اس کے بعد

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل احد بجوازه فلم ينعقداصلاً ولهذايجب الحدمع العلم بالحرمة لانه زناً، شامي زكرياص ۲۷۴/ج ۴/باب المهر،مطلب في النكاح الفاسد،عالمگيري كوئٹه ص ۲۸۰/ج ۱/الباب الثالث،القسم السادس المحرمات التي تتعلق بهاحق الغير، تاتار خانية ص ۴/ج۳/الفصل الثامن في بيان مايجوزمن الانكحة الخ،مطبوعه كراچي.

[2] أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقدأصلاًالخ شامي كراچي ملخصاً ص ۵۱۶/ج۳/ باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل شامي نعمانيه ص۲۰۷/ج۲/ شامي زكرياص۱۹۷/ج۵/تاتارخانية ص ۴/ج۳/الفصل الثامن في بيان مايجوزمن الانكحة الخ،مطبوعه كراچي،خانية على هامش الهنديه ص ۳۶۶/ج ۱/باب في المحرمات مطبوعه زكريادیوبند.

[3] لقوله تعالىٰ: والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا يتربصن بأنفسهنّ اربعة اشهر وعشراً. سوره بقره پاره ۲/ آيت نمبر ۲۳۴/.

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ بیبیاں اپنے آپ کو نکاح وغیرہ سے روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن (بیان القرآن) وعدة الحرة للموت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دوبارہ نکاح کیا جائے پہلے نکاح پر کفایت نہ کی جائے وہ نکاح شرعی نکاح نہیں ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تبدیل مذہب کے بعد عورت کا دوسرا تیسرا نکاح

سوال: -ایک عورت کسی کے ورغلانے سے یا یوں ہی کسی خاص مقصد کے لئے عدالت میں جا کر کہتی ہے کہ میں مذہباً عیسائی وغیرہ ہوگئی ہوں اب میری اور میرے خاوند کی موافقت نہیں ہوسکتی تو عدالت نے اس کے خاوند کو بلوایا تو وہ جب پہلی تاریخ پر حاضر عدالت ہوا تو عدالت نے تاریخ ڈالدی تو دوسری تاریخ میں حاضر نہیں ہوا تو عدالت نے عورت کو کہا جا۔ جہاں چاہ بیٹھ جا،لیکن اس کے خاوند نے نہ زبان سے طلاق دی ہے اور نہ کاغذ وغیرہ لکھا ہے تو پھر مذکورہ عورت کی ماں نے روپیہ کے لالچ میں آ کر اپنی لڑکی کا دوسرا خاوند بنادیا اب اس کا خاوند ثانی مرگیا ابھی اس کے دو ماہ گذشتہ ہوئے ہیں تو مذکورہ عورت کی ماں نے نقدی کے لالچ میں آ کر تیسرے خاوند کی تیاری کر دی۔ غرض روپیہ کے طمع میں آ کر ایک میاں جی نے تیسرے خاوند کے ساتھ نکاح کر دیا آپ سے فتویٰ دریافت کیا جاتا ہے کہ حاضرین نکاح اور میاں جی کو کوئی تعزیر ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیا؟ اگر تعزیر سے انکار ہو تو ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور وہ کون ہیں اور ہم ان کو کیا کہیں اپنے فتویٰ کے ساتھ بیان کریں اور ایسے نکاح کرنے والے کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے کہ نہیں؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فی نکاح صحیح اربعة اشهر وعشرة ايام من وقت الموت الخ، سکب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۱۴۴ / ج ۲ / باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، در مختار على الشامى ص ۵۲۰ / باب العدة، مطلب فى وطئى المعتدة بشبهة، مطبوعه دار الفكر بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۴۴ / ج ۴ / باب العدة.

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً، شامى زكريا ص ۱۹۷ / ج ۵ / باب العدة، مطلب فى النكاح الفاسد والباطل، تاتارخانيه ص ۴ / ج ۳ / الفصل الثامن فى بيان مايجوز من الانكحة الخ مطبوعه كراچى.

الجواب حامداً ومصلیاً

عدالت میں جا کر عیسائی مذہب اختیار کرنے یا اس کا اقرار کرنے سے مفتی بہ قول پر نکاح فسخ نہیں ہوا[1] لہٰذا دوسرا اور تیسرا نکاح شرعاً ناجائز ہے۔ عورت کے ذمہ واجب ہے کہ اپنے پہلے شوہر کے پاس رہے اس دوسرے اور تیسرے نکاح سے عورت اور اس کی ماں دونوں کو سخت گناہ ہوا اور جن سے نکاح کیا ہے اگر ان کو اس کا علم ہے کہ شوہر اول نے طلاق نہیں دی اور ہمارے لئے یہ عورت حرام ہے تو وہ بھی سخت گنہگار ہوئے اب سب کے ذمہ توبہ لازم ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ کوشش کر کے عورت کو اس کے شوہر اول کے پاس پہنچا دیں[2] جس طریقہ سے عورت نے عدالت کے ذریعہ سے دوسرے نکاح کی اجازت لی ہے وہ اجازت شرعاً بالکل ناقابل اعتبار ہے اس سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ وکذلک المعتدة، کذا فی السراج الوھاج فتاویٰ عالمگیری[3] ص ۲۸۰/ ج ۱/.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۲/ ۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۱/ صفر ۵۹ھ

---

[1] وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتھازجرا وتیسیراً قال فی النھر والا فتاء بھذا اولی من الافتاء بما فی النوادر، درمختار علی الشامی ص۳۶۷/ ج۴/ باب نکاح الکافر، مطلب الصبی والمجنون لیسا باھل لایقاع طلاق بل للوقوع، مطبوعہ زکریا دیوبند، النھر الفائق ص ۲۹۱/ ج ۲/ باب نکاح الکافر، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص۵۴۷/ ج ۱/ باب نکاح الکافر، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ارتدت لتفارق زوجھا تجبر علی الاسلام ولاتتزوج بغیرہ بہ یفتی، در مختار علی الشامی زکریا ص ۱۳۲/ ج۶/ باب التعزیر، قبیل مطلب فیما اذاارتحل الی غیر مذھبہ.

[2] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدتہ لم یقل احد بجوازہ ولھذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانہ زناً ولکل واحدمنھما فسخہ فی الاصح خروجاً عن المعصیة (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جس عورت کے کئی نکاح ہوئے تو اس سے نکاح کی کیا صورت ہے؟

سوال:- ہمارے پڑوس میں ایک عورت تھی جب ہمارا پڑوسی اس عورت کا نکاح کر کے لایا تھا جب ہی سنا تھا کہ اس عورت کا پچھلا خاوند زندہ ہے۔ جب ہمارا پڑوسی اس کا خاوند مرگیا تو اکثر یہ عورت ہمارے گھر بیٹھا کرتی تھی، کیونکہ ہمارے گھر کے پاس اس کا گھر ہے درمیان میں صرف ایک دیوار ہے۔ اس عورت کی ایک نابالغ لڑکی تھی جس روز اس نابالغ لڑکی کا نکاح ہونے لگا تو میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ سن رکھا تھا کہ اس لڑکی نابالغ کی ماں کا پچھلا خاوند زندہ ہے، انکار کر کے جب گھر میں آیا تو میں نے گھر میں کہا کہ میں نے تو اس لڑکی کے نکاح کرنے سے انکار کر دیا ہے کہنے لگی کہ کیوں انکار کر دیا میں نے کہا کہ اس کی ماں کا پچھلا خاوند زندہ ہے۔ سنا کرتے ہیں کہنے لگی وہ تو کئی کئی عورتوں کے سامنے ہمارے گھر بیٹھ کر کہا کرتی تھی کہ جس سے مرا پہلا بیاہ ہوا وہ تو مرگیا دوسرے مرد سے نکاح کیا میرا اس سے اتفاق نہیں رہا پھر وہ ہمارے گھر چھوڑ گیا اور پھر لینے نہیں آیا پھر تیسرا نکاح کیا اس نے بھی چھوڑ دیا کیونکہ وہ ملازم تھا جب وہ چھٹی پر آیا تو میں گھر پر نہیں ملی کیونکہ میری عادت پاس پڑوس میں بیٹھنے کی ہے جب گھر پر نہ ملی تو اس نے کہا کہ میرے کام کی نہیں رہی کیونکہ میرے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) والخروج منها واجب بل يجب على القاضي التفريق بينهما، شامی مع الدرالمختار زکریا ص ۲۷۴/ تا ۲۷۶/ ج ۴/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد النهر الفائق ص ۲۵۲/ ج ۲/ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

[۳] عالمگیری مصری ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث، القسم السادس فی المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، خانیة علی الهندیه مصری ص ۳۶۶/ ج ۱/ باب فی المحرمات، تاتارخانیة ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة الخ، مطبوعه کراچی.

گھر پر نہیں ملی۔ پھر میں نے غسل کیا اور کپڑے بھی بدلے پھر بھی کہا کہ میرے کام کی نہیں رہی پھر اس نے بھی چھوڑ دیا میں اپنے گھر چلی آئی پھر یہ ہمارا پڑوسی نکاح کر کے چار سو روپے میں لے آیا۔ طلاق کا کبھی بھی ذکر نہیں کیا کہ مجھ کو طلاق بھی دیدی تھی یہ بھی کبھی نہیں کہا کہ میرا دوسرا تیسرا نکاح عدت کے بعد یا عدت کے اندر ہوا ہے جب ہمارا پڑوسی مر گیا تو پھر ایک دوسرے مرد سے نکاح کرلیا پھر وہ بھی مر گیا پھر موضع بھاگلہ کا ایک مرد نکاح کر کے لے گیا سنا ہے وہ عورت اب بھی زندہ ہے۔

جس عورت کی بابت یہ باتیں مشہور ہوں کہ اس کے کئی نکاح ہوئے ہیں نہ عدت کا پتہ ہے نہ طلاق کا اور یہ بھی مشہور ہے کہ اس کا پچھلا خاوند زندہ ہے تو شرعاً ایسی عورت کا نکاح یا ایسی عورت کی نابالغ لڑکی کا نکاح بغیر تحقیق کے کرنا چاہئے یا نہیں یا انکار کر دینا چاہئے؟

شوہر نابالغ زوجہ بالغ

سوال:- (۲) عورت جوان ہو خاوند بچہ نابالغ ہو اور وہ عورت زنا کاری کرنے لگ جاوے اور بھاگنے لگ جاوے تو شرعاً اس عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ اس عورت کا شوہر زندہ ہے اور دونوں میں شرعی علیحدگی ہو کر عدت نہیں گذری تو اس عورت کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں اور نکاح پڑھانے والا بھی گنہگار ہوگا[1] اگر تحقیق سے معلوم ہو جاوے کہ دونوں میں شرعی علیحدگی ہو چکی ہے تو پھر نکاح

---

[1] ولایجوز نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدہ الغیر عند الکل، تاتارخانیۃ ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، خانیۃ علی ہامش الہندیہ ص ۳۶۶/ ج ۱/ باب فی المحرمات، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۶۹/ ج ۳/ باب المہر.

جائز ہے[۱] اگر دونوں باتوں میں سے کسی کی تحقیق نہ ہو تو پھر اگر وہ عورت شرعاً عادلہ ہے اور اس کی شہادت مقبول ہے تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے اور نکاح پڑھانا بھی درست ہے اگر عادلہ نہیں بلکہ فاسقہ ہے اور اس کی شہادت مقبول نہیں تو پھر تحری کی جاوے یعنی اگر غور وفکر کے بعد غالب گمان ہو جاوے کہ عورت سچی ہے جب تو نکاح درست ہے اگر غور وفکر کے بعد معلوم ہو کہ عورت جھوٹی ہے کیونکہ اور باتوں میں بھی جھوٹ بولتی ہے اور حرام وحلال اور دوسرے احکام شرعیہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتی بلکہ اغراض نفسانی کے درپے رہتی ہے اس سے غالب گمان اگر ہو کہ اس امر میں بھی جھوٹ بولتی ہے پھر اس سے نکاح نہیں کرنا چاہئے اسی طرح نکاح پڑھنے سے اجتناب چاہئے۔ولو ان امرأة قالت لرجل ان زوجی طلقنی ثلاثاً وانقضت عدتی فان كانت عدلة وسعه ان يتزوجها وان كانت فاسقة تحرى وعمل بماوقع تحريه كذا في الذخيرة عالمگیری[۲] ص ۱۸۷/ ج ۴/.

اس کی نابالغ لڑکی کے نکاح میں یہ تفصیل ہے کہ بغیر شرعی ولی کے نکاح موقوف رہے گا یعنی اگر کسی نے اس کا نکاح کر دیا تو وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر ولی شرعی نے اجازت دیدی تب تو نافذ ہوگا ورنہ نافذ نہ ہوگا[۳] اس لڑکی کے باپ نے اگر اس کی ماں کو

[۱] فان كانت ثقة اولمتكن ووقع في قلبه صدقها فلابأس بان يتزوجها الخ شامی ص ۵۲۹/ ج۳/باب العدة،مطلب في المنعى اليهازوجها،مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] عالمگیری ص ۳۱۳/ ج۵/الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحدفی المعاملات مطبوعه کوئٹه پاکستان،زیلعی شرح کنز ص ۲۶/ ج ۶/ کتاب الکراهیة فصل فی البیع، مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۰۱/ ج۸/کتاب الکراهیة فصل فی البیع.

[۳] فلوزوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على أجازته ولوتحولت الولاية إليه لم يجز إلا بإجازته بعد التحول، الدرالمختار على ردالمحتار ص ۸۱/ ج۳/کراچی باب الولی،مطلب لايصح تولية الصغير شيخاً على خيرات،سکب الانهر علی هامش مجمع الانهرص ۴۹۹/ ج ۱/باب الاولياء والاكفاء قبيل فصل فی الاكفاء،مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت،عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۵/ ج ۱/الباب الرابع فی الاولياء.

طلاق دے دی تو اس سے اس کی ولایت سلب نہیں ہوئی البتہ اس کا انتقال ہو گیا ہو تو پھر جو کوئی اس کا ولی اقرب ہو اس کی اجازت نکاح کے لئے درکار ہو گی۔

(۲) جب تک لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دے یا خلع نہ کرے عورت کا نکاح دوسری جگہ درست نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شوہر والی کا بغیر طلاق کے نکاح

سوال:- (۱) ایک نکاح بغیر طلاق کا ہوا اور دلہن بھی تخمیناً چار ماہ سے مطلقہ ہوئی ہے۔ آیا یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

(۲) اگر دولہا سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا نکاح حرام ہوا تو وہ کہتا ہے کہ سب کے نکاح ناجائز اور میرا جائز ہے اب آیا اس کے کہنے کا کچھ تدارک بھی ہے یا نہیں جب کہ وہ کہنے پر سرکشی کرتا ہے؟

(۳) جو باراتی اس نکاح میں شامل تھے ان کے نکاح میں کچھ فرق آیا یا نہیں جب کہ سمجھتے تھے کہ دلہن مطلقہ بھی نہیں ہے؟

(۴) بعض باراتیوں کو بالکل علم نہیں تھا کہ نکاح ہوا ہے یا نہیں اب اس میں عمداً یا سہواً کا فرق لگایا جائے گا یا نہیں۔ دلہن کے گاؤں کے پیش امام صاحب نے نکاح بھی نہیں پڑھایا بلکہ دوسرے گاؤں کے آدمی کو رشوت دے کر نکاح پڑھوایا کچھ جہلاء کا یہ خیال یہ سمجھ کر کوشش کی۔ کچھ لوگ حقیقۃً مکروہ سمجھتے تھے مگر اس قدر مکروہ نہیں سمجھتے تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) کسی دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کرنا حرام ہے جب تک پہلا شوہر طلاق نہ

---

[۱] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ وکذالک المعتدة عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۰ / ج ۱ / القسم السادس المحرمات التی تتعلق بها حق الغیر الباب الثالث.

دیدے اور مدخولہ ہونیکی صورت میں عدت گذر جائے[۱]

(۲) حرام کو حلال کہنا سخت گناہ ہے اسی طرح حلال کو حرام کہنا جرم عظیم ہے[۲]۔ ایسا کہنے والے کو توبہ کرنا لازم ہے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کر لینا چاہئے[۳]۔

(۳) باوجود علم کے اور مکروہ سمجھ کر ایسا کرنا گنہ عظیم ہے اور جو شخص کسی حرام قطعی کو حلال اعتقاد کرے اس کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ کما صرح به فی البحر[۴] وردالمحتار[۵] وغیرهما من الکتب الفقهیه.

(۴) جس کو عورت کے غیر مطلقہ ہونے کا علم نہ تھا اس کا نکاح نہیں ٹوٹا اور گناہ بھی نہیں ہوا اور جس کو علم تھا پھر بھی وہ شریک ہوا اس کا بھی نکاح نہیں ٹوٹا مگر وہ گنہگار ہوا ہے اس کو توبہ کرنا چاہئے[۶] اور جو اس حرام نکاح کو حلال قطعی اعتقاد کرکے شریک ہوا ہے اس کو دوبارہ

---

[۱] لایجوز الرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذا لک المعتدة الهندیة ص ۲۸۰ / ج ۱ / مطبوعه کوئٹه پاکستان القسم السادس المحرمات التی یتعلق بهاحق الغیر، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۸ / ج ۲ / بیان عدم جوازمنکوحة الغیر، الفقه الحنفی وادلته محرمات النکاح، السادس محرمات بتعلق حق الغیر مطبع مکتبه الغزالی دارالفیحاء، بیروت.

[۲] ویکفر باستحلاله حراما علمت حرمته من الدین الخ البحرالرائق کوئٹه ص ۱۲۱ / ج۵ / باب احکام المرتدین، شامی دارالفکر ص ۲۴ / ج ۴ / مطلب اذااستعمل المحرم علی وجه الظن باب الوطء الذی یوجب الحد.

[۳] ومافیه خلاف یومر بالإستغفار والتوبة وتجدید النکاح شامی ص ۳۹۰ / ج ۶ / زکریا باب المرتد، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۳ / ج ۲ / الباب التاسع احکام المرتدین قبیل الباب العاشر فی البغاة، مجمع الانهر ص ۵۰۱ / ج ۲ / باب المرتد کتاب الجهاد، دارالکتاب العلمیه بیروت.

[۴] البحرالرائق کوئٹه ص ۱۲۱ / ج۵ / باب احکام المرتدین.

[۵] شامی دارالفکر ص ۲۴ / ج ۴ / مطلب اذااستعمل المحرم علی وجه الظن، شامی زکریا ص ۳۹۰ / ج ۶ / باب المرتدین.

[۶] ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفورسواء کانت المعصیة صغیرة او کبیرة، تفسیرروح المعانی ص ۲۳۶ / ج۵ ۱ / سورۂ تحریم آیت ۸ / مطبوعه دارالفکر، شرح نووی علی المسلم ص ۳۵۴ / ج ۲ / کتاب التوبة مطبع بلال دیوبند.

نکاح کرنا چاہئے اور تجدید ایمان بھی کرلے اور اس عورت کو اس شخص سے علیحدہ کرنا ضروری ہے تاوقتیکہ اس کو طلاق ہوکر عدت نہ گذر جائے[1] جب طلاق ہوجائے اور عدت بھی گذر جائے تو دوبارہ نکاح کرکے رکھنا درست ہے[2] اور اس بات کو نہ مانے تو اس سے قطع تعلق کردیا جائے[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٧/٣/٥٥ھ

---

[1] بل يجب على القاضى التفريق بينهما اى ان لم يتفرقا، الدر المختارمع الشامى دار الفكر بيروت، ص ١٣٣/ج٣/باب المهر مطلب فى النكاح الفاسد، فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص ٣٣٠/ج ١/ الباب الثامن فى النكاح الفاسد واحكامه.

[2] ولاتعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله اى ينتهى ماكتب وفرض من العدة، تفسير روح المعانى ص ٢٢٩/ج ٢/سورة البقرة الاية ص ٢٣٥/.

[3] وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح مسلم ص ٩٨/ج٨/ باب يهجر من ظهرت معصية الخ دارابن كثير بيروت، مرقاة ص ٧١٧/ ج ٤/ باب ماينهى عنه من التهاجر، اصح المطابع بمبئى.

فصل سوم: نکاح معتدہ کے احکام

نکاح معتدہ

سوال: -ایک شخص نے اپنی زوجہ بالغہ صحبت کی ہوئی کو تین طلاق بائن دیدی تھی دو حیض گذرنے کے بعد دوسرے ایک مرد نے نکاح کرلیا ہے، یہاں کا عبداللطیف قاری کہتا ہے کہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔اس لئے پھر سات مہینے کے بعد اس کے ساتھ نکاح دہرایا گیا۔ دہرانے کے بعد ۹/مہینے کے اندر اسی سے حاملہ ہوگئی کیا زوج ثانی کا نکاح جائز ہوایا نہیں اور زوج اول کی عدت کس طرح ادا کرے گی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر صریح الفاظ میں تین طلاق دی ہے تو وہ مغلظہ ہوگئی[1] اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذمہ تین حیض عدت گذارنا واجب[2] ہے صرف دو حیض گذرنے پر جو نکاح کرلیا ہے وہ درست نہیں ہوا۔اگر باوجود مسئلہ جاننے کے یہ نکاح کیا ہے تو یہ زنا ہے۔اس کی وجہ سے دوبارہ عدت

---

[1] کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۵۳۱/ ج ۴/ باب طلاق غیر المدخول بھا، مطلب فیماقال امرأتہ طالق الخ،قال اصحابنا لوقال لزوجتہ انت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا الخ الاشباہ والنظائر ص ۲۱۹/القاعدۃ التاسعۃ اعمال الکلام اولی، لوکرر الطلاق الخ،مطبوعہ دار العلوم دیوبند،عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۶/ج ۱/الفصل الاول فی الطلاق الصریح.

[2] وعدۃ الحرۃ للطلاق او الفسخ ثلاثۃ اقرأ ای حیض،البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۲۸/ج ۴/باب العدۃ،عالمگیری کوئٹہ ص ۵۲۶/ج ۱/الباب الثالث عشر فی العدۃ،الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۸۱،۱۸۲/باب العدۃ،مطلب عشرون موضعا یعتد فیھا الرجل.

واجب نہیں[1] بلکہ دوحیض پہلے گذر چکے ایک حیض اور گذارنا واجب ہے۔ پس دوبارہ نکاح جو سات ماہ بعد ہوا ہے ظاہر یہ ہے کہ اتنی مدت میں ایک حیض اور آ چکا ہوگا لہٰذا یہ نکاح صحیح ہے (اگر اتنی مدت میں کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایک حیض نہیں آیا تو یہ دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا ایک حیض اور آنے پر نکاح صحیح ہوگا۔ اگر حیض آنے سے پہلے پہلے حمل ہوگیا تو عدت وضع حمل ہے وضع حمل کے بعد نکاح ہونا چاہیے[2]) اگر یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا تو تین حیض مستقل طور پر عدت واجب ہے پس سات ماہ میں اگر تین حیض آ چکے تھے تو دوبارہ نکاح صحیح ہوگا ورنہ وہ بھی صحیح نہیں ہوا[3] وضع حمل کے بعد کرنا چاہیے، اگر صریح الفاظ میں طلاق نہیں دی۔ تو الفاظ لکھنے سے حکم معلوم ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کیا معتدہ کا نکاح صحیح ہے؟

سوال: - ایک لڑکی جو اپنے شوہر سے نا اتفاقی کی وجہ سے تقریباً تین سال سے تین میل دور اپنے شوہر سے علیحدہ رہ رہی تھی۔ بسیار پریشانی کے بعد طلاق حاصل کی گئی آج طلاق کو صرف ایک ہی ہفتہ ہوا ہوگا کہ خاموشی سے اس کا نکاح ثانی کردیا گیا ہے یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

---

[1] أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدةان علم انها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً قال فعلى هذا يفرق بين فاسده وباطله فى العدة،ولهٰذايجب الحد مع العلم بالحرمة لأنه زنى، شامى كراچى ص ١٣٢ / ج٣/ مطلب فى النكاح الفاسد،قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ٣٦٦/ج ١ /فصل فى المحرمات،عالمگيرى كوئٹه ص ٢٨٠/ ج ١ / القسم السادس المحرمات التى يتعلق بهاحق الغير.

[2] وفى الحامل عدتهاان تضع حملها ،تاتارخانيه كراچى ص٥٥/ج٤/الفصل الثامن والعشرون فى العدة،تبيين الحقائق ص٢٨ / ج٣/باب العدة،مطبوعه امداديه ملتان،قاضيخان على الهندية كوئٹه ٥٥٠/ج ١ /باب العدة.

[3] ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۱/۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر رخصتی اور خلوت صحیحہ ہوچکی تھی اس کے بعد نا اتفاقی ہوکر تین سال تک علیحدہ رہنے کے باعث طلاق حاصل کی گئی ہے تو عدت تین حیض لازم ہے[1] عدت ختم ہوئے بغیر جو خاموشی کے ساتھ نکاح ثانی کردیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہوا اس نکاح کی بناء پر صحبت وغیرہ درست نہیں بلکہ دونوں میں تفریق لازم ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

عدت میں نکاح

سوال: - ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوگیا اور اس وقت اس کو امید نہ تھی دو ماہ کے بعد ایام عدت میں امید ہوگئی عدت کے بعد عورت نے اپنا نکاح اس مرد سے پڑھالیا جس سے امید تھی یعنی بچہ پیدا ہونے سے قبل، آیا نکاح درست ہوگا یا نہیں اور بچہ کیسا قرار پائے گا ایام عدت میں ایسا کرنے کی وجہ سے مرد وعورت دونوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عدت وفات ختم ہونے کے بعد اگر نکاح کیا ہے تو وہ صحیح ہے اور نکاح سے کم ازکم چھ ماہ گذرنے سے پہلے بچہ ہوا ہے تو وہ اس ناکح سے ثابت النسب نہ ہوگا اور عدت وفات اس

---

[1] اذا طلقت الحرة او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق فعدتها ثلاثة قروء ان كانت من ذوات الحيض الخ، تبيين الحقائق ص ۲۶ / ج ۳ / باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان، تاتارخانيه كراچى ص ۵۳ / ج ۴ / الفصل الثامن والعشرون فى العدة، بدائع الصنائع كراچى ص ۱۹۳ / ج ۳ / كتاب الطلاق، فصل فى بيان مقادير العدة.

[2] ومنع غيره أى غير الزوج فى العدة لإشتباه النسب بالعلوق، شامى نعمانية ص ۵۳۷ / ج ۲ / باب العدة، مطلب فى العقد على المبانة، فتح القدير ص ۱۷۶ / ج ۴ / باب الرجعة، فصل فيماتحل به المطلقة، مطبوعه دارالفكر بيروت، النهر الفائق ص ۴۲۰ / ج ۲ / باب الرجعة، فصل فيماتحل به المطلقة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

صورت میں صحیح قول پر چار ماہ دس روز ہی رہے گی وضع حمل کو عدت نہیں قرار دیا جاوے گا۔

والصحیح ماذکرهٔ محمدؒ ان عدة المتوفیٰ عنها زوجها لاتتغیر بوجود الحمل بعد الوفات ولاتنتقل من الاشهر الیٰ وضع الحمل[1] ویعلم کون الحمل من الزنابولادتها قبل ستةاشهر من حین العقد شامی[2] ص ۹۳۴ / ج ۲ /.

اگر زنا کا شرعی ثبوت ہوجائے اور شرائط رجم موجود ہوں تو حکومت اسلامی دونوں کو رجم کرادے اگر شرائط رجم موجود نہ ہوں تو سوسو کوڑے لگوائے[3] حکومت اسلامی جس جگہ موجود نہ ہو تو وہاں یہ حد زنا جاری نہیں کی جائے گی[4] ایسی جگہ ترک تعلقات وغیرہ کی سزا دی جائے تاکہ وہ دونوں تنگ آکر توبہ کرلیں اور آئندہ دوسروں کو عبرت ہو[5] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی

الجواب صحیح: عبداللطیف ۷/ذی الحجہ ۵۳ھ

---

[1] بدائع الصنائع کراچی ص ۲۰۱ / ج ۳ / کتاب الطلاق، فصل فی بیان انتقال العدة، وتغیرها، شامی کراچی ص ۵۱۱ / ج ۳ / باب العدة، مطلب فی عدة الوفاة، النهر الفائق ص ۴۷۹ / ج ۲ / باب العدة، فرع مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] شامی کراچی ص ۵۱۱ / ج ۳ / مطلب فی عدةالوفاة، باب العدة.

[3] اذاوجب وکان الزانی محصنارجمه بالحجارة حتی یموت الی قوله وان کان غیرمحصن فحده مائة جلدة ان کان حراالخ عالمگیری کوئٹه ص ۱۴۵، ۱۴۶ / ج ۲ / کتاب الحدود، الباب الثالث فی کیفیة الحدواقامته، البحر الرائق کوئٹه ص ۸، ۹ / ج ۵ / کتاب الحدود، مجمع الانهر ص ۳۳۶، ۳۳۸ / ج ۲ / کتاب الحدود، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[4] لاحدبالزنا فی دارالحرب، شامی زکریا ص ۶ / ج ۶ / کتاب الحدود، مطلب الزنا شرعا لایختص الخ، البحر الرائق کوئٹه ص ۴ / ج ۵ / کتاب الحدود، عنایة علی فتح القدیر ص ۲۱۶ / ج ۵ / کتاب الحدود، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[5] نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن کلامنا الخ، وهو دلیل علی وجوب هجران من ظهرت معصیة فلایسلم علیه الاان یقلع وتظهرتوبته المفهم شرح مسلم ص ۹۸ / ج ۷ / کتاب الرقاق، باب یهجرمن ظهرت معصیة مطبوعه دارابن کثیر بیروت، طیبی شرح مشکوة ص ۲۴۳ / ج ۹ / بابماینهی عنه من التهاجر، مطبوعه زکریادیوبند، مرقاة شرح مشکوة ص ۶۱۷ / ج ۴ / باب ماینهی عنه من التهاجر، مطبوعه بمبئی.

عدت میں نکاح

سوال:–متوفی زید کی بیوی ہندہ نے بعد انتقال زید کے تین مہینہ پانچ دن کے عمرو سے نکاح کرلیا اور بعد نکاح دو تین روز کے عمرو کو یہ معلوم ہوا کہ اس نے عدت ہی کے اندر نکاح کیا۔ بعد معلوم ہو جانے کے بھی عمرو نے ہندہ مذکورہ سے تفریق یا متارکت وفسخ کچھ بھی نہیں کی اور اس طرح دونوں باہم زندگی بسر کرنے لگے یعنی وطی بھی کرنے لگا اس حالت پر آٹھ مہینے گذرنے کے بعد عمرو نے کسی ملا صاحب کے ذریعہ سے صرف نکاح دہرالیا بعد نکاح اس آٹھ مہینہ کے اندر تفریق متارکت فسخ ان تینوں میں سے کسی ایک کو ایک لحظہ کے لئے بھی اختیار نہ کیا۔ اب عمرو نے جس طرح نکاح دہرالیا از روئے شرع عمرو کے لئے وہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔ اگر عمرو کے لئے نکاح مذکورہ جائز نہ ہو تو از روئے شرع جائز ہونے کی کیا صورت ہے۔ کتب معتبرہ وحدیث صحیحہ سے مع عبارت ونام کتاب تحریر فرمائیں۔ روز جزا میں اس کا اجر ملے گا۔

نوٹ:– اس کے بعد سائل نے مجموعہ فتاویٰ ص ۳۱۱ ج ۱ باب النکاح سے استفتاء ۲/۲۹۶ مع جواب نقل کر کے لکھا ہے کہ سوال دوم کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کا نکاح صرف دہرانے سے صحیح نہیں ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عدت وفات غیر حاملہ کے لئے چار ماہ دس روز ہے۔[1] عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح ناجائز ہے۔ اگر عمرو کو علم ہو کہ ہندہ کی عدت پوری نہیں ہوئی تو یہ نکاح باطل اور زنا محض

[1] وعدة الحرة في الوفات اربعة اشهر و عشرة ايام سواء كانت مدخولا بها اولا ، عالمگيری كوئٹه ص ۵۲۹/ج ۱/الباب الثالث عشر في العدة،بدائع الصنائع كراچی ص ۱۹۵/ ج۳/كتا ب الطلاق ،فصل و اما بيان مقادير العدة،تبيين الحقائق ص۲۷/ج۳/باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان.

ہوا ہے آٹھ ماہ بعد جب دوبارہ نکاح کیا ہے تو وہ صحیح ہے جب پہلا نکاح قطعاً باطل ہوا تھا تو دوبارہ نکاح کے لئے مستقل عدت کی ضرورت نہ تھی۔تفریق قاضی متارکۃ فسخ کی ضرورت بھی شبہ کے موقع پر ہوتی ہے اور جہاں خالص زنا ہو وہاں ان اشیاء کا محل ہی نہیں بلکہ فقہاء نے تصریح کی ہے اگر معتدۃ الغیر سے باوجود علم کے نکاح کرے تو حد شرعی یعنی حد زنا واجب ہے (جب کہ شرائط متحقق ہوں) اگر عمرو کو علم نہیں تھا تو پہلا نکاح جو کہ بحالت عدت کیا ہے وہ فاسد ہوا اس سے متارکت واجب ہے۔ جب تک متارکت نہ ہوجائے نکاح صحیح نہیں لہٰذا بغیر متارکت جو آٹھ ماہ بعد نکاح کیا ہے وہ بھی صحیح نہیں۔اب جواز کی شکل یہ ہے کہ عمرو متارکت کرے یعنی زبان سے ایسے الفاظ کہے جس سے مضمون ترک سمجھا جائے مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھ کو علیٰحدہ کردیا چھوڑ دیا میرا تیرا کوئی تعلق نہیں وغیرہ وغیرہ یا طلاق دیدے اس کے بعد عدت تین حیض گذارے اور اس مدت میں عمرو ہندہ بالکل علیحدہ رہیں وطی خلوت وغیرہ کچھ نہ ہو جب یہ عدت پوری ہوجائے تب از سر نو نکاح کریں۔ وعدة المنكوحة نكاحاً فاسداً فلا عدة في باطل والموطؤة بشبهة ومنه تزوج امرأة الغير غير عالم بحالها الحيض للموت وغيره كفرقةٍ او متاركة لان عدة هؤلاء لتعرف براءة الرحم وهو بالحيض ولم يكتف بحيضةٍ احتياطاً اھ درمختار مختصراً (قوله نكاحاً فاسداً) هي المنكوحة بغير شهود ونكاح امرأة الغير بلاعلم بانها متزوجة ونكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد عنده خلافاً لهما (قوله فلاعدة في باطل) اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً فعلىٰ هٰذا يفرق بين فاسده وباطله في العدة ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لكونه زناً (قوله الحيض) جمع حيضة اى عدة المذكورات ثلاث حيض (قوله كفرقة) الاولىٰ كتفريق اى تفريق القاضي وسيأتي ان ابتداء العدة في الموت من وقت الموت وفي غيره من وقت التفريق أو المتاركة اى اظهار العزم من الزوج علىٰ ترك وطيها بان يقول بلسانه تركتك بلاوطء ونحوه ومنه الطلاق. اھ

درمختار[1]۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ بغیر عدت گذارے بعد متارکت کے نکاح کرلیں لیکن اگر عمرو کے علاوہ کسی اور سے ہندہ نکاح کرنا چاہے تو متارکت کے بعد عدت گذارنا ضروری ہے۔ بغیر عدت گذارے نکاح درست نہیں۔

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۳/۵۸ھ

لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة سواء کانت العدة عن طلاق اووفات اودخول فی نکاح فاسد اوشبهة نکاح الیٰ قوله ویجوز لصاحب العدة ان یتزوجها کذا فی المحیط السرخی اھ فتاویٰ عالمگیری[2] ص ۲۹۸/.

نقل فتویٰ منسلکہ اس کے حق میں ہے جب کہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اس صورت میں بغیر عدت گذارے نکاح درست نہیں[3] صورت مسئولہ میں خود صاحب عدة (عمرو) سے نکاح کرنا بعد متارکت بلا عدت گذارے بھی درست ہے[4] محمود بقلم خود

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ ربیع الثانی ۵۸ھ

---

[1] الدرمع الرد کراچی ص ۵۱۶/ تا ۵۲۳/ ج۳/ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل باب العدة البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۳۹/ ج۴/ باب العدة، فتح القدیر ص ۳۲۰، ۳۳۰/ ج۴/ باب العدة، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[2] الهندیةص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر مطبوعہ بلوچستان بکڈپو، بدائع الصنائع زکریاص ۵۴۸، ۵۴۹/ ج ۲/ کتاب النکاح، فصل ومنها ان لاتکون منکوحة الغیر، فتح القدیر ص ۱۷۶/ ج۴/ باب الرجعة، فصل فیماتحل به المطلقة، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[3] ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۲/۔

[4] ویجوز لصاحب العدة ان یتزوجها فی العدة، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بهاحق الغیر.

نکاح معتدہ

سوال:-زید وبکر حقیقی بھائی تھے ہندہ اور زبیدہ حقیقی بہن تھیں دونوں کی شادی دونوں بھائیوں کے ساتھ ہوئی یعنی ہندہ کی زید کے ساتھ اور زبیدہ کی بکر کے ساتھ مگر زید عرصہ آٹھ سال کا ہوا کہ فوت ہوگیا ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑا اب ہندہ مع اپنے لڑکا ولڑکی کے بکر اپنے دیور کے ساتھ پرورش پاتی رہی۔ اس کے بعد بکر نے اپنی بیوی زبیدہ کو طلاق دے دیا مگر مطلقہ زبیدہ کو گھر سے نہیں نکالا اور طلاق کے تین چار روز بعد ہندہ اپنی بھاوج ونیز سالی سے نکاح کرلیا بغیر گواہ وشاہد کے قاضی کے سامنے کرلیا صبح کو قاضی نے بکر و ہندہ کے نکاح کا اعلان کردیا۔ اب دونوں میں زن وشوئی کا برتاؤ ہونے لگا اور مطلقہ زبیدہ بھی اسی مکان میں رہتی تھی اسی وجہ سے دونوں میں برابر جھگڑا ہوتا رہا بکر نے عاجز ہوکر دو ماہ بعد ہندہ کو بھی طلاق دے دیا دونوں مطلقہ اب بھی اسی طرح بکر کے گھر میں رہتی تھیں مگر پھر ڈیڑھ سال بعد ہندہ سے نکاح کرلیا اس نکاح میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی اس واقعہ کو ڈیڑھ ماہ ہوئے اور زبیدہ بھی اب تک بکر کے مکان میں رہتی ہے اور کچھ لوگ بکر کے ساتھ میل جول خورد ونوش رکھتے ہیں اور کچھ لوگ بائیکاٹ کئے ہوئے ہیں۔ اب دریافت طلب چند امور ہیں جو ذیل میں مذکور ہیں۔

(۱) بکر نے زبیدہ کو طلاق کے بعد رکھا ہے کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) جو بکر نے زبیدہ کو طلاق دینے کے بعد چار پانچ روز بعد اس کی بہن ہندہ سے نکاح کرلیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) بکر نے ہندہ کو طلاق دینے کے بعد دوبارہ ڈیڑھ سال بعد نکاح کیا جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ شریک ہوئے بعد کے نکاح میں اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) جو لوگ بکر کی حمایت کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

(۵) جو لوگ بائیکاٹ کئے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جب اس کو طلاق دے کر تعلق زن وشوئی منقطع کر چکا ہے۔ تو اب اس کو اپنے مکان میں رکھنا ناجائز ہے اس کو علیحدہ کرنا واجب ہے[1]

(۲) یہ نکاح ناجائز ہوا ولایجوز ان یتزوج اخت معتدته سواءٌ کانت العدة من طلاق رجعی او بائن اوثلٰث او عن نکاح فاسد او عن شبهة اھ عالمگیری[2] ص ۲۸۷/ ج ۲/ جب تک زبیدہ کی عدت پوری نہ ہو جائے اس کی بہن سے بکر کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر نکاح کے وقت بکر اور ہندہ نے صرف قاضی کے سامنے ایجاب وقبول کیا ہے اور کوئی شخص موجود نہ تھا تو یہ شہادت بھی تام نہیں شرعاً نکاح کے لئے کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ بغیر اس کے نکاح فاسد ہوتا ہے کذا فی الدرو الهندیة[3] وغیرهما.

(۳) ہندہ نے جو دوبارہ نکاح کرلیا ہے تو شرعاً یہ نکاح صحیح اور معتبر ہے جائز نکاح میں شرکت جائز اور ناجائز میں ناجائز۔ ناجائز کام میں امداد ناجائز ہے[4] بکر کو سمجھانا چاہئے کہ

---

[1] مطلقہ عدت گزرنے کے بعد اجنبیہ ہو جاتی ہے، اجنبیہ کے ساتھ خلوت ناجائز ہے، اس لئے اس کو علیحدہ کرنا واجب ہے۔ الخلوة بالاجنبية حرام الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۵۲۹/ ج ۹/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۲۰۳/ ج ۴/ کتاب الکراهية، فصل فی النظر، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت، بدائع الصنائع کراچی ص ۱۱۹/ ج ۵/ کتاب الاستحسان.

[2] الهندية ص ۲۷۹/ ج ۱/ القسم الرابع المحرمات بالجمع، قاضیخان علی الهندية کوئٹه ص ۳۶۴/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، تاتارخانیه کراچی ص ۳/ ج ۳/ الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة ومالایجوز.

[3] وشرط حضور شاهدین حرین اوحروحرتین مکلفین سامعین قولهما معاً، الدرالمختار علی الشامی ص ۲۷۲/ ج ۲/ کتاب النکاح، مطلب الخصاف کبیرفی العلم، عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۷/ ج ۱/ کتاب النکاح، الباب الاول فی تفسیره الخ.، کنزمع البحر کوئٹه ص ۸۷، ۸۸/ ج ۳/ کتاب النکاح.

[4] لقوله تعالیٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان، سوره مائده، آیت ۲/ پاره ۶/.

ترجمہ: اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد مت کرو۔

وہ پہلی مطلقہ یعنی زبیدہ کو علیحدہ کردے اگر مان جائے تو خیر ورنہ (اگر مفید ہو تو) اس سے ترک تعلق کردیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۸/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/شعبان ۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف ۷/شعبان ۵۸ھ

عدت میں نکاح

سوال:- ایک عورت کو اس کے شوہر نے خلوت کے بعد میں طلاق دی اس عورت نے ایک دوسرے شخص سے اسی تاریخ طلاق کی شب کو بغیر عدت طلاق پوری کئے ہوئے نکاح کرلیا اور آٹھ ماہ دس یوم بعد بچہ پیدا ہوگیا آیا یہ نکاح کرنا اس کا جائز ہے یا نہیں اور یہ عورت اس موجودہ شخص کی بیوی قرار دیجاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر بیوی قرار نہیں دی جاسکتی تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عدت کے اندر نکاح ناجائز ہے۔ لہٰذا یہ نکاح صحیح نہیں[2] ہوا بچہ پیدا ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کرنا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲/ذی الحجہ ۵۷ھ

---

[1] قال الخطابی رخص للمسلم ان یغضب علی اخیه ثلاث لیالی ولایجوزفوقها الّا اذاکان الهجران فی حقوق اللّٰه تعالیٰ فیجوزفوق ذالک مالم یظهرمنه التوبة والرجوع الی الحق،مرقاةشرح مشکوة ص ۶۱۷/ ج ۴/ باب ماینهی عنه من التهاجروالتقاطع،الفصل الاول مطبع اصح المطابع بمبئی،المفهم شرح المسلم ص ۹۸/ ج ۷/ کتاب الرقاق باب مایهجرمن ظهرت معصیة،مطبوعه دارابن کثیربیروت.

[2] أما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته ،لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد أصلاً شامی کراچی ص ۵۱۶/ ج ۳/ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل،باب العدة،قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۶۶/ ج ۱/ تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج ۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانکحة ومالایجوز.

عدت میں نکاح

سوال:- ہندہ بیوہ ہوگئی۔ عدت وفات ابھی اسکی ختم نہ ہوئی تھی کہ اس کا نکاح اس کے متوفی شوہر کے بھائی کے ساتھ کردیا گیا، حالانکہ مسماۃ مذکورہ رضامند نہ تھی۔ اس واسطے وہ تین روز گھر سے بے گھر رہی۔ تیسرے دن اس نے شخص مذکور کو جس کے ساتھ نکاح کردیا گیا تھا مجبور کیا طلاق دینے پر، چنانچہ اس نے طلاق دیدی سرکاری کاغذ پر بموجب قانون انگریزی طلاق نامہ لکھ دیا۔ اس کے بعد اب مسماۃ ہندہ اسی شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اس کا نکاح اس شخص کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ پہلا نکاح تو بسبب عدت میں ہونے کے صحیح نہ ہوا، پھر طلاق کس بات کی ہے۔ اگر دوبارہ نکاح جائز ہو تو کیا مزید عدت کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟ پہلا نکاح عدت کے اندر اگر دانستہ کرایا گیا ہے تو نکاح پڑھانے والا اور شرکاء مجلس گنہگار ہوئے یا نہیں؟ شرعاً ان کی تادیب وتنبیہ اور ان کی نجات کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ اگر نکاح پڑھانے والا پیش امام بھی ہے حکم شرعی کا منکر ہو اور بے جا تاویلات سے کام لے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ مفصل تحریر ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عدت میں نکاح جائز نہیں، نکاح کرنے والا اور نکاح پڑھنے والا اور تمام شرکاء مجلس نیز جو لوگ اس نکاح کے روکنے پر قادر تھے پھر خاموش رہے اور نہیں روکا تو یہ سب کے سب گنہگار ہوئے[1] سب کو توبہ لازم ہے[2] امام اگر توبہ نہ کرے تو اس کو امامت سے علیحدہ کردیا جائے

---

[1] عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان مشکوۃ شریف ص ۴۳۶/ کتاب الآداب، باب الامر بالمعروف الفصل الاول، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، مسلم ص ۵۱/ج ۱/ کتاب الایمان باب کون النھی عن المنکر من الایمان، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۳۲۸/ج ۹/ باب الامر بالمعروف مطبوعہ امدادیہ ملتان، طیبی شرح مشکوۃ ص ۳۱۱/ج ۹/ باب الامر بالمعروف مطبوعہ زکریا دیوبند، ومن تمکن منہ وترکہ بالعذر اثم، مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۳/ج ۵/ باب الامر بالمعروف مطبع اصح المطابع بمبئی. (حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر)

بشرطیکہ اس سے بہتر امامت کے لائق کوئی دوسرا آدمی موجود ہو۔ نیز اس کی علیٰحدگی میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو[1] اگر توبہ کرلے تو پھر اس کی امامت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں[2] عدت میں نکاح ہوا ہے وہ باطل ہے۔ کیونکہ عورت اور مرد ہر دو کو اس کے ناجائز اور حرام ہونے کا علم تھا۔ اس لئے اس نکاح کے بعد اگر صحبت کی ہے تو وہ حرام اور زنا کے حکم میں ہے، جو طلاق دی ہے وہ بھی بیکار۔ اس طلاق کی وجہ سے عدت لازم نہیں۔ محض عدت وفات گذرنے کے بعد نکاح درست ہے۔ **واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدةان علم انها للغير لانه لم يقل احدبجوازه ولهٰذا يجب الحد مع العلم بالحرمةلكونهٖ زناكما فى القنيةوغيرها اھ ردالمحتار**[3] ص ٩٣٩ / ج ٢ /. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٦/٢٤/ ٦٢ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ٦/٢٥/ ٦٢ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[2] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبة سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة روح المعانى ص ٢٣٦ / ج ١٥ / الجزء الثامن والعشرون ،سورة التحريم تحت آيت ٨ /مطبوعه دارالفكربيروت،نووى على مسلم ص ٣٥٤ / ج ٢ / كتاب التوبة،مطبوعه رشيديه دهلى،المفهم شرح مسلم ص ٢٧ / ج ٧ / كتاب الاذكار ،باب تجديدالاستغفار، مطبوعه دارابن كثيربيروت.

[1] ويكره امامة عبد واعرابى وفاسق واعمى وولد الزنا هذاان وجد غيرهم والافلاكراهة، الدر المختار على الشامى زكرياص ٢٩٨، ٣٠٠ / ج ٢ /باب الامامة،قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام،البحرالرائق كوئٹه ص ٣٤٨، ٣٤٩ / ج ١ /باب الامامة، النهر الفائق ص ٢٤٢، ٢٤٤ / ج ١ /باب الامامة.

[2] عن عبداللّٰه بن مسعود رضى اللّٰه عنه قالقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم التائب من الذنب كمن لاذنب له ،مشكوة شريف ص ٢٠٦ /باب الاستغفار والتوبة،الفصل الثالث،مطبوعه دار الكتاب ديوبند،سنن ابن ماجه ص ٣١٣ /ابواب الزهد باب ذكر التوبة،مطبوعه اشرفى ديوبند.

[3] شامى كراچى ص ٥١٦ / ج ٣ / مطلب فى النكاح الفاسد والباطل باب العدة،قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ٣٦٢ / فصل فى المحرمات،تاتارخانيه كراچى ص ٤ / ج ٣ /الفصل الثامن فى بيان من يجوزمن الانكحة.

عدت میں نکاح کی اجازت نہیں

سوال: -طلاق کے کتنے مہینے کتنے دن کے بعد دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا چاہئے۔طلاق دیئے ہوئے پانچ مہینہ ہوئے اور ایک سال کا لڑکا ہے اور مہینہ نہیں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں عدت پوری ہونے پر نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق کے بعد جب تین مرتبہ ماہواری آجائے تب عدت ختم ہوگی اور دوسرا نکاح درست ہوگا[1] بچہ گود میں ایک سال کا ہے اور طلاق کو پانچ مہینے ہوئے اور ماہواری نہیں ہورہی ہے تو ابھی نکاح کی اجازت نہیں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۷/۱۴۰۶ھ

مطلقہ بائنہ کا نکاحِ ثانی عدت میں

سوال: -عورت موطوءہ جس کو طلاق بائن دی گئی ہے کسی اور شخص سے عدت کے اندر نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ بشرط اثبات صحبت حلال ہے یا نہیں؟

---

[1] اذاطلقت الحرة اووقعت الفرقة بينهما بغيرطلاق فعدتهاثلاثة قروء ان كانت من ذوات الحيض الخ، تبيين الحقائق ص۲۶/ ج۳/ باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان،مدايه مع فتح القدير ص۳۰۷/ج۴/ باب العدة،مطبوعه دارالفكر بيروت، بدائع الصنائع كراچى ص۱۹۳/ ج۳/ كتاب الطلاق فصل واما بيان مقادير العدة.

[2] لا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل،قاضيخان على الهندية كوئٹه ص۳۶۶/ فصل فى المحرمات،تاتارخانيه كراچى ص۴/ج۳/ الفصل الثامن فى بيان مايجوز من الانكحة ومالايجوز، شامى كراچى ص۵۱۶/ج۳/باب العدة، مطلب فى النكاح الفاسد والباطل.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا نکاح کرنا حرام ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم

طلاق رجعی میں دو حیض کے بعد نکاح

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دیا تھا۔ صرف دو حیض عورت کو آئے تھے کہ لڑکی کے ولی نے دوسری شادی کردی۔ کیونکہ گھر والوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی شادی ہوگئی ہے۔ حالانکہ پہلا نکاح اگرچہ پوشیدہ ہوا تھا لیکن ایسے دو گواہوں کے سامنے ہوا تھا جو لڑکے کے گھر والوں کو جانتے ہیں۔ اور لڑکی کے گھر والوں کو ایک گواہ اچھی طرح جانتا ہے۔ دوسرے گواہ کو مقام وغیرہ کا نام اور لڑکی کے باپ کا نام بتا کر شناخت دیدی گئی تھی۔ لہٰذا وہ بھی واقف ہوگیا۔ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ نکاح اول ہوا یا نہیں؟ اور لڑکے نے محبت میں آ کر اس خیال سے شادی کرلی کہ یہ جنت میں میرے ساتھ رہے گی۔ اگرچہ اس کو معلوم تھا کہ کچھ روز بعد یہ لڑکی الگ ہوسکتی ہے بوجہ لاعلمی والدین کے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید کوئی صورت ساتھ رہنے کی بن جائے۔ یہ نکاح کیا حکم رکھتا ہے؟ اگر یہ جائز ہوا تو دوسرا نکاح عدت کے اندر جو ہوا وہ باطل ہوگیا یا نہیں؟ اور مہر وغیرہ کا بغیر احکام نکاح کیا حکم ہے؟ اپنی عزت بچانے کے لئے نہ لڑکی نے بتلایا نہ لڑکے نے۔ حالانکہ لڑکا دینی تعلیم سے قدر واقف ہے اور خوف خدا بھی ہے۔ اب آپ شریعت کی روشنی میں کوئی صورت بتلائیں۔

---

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة سواء کانت العدة عن طلاق الخ، الهندیة کوئٹه ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۹/ج ۲/کتاب النکاح، بیان عدم جواز نکاح معتدة الغیر، شامی زکریا ص ۲۷۴/ج ۲/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

الجواب حامداًومصلیاً

پہلا نکاح دوگواہوں کے سامنے کفو میں ہوا تو وہ صحیح ہوگیا تھا[۱] پھر اگر بعد وطی کے طلاق رجعی دی تو اس کی عدت (تین حیض) لازم تھی[۲] صرف دوحیض آنے پر دوسرا نکاح غلط ہوا۔ فاسد ہوا دونوں میں علیٰحدگی لازم ہے[۳]۔ جب تیسرا حیض آجائے تب اس دوسرے شخص سے دوبارہ نکاح کیا جائے۔ نکاح فاسد میں وطی کی صورت میں مہر بھی لازم ہوتا ہے[۴]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/ ۱۴۰۱ھ

عدت میں نکاح اور صحبت سے ممانعت

سوال:- متوفی کے ورثاء نے امام مسجد سے کہا کہ ہمیں عورت کے اغواء ہونے کا

---

[۱] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلارضا ولى الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۱۵۶ / ج ۴/ باب الولى، مجمع الانهر ص ۴۸۸/ ج ۱ /باب الاولياء والاكفاء، مطبوعه دارالكتاب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۰۹ / ج ۳/باب الاولياء والاكفاء.

[۲] اذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائنا اورجعيا اوثلاثاً وهى حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء الخ، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲۶ / ج ۱ /الباب الثالث فى العدة، الدرالمختارعلى الشامى كراچى ص ۵۰۴، ۵۰۵/ ج ۳/باب العدة، مطلب عشرون موضعا يعتدبه فيهاالرجل، تبيين الحقائق ص ۲۶ / ج ۳/باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان.

[۳] واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً، بل يجب على القاضى التفريق بينهما، الدرالمختارمع الشامى زكريا ص ۲۷۴ ج ۴ باب المهر. مطلب فى النكاح الفاسد، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۳۶۶ / ج ۱ /فصل فى المحرمات، تاتارخانيه كراچى ص ۴/ ج ۳/الفصل الثامن فى بيان مايجوز من الانكحة ومالايجوز، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۳۰/ ج ۱ /الباب الثامن فى النكاح الفاسد.

[۴] ويجب مهر المثل فى نكاح فاسد بالوط، الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۲۷۴ / ج ۴/ باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد، تبيين الحقائق ص ۱۵۲ / ج ۲ /باب المهر، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص ۵۲۳/ ج ۱ /باب المهر، فصل مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

خطرہ ہے اسی لئے کسی طرح جلد از جلد اس کا نکاح ہمارے خاندان کے فلاں آدمی سے کردو۔ امام مسجد نے ایک اور مولوی صاحب سے مشورہ لیا جس نے کہا عدت گذرنے سے پہلے نکاح نہیں ہوسکتا۔ مگر عورت کو ڈرانے کے لئے آپ نکاح پڑھ دیں اور عورت کو کہہ دیں کہ بس اب تیرا نکاح ہوگیا ہے، مگر خاوند کو اس مدت میں صحبت سے منع کردیں تا کہ وہ زنا کا مرتکب نہ ہو۔ پھر جب عدت گذر جائے گی تو از سرنو نکاح پڑھنا اور اس کے بعد عورت خاوند پر حلال ہوگی۔ چنانچہ امام مسجد نے نکاح کردیا اور خاوند کو صحبت سے منع کردیا۔ لیکن خاوند نے اس پابندی کی کوئی پرواہ نہیں کی اور عورت سے تعلقات زن وشوہر قائم کر لئے۔ اسی دوران عورت کو پتہ چل گیا کہ اس کا نکاح نہیں ہوا، تو وہ ایک شخص کے ساتھ بھاگ گئی۔ از روئے شریعت مطہرہ ہر ایک کا حکم تحریر فرمائیں۔ امام مسجد، شرکاءِ نکاح اور امام کو مشورہ دینے والے پر کیا کیا تعزیر ہے۔ عورت کا نکاح کس صورت میں صحیح ہوسکتا ہے؟ نکاح مذکورہ کے بعد صحبت کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ اور اغواء کنندہ پر کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حالت عدت میں نکاح کی بات اور وعدہ لینا بھی ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں ممانعت آئی ہے[۱]۔ قرآن کریم کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنی مصالح کو پیش نظر رکھ کر یہ غلط کام کیا گیا، جس کے نتیجہ میں مرد اور عورت حرام کاری میں مبتلا ہوئے اور مصلحت بھی فوت ہوگئی۔ جس نے یہ غلط مشورہ دیا وہ بھی توبہ کرے اور جو جو اس غلط نکاح میں شریک ومعاون ہوئے سب توبہ واستغفار کریں[۲]۔ اجنبی کے ساتھ بھاگ جانا بھی مستقل معصیت ہے[۳]۔ بھگا کر لے

---

[۱] ولکن لاتواعدوهن سراً الاان تقولوا قولا معروفاً ولاتعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتٰب اجله. سورہ بقرہ آیت ۲۳۵/.

[۲] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبة وانهاواجبة على الفور لايجوزتاخيرهاسواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة روح المعانى ص ۲۳۶/ ج ۱۵/الجزء الثامن والعشرون،سورة التحريم تحت آيت ۸/ مطبوعه دارالفكربيروت،نووى على مسلم(باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

جانے والا بھی سخت گنہگار رہے[1]۔ تعزیر کے لئے اپنے علاقہ کے اہل علم سے دریافت کریں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۹/۱۳۹۵ھ

مطلقہ کا نکاح بلا عدت

سوال:- ماقولكم رحمكم اللّٰه ان الرجل طلق امرأته طلاقاً ثلاثاً وتزوجت برجل آخر بلا انقضاء العدة بدليل ان الطلاق وقع بعد العقد قبل الزفاف والحضار عندالعقد الثانی یسئلونهما عن الدخول الآن فیقول الزوج الاول بالحلف ان الخلوة الصحیحة وقعت بیننا بلا مانع وتقول المرأة ان الزوج جامعنی ویقولان ان سكوتنا عن هذاالامرعندالعقدالثانی لعدم العدم فالمطلوب ان العقد الثانی صحیح ام باطل؟

الجواب حامداً ومصلیاً

العقد الثانی لیس بصحیح فعلی الثانی ان یفارقها وعلیها ان تعتد للاول والجهل لیس بعذر بینهما الا ان حدالزنا لایجب لعدم العلم بالمسئلة اما نكاح

(پچھلے صفحہ کے حواشی) ص ۳۵۴/ كتاب التوبة مطبوعه رشيديه دهلی،المفهم شرح مسلم ص۲۷/ج۷/ كتاب الاذكار، باب تجديد الاستغفار،مطبوعه دارابن كثيربيروت.

[3] الخلوةبالاجنبية حرام، الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۵۲۹/ج۹/ كتاب الحظر والاباحة. فصل فی النظر والمس،سكب الانهرعلی مجمع الانهرص۲۰۳/ ج۴/كتاب الكراهية،فصل فی النظر،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،بدائع الصنائع كراچی ص ۱۱۹/ ج۵/كتاب الاستحسان.

[1] خدع امرأة انسان واخرجها زوجها يحبس يتوب اويموت لسعيه فی الارض بالفساد عبارة غيره حتی يردها وفی الهندية وغيرهاقال محمد احبسه ابداً حتی يردها اويموت الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۱۳۴/ج۶/ كتاب الحدود،فصل فی التعزير،مطلب العامی لامذهب له، عالمگيری كوئٹه ص ۱۷۰/ج۲/قبيل كتاب السرقة.

منکوحة الغیر و معتدتهٔ فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انهاللغیر ویجب الحد مع العلم بالحرمة لکونه زنا کذا فی القنیة وغیرها اه رد المحتار[1] ص ۹۳۸ / ج ۲ /.

ولایجوزللرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة اه هندیة[2] ص ۲۸۰ / وبعد مضی العدة لایکفی العقدالسابق بل یجب العقد الجدید۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۷/۲/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم

---

[1] شامی کراچی ص ۵۱۶ / ج ۳ / مطلب فی النکاح الفاسدوالباطل (باب العدة) بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۸، ۵۴۹ / ج ۲ / عدم جواز نکاح منکوحة الغیر تاتارخانیه کراچی ص ۴ / ج ۳ / الفصل الثانی فی بیان مایجوز من الانکحة.

[2] الهندیة ص ۲۸۰ / ج ۱ / مطبع بلوچستان بکڈپو، القسم السادس المحرمات اللتی تتعلق بها حق الغیر، قاضی خان علی الهندیه ص ۳۶۶ / ج ۱ / باب فی المحرمات، مطبوعه دیوبند، شامی زکریاص ۲۷۴ / ج ۴ / باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

ترجمہ سوال: کیا فرماتے ہیں آپ، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ کہ آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور اس نے کسی دوسرے آدمی سے بغیر عدت پوری ہوئے شادی کر لی اس دلیل کی بنیاد پر کہ طلاق عقد کے بعد زفاف سے پہلے واقع ہوئی ہے۔ دوسرے عقد کے وقت موجود حضرات اب دونوں سے دخول کے متعلق سوال کرتے ہیں تو پہلا شوہر قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہمارے درمیان بلا کسی رکاوٹ کے خلوت صحیحہ واقع ہوئی اور عورت کہتی ہے کہ پہلے شوہر نے مجھ سے جماع کیا ہے اور وہ دونوں کہتے ہیں کہ عقد ثانی کے وقت اس معاملہ سے ہمارا خاموش رہنا نہ جاننے کی وجہ تھا بہرحال منشاء سوال یہ ہے کہ دوسرا نکاح صحیح ہے یا باطل؟

ترجمہ جواب: دوسرا عقد صحیح نہیں ہے لہٰذا شوہر ثانی پر لازم ہے کہ اس عورت سے الگ ہوجائے اور اس پر لازم ہے کہ پہلے شوہر کی عدت گزارے اور ان دونوں کا نہ جاننا کوئی عذر نہیں ہے البتہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے حد زنا واجب نہیں ہوتی، بہرحال غیر کی منکوحہ اور معتدہ سے نکاح اور اس کے ساتھ دخول عدت کو واجب نہیں کرتا اگر معلوم ہو کہ وہ غیر کی ہے اور حد واجب ہوتی ہے حرمت کے علم کے ساتھ کیونکہ وہ زنا ہے۔

فصل چهارم: لاپتہ شخص کی بیوی کے نکاح کے احکام

زوجۂ مفقود

سوال:- ایک عورت کا خاوند مفقود الخبر ہوگیا اور بعد تلاش کے نہیں ملا، اب یہ عورت کتنی مدت گذار کر عقد ثانی کر لیوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی عورت کو چاہئے کہ جب انتظار کر کے تھک جائے اور صبر دشوار ہوجائے تو حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور اتنے عرصہ سے مفقود ہے اب مجھ میں انتظار کی قوت نہیں نکاح ثانی کی سخت ضرورت ہے، اس پر حاکم اس کو تلاش کرا کے جب ملنے سے مایوس ہوجائے تو حاکم عورت کو چار سال یا اس سے کچھ کم عرصہ انتظار کرنے کا حکم دے اس مدت میں اگر وہ آجائے تو خیر ورنہ حاکم مسلم بااختیار عورت کے مطالبہ پر اس مفقود کے اوپر موت کا حکم جاری کردے اس کے بعد وہ عورت عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے[1] بغیر حکم حاکم مسلم بااختیار بصورت مذکورہ دوسرا نکاح جائز نہیں، بلکہ وہ عورت پہلے شوہر کے نکاح میں رہے گی، مسلم حاکم کو یہ بھی اختیار ہے کہ ضرورت وقت کا لحاظ کرتے ہوئے بعد تلاش ومایوسی فوراً ہی عدت گذارنے کا حکم دیدے اور کوئی مدت چار سال یا اس سے کم انتظار کے لئے مقرر نہ کرے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)

---

[1] الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۰ / حکم زوجۂ مفقود، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

[2] الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۹ / واپسی مفقود کے احکام، فائدہ، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

زوجۂ مفقود الخبر کے لئے سہولت

سوال:- مسئلہ مفقود الخبر میں سخت خلجان ہے، حنفیہ کے نزدیک عورت کو نوے برس یا ایک سو برس تک انتظار کرنا چاہئے کوئی کہتا ہے کہ جب اس کے خاوند کے ہم عمر عموماً مر جاویں تو نکاح کر سکتی ہے، اس پر بھی یہ شرط ہے کہ حاکم شرعی اس کے مرنے کا حکم لگاوے اور عورت اس وقت تک جوان ہو اس مسئلہ کی وجہ سے جو مصیبت عورتوں کو آئے دن بھگتنا پڑتا ہے، کچھ محتاج بیان نہیں، جو شرائط ہیں ان کا پورا ہونا ناممکن ہے، اس سے صاف کہہ دینا اچھا تھا کہ نکاح ہی نہ کرے، اسلام ایک فطری مذہب ہے، اس میں عورت کے جذبات کی رعایت کی گئی ہے، آخر وہ کس طرح اس حقیقت سے نجات پاوے۔

(۲) مرد کو تو ہر طرح سہولت حاصل ہیں، وہ اپنی بیوی کو جب چاہے اور جس طرح چاہے علیحدہ کر سکتا ہے، مگر عورت بے چاری کے لئے قید ہے، طلاق میں تو وہ مجبور ہے ہی خلع میں بھی اس کو سہولت نہیں اس میں بھی ایسی قیود ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ کسی طرح مرد کے پنجہ سے نہیں نکل سکتی، شریعت میں برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دی گئی۔ والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

(۲،۱) عورت کو ایسی صورت میں ایک سو بیس یا نوے برس تک انتظار کرنا ضروری نہیں، بلکہ عورت کی سہولت کے لئے مسئلہ مفقود الخبر وخلع وغیرہ کے احکام تفصیل سے رسالہ حیلہ ناجزہ میں اردو میں عام فہم طریق پر لکھ دیئے گئے ہیں جس پر علماء تھانہ بھون علماء دیوبند وعلماء سہارن پور کے متفقہ دستخط ہیں، اس کو منگا کر دیکھئے ہر طرح سے عورت کی تکالیف کے پیش نظر سہولتیں اس میں درج ہیں،[۱] وہ رسالہ دار العلوم دیوبند اور کتب خانہ یحیوی سہارنپور

[۱] الحیلة الناجزة ص ۵۰/ حکم زوجۂ مفقود مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

سے ملتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۵/۲/۵۸ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۸/صفر ۵۸ھ

واپسیٔ مفقود

سوال:- اس علاقہ میں دو چار واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں عوام الناس دریافت کرتے ہیں کہ بالفرض اس عورت کا خاوند پہلا واپس آجائے تو اب وہ اول الذکر خاوند کے پاس رہے یا موخر الذکر کے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مذکورہ میں اگر پہلا شوہر آجائے تو نکاح ثانی کو کالعدم قرار دیا جائے گا، اور وہ عورت پہلے ہی شوہر کو مل جائے گی، لیکن اس کو صحبت وغیرہ کرنا جائز نہیں، تاوقتیکہ شوہر ثانی کی عدت نہ گذر جائے، شوہر ثانی کی عدت گذرنے کے بعد شوہر اول کو صحبت وغیرہ کی اجازت ہوگی[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۵/۲/۵۸ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۷/صفر ۵۸ھ

---

[1] فانه كان يقول ترد الى زوجها الاول ويفرق بينها وبين الآخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولايقربها الاول حتى تنقضى عدتها من الآخر وبهذا كان ياخذ ابراهيم رحمه اللّٰه فيقول قول على رضى اللّٰه احب الى من قول عمر رضى اللّٰه عنه وبه ناخذ ايضا، المبسوط للسرخسى ص۳۷/ج۶/ الجزء الحادى عشر، كتاب المفقود، مطبوعه دارالفكر بيروت ،شامى زكريا ص ۲۳۰/ج۵/ قبيل فصل فى ثبوت النسب، اعلاء السنن ص ۶۲/ ج۱۳/ كتا ب المفقود ،باب اذا قدم المفقود الخ، مطبوعة امدادية مكة مكرمة،الحيلة الناجزة ص۵۷،۵۸ /واپسی مفقود کے احکام، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند.

مفقود کی واپسی نکاح ثانی کے بعد

سوال:–زید نے ہندہ کیساتھ نکاح کیا اور باہم رہتے رہے کچھ دنوں کے بعد زید تلاش معاش کیلئے پردیس چلا گیا اور ہندہ اپنے مکان پر بمعہ والدہ زید کے رہتی رہی، زید پردیس جانے کے بعد بالکل لاپتہ ہوگیا خط وکتابت بند کردی، اور خرچہ وغیرہ بھی تقریباً دس گیارہ سال تک بالکل چھوڑ دیا اور بے خبر رہا ہندہ نے اپنی مجبوری اور بے بسی برادری میں ظاہر کی اور زید کو لاپتہ بتایا برادری نے حکم عقد ثانی کا دیدیا، ہندہ نے عقد ثانی کرلیا، عقد ثانی ہونے کے بعد تقریباً آٹھ سال کے بعد زید کا پتہ معلوم ہوا اور اسکی والدہ زید کے پاس چلی گئی تقریباً تین سال تک زید کے پاس پردیس میں رہی، ہندہ ابھی تک زوج ثانی کے پاس رہتی رہی، اب تقریباً ایک ماہ ہوتا ہے، کہ زید بمعہ اپنی والدہ کے مکان آگیا، ہندہ جس نے نکاح ثانی کیا تھا، اپنے پہلے شوہر یعنی زید کی آمد سن کر زوج ثانی کے گھر سے بھاگ کر زید کے مکان پر آگئی، اور بہت گریہ وزاری کر کے رہنے کی درخواست کی زید نے اپنی منکوحہ بیوی یعنی ہندہ کو رکھ لیا، اب سوال یہ ہے۔

(۱) زید کا نکاح قائم رہا یا نہیں؟

(۲) برادری نے جو نکاح کی اجازت دی اس کا کیا حکم ہے، کیا برادری پر توبہ لازم ہے۔؟

(۳) ہندہ اتنی مدت جو زوج ثانی کے یہاں رہی گنہگار ہوئی یا نہیں؟

(۴) زید نے جو ہندہ کو رکھ لیا ہے اس کو نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۵) زید اب اگر اپنی منکوحہ کا دعویٰ کرے اور رکھ لے تو نکاح ثانی فسخ ہوجائے گا یا نہیں، یا زوج ثانی کو طلاق دینے کی ضرورت ہوگی۔؟

(۶) جو نکاح زوج ثانی کے ساتھ ہوا جو لوگ اس نکاح میں شامل رہے اور بلا دلیل

شرعی نکاح کا حکم صادر کیا ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(۷) نکاح ثانی جس کے ساتھ ہوا ہے اس کو طلاق دینے کی ضرورت ہے یا بلا طلاق زید اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یا نکاح ثانی قائم رہے گا، اور زوج اول کا کچھ حق نہیں رہا۔؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس عورت کا شوہر مفقود اور لاپتہ ہو جائے اس کے لئے شرعی یہ حکم ہے کہ حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور اس مفقود کے ساتھ اپنا نکاح ثابت کرے اور کہے کہ اتنے زمانہ سے لاپتہ ہے نہ مجھے نفقہ دیکر گیا ہے، نہ کسی کو کفیل بنا کر گیا ہے نہ وہاں سے بھیجتا ہے مجھے نکاح کی سخت ضرورت ہے، اس پر حاکم مسلم باقاعدہ واقعات کی تفتیش کرے اور اس مفقود کو تلاش کرائے جب پوری سعی کر کے اس کے ملنے سے مایوس ہو جائے تو عورت کو حکم دے کہ چار سال تک انتظار کرے اس عرصہ میں اگر وہ آگیا تو خیر ورنہ چار سال پورے ہونے پر اس مفقود کے متعلق موت کا حکم لگاوے پھر عورت عدت وفات گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے[۱] اس سے پہلے عورت کو نکاح ثانی کا اختیار نہیں، اگر کسی جگہ حاکم مسلم با اختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو چند دیندار ہوشیار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی یہ سب

[۱] ولایفرق بینہ وبینھا ولوبعد مضی اربع سنین خلافالمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین وھومذھب الشافعی القدیم ونظیرھذہ المسئلۃ عدۃ ممتد الی الطھر التی بلغت برؤیۃ الدم ثلاثۃ ایام ثم امتد طھرھا فانھا تبقی فی العدۃ الی ان تحیض ثلاث حیض و عند مالک تنقضی عدتھا بتسعۃ اشھروقد قال فی البزازیۃ الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاھدی کان بعض اصحابنا یفتون بہ للضرورۃ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۶۰، ۴۶۱/ ج۶/ کتاب المفقود، مطلب فی الافتاء بمذھب مالک، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۰۰/ ج۲/ کتاب المفقود. حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ص ۴۲۹، ۴۳۰/ ج۳/ کتاب النکاح، فصل لذکر المفقود، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت. الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۰/ حکم زوجۂ مفقود، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند.

کام کرسکتی ہے، جس میں کم از کم ایک معتبر معاملہ شناس عالم کا ہونا بھی ضروری ہے[1] پس اگر صورت مسئولہ میں برادری نے طریقۂ مذکورہ پر اس عورت کو عقد ثانی کی اجازت دی ہے تو یہ اجازت مطابق شرع ہے اور عقد ثانی درست ہے، اور اس میں شرکت کرنے والے گنہ گار نہیں اور نہ اس نکاح سے عورت گنہ گار ہوئی البتہ زید کا پتہ معلوم ہونے کے بعد ہندہ کو شوہر ثانی کے یہاں رہنا ناجائز تھا کیونکہ مفقود کی واپسی پر نکاح ثانی باطل ہوجاتا ہے، اور عورت اسی مفقود کو مل جاتی ہے، اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، البتہ نکاح ثانی کے باطل ہونے پر عدت گذارنا واجب ہوتا ہے، اور نکاح ثانی مفقود کی واپسی پر خود بخود باطل ہوجاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی[2]، اگر برادری نے طریق مذکور پر عورت کو نکاحِ ثانی کی اجازت نہیں دی، بلکہ طریق مذکور کے خلاف یعنی بلا مفقود کو تلاش کئے اور بلا مدت انتظار مقرر کئے اور بلا حکم موت و عدت لگائے ویسے ہی عورت کے کہنے پر عقد ثانی کی اجازت دیدی ہے، تو شرعاً یہ اجازت معتبر نہیں، ایسی اجازت دینے والے اور عقد ثانی میں شرکت کرنے والے نیز ہندہ اور شوہر ثانی (اگر مسئلہ سے واقف تھے) سب گنہ گار ہوئے سب کو توبہ لازم ہے[3] اور ہندہ

---

[1] الحیلة الناجزة ص ٢٨ / تنبیہات ضروریہ متعلق جماعات مسلمین، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

[2] وقد صح رجوعه عنه الى قول على رضى الله عنه فانه كان يقول ترد الى زوجها الاول ويفرق بينها وبين الآخر ولايقربها ،الاول حتى تنقضى عدتها من الآخر وبهذا ياخذ ابراهيم رحمه الله فيقول قول على رضى الله عنه احب الى من قول عمروبه ناخذ ايضا، المبسوط للسرخسى ص٣٧/ ج٦ / الجزء الحادى عشر ،كتاب المفقود، مطبوعه دارالفكر بيروت،شامى زكريا ص ٢٣٠/ ج٥/قبيل فصل فى ثبوت النسب ، اعلاء السنن ص ٦٢/ ج١٣ / كتاب المفقود، باب اذاقدم المفقودالخ، مطبوعة امدادية مكة مكرمة .الحيلة الناجزة ص ٥٧/ واپسی مفقود کے احکام، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

[3] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبة وانها واجبة على الفور لايجوزتاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة ،روح المعانى ص ٢٣٦/ ج١٥ /الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم تحت آيت ٨/مطبوعه دارالفكر بيروت،نووى على مسلم ص ٣٥٤/ ج٢ /كتاب التوبة ،مطبوعه رشيد يه دهلى ، المفهم شرح تلخيص مسلم ص٢٧/ ج٧/ كتاب الرقاق،باب تجديد الاستغفار،مطبوعه دارابن كثير بيروت.

بدستور سابق زید کی بیوی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۷/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد عفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۱۲/۱۹/ ۵۶ھ

زوجہ مفقود کے نکاح کے بعد واپسی مفقود

سوال:- زید غیر مقلد کہتا ہے کہ مفقود الخبر کی بیوی کا نکاح مفقود کے آنے پر صحیح رہیگا، ٹوٹے گا نہیں کیونکہ شریعت نے اس کو نکاح ثانی کی اجازت دی ہے، اسلئے وہ زوجہ زوج ثانی کی ہی رہے گی، مگر حنفی کہتا ہے کہ ثانی فسخ ہو جائے گا، کیونکہ زوج اول نے طلاق نہیں دی اس لئے اس کا نکاح باقی ہے، اور بیوی سے دو نکاح صحیح نہیں، ان دونوں میں کون صحیح کہتا ہے؟ تردیدی وتائیدی دونوں جواب مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عورت نے باقاعدہ بعد مرافعہ وتفتیش بحکم قاضی مدت معینہ تک انتظار کیا ہے اور قاضی کے حکم بموت المفقود کی وجہ سے عدت وفات گذار کر نکاح ثانی کیا ہے اور اس سے دخول بھی ہو چکا ہے، اور اس کے بعد مفقود واپس آ گیا تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ثانی باطل قرار دیا جائے گا اور عورت پہلے شوہر کو ملے گی البتہ پہلے شوہر کو اس سے صحبت وغیرہ درست نہیں تاوقتیکہ شوہر ثانی کی عدت پوری نہ ہو جائے اور شوہر ثانی پر مہر لازم ہوگا: **ومن ذٰلک قول ابی حنیفةؒ ان المفقود اذا قدم بعد ان تزوجت زوجته بعد التربص یبطل العقد وهی للاول وان کان الثانی وطئها فعلیه مهر المثل وتعتد من الثانی ثم ترد الی الاول اهـ میزان**[2]

---

[1] الحیلة الناجزة ص ۵۷/ واپسی مفقود کے احکام، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند۔

[2] **المیزان للشعرانی ص ۱۳۶ / ج ۲ / کتاب العدد والاستبراء مطبوعه مصر.**

شعرانی ص ۱۶۴ /ج ۲/ وکان عمرؓ انما رجع عن قوله فی امرأة المفقود لما تبین فی حال هٰذا الرجل واما تخییره ایاه بین ان یردها علیه وبین المهر فهو بناء علٰی مذهب عمرؓ فی المرأة اذا نعٰی الیها زوجها فاعتدت وتزوجت ثم اتی الزوج الاول حیا انه یخیر بین ان تردعلیه وبین المهر وقد صح رجوعه عنه الٰی قول علی رضی اللّٰه عنه فانه کان یقول ترد الٰی زوجها الاول ویفرق بینها وبین الاٰخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا یقربها الاول حتٰی تنقضی عدتها من الاٰخر بهٰذا کان یاخذ ابراهیمؒ فیقول قول علی رضی اللّٰه عنه احب الّی من قول عمرؓ وبه نأخذ ایضاً لانه تبین انها تزوجت وهی منکوحة ومنکوحة الغیر لیست من المحللات بل هی من المحرمات فی حق سائر الناس کما قال اللّٰه تعالٰی والمحصنات من النسآء فکیف یستقیم ترکها مع الثانی واذا اختار الاول المهر ولکن یکون النکاح منعقدا بینهما فکیف یستقیم دفع المهر الی الاول وهوبدل بعضها فیکون مملوکا لها دون زوجها کالمنکوحة اذا وطئت بشبهة فعرفنا ان الصحیح انها زوجة الاول ولٰکن لایقربها لکونها معتدة لغیره کالمنکوحة اذا وطئت بالشبهة وذکرعن عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰؒ ان عمرؓ رجع عن ثلاث قضیات الٰی قول علیؓ عن امرأة أبی کنف والمفقود زوجها والمرأة التی تزوجت فی عدتها اهـ مبسوط سرخسی[۱] ج ۱۱/ص ۳۷/ وقال فی الحیلةالناجزة:[۲] وما فی العالمگیریة[۳] ج۳/ص ۱۷۶/عن التاتارخانیة فان عاد زوجها بعد مضی المدة فهو احق

---

[۱] مبسوط سرخسی ص۳۷/ج ۱۱/جز ۶/ کتاب المفقود، طبع دارالفکر بیروت،اعلاء السنن ص ۶۲/ج ۱۳/کتاب المفقود ، باب اذاقدم المفقودوقدتزوجت امرأته الخ ،مطبوعة امدادیة مکة مکرمة،المغنی ص ۱۲۶/ج۸/باب اللعان،فصول حکم من غاب عن زوجته سنین الخ مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۷/واپسی مفقود کے احکام،طبع دارالاشاعت دیوبند۔

[۳] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۰۰/ج ۲/کتاب المفقود۔

لها وان تزوجت فلا سبيل له عليها اهـ فلا يعول عليه فى مقابلة تصريح المبسوط.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۲/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۴/ذی الحجہ ۵۵ھ

مفقود کی واپسی زوجہ کے نکاح ثانی کے بعد

سوال: - ایک حنفی عورت کا شوہر عرصہ ۶/ سال سے مفرور ہے تو ایسی صورت میں عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے، یا نہیں، جیسا کہ جامع الرموز، وفتاویٰ بزازیہ میں تحریر ہے، یعنی چار سال کے بعد عورت نکاحِ ثانی کر سکتی ہے، اور فتویٰ موجودہ وقت میں امام مالکؒ کے قول پر ہے، اگر اتفاق سے نکاح ثانی کے بعد اسکا پہلا شوہر آجائے تو ایسی صورت میں بیوی کا حق دار پہلا شوہر ہوگا، یا عقد ثانی والا شوہر شرعاً عورت کو کس شوہر کے پاس رہنا چاہئے، حنفی قاضی اگر مالکؒ کے فتاویٰ کے لحاظ سے نکاح ثانی پڑھا دے تو درست ہوگا، یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق تفصیلی حکم یہ ہے کہ اگر وہ عفت اور صبر سے زندگی بسر کر سکتی ہو تو فبہا ورنہ اس کو چاہئے کہ حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے، جو اتنے عرصہ سے مفقود ہے، نہ مجھ کو نفقہ دے کر گیا ہے نہ وہاں سے بھیجتا ہے، نہ کسی کو کفیل بنایا ہے، مجھے نکاح ثانی کی سخت ضرورت ہے اس پر حاکم واقعات کی باقاعدہ تفتیش کرے مایوس ہو جائے، تو عورت کو ۴/ سال تک انتظار کا حکم دے، اس سے پہلے جس قدر مدت گذر چکی ہے، وہ کالعدم ہے) اگر اس ۴/ سال کی مدت میں وہ مفقود آ گیا تو خیر ورنہ حاکم مسلم بااختیار اس مفقود پر موت کا حکم لگا دے، پھر عدت گذار کر عورت کا دوسری جگہ

نکاح درست ہوگا،[1] اگر حاکم مناسب اور مصلحت سمجھے تو چار سال سے کم مدت بھی انتظار کے لئے مقرر کرسکتا ہے[2] پھر اگر وہ مفقود واپس آجائے، خواہ نکاح ثانی سے قبل یا بعد میں بہرصورت وہ عورت اس مفقود کو مل جائے گی اور شوہر ثانی کے پاس نہیں رہے گی، البتہ اگر شوہر ثانی سے خلوتِ صحیحہ ہوچکی ہے، تو اس کی عدت لازم ہوگی اور بعد عدت شوہر اول کو اس سے صحبت وغیرہ درست ہے[3] اس مسئلہ کی پوری تفصیل۔ رسالہ "الحیلة الناجزة للحیلة العاجزة" میں مرقوم ہے، اور اس پر حضرات علماء تھانہ بھون، دیوبند، سہارن پور کے متفقہ دستخط ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

---

[1] ولایفرق بینه وبینهاولو بعد مضی اربع خلافا لمالک فان عنده تعتدزوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین وهو مذهب الشافعی القدیم قلت ونظیرهذه المسئلة عدة ممتدة الی الطهر التی بلغت برؤیة الدم ثلاثة ایام ثم امتد طهرها فانها تبقی فی العدة الی ان تحیض ثلاث حیض وعند مالک تنقضی عدتهابتسعة اشهر وقد قال فی البزازیة الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضروة، شامی زکریا ص ۴۶۰، ۴۶۱/ ج۶/کتاب المفقود،مطلب الافتاء بقول مالک فی زوجة المفقود،الحیلة الناجزة ص ۵۰/ حکم زوجۂ مفقود ،مطبوعه دارالاشاعت دیوبند.

[2] الحیلة الناجزة ص ۵۹/واپسی مفقود کے احکام، فائدہ، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

[3] فان غاب عن زوجته سنین فبلغتها وفاته فاعتدت ونکحت نکاحا صحیحان فی الظاهرودخل بها الثانی واولدها اولاداً ثم قدم الاول فسخ نکاح الثانی وردت الی الاول وتعتد من الثانی الخ اعلاء السنن ص ۲۲/ج۳/کتاب المفقود،باب اذا قدم المفقو دالخ، مطبوعة امدادیة مکة مکرمة،المغنی ص ۲۶/ ج۸/ باب اللعان،فصول حکم من غاب عن زوجته الخ، مطبوعه دار الفکر بیروت، الحیلة الناجزة ص ۵۷/واپسی مفقود کے احکام، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

زوجۂ مفقود کا نکاح ثانی اور بچہ

سوال:- ہندہ کے خاوند زید نے برائے طلب روزی جہاز کا سفر کیا تھا، آج تین سال گذر گئے زید کا کچھ پتہ نہیں آیا زندہ ہے، یا مردہ لیکن غالب گمان ہے، کہ زید زندہ نہیں، اور ہندہ نے شدت خوف ابتلاء معاصی وغیرہ کے دوڈھائی سال انتظار کر کے بدون حکم حاکم گورنمنٹ وبدون حکم پنچائت زوج آخر سے نکاح کیا اور کچھ مہینہ میں ہندہ کے بطن سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید شرعاً مفقود ہے یا نہیں، اگر مفقود ہے تو ہندہ کا بدون پنچائت وبدون حکم حاکم فسخ نکاح میں خودمختار ہو کر مدت مذکورہ بالا میں زوج آخر سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں تو اب شرعاً ان پر کیا حکم ہے، نیز اس بچہ کا کیا حکم ہے، واضح ہو کہ زوج آخر کو بھی زید کے لاپتہ ہونے کا علم ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ زید کا کوئی پتہ نہیں تو وہ مفقود ہے **(ای المفقود) غائب لم یدر احی هو ام میت او دع اللحد** اھ تنویر[1] ص ۵۰۷/ج ۳/ ہندہ کا صورت مسئولہ میں نکاح زوج آخر سے شرعاً صحیح نہیں بلکہ فاسد ہے، اوراس نکاح کا فسخ اور مفارقت ومتارکت واجب ہے، اور یہ بچہ شبہۃ العقد یا شبہۃ المحل کی وجہ سے ثابت النسب ہے، مگر زوج ثانی سے میراث کا مستحق نہیں۔

لاحد لشبهة العقد عنده کوطء محرم نکحها وحرر فی الفتح انها من شبهة المحل وفیها یثبت النسب اھ درمختار **قوله کوطء محرم نکحها ای عقد علیها اطلق فی المحرم فشمل المحرم نسباً ورضاعاً وصهریة واشار الٰی انه لوعقد علٰی منکوحة الغیر او معتدته**

---

[1] تنویر مع الشامی کراچی ص ۲۹۴/ ج۴/ کتاب المفقود، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۵۳۷/ ج۲/ کتاب المفقود، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ ج۲/ کتاب المفقود.

فانہ لا حد بالاتفاق اھـ رد المحتار[١] مختصراً ص ٢٣٦ / ج٣/ويجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطء لا بغیره ولكل واحد منهما فسخه وتجب العدة من وقت التفريق اومتاركة الزوج ويثبت النسب احتياطاً وتعتبر مدته وهى ستة اشهر من الوطء اهـ درمختار مختصراً اما الارث فلا يثبت فيه قوله احتياطا اى فی اثباته لاحياء الولد اهـ شامی[٢] ص ٥٧٧ / ج ٢ /. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ١١/٦/٦٤ھ

زوجۂ غائب کے نکاح کی صورت

سوال:- زید نے نابالغہ لڑکی کا نکاح بعمر چھ سال کردیا تھا، اس وقت لڑکے کی عمر دس سال کی تھی، جب لڑکی بالغہ ہوگئی اور لڑکا بھی بالغ ہوگیا تو بغیر اطلاع کئے وہ لڑکا کہیں فرار ہوگیا، جب تین سال گذر گئے تو لڑکے کے والد نے کہا کہ شاید میرا لڑکا مرگیا، تم اپنی لڑکی کی شادی کہیں اور کردو، چار سال میں ایک ماہ کم تھا کہ دوسری جگہ نکاح پڑھا دیا، اب وہ لڑکی دوسرے شوہر کے گھر ایک ہفتہ سے تھی کہ پہلا شوہر آگیا لیکن اب وہ لوگوں کے بہکانے سے طلاق نہیں دیتا، لڑکی نہایت شریف ہے، ایسی صورت میں یہ عورت کون سے شوہر کی ہے، جو لوگ دوسرے نکاح میں تھے، اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

---

[١] شامی کراچی ص ٢٣ / ج ٤ / مطبوعه نعمانيه ص ١٥٣ / ج ٣ /. مطلب فی بيان شبهة العقد، باب الوطء الذی يوجب الحد، كتاب الحدود، عالمگيری كوئٹه ص ١٤٨، ١٤٩ / كتاب الحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی يوجب الحد، البحر الرائق كوئٹه ص ١٥، ١٦ / ج ٥ / كتاب الحدود، باب الوطء الذی يوجب الحد.

[٢] شامی كراچی ص ١٣١، ١٣٤ / ج ٣ / مطبوعه نعمانيه ص ٣٥٠، ٣٥٢ / ج ٢ /، مطلب فی النكاح الفاسد، باب المهر، عالمگيری كوئٹه ص ٣٣٠ / ج ١ / الباب الثامن من فی النكاح الفاسد واحكامه، تبيين الحقائق ص ١٥٢، ١٥٣ / ج ٢ / باب المهر، مطبوعه امداديه ملتان.

(۱) دوسرا نکاح درست تھا یا نہیں؟
(۲) دوسرے شوہر کی عدت ہوگی یا نہیں، جب کہ صحبت بھی ہو چکی ہو؟
(۳) یہ عورت کون سے شوہر کی ہے؟
(۴) جس نکاح خواں نے دوبارہ نکاح پڑھایا اس کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا[1] (۲) اگر دوسرے شوہر کو معلوم نہیں تھا کہ اس کا نکاح کسی اور سے ہو چکا نہ اس نے طلاق دی ہے، نہ تفریق شرعی کرائی گئی، نہ شوہر کے انتقال کی تحقیق ہے، تو اس سے جدائی کرا کے لڑکی کی عدت بھی پوری کرائی جائے[2] (۳) یہ عورت پہلے شوہر کی بیوی ہے[3] (۴) اس کی عورت نکاح سے خارج نہیں ہوئی، البتہ اگر اس نے باوجود علم کے ایسا کیا تو وہ گنہ گار ہے، اس کو توبہ لازم ہے، جو لوگ دوسرے نکاح میں تھے، ان کو بھی دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں، پہلا نکاح سب کا باقی ہے، توبہ سب کو لازم ہے[4]

---

[1] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، باب المحرمات، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹہ ص ۳۶۶/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثانی فی بیان مایجوز من الانکحة.

[2] ولو تزوج بمنکوحة الغیر وهو لایعلم انها منکوحة الغیر فوطئها تجب العدة عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، باب المحرمات، تاتارخانیه کراچی ص ۵/ ج ۳/ الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹہ ص ۳۶۶/ ج ۱/ فصل فی المحرمات.

[3] واما نکاح منکوحة الغیر فلم ینعقد اصلا شامی کراچی ص ۱۳۲/ ج ۲/ شامی نعمانیه ص ۳۵۰/ ج ۲/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

[4] واتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور لایجوزها تأخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة او کبیرة، روح المعانی ص ۲۳۶/ ج ۱۵/ الجزء الثامن والعشرون، سورة التحریم تحت آیت ۸/ مطبوعه دارالفکر بیروت، نووی علی مسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ کتاب التوبة، مطبوعه رشیدیه دهلی، المفهم شرح تلخیص مسلم ص ۲۷/ ج ۷/ کتاب الاذکار، باب تجدید الاستغفار، مطبوعه دار ابن کثیر بیروت.

پہلے شوہر کو لازم ہے کہ اس کو شرعی طور پر آباد کرے، اس پر کوئی تہمت نہ لگائے ورنہ سخت گنہ گار ہوگا، اگر اس کو آباد کرنا منظور نہیں تو طلاق دیدے تاکہ اس کی زندگی تباہ نہ ہو[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۳/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۵/۳/۸۸ھ

زوجۂ غائب

سوال:- ایک عورت کہتی ہے کہ میرے گذراوقات کا کوئی ذریعہ نہیں کہ میرا خاوند عرصہ ۹/سال سے چوری کر کے چلا گیا ہے، اور جو میرا زیور ہے وہ بھی لے گیا ہے، اب میں نکاح کرسکتی ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی عورت کو چاہئے کہ مسلمان حاکم کے یہاں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اتنے زمانہ سے غائب ہے، میرے خرچ کا نہ کسی کو کفیل بنا کر گیا ہے نہ وہاں سے بھیجتا ہے نہ دیکر گیا ہے، میں سخت پریشان ہوں مجھے نکاحِ ثانی کی ضرورت ہے، حاکم ان سب واقعات کی تحقیق کر کے اس کو تلاش کرائے جب ملنے سے مایوس ہو جائے تو عورت کو حکم کرے کہ چار سال تک انتظار کرتی رہے، اگر اس مدت میں بھی نہ آئے تو اس پر موت کا حکم کردے

---

[1] فالواجب عليكم اما امساك للمرأة مع المعاشرة بالمعروف واماتسريحها بامضاء الطلاق مع الاحسان اليها في المعاملة الخ تفسير المنار ص٣٨٧/ ج٢/سورة البقره تحت آيت ٢٢٩/ مطبوعه دارالفكر بيروت تفسير مظهري ص٣٠٦/ ج١/ سوة البقره تحت ٢٢٩/ مطبوعه رشيديه كوئٹه،الحيلة الناجزة ص٦٢/حكم زوجۂ متعنت ،مطبوعه دارالاشاعت ديوبند.

پھر عدت گذار کر نکاح ثانی کرسکتی ہے[۱]اور اگر حاکم مناسب سمجھے تو چار سال سے کم مدت مقرر کردے[۲]اگر کسی جگہ مسلمان حاکم نہ ہو یا وہ شرع کے موافق فیصلہ نہ کرے تو برادری کے معزز لوگ بھی یہ سب کام کرسکتے ہیں، اوران میں کم از کم ایک معتبر معاملہ شناس عالم کا ہونا ضروری ہے[۳]اور رسالہ ''حیلۃ الناجزۃ'' کو بھی دیکھ لیا جائے، اس میں اس مسئلہ کو خوب واضح کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۰/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

شوہر کے لاپتہ ہونے پر اسکو مردہ سمجھ کر اسکی بیوی سے نکاح

سوال:-زید اپنی بیوی سے ناراض ہوکر چھوڑ کر چلا گیا، چار سال ہوگئے زید کے بھائی بکر نے یوں خیال کر کے کہ شاید زید مرگیا ہو زید کی عدم موجودگی میں بھاوج سے خود شادی کرلی، جب زید کو معلوم ہوا تو زید نے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دیا، جب بکر کو معلوم ہوا تو زید

---

۱ ولزوجة المفقود الرفع للقاضي والولي اى حاكم السياسةووالياالماء والافلجماعة المسلمين فيؤ جل الحرار بع سنين الى قوله ثم اعتدت عدة كالوفات الخ حاشية الدسوقى على الشرح الكبير الشهير بالدردير ص ۴۲۹، ۴۳۰/ ج۳/ كتاب النكاح، فصل لذكر المفقود، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. اعلاء السنن ص ۵۵/ ۱۳/ كتاب المفقود،قبيل باب اذا جاء المفقود وقد تزوجت الخ، مطبوعة امدادية مكة مكرمة،الحيلة الناجزة ص ۵۰/حكم زوجۂ مفقود،مطبوعه دارالاشاعت ديوبند.

۲ الحيلة الناجزه ص ۵۹/ واپسی مفقود کے احکام، فائدہ: مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

۳ الحيلة الناجزه ص ۲۸/ تنبیہات ضروریہ متعلق جماعت مسلمین، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند

سے کہا کہ چونکہ تم موجود ہو اس لئے تم اس کے مالک ہو، میں چھوڑ دیتا ہوں، اب یہ کس کے نکاح میں ہے، حلالہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس بھائی نے اپنے بھائی کی عدمِ موجودگی میں نکاح کیا تھا، یہ جائز نہیں تھا[1] پھر اس کی زندگی معلوم ہونے پر اسنے اسکی بیوی کو چھوڑ دیا تو اس سے اصلی نکاح ختم نہیں ہوگیا تھا، اسلئے حلالہ کی ضرورت نہیں، اگر وہ تین طلاق لکھ کر بھیج چکا ہے، تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے اسکے لئے جائز نہیں ہوسکتی[2] اس صورت میں اس بھاگ جانے والیکے بھائی کو چاہئے کہ بعد عدت اس عورت سے نکاح کرلے، یہ نکاح جائز ہوجائیگا، اور جو بچے پیدا ہو چکے ہیں، ان کی پرورش کا بھی انتظام ہوجائے گا، اگر اصلی شوہر نے تین طلاق لکھ کر نہیں بھیجی بلکہ طلاقِ رجعی بھیجی ہے تو عدت کے اندر اسکو رجعت کا حق حاصل ہے[3] بعد عدت بائنہ ہوجائیگی، پھر طرفین کی رضامندیت سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہوگی، حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی[4]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/۸۸ھ

---

[1] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره عالمگیری ص ۲۸۰/ ج ۲/ باب المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بهاحق الغیر، شامی زکریاص ۲۷۴/ ج ۴/باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج ۳/الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانکحة.

[2] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنهاعالمگیری ص ۴۷۳/ ج ۱/ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مجمع الانهر ص ۸۸/ ج ۲/باب الرجعة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۵۶/ ج ۴/باب الرجعة، فصل فیماتحل به المطلقة.

[3] واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بیوی کے لا پتہ ہونے سے موت کا حکم اور اسکی بہن سے نکاح

سوال:- ایک شخص کی بیوی کو پاگل ہوئے تقریباً سات آٹھ سال ہو چکے، اب سے دس ماہ پہلے گھر سے نکل گئی، گھر سے نکلنے کے دو ہفتہ بعد تک کچھ اس طرح پتہ چلتا رہا کہ کل یہاں تھی، آج وہاں تھی، مگر تلاش کرنے پر وہ کہیں نہ مل سکی، اس کے بعد سے اب بالکل لا پتہ ہے، نہ معلوم کہ وہ زندہ ہے، یا مر چکی ہے، شروع میں پتہ دینے والے کا کہنا یہ ہے کہ وہ بیماری کی حالت میں تھی اور حالت نازک تھی، اب اس کا شوہر اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ اپنی پہلی بیوی کو مردہ تصور کر کے دوسری بہن سے نکاح کرسکتا ہے، اگر نہیں کرسکتا تو اگر اس کو طلاق دے کر دوسری بہن سے نکاح کرنا چاہے تو اس صورت میں مطلقہ کے لئے عدت ہوگی یا نہیں؟ اگر عدت ہوگی تو کیا ہوگی، اور اس عدت کا گذرنا کیسے معلوم ہوگا؟ بیوی کی بہن سے نکاح کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلی بیوی سے تین بچے ہیں، جس کی وجہ سے بچوں کی پرورش اچھی طرح ہو جانے کی امید ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کی موت وحیات کی تحقیق نہیں تو اس کو ابھی مردہ تصور نہیں کیا جائیگا، اس کو

(پچھلے صفحہ باقی حواشی) ان یراجعها فی عدتها عالمگیری ص ۴۷۰/ج ۱/الباب السادس فی الرجعة، مجمع الانهر ص ۸۰/ج ۲/باب الرجعة مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۵۱/ج ۲/باب الرجعة، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۴] فان کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۲/ج ۱/باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة، تبیین الحقائق ص ۲۵۵/ج ۲/باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۸۷/ج ۲/باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) [۱] هو غائب لم یدر موضعه یعنی لم تدر حیاته ولا موته فالمدار انما هو الجهل بحیاته وموته الی قوله انه حی فی حق نفسه حتی لا یورث عنه ماله ولا تتزوج نسائه الخ البحر الرائق کوئٹه ص ۱۶۳/ ج ۵/ کتاب المفقود، مجمع الانهر ص ۵۳۷، ۵۳۸/کتاب المفقود، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ج ۲/کتاب المفقود.

طلاق دیدے، پھر عدت تین ماہواری کا انتظار کر کے اس کی بہن سے نکاح کر لے جتنی مدت میں اس کو تین حیض آیا کرتے تھے، وہ مدتِ انتظار کافی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۹۰ھ

زوجۂ مفقود الخبر کے نکاح ثانی کے بعد کسی شخص پر شوہر اول کا شبہ

سوال:- منظور احمد قبل تقسیم ملک مشرقی پاکستان چلا گیا تھا اور وہیں بیمار ہو کر اسپتال میں داخل ہو گیا تھا، جس کی اطلاع ایک آدمی نے وہاں سے آ کر دی تھی۔ تقسیم ملک کے بعد خط و کتابت کا سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ جب خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا تو اس نے گھر پر اپنے زندہ ہونے کا کوئی خط تحریر نہیں کیا۔ اس پر نو سال کا عرصہ گذر گیا۔ پھر دارالعلوم دیوبند سے استفسار کیا گیا۔ دارالافتاء نے جواب دیا کہ معاملہ سے واقف پانچ آدمیوں کی ایک پنچایت مقرر کی جائے جس میں ایک عالم بھی ہو اور وہ اخبار وغیرہ میں اشتہار دیں کہ منظور احمد جہاں کہیں بھی ہو فوراً گھر آ ؤیا اپنی خیریت سے مطلع کرو۔ ورنہ تمہیں مردہ تصور کر کے تمہاری بیوی عدت وفات گذار کر دوسرا نکاح کرے گی۔ چنانچہ اس پر عمل کرنے کے بعد آمنہ نے دوسرا نکاح کر لیا۔ ۱۷/ سال بعد ایک شخص منظور احمد نامی بحالت جوگی آیا، جس کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہے کہ یہ آمنہ کا پہلا شوہر ہے، لیکن خود اس جوگی نے گاؤں کے معزز آدمیوں کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ میں آمنہ کا شوہر نہیں ہوں۔ لیکن جب دوسرے لوگوں نے کہا کہ پہلے تو تم کہتے تھے میں آمنہ کا شوہر ہوں۔ تو جواب دیا کہ کسی مجبوری پر قسم کھالیا تھا۔ منظور احمد کے

---

[1] فان عدتها تمنع من تزوج اختها، فتح القدير ص ۲۱۵/ ج ۳/ فصل في المحرمات، مطبوعه دار الفكر بيروت، واذاطلق الرجل امرأته الى قوله وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقراء، هداية ص ۴۲۲/ ج ۲/ كتاب الطلاق، اول باب العدة، مكتبه تهانوى ديوبند، مجمع الانهر ص ۱۴۲/ ج ۲/ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۲۶/ ج ۳/ باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان.

والد فیض اللہ صاحب شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ منظور احمد پھر لا پتہ ہوگیا، اس لئے مزید اس سے کچھ پوچھا نہیں جاسکتا۔ اگر مان لیا جائے کہ وہ منظور احمد ہی تھا اور اسلام ترک نہ کیا تو آمنہ دوسرے شوہر کے لئے جائز رہی یا نہیں، جب کہ پنچایت کے فیصلہ کے بعد عقد ثانی کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بھی ممکن ہے کہ وہ منظور احمد نہ ہو۔ کیونکہ نہ اس نے اقرار کیا نہ اس کو قطعی طور پر کسی نے پہچانا، حتی کہ اس کے والد نے بھی صرف شبہ ظاہر کیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ منظور احمد ہو اور اس نے اسلام ترک کر کے جوگ اختیار کیا ہو۔ اسی وجہ سے اس نے قسم کھائی ہو کہ میں آمنہ کا شوہر نہیں ہوں۔ غرض احتمالات کی بناء پر آمنہ کے دوسرے نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا، کیونکہ شرعی فتوے اور فیصلہ کے بعد ہوا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۵/ ۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

زوجہ مفقود کے نکاح ثانی کے بعد زوج اول کا جوگی بن کر آنا

سوال:- آمنہ کا نکاح منظور احمد سے ہوا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد منظور احمد لا پتہ ہوگیا۔ تقریباً ۹/ سال کے بعد آمنہ نے دارالعلوم دیوبند سے استفسار کرنے کے بعد عقد ثانی کرلیا۔ اب نکاح ثانی کے ۱۶/ سال بعد ایک شخص جوگی کی حالت میں آیا ہے جس کے بارے میں لوگوں کا گمان ہے کہ یہی منظور احمد ہے۔ منظور احمد اس وقت بحالت جوگی زندگی گزار رہا ہے گاؤں کی عورتیں آمنہ سے کہتی ہیں کہ تم زوج ثانی کے لئے جائز نہیں رہیں۔ جس سے آمنہ بہت پریشان ہے زوجِ ثانی سے تین چار بچے بھی ہیں اس لئے جواب سے جلد نوازیں۔

---

[1] الیقین لایرتفع بالشک (الاشباہ ص ۱۰۲/ القاعدۃ الثالثۃ الیقین لایزول بالشک طبع دارالعلوم دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس جوگی سے دریافت کرلیا جائے کہ وہ واقعتہً منظور احمد ہی ہے یا اور کوئی ہے اور کیا اس نے مذہب اسلام ترک کر کے نعوذ باللہ کفر اختیار کرلیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنی مدت سے؟ اگر خدانخواستہ یہی صورت پیش آئی ہے اور اس کی تبدیلیٔ مذہب کے بعد اس کی بیوی نے قاعدہ شرعی کے موافق دوسرا نکاح کیا ہے تو وہ صحیح ہے اور اولاد بھی سب صحیح ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/ ۹۴ھ

زوجۂ مسجون کا حکم

سوال:- مسماۃ حسینہ خاتون دُختر گھسیٹہ قوم پٹھان ساکن سہارنپور کی شادی نیاز احمد پسر عبداللہ قوم راج پوت ساکن حال جیل خانہ آگرہ کے ساتھ عرصہ پندرہ سال ہوئے ہوئی تھی، جس روز سے شادی ہوئی اس روز سے نیاز احمد نے روٹی وکپڑے سے تنگ رکھا اور ہمیشہ جیل خانہ میں رہنے کا عادی ہے، چند مرتبہ کا سزایافتہ ہے، جس وقت جیل سے چھوٹ کر آتا ہے، فوراً پھر جیل میں چلا جاتا ہے، مسماۃ حسینہ خاتون کے پاس ایک لڑکا فیاض احمد ومسماۃ حسینہ خاتون دختر موجود ہے، جس کے خورد ونوش کا کوئی انتظام نہیں ہے بچہ نابالغ ہے مسماۃ حسینہ خاتون جوان ہے، کہیں محنت مزدوری اگر کرے تو زمانہ نازک ہے، ایسی حالت میں اپنی گذراوقات اور نابالغان کی کیسے بسر کرے اب مسماۃ حسینہ خاتون نیاز احمد کے نکاح سے باہر ہوکر علیحدہ ہوسکتی ہے، یا نہیں؟

---

[1] وارتداد احدهما ای الزوجين فسخ الخ الدر المختار على الشامی کراچی ص ۱۹۳ / ج ۳/ باب نكاح الكافر، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۵۴۶ / ج ۱ /باب نكاح الكافر، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، النهر الفائق ص ۲۹۰ / ج ۲ /باب نكاح الكافر، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص قصداً ایسی حرکات کا عادی ہو کہ جن سے بار بار جیل خانہ جانا پڑتا ہو اور ایسی حالت میں بیوی کا نان نفقہ ادا نہ کرسکتا ہو تو اس کی بیوی کو اپنی مجبوری اور پریشانی کی وجہ سے حق حاصل ہے، کہ کسی طرح لالچ دے کر یا خوف دلا کر اس سے طلاق لے لے اگر جیل خانہ میں ہونے کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے یہ دشوار ہو تو پھر حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور وہ حاکم مسلم جبراً اس شخص سے طلاق دلادے یا کسی صورت سے اس کے نان نفقہ کا انتظام کرائے تا کہ وہ پریشانی سے رہائی پاسکے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵؍۳؍۵۷ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۵؍ربیع الاول ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

زوجۂ مجذوم کو خیار تفریق

سوال:- زید کا نکاح نابالغہ لڑکی صغیرہ کے ساتھ اس کے والدین کی ولایت سے ہوا، مگر زید نے مرض کوڑھ کو چھپایا اور اس مرض میں مبتلا ہوتے ہوئے کسی سے راز افشا نہ کیا چونکہ نکاح کے بعد صغیرہ اس لئے رخصت نہ کی گئی کہ وہ نابالغ رہی، اب یہ ظاہر ہوا کہ زید مرض مذکورہ بالا میں مبتلا ہے کیا مرض مذکورہ کے ہوتے ہوئے از روئے شرع یہ نکاح جائز ہے۔؟

(۲) صغیرہ کی ماں پہلے بھی کسی دوسری وجہ سے بھی خلاف تھی صرف اپنے شوہر کی مجبوری کی وجہ سے خاموش تھی، مگر اب بالکل خلاف ہے، اور وہ اپنی لڑکی کی بہتری کے لئے شوہر کی اجازت دربار نکاح ناجائز قرار دیتی ہے۔

(۳) لڑکی اس بات پر آمادہ ہے کہ اسکے باپ کو دھوکہ دیا گیا ہے اسلئے وہ اس نکاح سے

[1] الحیلة الناجزة ص ۶۱، ۶۲/ حکم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

ناراض ہے اور بالغ ہوتے ہی وہ اپنا نکاح فسخ کرنے پر آمادہ ہے از روئے شریعت کیا حکم ہے۔

(۴) لڑکی صغیرہ اپنے شوہر سے کس طرح علیحدہ ہوسکتی ہے جبکہ وہ ایسے شخص کو اپنا شوہر پسند نہ کرتی ہو جس کے ساتھ اس کا نکاح ہوا ہے اور وہ متنفر ہے، مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے کیا ہے تو شرعاً وہ صحیح ہوگیا ماں کی عدم رضا کچھ معتبر نہیں[۱] اور کوڑھ کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لڑکی کو فسخ نکاح کا بھی حق حاصل نہیں، البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خیار تفریق حاصل ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا جائے اور شوہر کے مرض مذکور کو ثابت کیا جائے اس پر حاکم تحقیق کرے گا کہ یہ مرض قدیمی اور اصلی ہے، کہ جس سے صحت دشوار ہے، یا حادث اور عارض ہے، کہ جس سے علاج کے بعد صحت دشوار نہیں، پہلی صورت میں تو حاکم فوراً تفریق کردے اور دوسری صورت میں شوہر کو علاج کے لئے مہلت دے اور اس دوران میں زوجہ کی طرف سے جماع یا دواعی جماع میں شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت اور رغبت بھی نہ پائی جائے سال بھر علاج کرکے اگر تندرست ہوگیا تو خیر ورنہ عورت کے مطالبہ پر تفریق کردے

واذا كان بالزوج جنون اوبرص او جذام فلا خيارلها كذا فى الكافى قال محمدؒ ان كان الجنون حادثا يؤجل سنة كالعنة ثم تخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأ وان كان مطبقا فهو كالجب وبه ناخذ كذا فى الحاوى القدسى عالمگيری[۲] ص ۵۴۲/ ج ۲/.

---

[۱] وللولى نكاح المجنونة والصغيروالصغيرة ولو ثيبا فان كان المزوج اباا وجدا لزم، سكب الانهر مع مجمع الانهر ص ۴۹۴/ ج ۱/ باب الاولياء والاكفاء، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۳۴/ ج ۳/ فصل فى الاكفاء، النهرالفائق ص ۲۲۴، ۲۲۵/ ج ۲/ فصل فى الاكفاء، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] عالمگيرى ص ۵۲۶/ ج ۱/ مصرى الباب الثانى عشرفى العنين، سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۱۴۱/ ج ۲/ باب العنين وغيره، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، النهرالفائق ص ۴۷۳/ ج ۲/ باب العنين مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

قال محمدؒ ان کان بالزوج عیب لا یمکنه الوصول الیٰ زوجته فالمرأة مخیرة بعد ذٰلک ینظر ان کان العیب کالجنون الحادث والبرص ونحوهما فهو والعنة سواء فینظر حولا وان کان الجنون مطبقا اوبه برص ولا یرجٰی ببرئه فهو و الجب سواء وهی بالخیار ان شاء ت رضیت بالمقام معه وان شاء ت رفعت الامر الیٰ الحاکم حتی یفرق بینهما اهـ[1]

اگر کسی جگہ حاکم مسلم با اختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے تو چند دین دار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی یہ کام کر سکتی ہے، جماعت میں ایک کم از کم معاملہ فہم عالم ہونا ضروری ہے[2] اور رسالہ حیلۂ ناجزہ کو بھی آخر تک ضرور بغور دیکھ لیا جاوے اس میں جو شرائط زوجہ مجنون کے متعلق لکھی ہے، وہ زوجۂ مذکور کے لئے بھی امام محمدؒ کے نزدیک معتبر ہیں وہ رسالہ سہارن پور کتب خانہ یحیوی سے ملتا ہے۔ فقط والسلام

العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱/۵۵ھ

شوہر کو جذام ہو تو خلاصی کی صورت

سوال:- ایک مرد کو سات سال سے جذام کا مرض لگا ہے، تو کیا عورت اس سے چھوٹ سکتی ہے یا نہیں؟ وہ اس کے ساتھ ناجائز کام کرتا ہے لیکن وہ عورت بے بس ہے، اس کے پاس اتنا خرچہ نہیں کہ وہ اس سے چھوٹ کر اپنا خرچہ پورا کر سکے اور اپنی جان آزاد کرائے۔

---

[1] کذافی الزیلعی ص ۲۵/ ج ۳/ باب العنین وغیرہ، مطبوعہ امدادیہ ملتان، الحیلة الناجزة ص ۳۹/ حکم زوجۂ مجنون، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند.

[2] الحیلة الناجزة ص ۲۸/ تنبیہات ضروریہ متعلق جماعت مسلمین، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس مرض کی وجہ سے عورت کو ساتھ رہنا دشوار ہے، اور وہ برداشت نہیں کرسکتی، یا شوہر اس کے ساتھ ایسی حرکت کرتا ہے جو شرعاً حرام ہے تو کسی طرح خوشامد کر کے شوہر سے طلاق حاصل کرلے چاہے مہر ہی کے بدلہ میں ہو یعنی بیوی مہر معاف کردے اور اس کے بدلہ میں شوہر طلاق دیدے، اس کے بعد عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے[1] اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو مسلمان حاکم سے فیصلہ کرالے، مسلمان حاکم معتبر اہلِ علم کو سب حالات بتا کر فتویٰ لے اور اس فتوے کے مطابق فیصلہ کردے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۸ھ

---

[1] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰہ فلا بأس بان تفتدی نفسها بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة ولزمها المال. عالمگیری ص ۴۸۸/ج ۱/ باب الخلع، مجمع الانهر ص ۱۰۲/ج ۲/باب الخلع مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۳/ج ۳/الفصل السادس عشرفی الخلع.

فصل پنجم: نومسلم کے نکاح کا بیان

نومسلمہ کا نکاح

سوال:- ہندوستان میں ایک عورت مسلمان ہوگئی اور اس کا خاوند کفر پر ہے۔ اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندوستان اگر دارالحرب ہے تو فرقت کے لئے تین حیض ضروری ہے۔ کیونکہ اسلام عدم ولایت کی وجہ سے پیش نہیں کیا جاسکتا۔ مگر یہاں بعض دفعہ میں پیش کیا جاسکتا ہے بعض دفعہ نہیں، جیسا کہ ظاہر ہے اور اگر دارالامن ہے تو مذکورہ صورت کا کیا حل ہے؟ آیا مہاجرۃ النساء کی صورت ہے؟ غرضیکہ جیسی تحقیق ہو تحریر ہو۔ مولانا تھانویؒ نے فرقت تین حیض سے لکھی ہے، کیا وہ بھی صورت ہے جو ہندوستان میں باقی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندوستان کے متعلق پہلے سے اختلاف چلا آتا ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ، حضرت شاہ اسماعیل صاحبؒ نے اس کو دارالحرب فرمایا ہے۔ مولانا عبدالحئیؒ صاحب اور نواب صدیق صاحبؒ اور مولانا عبدالباری صاحبؒ نے اس کا انکار کیا ہے۔ طرفین اہل تحقیق اس میں اور اپنے دعویٰ پر دلیل بھی پیش کرتے ہیں جیسا کہ مجموعہ فتاویٰ[1] اور فتاویٰ عزیزی[2] میں موجود ہے اور یہ اختلاف درحقیقت دارالحرب کے آثار اور علامات میں اکابر ائمہ کے اختلاف پر مبنی ہے۔ مبسوط[3]، عالمگیری[4]، شامی[5] وغیرہ میں ان اکابر کے اقوال دارالحرب کی تعریف کے متعلق

---

[1] مجموعۃ الفتاویٰ اردو ص ۴۷۹/ مسائل شتی، ہندوستان دارالحرب نہیں، مطبوعہ دیوبند.

[2] فتاویٰ عزیزی ص ۳۰/ ج ۱/ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

[3] والحاصل ان عند ابی حنیفة رحمه الله تعالی انما تصیر دارهم دارالحرب بثلاثة شرائط احدها ان تکون متاخمة ارض الترک لیس بینها وبین ارض الحرب دارالمسلمین والثانی ان لا یبقی فیها مسلم امن بایمانه الخ مبسوط للسرخسی ص ۹۳/ ج ۱۰/ باب المرتدین، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[4] عالمگیری کوئٹہ ص ۲۳۲/ ج ۱/ کتاب السیر، مطلب فیما تصیر به دارالحرب دارالاسلام.

[5] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۱۷۴/ ج ۴/ باب المستأمن، مطلب فیما تصیر به دارالاسلام دارحرب.

ذکر کرتے ہیں اسی اختلاف کی بناء پر حضرت مولانا تھانویؒ کا تحریر فرمانا احوط ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ تین حیض کے گذرنے کے بعد ایسی عورت کا نکاح منقطع ہوگا اور پھر تین حیض اور عورت کو انتظار کرنا چاہئے۔ غرض چھ حیض کے بعد اس کو نکاح ثانی کی اجازت ہوگی۔ یہ صاحبینؒ کا قول ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اس پر عدت واجب نہیں۔ لہٰذا صرف تین حیض گذر جانے پر نکاح ثانی درست ہوگا۔ امام صاحبؒ کا قول اوسع ہے۔ ہندوستان میں بلکہ ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے محض قبول اسلام کی بناء پر مہاجرۃ النساء کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ ولو اسلم احدهما ثمة ای فی دار الحرب لم تبن حتّٰی تحیض ثلاثاً او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة قیام السبب ولیست بعدة لدخول غیر المدخول بها قال الشامی (قولهٗ ولیست بعدة) ای لیست هٰذا المدة عدة لان غیر المدخول بها داخلة تحت هٰذا الحکم ولو کانت عدة لاختص ذٰلک بالمدخول بها وهل تجب العدة بعد مضیٰ هذه المدة فان کانت المرأة حربیة فلالانه لاعدة علی الحربیة وان کانت هی المسلمة فخرجت الینا فتمت الحیض هنافکذا لک عندابی حنیفة خلافاً لهمالان المهاجرة لاعدة علیها عندهٗ خلافاً لهما کما سیاتی الخ ردالمحتار ص ۳۹۱ / ج ۲ / مطبوعه نعمانیه[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۷/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۸/ رجب ۶۲ھ

نومسلمہ کا نکاح عدت سے پہلے

سوال:- ہندہ نے اسلام قبول کیا اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد فوراً ہی وہ یہ

[۱] شامی کراچی ص ۱۹۱ / ج ۳ / باب نکاح الکافر، البحر الرائق ص ۲۱۳ / ج ۳ / باب نکاح الکافر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، زیلعی ص ۱۷۵ / ج ۲ / باب نکاح الکافر، مطبوعه امدادیه ملتان.

چاہتی ہے کہ میرا نکاح زید سے (جو خاندانی مسلمان ہے) ہو جائے اور زید بھی راضی ہے مگر شرعاً تین حیض کی مدت گذارنے کے بعد ہی نکاح کی اجازت دی گئی ہے تو اس صورت میں قاضی وقت ان دونوں کے اصرار پر نکاح پڑھادے تو نکاح بلا کراہت درست ہوگا۔ اگر صحیح بھی ہو جائے تو کیا ترک عدت کا گناہ ان دونوں کے ذمہ عائد ہوگا کیا قاضی صاحب بھی گنہگار ہوں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کا شوہر موجود ہے تو فوراً اس کا نکاح درست نہیں اس سے وہ بھی گنہگار ہوگی اور مرد بھی گنہگار ہوگا اور قاضی صاحب بھی گنہگار ہوں گے۔

قبول اسلام کے بعد (اگر شوہر مسلمان نہ ہو) تین حیض گذرنے پر وہ بائنہ ہوگی پھر اس کے بعد تین حیض بطور عدت لازم ہوں گے۔ پھر نکاح درست ہے ہوگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

نومسلمہ کا اسلام لانے کے بعد نکاح

سوال: -ایک عورت غیر مسلمہ کی شادی اپنے مذہب کے اعتبار سے سات سال کی عمر میں ہو چکی تھی۔ لیکن بلوغ تک نہ شوہر کے گھر گئی نہ اس سے کچھ تعلق پیدا کیا اس کے بعد وہ ایک مسلمان کے گھر رہنے لگی اور مسلمان ہو کر اسی دن اس سے شادی کر دی۔ اس کے بھائی اس کی شادی دوسری جگہ کر دینا چاہتے تھے۔ شادی کے بعد اس کے ایک لڑکا چار سال بعد ہوا تو کیا قبولیت اسلام کے بعد کیا ہوا نکاح درست ہوا یا نہیں؟

---

[1] ولو اسلم احدهما ثمة لم تبن حتى تحيض ثلاثاً أو تمضى ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر إقامة لشرط الفرقة مقام السبب وليست بعدة لدخول غير المدخول بها الخ،الدرمع الرد ص ۱۹۱/ ج۳/ كراچی، باب نكاح الكافر،مطلب الصبى والمجنون،البحر الرائق ص۲۱۳/ ج۳/باب نكاح الكافر، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص۲۸۸/ ج۲/باب نكاح الكافر،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر والی عورت (مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ) جب دارالحرب میں اسلام قبول کرے تو تین حیض گذرنے پر اس کا نکاح فسخ ہوتا ہے پھر اگر غیر مدخولہ ہوتو اس پر عدت واجب نہیں ہوتی بلکہ نکاح فسخ ہونے کے بعد اس کا نکاح درست ہو جاتا ہے۔صورت مسئولہ میں اسلام قبول کرتے ہی اس کا نکاح دوسری جگہ کردیا گیا یہ درست نہیں ہوا تین حیض کا انتظار لازم تھا[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

غیر مسلمہ کا قبول اسلام اور اس کا نکاح

سوال:- (۱) اگر ہندو قوم کی عورت مسلمان لڑکے پر فدا ہو کر اسلام قبول کرنا چاہتی ہو اور اس کے اسلام قبول کرنے سے اس کی قوم وقانون کوئی معترض نہ ہوتو اس حالت میں کیا شرع اجازت دیتا ہے کہ اس عورت کو مسلمان کرلیا جائے؟

(۲) اگر مسلمان لڑکے نے نیچ قوم کے ہمراہ رہ کر حرام کھایا ہو۔اس کے بعد اپنی حرکت سے نادم ہو کر توبہ کرے تو کیا یہ توبہ کرنا درست ہے۔یا پھر سے شرع حکم دیتا ہے کہ دوبارہ مسلمان کیا جائے؟

(۳) اگر ہنود کی عورت مسلمان کے ہمراہ مدت تک رہ چکی ہو اور مدت دراز کے بعد اپنی سیاہ کاری سے نادم ہو کر اسلام قبول کرلے اور وہ حاملہ بھی نہ ہو،ایسی صورت میں بعد قبول

---

[1] ولو اسلم أحدهما أى احد المجوسين أو امرأة الكتابى ثمه أى فى دارالحرب لم تبن حتى تحيض ثلاثا أو تمضى ثلاثة اشهر قبل اسلام الأخر إقامة لشرط الفرقة مقام السبب وليست بعدة لدخول غير المدخول بها الدرالمختار كراچى ص ۱۹۱/ج۳/ باب نكاح الكافر،البحر الرائق ص ۲۱۳/ج۳/باب نكاح الكافر،مطبوعه الماجديه كوئٹه،النهر الفائق ص ۲۸۸/ج۲/باب نكاح الكافر،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

کرنے اسلام کے لڑکے موصوف کے ہمراہ فوراً نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۴) اگر بعد قبولِ اسلام کے خود لڑکے موصوف کے ہمراہ نکاح کیا جائے تو کیا وہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۵) اور یہ کامل اندیشہ ہے کہ اگر فوراً نکاح نہ کرادیا جائے تو بعد قبولِ اسلام کے بھی جانبین سے ضرور گناہ سرزد ہوگا اور لڑکے موصوف کے سوا اس لڑکی کی کہیں رہائش کی امید اور خورد ونوش کا کفیل کوئی نہیں ہوتا۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بعد قبولِ اسلام کے فوراً نکاح کرادیا جائے تو یہ نکاح شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

(۶) اگر مسلمان کسی نیچ قوم کو اپنی کسرِ شان سمجھ کر مسلمان کرنے سے انکار کردیں اور وہ اس بات کا شائق ہو تو کیا وہ مسلمان گنہگار رہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس عورت کو مسلمان کرلیا جائے۔

(۲) حرام کام کرنے سے گناہ ہوتا ہے اور توبہ کرنا گناہ سے فرض ہے[1] اور گناہ کرنے سے اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ لہٰذا دوبارہ مسلمان کرنا یعنی تجدید اسلام کرنا فرض نہیں۔ **ولا نکفر مسلماً بذنبٍ من الذنوب وان کانت کبیرة اذا لم یستحلها ولا نزیل عنه اسم الایمان اھ شرح فقه اکبر ص ۸۶**[2]۔

(۳) اگر عورت کافر ہے تو بغیر اسلام قبول کئے اس سے کسی مسلمان کا نکاح درست نہیں اور جس مسلمان نے اس سے ناجائز تعلق رکھا ہے وہ گنہگار رہے۔ اس کے ذمہ توبہ ضروری

---

[1] واتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور الخ روح المعانی ص ۲۳۶/ ج۱۵/ الجزء الثامن والعشرون سورۂ تحریم آیت ۸/ مطبوعہ دار الفکر بیروت، نووی علی المسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ کتاب التوبة، مطبوعہ رشیدیہ دهلی، المفهم شرح المسلم ص ۲۷/ ج۷/ کتاب الاذکار، باب تجدید الاستغفار والتوبة، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت.

[2] شرح فقه اکبر ص ۸۶/ قبیل سب الشیخین الخ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

ہے، تجدید اسلام ضروری نہیں۔ لایصح نکاح عابدة کوکب لاکتاب لها والمجوسية والوثنية، اھ درمختار[1] ص ۴۴۸/ ج ۲/.

(۴) اگر وہ ہندو عورت ایسی ہے کہ اس کا کوئی شوہر نہیں تو جب وہ اسلام قبول کرے فوراً اس سے نکاح درست ہے۔ اگر اس کا شوہر موجود ہے تو پھر اس کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ بھی مسلمان ہو جائے تب تو وہ بدستور اس کی زوجہ ہے۔ اگر وہ شوہر اسلام قبول کرنے سے انکار کردے تو ان میں تفریق کردی جائے۔ اگر یہ عورت دارالحرب میں ہو تو اسلام قبول کرنے کے وقت سے تین حیض گذار کر اس کا نکاح ختم ہوگا۔ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل پر اس کا نکاح ختم ہوگا۔ اس کے بعد عدت گذار کر نکاح کرنا چاہئے یہی احوط ہے۔ ولو اسلم احدهما ثمة لم تبن حتى تحيض ثلاثاً قبل اسلام الأخر الخ، درمختار[2] ص ۶۰۳/ ج ۲/.

(۵) ہندو عورت سے بلا اس کے اسلام قبول کئے کسی طرح نکاح درست نہیں ہے لقوله تعالىٰ ولاتنكحوا المشركات حتىٰ يومن الأية[3].

(٦) جو شخص مسلمان ہونا چاہے اس کو مسلمان کرنے سے انکار کرنا اس کے کفر کے ساتھ راضی ہونا ہے اور کفر سے راضی ہونا کفر ہے اس کو فوراً مسلمان کرنا ضروری ہے وفی الخلاصة كافر قال لمسلم اعرض على الاسلام فقال اذهب الىٰ فلان العالم كفر لانه رضى ببقائه على الكفرحين ملازمة العالم ولقائه وقال ابوالليث ان بعثه الىٰ عالم لايكفر لان العالم ربما يحسنه ولايحسن الجاهل فلم يكن راضياً بكفره ساعة بل

---

[1] درمختار علىٰ ردالمحتار ص ۲۹۰/ ج ۲/ نعمانيه، فصل فى المحرمات، زيلعى ص ۱۰۹/ ج ۲/ فصل فى المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان، سكب الانهر ص ۴۸۴/ ج ۳/ باب المحرمات، دارالكتب العلمية بيروت.

[2] درمختار على ردالمحتار نعمانيه ص ۳۹۰/ ج ۲/ باب نكاح الكافر البحرالرائق ص ۲۱۳/ ج ۳/ باب نكاح الكافر، مطبوعه سعيد كراچى، زيلعى ص ۱۷۵/ ج ۲/ باب نكاح الكافر مطبوعه امداديه ملتان.

[3] سورة البقرة آيت ۲۲۱/.

کان راضیاً بالاسلام اتم واکمل الخ، شرح فقہ اکبر ص ۲۱۸ [۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۷/۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم

نومسلمہ کا نکاح بعد عدت

سوال: -ایک غیر مسلم لڑکی تھی جو شادی شدہ تھی ایک مسلم کا اس سے تعلق ہو گیا اور لڑکی نے کچھ دنوں بعد اسلام قبول کر لیا۔ایک سال سے وہ لڑکی اس مسلمان کے ساتھ رہ رہی ہے ابھی تک انہوں نے نکاح نہیں کیا لڑکی چاہتی ہے کہ نکاح ہو جائے کیا دونوں کا نکاح درست ہوگا اور اس لڑکی کے لئے عدت بھی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اسلام قبول کرنے کے بعد سال بھر گذر چکا ہے تو اب اس کی شادی اس شخص سے درست ہے [۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] شرح فقہ اکبر ص۲۱۸/فصل فی الکفر صریحاً وکنایةً ،مطبوعہ رحیمیہ دیوبند،عالمگیری ص۲۵۸/ج۲/ الباب التاسع فی احکام المرتدین ،مطلب موجبات الکفر انواع ،منھا مایتعلق بالایمان، مطبوعہ کوئٹہ.

[۲] ولو اسلم احدھما لم تبن حتی تحیض ثلاثاً أو تمضی ثلاثة اشھر قبل اسلام الأخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب ولیست بعدة لدخول غیر المدخول بھا الدر المختار نعمانیة ص ۳۹۰/ ج۲/باب نکاح الکافر مطلب الصبی والمجنون لیسا بأھل،البحر الرائق ص ۲۱۳/ج۳/باب نکاح الکافر، مطبوعہ کوئٹہ، النھر الفائق ص۲۸۸/ج۲/باب نکاح الکافر مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

نومسلمہ کو چھ مرتبہ حیض کے بعد نکاح کی اجازت ہے

سوال: - ایک عورت جو غیر مسلمہ اور شادی شدہ ہے اور اس عورت کے غیر مسلم شوہر سے اولاد بھی ہے۔ لیکن ایک مسلمان اس عورت کے ساتھ اور عورت بھی اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ عورت کا کہنا ہے کہ میں نہ ہندو ہوں نہ مسلم۔ مگر ٹیکا لگاتی ہے یعنی اس میں شرک کی آمیزش ہے اور اس مسلمان نالائق نے بھی جمعہ تک کی نماز چھوڑ دی۔ اس نے اس غیر مسلمہ کے خاوند کو طلاق پر آمادہ بھی نہ کیا نہ وہ مسلمان ہوئی۔ نہ یہ پورا مرتد ہوا۔ غرض ان دونوں کو شرعاً کس طریقہ سے الگ کرنا یا ملانا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دونوں ملے ہوئے ہیں تو ان کو فوراً الگ الگ کرا دیا جائے اور عورت اسلام قبول کرلے۔ ٹیکہ وغیرہ مشرکانہ چیزیں چھوڑ دے۔ جب اسے چھ مرتبہ ماہواری آجائے تو اس مسلمان سے اس کا نکاح کر دیا جائے[1] اس وقت تک عورت کسی دوسری عافیت کی جگہ رہے۔ کلمہ اور نماز وغیرہ آہستہ آہستہ سیکھتی رہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۷/۱۳۹۹ھ

نومسلم کا نکاح

سوال: - زید کا لڑکا عمر عیسائی ہے بکر کی لڑکی فریدہ مسلمان ہے بالغہ ہے۔ عمر اگر

---

[1] ولو اسلم احدهما ای احد المجوسيين او امرأة الكتابى لم تبن حتى تحيض ثلاثاً أو تمضى ثلاثة اشهر وهل تجب العدة بعد مضى هذا المدة فان كانت المرأة حربية فلا لانه لاعدة على الحربية وان كانت هى المسلمة فخرجت الينا فتمت الحيض هنا فكذلك عندابى حنيفة خلافالهماو جزم الطحاوى بوجوبهاالدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص ۳۶۲ ج ۴ باب نكاح الكافر، مطلب الصبى والمجنون ليسا بأهل الخ، البحر الرائق ص ۲۱۳ / ج ۳ / باب نكاح الكافر، مطبوعه كوئٹه، فتح القدير ص ۴۲۱، ۴۲۲ / ج ۳ / باب نكاح اهل الشرك، مطبوعه دارالفكر بيروت.

مذہب اسلام قبول کرلے تو کیا فریدہ کا نکاح عمر سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بالکل ہوسکتا ہے[1] مگر اس کا بھی اطمینان کرلیا جائے کہ یہ قبول اسلام کہیں نکاح ہی کی خاطر تو نہیں۔ کبھی نکاح کے بعد کہیں لڑکی کا دین بھی تباہ ہوجائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۶/۲۸ھ

غیر مسلم شوہر کے انتقال کے بعد نومسلمہ کا نکاح

سوال:- ایک عورت اپنے خاوند کے انتقال کے ڈیڑھ ماہ بعد اسلام قبول کرتی ہے آیا اس کو اس صورت میں عدت بمقدار شرع متین پوری کرنی ہوگی یا وہ اسلام قبول کرتے ہی نکاح کرسکتی ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ عورت حاملہ ہے تو اس کو نکاح کے لئے وضع حمل کا انتظار کرنا چاہئے وکـــذا لا تعتد مسبية افترقت بتباين الدارين لان العدة حيث وجبت انما وجبت حقا للعباد والحربی ملحق بالجماد الا الحامل فلا يصح تزوجها لا لانها معتدة بل لان فی بطنها ولدا ثابت النسب كحربية خرجت الينا مسلمة او ذمية او مستامنة ثم اسلمت وصارت ذمية لما مر انه ملحق بالجماد الا الحامل لامر درمختار هامش شامی[2]

---

[1] ومنها اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمة فلايجوز انكاح المؤمنة الكافر الخ ،بدائع زكريا ص ۵۵۴/ ج ۲/ كتاب النكاح، اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمة،هنديه كوئٹه ص ۲۸۲/ ج ۱/الباب الثالث فی المحرمات،القسم السابع المحرمات بالشرك.

[2] شامی نعمانية ص ۲۱۴/ ج ۲/مطلب الدخول فی النكاح الاول دخول فی الثانی، باب العدة، زيلعی ص ۳۴/ج ۳/باب العدة،مطبوعه امداديه ملتان،مجمع الانهر ص ۱۵۲/ ج ۱/فصل فی العدة،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

ج ۲/ص ۱۱۰۱، اگر حاملہ نہیں تو پھر اس کے اوپر شرعاً عدت واجب نہیں ان المرأة ان كانت حربية فلا عدة عليها بحر[۱] ص ۲۱۳/ ج ۳/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

صحیح: عبداللطیف عفی عنہ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہ ۱۲/۱/ ۵۲ھ

جولڑکی شیعہ مذہب چھوڑ کر سنی ہو جائے اس سے نکاح کرنا

سوال:- میں ایک شیعہ لڑکی سے محبت کرتا ہوں، اس لڑکی کی عمر ۳۰ یا ۳۲ سال ہے اور میری عمر ۲۸ سال ہے، اس کی والدہ بمبئ میں گذر گئی تھیں۔اس کی دادی نے اس کو پالا ہے، اس کی دادی آٹھ سال سے پاگل ہے اور والد گونگے اور بہرے ہیں وہ لڑکی اپنے والدین کی اکیلی ہے اور وہ لڑکی بیمار بھی ہے اور وہ لڑکی بہت غریب ہے اور میرے گھر والے اس رشتے کے خلاف ہیں۔اب میں چاہتا ہوں کہ اس لڑکی سے شادی کرلوں اور وہ لڑکی بھی میرے سے شادی کے لئے تیار ہے اور میرے پاس شادی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور وہ لڑکی اپنا شیعہ مذہب چھوڑ کر سنی ہو جائے گی اور اس لڑکی نے کہا ہے کہ اگر وہ شادی نہیں کرے گا تو وہ خودکشی کرلے گی۔اس لئے آپ سے فتویٰ چاہتا ہوں مہربانی کرکے جواب سے جلد از جلد نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلياً

اگر آپ اس کے حقوق ادا کر سکتے ہیں تو اس سے شادی کرلیں۔حقوق میں کھانا کپڑا

---

[۱] البحر ص ۲۱۳/ ج ۳/ باب نكاح الكافر، تاتارخانيه ص ٦/ ج ۳/ كتاب النكاح، الفصل الثامن فی بیان مایجوزمن الانكحة الخ، مطبوعه كراچی، المحيط البرهانی ص ۱۰۹/ ج ۴/ الفصل الرابع عشر فی بیان مایجوزمن الانكحة الخ، مطبوعه ڈابھیل.

رہنے کے لئے مکان بھی داخل ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] النفقة هی الطعام والکسوة والسکنی الی قوله فتجب للزوجة بنکاح صحیح علی زوجها الخ، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۲۷۸ / ج ۴ / اول باب النفقة، عن عبداللّٰه من مسعود قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یامعشر الشباب من ستطاع منکم الباءة، ای مؤفة الباءة من المهر والنفقة، فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج الخ مرقاة المفاتیح ص ۲۰۲ / ۴ / ج ۳ / کتاب النکاح، مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

☆......باب چھارم......☆

﴿جن عورتوں سے نکاح جائز ہے﴾

چچی سے نکاح

سوال: - میں نے نکاح ثانی کیا ہے جو رشتہ میں میری چچی لگتی ہے۔ سگی چچی نہیں ہے۔ لیکن اب کچھ لوگ اس پر شبہ کرتے ہیں۔ حضور والا کا فتویٰ مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر سگی چچی بھی ہو اور کوئی دوسرا رشتہ اس سے حرمت والا نہ ہو اور وہ بیوہ ہو کر عدت گزر جائے تو اس سے بھی نکاح شرعاً درست ہے کوئی شبہ نہ کریں[1] لیکن جب بیویاں دو ہوں تو دونوں کے حقوق برابر ادا کرنا لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک کی طرف جھک جائے اور دوسری کی پرواہ نہ کرے کہ یہ ظلم ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وأُحلِ لكُمْ مَا ورَاءَ ذالِكُمْ .سورة نساء پ ۴/ آیت ۲۴/ **ترجمہ**: اوران عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں (بیان القرآن) الجامع لاحكام القرآن للقرطبى ص ۱۱۰/ ج۳/ دار الفكربيروت، روح المعانى ص ۴/ ج۵/ ادارة الطباعة المصطفائيه ديوبند، بدائع الصنائع زكريا ص ۵۳۱/ ج ۲/ المحرمات بالقرابة، كتاب النكاح .

[2] ومنهاوجوب العدل بين النساء فى حقوقهن من القسم والنفقة والكسوة وهو التسوية الخ بدائع الصنائع ص ۳۳۲/ ج ۱/ ايچ. ايم. سعيد، فصل ومنها وجوب العدل بين النساء الخ، البحر كوئٹه ص ۲۱۸/ ج۳/ باب القسم، فتح القدير ص ۴۳۲/ ج۳/ باب القسم، مطبوعه دار الفكر.

کیا چچی سے نکاح درست ہے؟

سوال:- زید کی زوجہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید کے طلاق دینے یا انتقال کے بعد زید کے حقیقی بھائی کے بیٹے عمرو کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ نیز ہندہ کے بطن سے زید کے اولاد بھی موجود ہے۔ نیز ہندہ زید کی زوجیت میں ہوتے ہوئے عمرو سے مثل اجنبی پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چچی سے بھتیجے کا نکاح شرعاً درست ہے بشرطیکہ کوئی اور مانع مصاہرت ورضاعت وغیرہ نہ ہو[۱] چچی اور بھتیجے آپس میں محرم نہیں بلکہ اجنبی ہیں ان میں پردہ ضروری ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

چچی اور ممانی سے نکاح

سوال:- بھتیجا یا بھانجا اپنی چچی یا ممانی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ رشتہ نکاح سے مانع نہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/ربیع الثانی ۶۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[۱] واحل لکم ماوراء ذالکم . سورۃ نساء پ ۴/ آیت ۲۴/.

[۲] عن عقبة بن عامر قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایاکم والدخول علی النساء، ای غیر المحرمات علی طریق التخلیة اوعلی التکشف الخ، مرقاۃ المفاتیح ص ۴۰۹/ ج ۳/ باب النظر الی المخطوبة، اصح المطابع بمبئی، طیبی ص ۲۵۳/ ج ۶/ باب النظر الی المخطوبة، مطبوعہ زکریادیوبند.

[۳] وَاُحِلَّ لَكُمْ مَاوَرَاءَ ذَالِكُمْ (النساء پ ۴) آیت ۲۴/.

سوتیلی خالہ سے نکاح

سوال:- پہلی بیوی کا لڑکا اور دوسری بیوی کی بہن، ان کا ایک دوسرے سے نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دو بہنیں ہوں ان میں سے ایک سے ایک آدمی نکاح کرے اور دوسری سے اس کا لڑکا نکاح کرے تو شرعاً اجازت ہے[1] یعنی سوتیلی والدہ کی بہن حقیقی خالہ کی طرح حرام نہیں بلکہ اس سے نکاح جائز ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/۱۳۹۱ھ

حقیقی بہن اور خالہ زاد پھوپھی زاد بہن میں فرق کیا ہے

سوال:- پھوپھی ماموں خالہ کی لڑکیوں سے شادی اسلام کی نگاہ میں درست ہوجاتی ہے، لیکن ایک غیر مسلم ہندو اس کو برا گردانتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اپنی بہن کی لڑکی کی مانند ہے، اسلام اس سے شادی درست قرار دیتا ہے، اور جائز سمجھتا ہے، اور اپنی بہن کی لڑکی سے کوئی مذہب شادی بیاہ کو درست نہیں سمجھتا، بلکہ برا سمجھتا ہے، لہٰذا اس اعتراض کا جواب بھی بجائے نقل عقل سے دیا جائے تاکہ مخالف اور باطل کو اس کے اعتراض کا جواب کافی وشافی مل جائے، اور مطمئن ہوجائے؟

---

[1] لابأس بان يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها اوامها عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ ج۱/ القسم الثاني المحرمات بالصهرية ،مجمع الانهر ص۴۸۱/ج۱/باب المحرمات دارالكتب العلميه،فتح القدير ص۲۱۸/ج۳/باب المحرمات، دارالفكر.

[2] کوئی وجہ حرمت نہیں ہے یہ" واحل لكم ماوراء ذٰلكم" میں داخل ہے۔ سورہ نساء پ۴/آیت ۲۴/ابوالقاسم ادروی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اصولی جواب تو وہی ہے کہ کتب فقہ میں ایسے نکاح کی اجازت موجود ہے[1]، اور کتب حدیث میں زمانہ خیر القرون میں ایسے نکاح کا ثبوت مذکور ہے[2]، قرآن کریم سورہ احزاب میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جن عورتوں سے نکاح کرنے کو حلال فرمایا گیا ہے، "یا ایها النبی انا احللنا لک" اس میں وبنات عمک وبنات عماتک الخ[3] بھی مذکور ہے اور امت کے لئے محرمات کو شمار کرا کے سورۂ نساء میں کلیہ بیان فرما دیا گیا ہے، واحل لکم ماوراء ذٰلکم الایۃ[4]، غیر مسلم کے نزدیک جب نفس اسلام ہی باطل ہے تو پھر ان مسائل میں اس کو بحث کرنا ہی بے کار و بے محل ہے، وہ اسلام کی عقلیت کو نہیں سمجھ پاتا تو اس کے فرعی مسائل کی عقلیت کو کیسے سمجھے گا، وہ عقل سے اس قدر بعید بلکہ محروم ہے کہ بہن کے معنی ومقصود کو بھی نہیں سمجھتا جو رعایت حقیقی بہن کے ساتھ ہے کیا وہی چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد کے ساتھ بھی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

پھوپھی کی لڑکی سے نکاح

سوال:- ایک شخص اپنے لڑکے کا عقد اپنی سگی بہن کی لڑکی سے کر سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] وتحل له بنت العمة والخالة وبنت العم والخال (بدائع صنائع ج ۲/ص ۵۳۱/) باب المحرمات، مطبوعه زکریا.

[2] عن انس قال اولم رسول الله صلى الله عليه وسلم حين بنى بزينب بنت جحشؓ فاشبع النساء خبزاً ولحماً، مشكوة شريف ص۲۷۸/ج۲/باب الوليمة، الفصل الاول، مطبع ياسر نديم ديوبند، زينب بنت جحش ام المؤمنين وامهاامية بنت عبدالمطلب عمة النبى صلى الله عليه وسلم "اكمال فى اسماء الرجال" على مشكوة ص ۵۹۶/مطبع ياسرنديم ديوبند.

[3] سورۂ احزاب آیت ۵۰/.

[4] سورۂ نساء آیت ۲۴/اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

پھوپھی کی لڑکی سے نکاح درست ہے۔جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان میں یہ داخل نہیں ہے۔وَاُحِلَّ لکم ماورَاءَ ذالکم[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۹/ ۸۹ھ

خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح

سوال:-(۱) اپنی خالہ زاد بہن کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اپنی ماموں زاد، پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) خالہ زاد بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہے۔

(۲) پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہن کی لڑکی سے بھی نکاح درست ہے۔جس جس عورت سے نکاح حرام ہے اس کی تفصیل چوتھے پارہ کے آخر میں قرآن پاک میں بیان فرمادی گئی ہے[2] اس میں ان مذکورتین عورتوں کوشمار نہیں کیا گیا ہے۔تفصیل کے بعد فرمادیا گیا وَاُحِلَّ لکُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلِکُمْ[3] یعنی ان محرمات کےعلاوہ عورتوں سے نکاح درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ ۱/۳/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] سورة النساء آیت ۲۴/پ ۴/.الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۱۰/ج۳/دارالفکر بیروت،روح المعانی ص ۴/ج۵/ادارة الطباعة المصطفائی دیوبند.

[2] حرمت علیکم امهاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت وامهاتکم الّتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة وامهات نسائکم وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم الّتی دخلتم بهن فان لم تکونوادخلتم بهن فلاجناح علیکم وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم وان تجمعوا بین الاختین الاماقدسلف ،ان اللّٰه کان غفوراً رحیماً .سورة النساء آیت ۲۳/.

[3] واحل لکم ماوراء ذٰلکم .سورة النساء آیت ۲۴/ پ ۴/.

ماں کے بیٹے سے نکاح

سوال:- ایک عورت شادی شدہ ہے اس کا زید سے ناجائز تعلق ہوگیا۔ بعد میں زید کی شادی ہوگئی اوران دونوں کا ناجائز تعلق ختم ہوگیا۔ اب زید کے بچے ہوئے اوراس عورت کے بھی بچے ہیں ناجائز تعلق سے پہلے بھی اوراس زمانہ کے بعد بھی جس زمانہ میں ناجائز تعلق رہااور بعد کے بھی جب کہ ناجائز تعلق ختم ہوگیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ عورت اورزید اپنے بچوں کی آپس میں شادی کرسکتے ہیں یانہیں؟ یعنی اس عورت کے لڑکے سے جواسی زمانہ کی پیدائش ہے جس زمانہ میں ناجائز تعلق تھا، زید اپنی لڑکی کا نکاح کرسکتا ہے یانہیں؟ کیا اس زمانہ کے پہلے یابعد کے بچوں سے شادی کی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس عورت کی جتنی بھی اولاد ہے وہ اس کے شوہر کی طرف منسوب ہوگی، کسی کا نسب بھی زید سے ثابت نہیں ہوگا[۱] لہٰذا زیداوراس عورت کی اولاد میں حرمت ثابت نہیں ہوئی، ان کا آپس میں نکاح درست ہوگا، خواہ ناجائز تعلق رہنے کے وقت کی اولاد ہو یاپہلے کی یابعد کی۔ ھکذا یفھم ممّا فی الھندیۃ[۲] ص۶/ج۲/ لابأس بان یتزوج الرجل امرأۃ ویتزوج ابنہ ابنتھا او امھا کذا فی محیط السرخسیؒ والبسط فی رد المحتار فصل فی المحرمات[۳] ص۳۸۱/ج۲/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۰/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۰/۸۸ھ

---

[۱] والزنا المحض سبب لایجاب العقوبة فلایصلح سبباً لایجاب الحرمة والکرامة الاتری انه لایثبت به النسب والعدة المبسوط للسرخسی ص۲۰۵/ج۴/کتاب النکاح، مطبوعه دارالفکر.

[۲] الهندية ص۲۷۷/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية (مبطوعه کوئٹه پاکستان)

[۳] شامی کراچی ص۳۱/ج۳/مجمع الانهر ص۴۸۱/ج۱/باب المحرمات، دارالکتب العلميه بیروت، فتح القدیر ص۲۱۸/ج۳/باب المحرمات، دارالفکر بیروت.

بھائی کی بہن سے نکاح

سوال:- زید نے ایک عورت سے نکاح کیا مثلاً ہندہ سے اور اس عورت کے ساتھ پہلے خاوند مثلاً عمر سے ایک لڑکا ہے اور عمر کے انتقال کے بعد زید نے یہ نکاح کیا ہے اب زید نے دوسری عورت سے نکاح کیا ہے اور پہلی عورت کے نکاح کے بعد اس دوسری عورت سے زید کے نطفہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تو آیا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوسکتا ہے کہ نہیں یعنی وہ لڑکا عمر کے نطفہ سے ہے مگر عمر کے انتقال کے بعد اس لڑکے کی والدہ زید کے نکاح میں آ گئی اور زید کے پہلی عورت سے ایک لڑکی ہے تو ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا ناجائز اور اس لڑکی کا نکاح نابالغی کے حالت میں دوسری جگہ ہوا تھا مگر نابالغی کے حالت میں بیوہ ہوگئی اور اب لڑکی قریب بلوغ ہے تو اس نکاح میں صرف والد کی اجازت کافی ہے یا لڑکی کی اجازت چاہئے اور لڑکا لڑکی کے والدین علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں اور آیا جب اس جگہ پہلے اس کا نکاح ہوا تھا اس سے بھی اجازت لینی پڑے گی یا نہیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نکاح جائز ہے اگر لڑکی بالغہ ہو تو خود اس کی اجازت بھی کافی ہے بشرطیکہ نکاح برادری میں مہر مثل پر ہو، اگر نابالغہ ہے یا نکاح غیر برادری میں ہو یا مہر مثل سے کم پر ہو تو لڑکی کے ولی کی اجازت ضروری ہے[1] اور صورت موجودہ میں باپ ولی ہے لڑکی کے پہلے خسر سے اجازت کا کوئی تعلق نہیں۔ واما بنت زوجة ابيه او ابنه فحلال اھ درمختار[2] ص ۴۴۰/ ج ۲/

---

[1] ولاية اجبار وهى الولاية على الصغيرة: نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولى، وروى الحسن عن الامام ان كان الزوج كفواً نفذ نكاحها والا فلم ينعقد اصلاً البحر كوئٹہ ص ۱۱۰/ ج ۳/ باب الاولياء والاكفاء، شامى زكريا ص ۱۷۰، تا ۱۷۳/ ج ۴/ باب الولى، فتح القدير ص ۲۵۸/ ج ۱/ باب الاولياء والاكفاء مطبوعه دار الفكر.

[2] الدر المختار الشامى زكريا ص ۱۰۵/ ج ۴/ مطبوعه نعمانيه ص ۲۷۹/ ج ۲/ باب المحرمات.

لاباس بان یتزوج الرجل امرأة ویتزوج ابنه ابنتها اھ ہندیہ[۱] ص ۲۷۷ / ج ۱ /.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مظاہر علوم ۲/۱۲ / ۶۱ھ

صحیح: عبد اللطیف

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

تایازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح

سوال:- ایک صاحب کے تائے زاد بھائی کی لڑکی ہے اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

خالہ اور چچا وغیرہ کی لڑکیوں سے نکاح

سوال:- خالہ کی لڑکی اور پھوپھی کی لڑکی اور تائی کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالہ کی لڑکی اور پھوپھی کی لڑکی اور تائی کی لڑکی سے نکاح کرنا ممنوع نہیں بلکہ جائز

---

[۱] الهندية ص ۲۷۷ / ج ۱ / كوئٹه پاكستان، القسم الثانى المحرمات بالصهرية، مجمع الانهر ص ۴۸۱ / ج ۱ / باب المحرمات، دار الكتب العلميه بيروت، فتح القدير ص ۲۱۸ / ج ۳ / باب المحرمات، دار الفكر.

[۲] واحل لكم ماوراء ذٰلكم. سورة نسآء آيت نمبر ۲۴ /.

ترجمہ: اوران عورتوں کے سواء اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔

ہے، اگر کوئی اور وجہ حرمت ہو مثلاً مصاہرت یا رضاعت تو دوسری بات ہے، ورنہ صرف مذکورہ فی السوال رشتہ مانعِ نکاح نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح

سوال: دو بہن بھائی ہیں۔ بھائی کے ایک لڑکا ہے اور بہن کے لڑکے کی لڑکی ہے۔ رشتہ سے بھائی کا لڑکا اس لڑکی کا چچا ہوتا ہے۔ تو ان دونوں کی آپس میں شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ رشتہ ایسی قرابت نہیں ہے جس کی وجہ سے نکاح حرام ہو۔ حقیقی بھائی بہن کی لڑکی سے نکاح ناجائز ہوتا ہے۔ پھوپھی زاد، چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد بہن کی لڑکی سے نکاح ناجائز نہیں ہوتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دیوبند ۶/۳/۸۸ھ

والد کی ماموں زاد بہن سے نکاح

سوال: - حقیقی بہن کے بڑے پوتے سے اپنی حقیقی لڑکی کا نکاح کرسکتے ہیں یا نہیں؟

---

[1] وعمته وخالته وأما بناتهما فحلال درمنتقیٰ ص۴۷۷/ ج ۱/باب المحرمات (دار الكتب العلميه بيروت) هدايه ص۳۰۷/ ج ۲/باب المحرمات، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، الدر المختار على الشامى ص ۳۰/ ج۳/ باب المحرماتدار الفكر بيروت.

[2] يحرم على الرجل وعمته وخالته وأما بناتهما فحلال درمنتقیٰ ص۴۷۷/ ج ۱/باب المحرمات (مطبوعه بيروت)الدر المختار على الشامى ص ۳۰/ج۳/باب المحرمات، دار الفكر بيروت.

الجواب حامداًومصلیاً

حقیقی بہن کے پوتے سے اپنی حقیقی لڑکی کا نکاح کرنا شرعاً درست ہے۔ یہ ان رشتوں میں سے نہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۱/۸۸ھ

بیوی کی چچازاد بہن سے نکاح

سوال:- اپنی بیوی کی چچازاد بہن سے شادی کرسکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے بھی اس کی چچازاد بہن سے عقد نکاح درست ہوگا[۲]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۲/۸۸ھ

بھتیجہ کی بیوی سے نکاح

سوال: دو بھائی سگے ہیں۔ بندہ اور کمالو۔ جس میں سے بندہ کا انتقال ہوگیا ہے اور بندہ کی عورت سے کمالو کا نکاح ہوگیا ہے اور بندہ کے ایک لڑکا تھا اور اسکا بیاہ ہوگیا تھا۔ جس میں اسکی عورت اس سے رضامند نہیں ہے۔ کمالو سے رضامند ہے اور لڑکا میرے نہیں ہے اس کی عورت مجھ کو چاہتی ہے اور میرے بھتیجے کو نہیں چاہتی اور چار دفعہ وہ بھاگ چکی ہے۔ اس کے ساتھ میرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ فقط

---

[۱] واحل لکم ماوراء ذلکم. سورة النساء آیت ۲۴ / پ ۴/. الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۰۱ / ج۳/دارالفکر بیروت، روح المعانی ص ۴/ ج۵ /ادارة الطباعة المصطفائیه دیوبند.

[۲] ایضاً.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ کا بھتیجہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور عدت گذر جائے، نیز کوئی اور بھی مانع نہ ہوتو شرعاً آپ کا اس بھتیجہ کی بیوی سے نکاح درست ہے۔ بغیر طلاق کے اس سے آپ کا نکاح درست نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۵/ ۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۶/ ذی الحجہ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

بیوی کی بھتیجی سے نکاح

سوال: - زید نے جس عورت سے شادی کی تھی اس کا انتقال ہو چکا ہے اور اس نے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑی ہیں اور زید اپنی مرحومہ کے بھائی کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے آیا یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟ مفصل مع حوالہ کتب تحریر فرمائیے۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی اور مانع شرعی نہ ہوتو شرعاً یہ نکاح درست ہے۔ لقولہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذٰلکم (الاٰیۃ)[2] البتہ اس مرحومہ کی حیات میں یہ نکاح درست نہ ہوتا کیونکہ پھوپھی اور بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں ایک وقت میں رہنا ممنوع ہے کذا فی نصب الرایۃ[3] ص ۱۶۹/

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر، لأنہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد أصلاً شامی کراچی ص ۱۳۲/ ج۳/ مطلب فی النکاح الفاسد (باب المھر) فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھاحق الغیر، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۴۸/ ج ۲/ فصل فی شرط ان لاتکون منکوحۃ الغیر.

[2] سورۃ النساء پ ۴/ آیت ۲۴/.

[3] قال علیہ السلام: لاتنکح المرأۃ علی عمتھا الخ، نصب الرایۃ ص۱۶۹/ ج ۳/ فصل فی بیان المحرمات، بخاری شریف ص ۷۶۶/ ج ۲/ باب لاتنکح المرأۃ علی عمتھا، مطبوعہ دیوبند، نسائی شریف ص ۶۶/ ۲/ الجمع بین المرأۃ وعمتھا، مکتبہ فیصل دیوبند.

حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٢/٥/٦٦ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ٢٣/ جمادی الاولیٰ ٦٦ھ

بیوی کی بھانجی سے نکاح

سوال:- اپنی بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بیوی مر جائے یا اس کو طلاق دیکر عدت ختم ہو جائے تو بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہوگا[1] خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

بھائی کی بیوی کی بیٹی سے نکاح

سوال: بڑے بھائی نے جس عورت سے نکاح کیا ہے اس کی ایک لڑکی پہلے شوہر سے ہے۔ کیا اس لڑکی سے چھوٹے بھائی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور یہ عورت بغیر طلاق کے ہے۔

---

[1] لو ماتت الزوجة فلزوجها التزوج باختها يوم الموت ،الدر المنتقى مع مجمع الانهر ص٤٧٨/ ج١/باب المحرمات، مطبع دار الكتب العلمية بيروت،لم يجز له ان يتزوج باختها حتى تنقضى عدتها،فتح القدير ص٢٢٥/ج٣/ فصل فى بيان المحرمات، مطبع دار الفكر، تاتار خانيه ص٧/ ج٣/باب مايجوز من الانكحة ومالايجوز،مطبع ادارة القرآن كراچى .

[2] ويحرم الجمع بين إمرأتين لوفرضت إحداهما ذكرا تحرم عليه الأخرىٰ ،فلايجوز الجمع بين المرأة وبنت اختها مجمع الأنهر ص٤٨٠/ج١/باب المحرمات (بيروت)شامى زكريا ص١١٦/ج٤/باب المحرمات،فتح القدير ص٢١٢/ج٣/فصل فى بيان المحرمات، مطبع دار الفكر.

الجواب حامداًومصلیاً

اس عورت کی اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے جائز ہے[1]۔ جس کے بڑے بھائی کے گھر میں وہ عورت ہے۔ اس عورت کے شوہر نے اگر طلاق نہیں دی ہے تو بڑے بھائی کا اس عورت کو اپنے گھر میں رکھنا اور تعلق زوجیت قائم کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ١٤/٧/٨٧ھ

بہن بھائی کے لڑکے لڑکی کا نکاح

سوال:- ایک ماں باپ سے دو بھائی بہن ہیں۔ تو بھائی کا لڑکا اور بہن کی لڑکی ان دونوں کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

بھائی کے لڑکے کا نکاح بہن کی لڑکی سے کرنا جائز ہے۔ نکاح کرنے میں کوئی وجہ حرمت نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٥/٣/٨٨ھ

---

[1] واما بنت زوجة ابيه فحلال الدرالمختار على الشامى ص ٢٧٩ /ج ٢ /مطبوعه نعمانيه، فصل فى المحرمات، عالمگيرى ص ٢٧٧ /ج ١ /الباب الثالث فى المحرمات، كتاب النكاح، مطبوعه كوئٹه، فتح القدير ص ٢١٨ /ج ٣ /باب المحرمات، دارالفكر.

[2] لايجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره عالمگيرى كوئٹه ص ٢٨٠ /ج ١ /الباب الثالث، القسم السادس الخ، شامى كراچى ص ١٣٢ /ج ٣ /مطلب فى النكاح الفاسد، باب المهر.

[3] واحل لكم ماوراء ذلكم سورة النساء آيت ٢٤ / پ ٤ /.

ماں اور بیٹی کا نکاح دو بھائیوں سے

سوال:- ہندہ اور ہندہ کی لڑکی کانپور آئے بغرض شادی۔ لڑکی کی شادی زید کے بڑے بھائی سے ہوگئی۔ کچھ دنوں بعد لڑکی کی ماں نے زید سے شادی کچھ تعلق ہوجانے پر کرلی۔ دونوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس لڑکی کی شادی زید کے بھائی سے ہوئی اور لڑکی کی والدہ کی شادی زید سے ہوئی تو دونوں صحیح ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

باپ اور بیٹے کا نکاح دو بہنوں سے

سوال:- دو حقیقی بہنوں کا نکاح دو حقیقی باپ بیٹے سے ہوسکتا ہے یا نہیں پہلے ان کا رشتہ ان عورتوں سے کچھ نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی اور مانع شرعی موجود نہ ہو تو یہ نکاح جائز ہے۔ ایک عورت اگر کسی مرد کے نکاح میں ہو تو اس عورت کی لڑکی اس مرد کے باپ پر حرام نہیں ہوتی تو اس کی بہن بطریق اولیٰ حرام نہ ہوگی و امابنت زوجة ابیه او ابنه فحلال، درمختار علی الشامی[2] ص۴۳۰ / ج۲ /۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم رمضان ۱۳۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲ / رمضان ۱۳۵۴ھ

[1] واحل لکم ماوراء ذلکم. سورۃ النساء آیت ۲۴ / پ ۴ /. (حاشیہ نمبر ۲ / اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دو بھائیوں کی شادی دو بہنوں سے

سوال:-زید کی بڑی لڑکی عمر کے بڑے لڑکے سے منسوب ہے۔ جانبین کے تعلقات بحمد اللہ بہت خوشگوار ہیں۔عمر کی خواہش ہے کہ اس کے چھوٹے لڑکے کا رشتہ بھی زید کی چھوٹی لڑکی سے ہوجائے۔مگر زید کو یہ عذر ہے کہ چونکہ اس کی تین پشتوں سے ایسا ہوتا آیا ہے کہ جب کبھی اس کے کنبہ کی دو بہنیں ایک ہی گھر میں دو سگے بھائیوں سے منسوب ہوئی ہیں تو راس نہیں آیا ہے یعنی ایک بھائی یا ایک بہن فوت ہوگئی۔اس لئے معذور ہے۔ از روئے شرع زید کا ایسا عقیدہ رکھنا اور خوف زدہ ہونا جائز ہے یا باطل؟

الجواب حامداًومصلیاً

دو بہنوں کی شادی ایک گھر میں دو بھائیوں سے ہونے کی بناء پر یہ تصور کرنا یا عقیدہ رکھنا کہ ایک بہن ضرور مرجائے گی یا ایک بھائی مرجائے گا، گھر آباد نہیں ہوسکے گا شرعاً بے بنیاد اور غلط ہے[۱] اس کی اصلاح ضروری ہے۔موت کا ایک وقت مقرر ہے خواہ ایک گھر میں شادی ہو یا علیحدہ علیحدہ۔گھروں میں بالکل شادی نہ ہو، موت اپنے وقت پر آئے گی نہ مؤخر ہوگی نہ مقدم[۲] کیا چھوٹے بچوں کو موت نہیں آتی۔لڑکی کے حق میں حالات کے اعتبار سے شادی وہاں نہ کرنا مناسب ہوتو دوسری بات ہے۔لیکن مذکورہ خوف غلط ہے۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/۹۶ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] الدرالمختار کراچی ص ۱ ۳/ج۳/فصل فی المحرمات ،عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷/ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصھریة، فتح القدیر ص ۲۱۸/ج۳/باب المحرمات،دارالفکر.

[۱] عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لاعدوی ولاهامة ولانوء ولاصفر مشکوٰة ص ۳۹۲،۳۹۳/ باب الفال والطیرة، الفصل الاول،مبطوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۲] لکل امة اجل اذا جاء اجلهم فلایستاخرون ساعةولایستقدمون سوره یونس آیت ۴۹/.

تین لڑکیوں کی شادیاں تین لڑکوں کے ساتھ

سوال:- زید کی شادی ہندہ سے ہوئی تھی اور اس سے ایک لڑکا بدر پیدا ہوا، اس کے بعد ہندہ کی وفات ہوگئی، پھر زید کی دوسری شادی سلطانہ سے ہوئی جو اپنے ساتھ اپنے پہلے شوہر قمر کا ایک لڑکا جعفر کو زید کے یہاں لے کر آئی ہے۔ سلطانہ حیات ہے، سلطانہ کے سگے چچا یا سگے بڑے باپ کی رضیہ ہے اور رضیہ کی شادی فرقان سے ہوئی تھی۔ رضیہ کے بطن سے تین لڑکیاں ہیں، جن کا نام نرگس، ریحانہ، نجمہ ہے۔ ان تینوں لڑکیوں کا نکاح زید، بدر، جعفر سے جائز ہے یا نہیں جب کہ سلطانہ حیات ہو زید سلطانہ کی موجودگی میں یہ نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید کا لڑکا بدر ہے جعفر سلطانہ کے بطن سے ہے۔ زید کی رضیہ چچیری سالی بھی لگتی ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رضیہ زوجۂ فرقان کی تین لڑکیاں ہیں، نرگس، ریحانہ، نجمہ ان میں سے ایک کی شادی رضیہ کی چچازاد بہن سلطانہ کے شوہر زید سے ہوجائے اور ایک کی شادی زید کے لڑکے بدر سے ہوجائے اور ایک کی شادی زید کی زوجہ سلطانہ کے لڑکے جعفر بن قمر سے ہوجائے تو شرعاً درست ہے۔ ان میں کوئی حرمت کا شبہ نہیں۔ وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَاوَرَاءَ ذٰلکم (الاٰیۃ)[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۲/۱۳۹۱ھ

دو بیویوں کی اولاد کا نکاح

سوال:- زید کی دو بیویاں ہیں۔ زوجۂ اولیٰ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کے انتقال

---

[1] سورۃ النساء پارہ ۴/آیت ۲۴/تفسیر ابن کثیر ص ۷۰۷/ج ۱/مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۳۱/ج ۲/النوع الاول المحرمات بالقرابۃ.

کے بعد زید نے نکاح ثانی کیا اس نکاح سے دو اولاد نرینہ پیدا ہوئی اور زوجۂ ثانی کے ایک حقیقی بھائی بکر نے زوجۂ اولیٰ کی لڑکی سے نکاح کرلیا۔ آیا یہ نکاح از روئے شریعت درست ہے؟ نیز زوجۂ ثانی کی اولادِ نرینہ زوجۂ اولیٰ کی اولاد اناثہ سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زوجۂ ثانی کے حقیقی بھائی بکر نے جو زید کی زوجۂ اولیٰ کی لڑکی سے نکاح کیا ہے تو یہ شرعاً درست ہے[1] اس سے حرمت مصاہرت نہیں، نہ نسبی حرمت ہے۔ اگر کوئی حرمت رضاعت ہو تو امرِ آخر ہے۔

دوسری صورت میں زوجۂ ثانیہ اور زوجۂ اولیٰ کی اولاد باپ میں شریک ہیں، لہٰذا یہ علاتی بھائی بہن ہیں ان کا نکاح آپس میں درست نہیں لقولہٖ تعالیٰ حُرِّمَتْ علیکم امھاتکم وبناتکم و اخوتکم الخ[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۲/۶۳/۱۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف

والد کے پھوپھی زاد بھائی سے نکاح

سوال:- لڑکی کے والد اور لڑکا آپس میں ماموں پھوپھی زاد بھائی ہوتے ہیں۔

---

[1] واحل لکم ماوراء ذٰلکم .سورۃ النساء آیت ۲۴/.تفسیر ابن کثیر ص ۷۰۷/ج ۱/مطبوعہ نـزار مصطفی البازمکه مکرمه، بدائع الصنائع زکریاص ۱۵۳۱/ج ۲/کتاب النکاح،النوع الاول المحرمات بالقرابة.

[2] سورۃ النساء آیت ۲۳۔ **ترجمہ:** تم پر حرام کی گئی ہیں، تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں۔ بیان القرآن ص ۱۰۶/۔

جس سے نکاح ہورہا ہے وہ چچا لگتا ہے۔لڑکی کا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ پھر ماں باپ کی غیر موجودگی میں نکاح کرادیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

پھوپھی زاد بھائی کی لڑکی سے نکاح شرعاً جائز ہے[۱] حقیقی چچا سے ناجائز ہے[۲]۔ لیکن یہ حقیقی چچا نہیں، بلکہ اس کے والد کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۶/ ۹۲ھ

نواسی کا نکاح بھتیجے سے

سوال:-زید اپنی حقیقی نواسی کا نکاح اپنے حقیقی بھتیجے سے کرنا چاہتا ہے شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً یہ نکاح درست ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سوتیلی والدہ کی بہن سے نکاح

سوال:-حاجی عبدالرحمٰن کی دو بیویاں مریم بی اور زنیب النساء ہیں۔ پہلی بیوی کا

---

[۱] وأحل لكم ماوراء ذلكم سورة النساء پارہ ۴/ آیت ۲۴/ کے عموم کے تحت داخل ہے۔

[۲] وبنات الاخ وبنات الاخت فهن محرمات نكاحاً ووطأً الخ (عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۳/ ج ۱/الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الاول المحرمات بالنسب)،بدائع زکریا ص ۵۲۹/ج ۲/اماالنوع الاول فالمحرمات بالقرابة،الدرالمختار مع الشامی ص ۲۹/ج ۳/ فصل فی المحرمات، مطبوعه دارالفکر.

[۳] وأُحِلَّ لكم ماوراءَ ذٰلِكُمْ .سورہ نساء آیت نمبر ۲۴/.

ترجمہ: اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا۔(از بیان القرآن)

انتقال ہوگیا ہے اس سے دولڑ کے شبیر احمد اور رحمت احمد ہیں۔ دوسری بیوی اپنی حقیقی بہن سے شبیر احمد کا نکاح کرنا چاہتی ہے۔تو یہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالہ سے نکاح کرنا حرام ہے[۱] مگر خالہ وہ ہے جو والدہ کی بہن ہو،سوتیلی والدہ کی بہن خالہ نہیں۔اس سے نکاح جائز ہے۔شبیر احمد کی اپنی والدہ مریم بی کا انتقال ہوگیا۔شبیر احمد کے والد کی دوسری بیوی زنیب النساء ہے جو کہ شبیر احمد کی حقیقی والدہ نہیں بلکہ سوتیلی والدہ ہے۔ زیب النساء کی بہن شبیر احمد کی خالہ نہیں ۔لہٰذا ان دونوں کا نکاح جائز ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹؍۴؍ ۹۰ھ

سوتیلی والدہ کی بہن سے نکاح کاحکم

سوال:- زید کی دو بیویاں ہیں زینب اور کلثوم، پہلی بیوی زینب سے ایک لڑکا خالد ہے۔ دوسری بیوی کلثوم کی ایک بہن رقیہ ہے۔ واضح رہے کہ کلثوم اور رقیہ بھی آپس میں سوتیلی بہن ہیں۔تو خالد کا نکاح رقیہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ لڑکی بھی سوتیلی ماں کی سوتیلی بہن ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خالہ سے نکاح حرام ہے[۳] مگر خالہ وہ ہے جو حقیقی والدہ کی بہن ہو۔سوتیلی والدہ، والد

۱؎ حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم واخواتكم وعماتكم وخالاتكم الآية سورة النساء ۲۳/. بخاری شریف ص ۷۶۵/ج۲/باب مايحل من النساء ومايحرم، كتاب النكاح ،مطبوعه اشرفی ديوبند.

۲؎ واحل لكم ماوراء ذٰلكم سورة النساء پ۴/آیت ۲۴/. تفسيرابن كثير ص۷۷/ج۱/ مطبوعه نزار مصطفى البازمكه مكرمه،بدائع الصنائع زكرياص ۵۳۱/ج۲/كتاب النكاح،النوع الاول المحرمات بالقرابة.

۳؎ حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم واخواتكم وعماتكم وخالاتكم الآية سورة النساء ۲۳/.بدائع الصنائع ص ۵۲۹/ج۲/مطبوعه زكريا،اماالنوع الاول فالمحرمات بالقرابة، احكام القرآن للقرطبی ص۹۳/ج۳/دارالفكر بيروت.

کی دوسری بیوی کی جو بہن ہے (وہ خالہ نہیں اس سے نکاح حرام نہیں۔ لہٰذا زید کے لڑکے خالد کا نکاح زید کی دوسری بیوی کلثوم کی حقیقی بہن سے درست ہے۔ اگر کوئی اور رشتہ حرمت ورضاعت وغیرہ کا نہ ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ساس کی ماموں زاد ہمشیرہ سے نکاح

سوال:- زید کی ساس کی ماموں زاد ہمشیرہ ہے۔ زید اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ نکاح درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ساس کی ماموں زاد ہمشیرہ سے نکاح درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۱۴۰۱ھ

سوتیلی ساس سے زنا پھر نکاح

سوال:- ایک شخص نے اپنی سوتیلی ساس سے زنا کیا جس سے حمل بھی ہوگیا اور اس حمل کی حالت میں اس سے نکاح کرلیا آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ نیز سوتیلی ساس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی سوتیلی ساس سے زنا کیا ہو پھر حمل کی حالت میں اس سے نکاح کرلیا ہو قرآن مجید احادیث صحیحہ اور فقہ اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

---

[1] اسباب التحريم انواع قرابة مصاهرة ورضاع ،جمع ملک، شرک الخ الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص۲۸ / ج۳/باب المحرمات، بدائع زکریا ص ۵۲۹ / ج۳/المحرمات بالقرابة .

[2] واحل لكم ماوراء ذٰلكم. سوره نساء آيت ۲۴/. تفسیرابن كثير ص۷۰۷/ج۱/دارالفكر بيروت.

الجواب حامداًومصلیاً

زنا کرنا قطعاً حرام ہے[۱] اگر شرعی طریق پر زنا کا ثبوت ہوجائے تو حکومت اسلامیہ میں زانی اورزانیہ پرحدزنا جاری کرنالازم ہے[۲] اپنی سوتیلی ساس یعنی اپنی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا شرعاً درست ہےخواہ بیوی زندہ ہو۔خواہ مرچکی ہو۔بخلاف الجمع بین امرأة وبنت زوجها فانه یجوز اھ مجمع الأنهر[۳] ص ۳۳۶ /ایسی حاملہ سےبھی نکاح درست ہے اگروہ حمل اس نکاح کرنے والے کا ہے۔(زنا سے) تب تو اس کوصحبت بھی جائز ہےاوراگر کسی اورکا ہےتو وضع حمل سے پہلے صحبت وغیرہ ناجائز ہےاورنکاح جائز ہے۔وصح نکاح حبلیٰ من زنا عندالطرفین وعلیه الفتویٰ لدخولها تحت النص وفیه اشعار بانه لونکح الزانی فانه جائزبالاجماع خلافاً لابی یوسفؒ قیاساً علیٰ الحبلیٰ من غیره ولاتوطئی الحبلی من الزنا ای یحرم الوطی وکذا دواعیه ولاتجب النفقة حتی تضع الحمل اتفاقاً اھ مجمع[۴] ۳۲۹/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۳/۱۱/۵۵ھ

الجواب صحیح :سعیداحمدغفرلہٗ

صحیح :عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم۳/ذی قعدہ ۵۵ھ

---

۱ ولاتقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا (سورة الاسراء ۳۲/شرح فقه اکبر ص۶۸ /مطبع مجتبائی دهلی.

۲ ویثبت بشهادة اربعة فی مجلس واحدبلفظ الزنا(الی قوله)حکم به وجوباً الدرالمختار علی الشامی ص۸،۱۰/ج۶/کتاب الحدود،مکتبه زکریا.

۳ مجمع الأنهر ص ۴۸۰/ج ۱/فصل فی المحرمات (مطبوعه بیروت)عالمگیری ص۲۷۷/ ج ۱/القسم الرابع المحرمات بالجمع ،البحرکوئٹه ص ۹۸/ج۳/فصل فی المحرمات.

۴ مجمع الأنهر ص ۴۸۵/ج ۱/فصل فی المحرمات،مطبوعه بیروت،عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر،الدرالمختار مع الشامی ص۴۸/ج۳/مطلب مهم فی وطء السراری الخ،کتاب النکاح.

سوتیلے ماموں سے شادی

سوال:- زید کے دو بیٹیاں جوان ہیں مگر بیوی کا انتقال ہوگیا ہے زید نے دوسری شادی کر لی۔اب دوسری بیوی کے بھائی سے زید کی بیٹی کی شادی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی لڑکی کی شادی اس کے ماموں سے درست نہیں۔مگر یہاں زید کی دوسری بیوی کا بھائی زید کی پہلی بیوی سے جو بیٹی ہے اس کا ماموں نہیں یہ نکاح شرعاً درست ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سوتیلے ماموں سے نکاح

سوال:- (۱) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے علاتی ماموں سے کر دیا علاتی ماموں اور حقیقی والدہ کا والد ایک ہے اور والدہ مختلف ہیں۔شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر نہیں تو نکاح کے موقع پر جو لوگ واقف کار تھے اور نکاح میں موجود تھے ان کے ساتھ شریعت کیا حکم رکھتی ہے؟

(۳) زید کے ساتھ اسکی لڑکی کی اولاد کے ساتھ میل جول برتاؤ کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(۴) ہر چہار اماموں میں سے کسی امام صاحب کے مذہب میں درست ہو تو بھی مطلع فرمایا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ نکاح شرعاً جائز نہیں ویحرم اختہ لاب وام اولاحدھما لقولہ تعالیٰ

---

[1] واحل لکم ماوراء ذٰلکم. سورہ نساء آیت ۲۴/.

واخـواتـكـم وبـنـتهـاالقوله تعالىٰ وبنات الاخت وابنةاخيه لاب وام او لاحدهما لقوله تـعالىٰ بنات الاخ وان سفلن لعموم المجاز أودلالةالنص أوالاجماع اھ مجمع الأنهر[1] ص۳۲۳؍ج۱؍۔

(۲) جولوگ واقف ہونے کے باوجوداس نکاح میں شریک ہوئے وہ سب گنہگار ہوئے سب کوتوبہ لازم ہے[2] اوران دونوں میں تفریق ضروری ہے[3]۔

(۳) اگرزیداپنی لڑکی اورداماد میں تفریق نہ کرائے اوروہ دونوں متارکت نہ کریں توان سے تعلقات ترک کردیئے جائیں تاکہ وہ تنگ آکرتوبہ کریں[4]۔

(۴) عبارت منقولہ سے معلوم ہواکہ یہ مسئلہ اجماعی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۲۵؍۲؍۶۳ھ

صحیح:عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم ۲۹؍صفر ۶۳ھ

الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہٗ

---

[1] مـجـمـع الأنهـر ص ۴۷۶؍ج ۱؍كتـاب الـنـكـاح، باب المحرمات، مطبع دارالكتب العلمية بيـروت،البحرالرائق كوئٹه ص۹۳؍ج۳؍كتاب النكاح،فصل فى المحرمات،زيلعى ص ۱۰۲؍ ج۲؍كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، مطبع امداديه ملتان.

[2] ان التوبة من جـمـيـع الـمـعاصى واجبة وانها واجبة على الفورولايجوزتاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة،تـفسيـرروح الـمعانى ص ۲۳۶؍ج۱۵؍سورة التحريم تحت الاية ۸؍ مطبع دار الفكر بيروت،شرح للنووى على الصحيح المسلم ص ۳۵۴؍ج۲؍كتاب التوبة، مكتبه بلال ديوبند.

[3] بـل يـجـب عـلـى الـقاضى التفريق بينهما الخ الدر المختار على الشامى كراچى ص۱۳۳؍ ج۳؍ مـطـلـب فـى الـنـكـاح الفاسد،باب المهر،فتاوى عالمگيرى ص ۳۳۰؍ج ۱؍الباب الثامن فى النكاح الفاسد، مطبوعه كوئٹه.مجمع الانهرص۵۲۳؍ج ۱؍باب المهر،مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[4] وفيـه دليـل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلايسلم عليه الاان يقلع وتظهرتوبته الخ المفهم شرح المسلم ص۹۸؍ ج۷؍باب يجهرمن ظهرت معصيته حتى تتحقق توبته الخ،دارابن كثيـر بيروت، مـرقـاةص۱۶۷؍ ج۴؍بـاب مـايـنـهـى عـنــه مـن التهـاجروالتقـاطع الخ،طيبى ۲۴۳؍ج۹؍باب ايضا مطبوعه ديوبند.

ربیبہ اور سوتیلی ماں کو نکاح میں جمع کرنا

سوال:- بکر کی منکوحہ ہندہ کے بطن سے ایک دختر زبیدہ ہے اور لڑکی کا نکاح زید سے کیا گیا اور زید کی اس منکوحہ زبیدہ کے بطن سے دو طفل ہوئے اسی دوران میں بکر کی منکوحہ ہندہ فوت ہوگئی اس نے سکینہ سے نکاح کرلیا اور ایک لڑکا تولد ہوا بکر کے فوت ہوجانے کے بعد زید نے زبیدہ کی موجودگی میں سکینہ سے نکاح کرلیا اور ایک ماہ بعد سکینہ کے کہنے پر زبیدہ کو طلاق دیدی۔ کیا از روئے شرع یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو نکاح خواں اور گواہان حضور نکاح کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً یہ نکاح جائز ہے درمختار برحاشیہ شامی ص۴۳۹ / ج ۲ / کتاب النکاح فصل فی المحرمات میں فجاز الجمع بین امرأة وبنت زوجها اھ[1] پس جائز ہے نکاح میں جمع کرنا ایک عورت کو اور اس کے شوہر کی لڑکی کو، زبیدہ صورت مسئولہ میں سکینہ کے شوہر (بکر کی) لڑکی ہے۔ زید نے ہر دو کو نکاح میں جمع کرلیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸ / ۲ / ۶۳ ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹ / صفر ۶۳ ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

زوجۂ ربیب سے نکاح

سوال:- (۱) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا جس کے ساتھ ایک لڑکا بھی ہے زید

---

[1] الدر المختار نعمانیة ص ۲۸۴ / ج ۲ / فصل فی المحرمات، عالمگیری ص ۲۷۷ / ج ۱ / القسم الرابع المحرمات بالجمع، مطبوعه کوئٹه، فتح القدیر ص ۲۱۸ / ج ۳ / فصل فی بیان المحرمات، کتاب النکاح.

نے اس لڑکے کا بھی نکاح کردیا اس کے بعد وہ عورت ولڑکا فوت ہوگیا تو زید سوتیلے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر لڑکے کی والدہ زندہ زید کے نکاح میں ہو جب بھی زید اپنے اس سوتیلے لڑکے کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اگر کوئی اور مانع شرعی موجود نہیں تو کرسکتا ہے لقولہ تعالیٰ احل لکم ما وراء ذٰلکم[۱] سوتیلا بیٹا شرعی بیٹا نہیں کہ اس کی بیوی سے نکاح ناجائز ہو۔

(۲) اس صورت میں بھی یہ نکاح جمع جائز ہے اگر اس لڑکے کی والدہ اور اس کی بیوی میں کوئی اور مانع نکاح رشتہ داری نہ ہو۔ فجاز الجمع بین امرأة وبنت زوجها او امرأة ابنها الخ. درمختار[۲] ص ۱۸۸ /ج ۱/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲۹/۶/ ۵۲ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ ۳/رجب ۵۲ھ

سمدھی سمدھن کا نکاح

سوال:- زید کی شادی ہندہ سے ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد زید کی ماں نے ہندہ کے باپ سے شادی کرلی۔ کیا یہ شادی درست ہے؟ اگر شادی درست ہے تو پھر زید کی ماں ایک واسطے سے ساس ہوگئی جو ناقابل فہم ہے۔

---

[۱] سورۃ النساء آیت ۲۴/۔

[۲] الدر المختار نعمانیه ص ۲۸۴ /ج ۲ /مطبوعه کراچی ص ۳۹ /ج ۳ /فصل فی المحرمات فتح القدیر ص ۲۱۸ /ج ۳ /فصل فی المحرمات، کتاب النکاح، دار الفکر، تبیین الحقائق ص ۱۰۵ / ج ۲ /فصل فی المحرمات، مکتبه امدادیه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سمدھی سمدھن کا نکاح ہے جو کہ جائز ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶/ ۹۳ھ

بیوہ کا نکاح دیور سے

سوال: -ایک شخص اپنی منکوحہ بیوی اورلڑکی ووالدین حقیقی وتین برادر نابالغ چھوڑ کر انتقال کرگیا۔ مرحوم کے والدین مرحوم کی بیوی سے اپنے دوسرے لڑکے خوردسال کی شادی یا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ مرحوم کی بیوی اور بیوی کے ورثاء بھی اس نکاح سے ناراض ہیں۔ شرعاً بصورت مذکورہ نکاح ہوسکتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرحوم کی بیوی جب کہ بالغہ ہے تو کوئی شخص جبراً اس کا نکاح نہیں کرسکتا[2] جہاں نکاح کرنا ہو اس کی مرضی سے کریں۔ اگر اپنے دیور سے رضامند ہو اور بھی کوئی مانع نہ ہو تو اس سے بھی درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۲/ ۵۶ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ ذی الحجہ ۵۶ھ

---

[1] واحل لکم ماوراء ذالکم. سورة النساء پ ۴/ آیت ۲۴/.

[2] ولاتجبر البالغة علی النکاح درمختار نعمانیه علی ردالمحتار ص ۲۹۸/ ج ۲/ الدر المختار کراچی ص ۵۸/ ج ۳/ باب الولی، البحر کوئٹه ص ۱۱۰/ ج ۳/ باب الاولیاء والاکفاء، تبیین الحقائق ص ۱۱۸/ ج ۲/ باب الاولیاء والاکفاء، مکتبه امدادیه ملتان.

دیور سے نکاح

سوال:- خالدہ اور زید

زوجین

عبداللہ شوہر ثانی ہندہ دختر زید

عبداللہ کا چھوٹا بھائی سعید

تو اب ہندہ کا نکاح سعید سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ زید مر چکا ہے۔ خالدہ نے نکاح ثانی عبداللہ سے کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں عبداللہ کا چھوٹا بھائی سعید ہندہ سے عقد کرسکتا ہے اس لئے کہ وہ محرم نہیں ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شوہر کے لڑکے اور بیوی کی لڑکی کا نکاح

سوال:- زید کی زوجۂ ثانیہ کی جو لڑکی خاوند اول سے ہے زید کے اس لڑکے سے جو پہلی بیوی سے ہے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] واحل لکم ماوراء ذٰلکم .سورة النساء رقم الآية۲۴/.تفسیر ابن کثیر ص۷۰۷/ج ۲/مطبع مصطفی البازمکة المکرمة،بدائع الصنائع زکریاص ۵۳۱/ج ۲/انواع الاول،المحرمات بالقرابة.

[2] ولا بأس بأن يتزوج الرجل إمرأة ويتزوج ابنه امها أو بنتها الخ،(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

شوہر کی لڑکی کا نکاح بیوی کے لڑکے سے

سوال:- ہندہ مرگئی۔ اس نے ایک لڑکا چھوڑا لڑکے کے باپ نے دوسری شادی کرلی اور آنے والی عورت کے ساتھ ایک لڑکی آئی تو اس لڑکی سے ہندہ کے لڑکے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بیوی کی لڑکی پہلے شوہر سے ہے اور شوہر کا لڑکا پہلی بیوی سے ہے تو ان دونوں کا نکاح شرعاً درست ہے دونوں آپس میں بہن بھائی نہ ہوئے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

بیوی کی بیٹی سے شوہر کے بھائی کا نکاح

سوال:- ہندہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتی ہے اور اس نے زید سے شادی کرلی زید شافعی مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ چند سال بعد زید کا انتقال ہوگیا۔ اس اثناء میں ہندہ کے بطن سے دو بچے ہوئے، ایک لڑکی اور ایک لڑکا۔ عدت گذرنے کے بعد ہندہ نے نکاح ثانی کرلیا۔ ثانی شوہر کا ایک بھائی ہے۔ اب ہندہ کی لڑکی سن شعور کو پہنچ چکی ہے۔ ہندہ کا موجودہ شوہر

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مجمع الأنهر ص ۴۸۱ ج ۱ باب المحرمات (مطبوعه بيروت)، فتاوى عالمگيرى ص۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثانى المحرمات بالصهرية، مطبوعه كوئٹه، فتح القدير ص۲۱۸/ ج۳/ باب المحرمات، كتاب النكاح، دار الفكر.

[1] واما بنت زوجة ابيه وابنه فحلال درمختار نعمانية ص ۲۷۹/ ج۲/ باب المحرمات، عالمگيرى كوئٹه ص۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثانى المحرمات بالصهرية، فتح القدير ص ۲۱۸/ ج۳/ باب المحرمات كتاب النكاح دار الفكر مصر.

اپنے سگے بھائی سے ہندہ کی لڑکی سے شادی کرانا چاہتا ہے۔ ازروئے شرع مطلع کیجئے کہ رشتہ جائز ہے یانا جائز ہے۔ ہندہ کے موجودہ شوہر اور مرحوم شوہر میں کوئی خونی رشتہ نہیں، دونوں مسلمان ہیں اور شافعی مسلک کے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندہ کا نکاحِ ثانی ایک شخص سے ہوا اور اس کی لڑکی جو کہ پہلے شوہر مرحوم سے ہے، اس کا نکاح ہندہ کے موجودہ شوہر کے بھائی سے ہو شرعاً درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۷/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۷/ ۹۲ھ

ایک عورت اور اس کے شوہر کی بیٹی کا نکاح ایک شخص سے

سوال: -عورت مع اپنی سوتیلی ماں کے ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہوسکتی ہے ویجوز (الجمع) بین امرأۃ وبنت زوجھا اھ عالمگیری ص ۲۷۷/ج ۱/[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۲/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲۷/صفر ۶۱ھ

---

[1] وأحل لكم ماوراء ذٰلكم. سورة النساء آيت ۲۴/پ ۴/تفسیر ابن کثیر ص ۷۰۷/ج ۳/ مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه، تفسير مظهرى ص ۶۲/ج ۲/مكتبه رشيديه كوئٹه، بدائع زكرياص ۱۵۳۱/ ج ۲/ فصل فى المحرمات.

[2] عالمگیری ص ۲۷۷/ج ۱/مطبوعه كوئٹه پاكستان، القسم الرابع المحرمات بالجمع، فتح القدير ص ۲۱۸/ج ۳/فصل فى بيان المحرمات، كتاب النكاح، مطبوعه دارالفكر، مجمع الانهر ص ۴۷۹/كتاب النكاح، باب المحرمات، مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

مطلقہ بیمار کو گھر رکھنا اور اس کی بہن سے نکاح کرنا

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو اس کی صحت کی خرابی کی بناء پر طلاق دیدی۔ بعد عدت گذر نے مطلقہ بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا، مطلقہ بیوی بہت بیمار ہے اور والدین بوجہ غربت کے اس کے نفقہ سے مجبور ہیں۔ اس لئے زید کا اس مطلقہ بیوی کو بھی اپنے گھر ٹھہرائے رکھنا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی ہمدردی اور اعانت کے لئے درست ہے مگر پردہ پورا رہے اور سامنا نہ ہو نیز تنہائی بھی نہ ہونے پائے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۷۷ھ

بھتیجے کی مطلقہ سے نکاح کی وجہ سے ترکِ تعلق

سوال:- ایک شخص مرگیا ہے اس نے ایک بھائی اور ایک لڑکا چھوڑا یہ لڑکا شادی شدہ ہے۔ اس نے کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ بعد عدت اس کے چچا نے خود اس سے نکاح کرلیا ہے۔ پس یہ نکاح درست ہے یا کہ نہیں؟ اگر درست ہے تو پھر گاؤں یا خاندان والوں کا اس بنا پر اس سے ترکِ تعلق درست ہے یا کہ نہیں؟ اور ترکِ تعلق بھی ایسا کہ اگر اس کے خاندان میں کوئی مرگیا ہے تو نمازِ جنازہ کوئی نہیں پڑھے گا، اور نہ اس کا کھانا مہیا کریں گے۔ پس اس مسئلہ کا تشفی بخش جواب دیا جائے۔

---

[1] الخلوة بالاجنبية حرامٌ، الدر المختار مع الشامی ص ۳۶۸/ ج ۶/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس، مطبع دار الفکر بیروت، شامی زکریا ص ۵۲۹/ ج ۹/ المصدر السابق، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۹۴/ ج ۸/ کتاب الکراهیة، فصل فی النظر والمس، زیلعی ص ۱۷/ ج ۶/ کتاب الکراهیة، فصل فی النظر والمس، مطبع امدادیہ ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

بھتیجے کی بیوی سے اگر کوئی دوسرا رشتہ حرمت کا نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے[1]۔ جب طلاق کے بعد عدت گذار کر نکاح کیا ہے تو اس پر اعتراض کرنا غلط ہے اور اس کی وجہ سے ترکِ تعلق کر دینا ظلم ہے اور نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کرنا گناہ ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۸/ ۹۱ھ

حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے

سوال:-حضرت فاطمہؓ کا عقد حضرت علیؓ سے ہوا جو حضرت نبی اکرمؐ کے چچازاد بھائی تھے ہر مسلمان کو فرض ہے کہ سنت کی پیروی کرے۔ لیکن میری عمر ۷۷/ برس کی ہوئی ایسا عقد میری نظر سے نہیں گذرا، کیا آپ کے یہاں کوئی عقد ہوا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جن قرابتوں سے نکاح حرام ہوتا ہے ان کی تفصیل قرآن پاک[3] اور حدیث شریف[4] اور کتب فقہ[5] میں مذکور ہے۔ چچازاد بھائی ان قرابتوں میں نہیں[6]۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی

---

[1] قال اللّٰہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذٰلکم .سورہ نساء آیت ۲۴/.

[2] الصلاة علی الجنازة فرض کفایة الی قولہ واذا ترک الکل أثموا،عالمگیری کوئٹہ ص ۱۶۲/ ج ۱/ الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت،شرح وقایہ ص ۲۵۳/ ج ۱/ باب الجنائز، مکتبہ رحیمیہ دیوبند،شامی زکریا ص ۱۰۲/ ج۳/قبیل مطلب فی صلاة الجنازة.

[3] حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنت الاخت وامھاتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة وامھات نسائکم وربائبکم التی فی حجورکم الی آخر الآیة،سورة النساء ۲۳/.

[4] عن ابن عباسؓ حرم من النسب سبع ومن الصھر سبعٌ ثم قرأ حرمت علیکم امھاتکم الایة بخاری شریف ص ۷۶۵/ ج۲/ کتاب النکاح، باب مایحل من النساء ومایحرم ،مطبع اشرفیہ دیوبند.

[5] الدرالمختار مع الشامی دارالفکر ص ۲۸، ۳۰/ ج۳/فصل فی المحرمات بدائع الصنائع زکریا ص ۵۲۹، ۵۳۱/ ج ۲/ النوع الاول المحرمات بالقرابة. (حاشیہ نمبر ۶/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بیٹی حضرت فاطمہؓ کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت علیؓ سے کردینا بذریعہ وحی تھا[۱] اس پر شبہ کی گنجائش نہیں اور اس کی نظیر تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ کوئی ضرورت نہیں اگر ۷۷/سال سے زائد بھی عمر ہوجائے تب بھی اس فکر میں نہ پڑیں۔ البتہ حقیقی بھائی کی لڑکی سے نکاح حرام ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے وَبَنَاتُ الاخِ[۲]. عینی، علاتی، اخیافی سب کا یہی حکم ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک بھائی کی مطلقہ بیوی کی اولاد سے دوسرے بھائی کی حلالہ والی اولاد کا نکاح

سوال:- محمد شاہد ومحمد زاہد دونوں حقیقی بھائی ہیں دونوں ہی شادی شدہ ہیں۔ محمد شاہد نے اپنی بیوی مسماۃ جمیلہ کو جو کہ کئی بچوں کی ماں ہے غصہ میں تین طلاق دیدی۔ عدت کے بعد محمد زاہد سے نکاح کردیا۔ ۱۲/۱۳/دن کے بعد محمد زاہد نے مسماۃ جمیلہ کو تین طلاق دیدی۔ عدت کے بعد پھر مسماۃ جمیلہ کا نکاح محمد شاہد سے ہوگیا۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد شاہد ومحمد زاہد کی اولاد

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] واحل لکم ماوراء ذٰلکم .الآیة سورة النساء ۲۴/. تفسیر ابن کثیر ص۷۰۷/ج۱/مطبع مکتبہ نزار مصطفی البازمکہ مکرمہ، بدائع الصنائع زکریا ص۵۳۱/ ج۲/ النوع الاول المحرمات بالقرابة.

[۱] قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تعالیٰ امرنی ان ازوج فاطمة بنت خدیجةؓ من علی بن ابی طالب فاشھدوا انی قد زوجتہ علی اربعة مثقال فضة ان رضی بذلک علی بن ابی طالب الخ مرقاة المفاتیح تحت حدیث بریدة قال خطب ابوبکرؓ وعمرؓ فاطمةؓ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انھا صغیرة ثم خطبھا علیؓ فزوجھا منہ رواہ نسائی ،مرقاة المفاتیح ص۵۷۴/ج۵/ باب مناقب علی رضی اللّٰہ تعالی عنہ الفصل الثالث ،مطبوعہ بمبئی.

[۲] سورة النساء پ۴/آیت۲۴/.

کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محمد شاہد اور محمد زاہد کی اولاد کا آپس میں نکاح درست ہے۔ محمد شاہد کی بیوی کے نکاح بعد طلاق وعدت محمد زاہد سے ہوجانے کی وجہ سے ان کی اولاد کے نکاح میں رکاوٹ اور حرمت پیدا نہیں ہوگی۔ لابأس بان یتزوج الرجل امرأۃ ویتزوج ابنہ ابنتھا اوامھا کذا فی محیط السرخسی اھ (عالمگیری[1] ص ۲۷۷ ؍ ج ۱؍) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۵؍ ۲؍ ۹۶ھ

کسی بیوہ کا نکاح امام سے

سوال:- ہندہ اور اس کے بچے مسلمان ہوگئے تھے، ان میں سے بڑی لڑکی کی شادی مسلمان سے کردی گئی تھی۔ اب وہ لڑکی بیوہ ہوگئی ہے تو اس بیوہ کا نکاح بعد عدت امام سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ لوگ اس میں شک کر رہے ہیں کہ نماز نہیں ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قال اللّٰہ تعالیٰ واُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلِکُمْ[2]۔ جب وہ لڑکی مسلمان ہے اور اس کی عدت بھی ختم ہوچکی تو مسلمان مرد سے اس کی شادی بلا تکلف درست ہے۔ جو شخص اس سے نکاح کرے گا اس نکاح کی وجہ سے اس کی امامت میں کچھ خرابی نہیں آئیگی بلا شک وشبہ اس کی امامت درست ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۷؍ ۲؍ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷ ؍ ج ۱ ؍ قبیل القسم الثالث المحرمات بالرضاع، مجمع الانھر ص ۴۸۱ ؍ ج ۱ ؍ باب المحرمات، مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت، فتح القدیر ص ۲۱۸ ؍ ج ۳ ؍ باب المحرمات، مطبع دار الفکر۔ (صفحہ نمبر ۲ ؍ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جس لڑکے سے لواطت کی ہو اس کے نکاح میں اپنی لڑکی دینا

سوال:- ایک شخص نے ایک لڑکے سے اغلام بازی کی اور اب اپنی لڑکی سے اس کا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کمینہ حرکت اور سخت معصیت کی وجہ سے اس شخص کی لڑکی اس لڑکے پر حرام نہیں ہوئی بلکہ نکاح کی اجازت ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۵/۵ ۱۳۹۵ھ

پیر کی بیٹی سے نکاح

سوال:- ایک جنگل میں باپ اور بیٹا دونوں کام کر رہے تھے باپ نے بیٹے سے کہا کہ تم کس کے مرید بنو گے؟ تو لڑکے نے کہا میں اپنے ماموں کا بالک بنوں گا۔ تو باپ نے کہا کہ ماموں کی لڑکی تیرے گھر میں ہے، جب تو ماموں کا مرید بننا چاہتا ہے تو تیرا نکاح اس کی لڑکی سے ہے اس سے تو بہتر ہے کہ اپنی بہن سے نکاح کر لیتا۔ تو لڑکے نے جواب دیا کہ بالک یا مرید بنوں گا تو ماموں کا۔ اس کے بعد اس لڑکے نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی اور طلاق باپ کے سامنے دی۔ ویسے نہ مرضی طلاق کی تھی اور نہ اب ہے۔ دونوں میاں بیوی ایک ہونے کو کہتے ہیں۔ اب علماء اس بارے میں کیا کہتے ہیں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] سورہ نساء آیت ۲۴/ **ترجمہ:** اوران عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ بیان القرآن ص ۱۰۷/ ج ۱/۔

[۱] وفی الوالوالجبة: اتی رجل رجلاله ان یتزوج ابنته لان هذاالفعل لو کان فی الانات لایوجب حرمة المصاهرة ففی الذکراولٰی شامی زکریاص ۱۱۱/ ج ۴/ فصل فی المحرمات تحت قوله کوطؤ دبر مطلقاً.

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر کی لڑکی سے نکاح جائز ہے وہ حقیقی بہن کی طرح نہیں۔ حضرت نبی اکرم ﷺ پیر اور مربی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں[۱]

بیٹے نے جب تین طلاق دی تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے دونوں کا شوہر بیوی کی طرح رہنا ہرگز جائز نہیں اور حلالہ یہ ہے کہ بیوی عدت کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، وہ ہمبستری کر کے اگر طلاق دیدے یا مر جائے اور اس کی عدت گذر جائے تب دوبارہ اس مطلقہ لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے[۲] طلاق باپ کے سامنے اور جنگل میں دی تب بھی وہ طلاق ہوگئی[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شاگردہ سے نکاح

سوال:- حامد اپنی شاگردہ کو زوجیت میں لانا چاہتا ہے۔ حامد شادی شدہ ہے ایک یا

---

۱ عن عبداللّٰه بن بريدة عن ابيه قال خطب ابوبكرؓ وعمرؓ فاطمةؓ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انها صغيرة فخطبها على فزوجها منه ،نسائى شريف ص۵۸ / ج۲ / كتاب النكاح، باب تزوج المرأة مثلها فى السن،مطبع فيصل ديوبند.

۲ إن كان الطلاق ثلاثا فى الحرةلم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أويموت عنها الهندية ص۴۷۳ / ج۱ / فصل فيما تحل به المطلقة ومايتصل به،تاتار خانيه ص۲۰۳ / ج۳ / الفصل الثالث والعشرون فى المسائل الخ، ادارة القرآن كراچى،الدرالمختار على الشامى ص۴۰۹، ۴۱۱ / باب الرجعة، مطبوعه كراچى .

۳ أومخطئا بأن ارادالتكلم بغير الطلاق فجرى على لسانه الطلاق أوتلفظ به غير عالم بمعناه أوغافلاً أوساهياً الدرالمختارعلى الرد كراچى ص ۲۴۱ / ج۳ / كتاب الطلاق،مجمع الانهر ص۸ / ج۲ / كتاب الطلاق، دارالكتب العلميه بيروت.

دو بچے ہیں مگر پہلی زوجہ اجازت دے رہی ہے اور حامد اس قابل بھی ہے کہ دونوں کا نباہ کر سکتا ہے۔ اصولِ شرع کے مطابق براہِ کرم تفصیل سے واضح تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ضرورت ہو، شرع کے مطابق حقوق ادا کرنے کی قدرت ہو، تو چار عورتوں کو بھی ایک وقت میں نکاح میں رکھنا درست ہے۔ لقوله تعالیٰ فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنیٰ وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔[1] شاگردہ ہونا نکاح سے مانع نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۶/۱۴۰۶ھ

---

[1] سورة النساء پ ۴/ آیت ۳/ **ترجمہ:** تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے۔ (بیان القرآن) بدائع الصنائع کراچی ص ۳۳۲/ ج ۱/ فصل ومنها وجوب العدل بين الخ، فتح القدير ص ۴۳۲/ ج ۳/ باب القسم، مطبوعه دار الفكر.

[2] واحل لكم ماوراء ذالكم: سورة النساء آيت ۲۴/ پ ۴/ تفسير ابن كثير ص ۷۰۷/ ج ۱/ مطبوعه نزار مصطفى البازمكه مكرمه، بدائع الصنائع زكريا ص ۵۳۱/ ج ۲/ كتاب النكاح، الباب الاول المحرمات بالقرابة.

فصل: حاملہ اور زانیہ کے نکاح کے احکام

حاملہ سے نکاح

سوال:-ایک کنواری لڑکی نے زنا کرایا اور اس کو زنا کرانے سے حمل رہ گیا اور یہ بات مشہور ہوگئی پھر اس لڑکی کا نکاح اس حمل ہی کے زمانہ میں ہوگیا اور جس کے ساتھ نکاح کیا گیا اس کو بھی اس کا علم ہے اور اس نے اس کے ساتھ وطی بھی کی ہے تو آیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔اب اس کے بچہ پیدا ہو چکا ہے اس کا پہلا نکاح ہی کافی ہے یا دوبارہ نکاح کرایا جائے؟

الجواب حامداً ومصلياً

جو عورت زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح مفتی بہ قول پر درست ہے اور جس سے وہ حمل ہے اگر اسی سے نکاح ہو تو وطی بھی درست ہے اور اگر کسی دوسرے سے نکاح ہو تو وضع حمل سے پہلے وطی درست نہیں تاہم اگر وطی کر لی ہے تب بھی دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں پہلا ہی نکاح کافی ہے۔**صح نكاح حبلىٰ من زنا عندالطرفين وعليه الفتوىٰ لدخولها تحت النص وفيه اشعار بانه لونكح الزانى فانه جائز بالاجماع خلافاً لابى يوسفؒ قياساً علىٰ الحبلىٰ من غيره و لاتوطئوالحبلىٰ من الزنا اى يحرم الوطؤ وكذا دواعيه ولاتجب النفقة حتى تضع الحمل اتفاقاً لقوله عليه الصلوٰة والسلام من كان يؤمن بالله واليوم الأخر فلايسقين ماءه زرع غيره يعنى اتيان الحبالىٰ خلافاً للشافعى وفى الفوائد عن النوازل انه يحل الوطؤ عندالكل وتستحق النفقة كما فى النهاية اھ مجمع الانهر**[1]

[1] مجمع الأنهر ص ۴۸۵/ ج/ باب المحرمات مطبوعه دارالكتب العلمية (بيروت)فتح القدير ص ۲۴۱/ ج۳/فصل فى المحرمات،مطبوعه دارالفكر بيروت،عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱/القسم السادس المحرمات التى،يتعلق بهاحق الغير.

ص ۳۲۹/ج ۱/ اگر اس نکاح کی تجدید کرلی جائے تو بھی ناجائز نہیں بلکہ اس صورت میں سب کے نزدیک نکاح درست ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

حاملہ سے نکاح

سوال:- زید نے ہندہ سے نکاح کیا نکاح کے بعد ٹھیک پانچ ماہ آٹھ دن میں ہندہ سے لڑکی پیدا ہوئی کیا یہ لڑکی زید کی ہے؟ زید کا نکاح درست ہوا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس لڑکی کا نسب زید سے نہیں ہے۔[1] یہ نکاح درست ہوگیا۔[2] آئندہ جو اولاد پیدا ہوگی وہ زید کی شمار کی جائے گی۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

حاملہ مزنیہ سے نکاح

سوال:- (۱) زید کا ایک عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا اور عورت زید کے نطفہ سے

---

[1] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذيوم تزوجها لم يثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعداً يثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت، تاتارخانيه كراچى ص۷۷/ج۴/الفصل التاسع والعشرون فى ثبوت النسب، مجمع الانهر ص۱٦۳/ج۲/باب ثبوت النسب، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص۴۴/ج۳/باب ثبوت النسب، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] وصح نكاح حبلىٰ من زنى لاحبلىٰ من غيره أى الزنى، الدرالمختار كراچى ص۴۸/ج۳/ فصل فى المحرمات، تبيين الحقائق ص۱۱۳/ج۲/فصل فى المحرمات مطبوعه امداديه ملتان بدائع الصنائع زكرياص ۵۵۰/ج۲/بيان عدم جوازنكاح معتدة الغير.

[3] ملاحظہ ہو نمبر حاشیہ ۱/۔

حاملہ ہوگئی اوراس سے بچہ پیدا نہیں ہوا ایسی صورت میں زید کا نکاح اس عورت سے جائز ہے یا نہیں؟ عورت کہتی ہے کہ میرے پیٹ میں زید کا نطفہ ہے۔

(۲) جائز ہے تو کس حدیث کی رو سے؟ مع آیات قرآنی مفصل ہونا چاہئے۔

(۳) اگر نا جائز ہے تو کس حدیث کی رو سے؟ مع آیات قرآنی۔

(۴) عورت تعلق نا جائز ہونے سے پیشتر غیر شادی شدہ یعنی کنواری تھی۔ عورت اور مرد ایک مکان میں رہتے ہیں اور عورت پردہ نشین نہیں ہے۔ عام طور سے باہر نکلتی ہے عورت مرد کا تعلق نا جائز ہو جاتا ہے اور عورت بیان کرتی ہے کہ نطفہ اسی مرد کا ہے اور ابھی بچہ بھی پیدا نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱،۲،۳،۴) جائز ہے رجل تزوج حاملاً من زنا منه فالنكاح صحيح عندالكل ويحل وطؤها عندالكل اھ شلبی[1] ص ۱۱۳ / ج ۲ / ناجائز تعلق مطلقا حرام ہے اس سے ہمیشہ کے لئے توبہ لازم ہے۔ لقوله تعالیٰ ولاتقربوا الزنا انه كان فاحشة[2] اور چہرہ کھول کر بے پردہ باہر نکلنا بھی ناجائز ہے۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] شلبی علی هامش تبيين الحقائق ص ۱۱۳ / ج ۲ / فتح القدير ص ۲۴۱ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، مطبوعه دار الفكر بيروت ، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۰۶ / ج ۳ / فصل فی المحرمات مكتبة امدادية ملتان پاكستان.

[2] سورۂ بنی اسرائیل آیت ۳۲ / ۔ **ترجمہ**: اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے۔

[3] دلت الاية على مسائل: الاولى وجوب التجلبب او التبرقع للنساء، بحيث يسترجميع البدن اذا مست الحاجة الى الخروج من البيت، احكام القرآن للتهانوی ص ۴۱۶ / ج ۳ / سورة الحجاب كيفية التستر، مادلت عليه الاحكام، مطبوعه ادارة القرآن كراچی، تفسير مظهری ص ۴۹۵ / ج ۶ / سورة النور تحت آيت ۳۱ / مطبوعه رشيديه كوئٹه، احكام القرآن للجصاص ص ۶ / ج ۳ / سورة الاحزاب باب ذكر حجاب النساء مطبوعه قديمی كتب خانه كراچی.

مزنیہ حاملہ کا نکاح

سوال:- اگر مطلقہ عورت کو ایام عدت میں حمل من الزنا ہو جائے تو اس کی عدت کیا ہوگی؟ نیز زانی مزنیہ سے زمانۂ عدت میں نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس سے دنیاوی معاملہ کرنا کیسا ہے؟ مثلاً سلام وکلام، کھانا، پینا وغیرہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اذا حبلت المعتدة وولدت تنقضی بالعدةسواء کان من المطلق او من الزانی شامی[1] ص ۶۰۴ / ج ۲ /.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ عدت میں نکاح کرنے کی زانی کو اجازت نہیں۔ زنا بھی حرام ہے اور حالت عدت میں مزنیہ سے نکاح بھی حرام ہے۔ ایسے نکاح کی وجہ سے معاملات (سلام، کلام، کھانا، پینا وغیرہ) تو سائل کے نزدیک تحقیق طلب ہے، مگر نفس زنا کا حکم کیا کچھ ہلکا ہے کہ اس کے متعلق دریافت نہیں کیا، اگر ترک تعلق اصلاح کے لئے مفید ہے تو ترک تعلق کر دیا جائے۔ ولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج سواء کانت العدةعن طلاق اووفاة اھ فتاویٰ عالمگیری ج [2] ۲. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] شامی زکریا ص ۱۸۹ / ج ۵ / باب العدة، مطلب فی عدة الموت، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۱۴۶ / ج ۲ / باب العدة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه کراچی ص ۶۸ / ج ۴ / قبیل نوع آخر فی بیان مایلزم المعتدة فی عدتها.

[2] عالم گیری ص ۲۸۰ / ج ۱ / القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۶۶ / ج ۱ / فصل فی المحرمات، شامی زکریا ص ۲۷۴ / ج ۴ / باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

حاملہ سے نکاح

سوال: -زانیہ عورت کا نکاح جب کہ وہ زنا سے حاملہ ہو بحالت حمل ایسے شخص سے جس سے وہ حاملہ نہیں ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو صحبت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح جائز ہے لیکن وضع حمل سے پہلے صحبت جائز نہیں وصح نكاح حبلىٰ من زنا لاحبلىٰ من غيره وان حرم وطؤها ودواعيه حتىٰ تضع درمختار مختصراً ۵۰۴ / ج ۲ /[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱۰/ ۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۰/ شوال ۵۳ھ

حاملہ من الزنا سے نکاح

سوال: -(۱) زید عمرو کے گھر دو تین سال سے رہتا ہے۔ عمرو کی ایک لڑکی ہندہ ہے۔ جس سے زید کی شادی طے پائی تھی لیکن ابھی ہندہ اور زید کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ صرف ہندہ اور زید کے والدین نے بات چیت مکمل کر رکھی تھی۔ اس کی معلومات ہندہ اور زید دونوں کو تھی چنانچہ دونوں زید و ہندہ ایک ہی گھر میں (عمرو کے یہاں) رہتے تھے جب کہ زید کا عمرو چچا لگتا ہے اس کی وجہ سے زید عمرو کے یہاں رہتا تھا، اسی اثناء میں زید نے ہندہ سے جماع کر لیا اور اس جماع کے نتیجہ میں حمل قرار پا گیا تو اس صورت میں زید کا ہندہ سے نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار على الشامى كراچى ص ۴۸ / ج ۳ / فصل فى المحرمات، النهر الفائق ص ۱۹۸ / ج ۲ / فصل فى المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ص ۴۸۵ / ج ۱ / فصل فى المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(۲) نکاح کے بعد زید ہندہ سے پھر دوبارہ جماع کرسکتا ہے یا نہیں؟
(۳) اس کے حمل کا کیا حکم ہے؟ کیا حرامی کہلائے گا؟
(۴) زید اور ہندہ کے لئے شرعاً کیا حکم نافذ ہوگا؟ جواب سے آگاہ کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زید کا اسی حالت میں ہندہ سے نکاح کردیا جائے[1]۔
(۲) کرسکتا ہے[2]۔
(۳) اس کے دریافت کرنے کا ابھی وقت نہیں۔ جب بچہ پیدا ہوجائے اس وقت یہ لکھ کر دریافت کریں کہ نکاح سے اتنے روز بعد بچہ پیدا ہوا ہے۔
(۴) اگر ثبوت شرعی ہوجائے تو احکام بہت سخت ہیں مگر ان کے شرائط یہاں موجود نہیں۔ اس لئے توبہ واستغفار پر کفایت کی جائے[3] اور نکاح ہونے سے پہلے ان کو ہرگز ایک جگہ نہ ہونے دیا جائے۔ فوراً پردہ کرایا جائے اور تمام خاندان کو عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ پردہ شرعی نہ ہونے کی وجہ سے کس قدر مفاسد اور فتنے پیدا ہوتے ہیں[4]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۸/۵۹ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ملاحظہ ہو حاشیہ ۲/۔
[2] رجل تزوج حاملاً من زنا منه فالنكاح صحيح عندالكل ويحل وطؤ ها عند الكل، شلبی علی الزيلعی ص ۱۱۳/ج ۲/فصل فی المحرمات، مكتبة امدادية پاكستان، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۰۶/ج ۳/فصل فی المحرمات، الدر المختار علی الشامی زكريا ص ۱۴۲/ج ۴/فصل فی المحرمات.
[3] واتفقوا علی ان التوبة من جميع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة روح المعانی ص ۲۳۶/ج ۱۵/الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم تحت آيت ۸/مطبوعه دار الفكر بيروت، نووی علی مسلم ص ۳۵۴/ج ۲/كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلی، المفهم شرح مسلم ص ۲۲۷/ج ۷/كتاب الاذكار، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

مزنیہ حاملہ سے نکاح اور وطی

سوال: -ایک شخص نے کسی اجنبیہ سے زنا کیا اسے حمل رہ گیا ان دونوں کا یہ فعل اس شہر یا گاؤں میں مشہور ہوگیا مگر لوگوں نے جب زانیہ سے دریافت کیا کہ تیرے ساتھ یہ شخص زنا کرتا ہے تو زانیہ عورت نے بالکل صاف انکار کردیا بلکہ ایک غیر شخص کی طرف اس قول کو منسوب کیا۔ اب نکاح کے متعلق فکر ہوا۔ تو لوگوں نے اس ہی غیر شخص سے اس کا نکاح حمل ہونے کی حالت میں پڑھوادیا اول شخص جو کہ زانی تھا اس کو کچھ سزا وغیرہ نہیں دی گئی۔ ثانی شخص یعنی جس نے اس زانیہ سے نکاح کیا ہے اسی حالت میں وطی کرنا شروع کردیا آیا نکاح درست ہوا یا نہیں ایسی حالت میں وطی کرنا کیسا ہوگا۔ عندالشرع کس سزا کا مستوجب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ غیر شخص بھی زنا کا اقرار کرتا ہے یا نہیں اگر اقرار کرتا ہے تو اس سے نکاح جائز ہے اور وطی بھی جائز ہے۔ اگر انکار کرتا ہے تو نکاح جائز ہے۔ مگر وطی وضع حمل سے پہلے جائز نہیں۔ کذا فی الفتاوىٰ الهندية[1] ص ۲۸۸/ ج ۲/ کتاب النکاح . فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/۳/۵۸ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف/ سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم ۲/ ربیع الآخر ۵۸ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) باب تجديد الاستغفار والتوبة مطبوعه دار صادر بيروت.

[۴] يا ايها النبي قل لازواجك وبناتك ونساء المومنين يدنين عليهن من جلابيبهن ذالك ادنى ان يعرفن فلايؤذين وكان الله غفوراً رحيما. سورة الاحزاب آيت ۵۹/.

[۱] يجوز أن يتزوج إمرأة حاملا من الزنا ولا يطوها حتى تضع إذا تزوج إمرأة قد زنى هو بها وظهر بها حبل فالنكاح جائز عند الكل وله أن يطأها الهندية ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير، طبع كوئٹه، الدرمع الرد كراچی ص ۴۸، ۴۹/ ج ۳/ فصل في المحرمات، مطلب مهم في وطء السراری اللاتی يؤخذن الخ، النهر الفائق ص ۱۹۸/ ج ۲/ فصل في المحرمات، مطبوعه مكه مكرمه.

مزنیہ سے نکاح

سوال:- زید کی شادی ہوگئی اور تین چار لڑکے ہوگئے پھر زید نے دوسری عورت سے جس کا خاوند مرگیا ہے اس سے اس نے بغیر نکاح کئے صحبت کی بہت دنوں تک اور بعد میں نکاح کیا ۶/ یا ۷/ ماہ بعد، نکاح ہوا یا نہیں؟ جواب عنایت فرماویں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگراس عورت کی عدت گذر چکی تھی اس کے بعد اس سے زید نے نکاح کیا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے بشرطیکہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو نکاح سے قبل صحبت کرنا اگر چہ حرام ہے لیکن مانع نکاح نہیں اذا تزوج امرأةقد زنیٰ بها وظهر بها حبل فالنكاح جائزعندالكل الخ. عالمگیری[۱] ص ۲۸۸/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/ رجب ۵۳ھ

زانیہ کا نکاح زانی سے

سوال:- زانی مرد کا نکاح زانیہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر زانیہ حاملہ ہوجائے تو اس زانی مرد کا نکاح اس سے کس وقت ہوسکتا ہے؟

---

[۱] الهندية كوئٹه ص ۲۸۰/ ج ۱/ الباب الثالث فى المحرمات،القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير،الدرمع الشامى كراچى ص ۴۹/ ج۳/فصل فى المحرمات،مطلب مهم فى وطء السرار اللاتى يؤخذن غنيمة الخ فتح القدير ص ۲۴۱/ ج۳/فصل فى بيان المحرمات، مطبوعه دار الفكر بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

زانی کا زانیہ کو حمل ہو تب بھی اس سے زانی کا نکاح درست ہے اور صحبت بھی درست ہے زانیہ نہ کسی کے نکاح میں ہو نہ عدت میں تب بھی اس کا نکاح درست ہوتا ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٨/٧/ ٨٨ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ١٨/٧/٨٨ھ

زانی کا نکاح مزنیہ حاملہ سے جبراً

سوال:- اگر رشیدہ کو زید کا ناجائز نطفہ ٹھہر گیا تو کیا زید کے لئے یہ لازم ہو گیا کہ وہ رشیدہ سے جبراً نکاح کرلے؟ اگر نہیں تو ایسی حالت میں شرعی اصول کیا ہے؟ اگر لازم ہے تو کیونکر اس صورت کی تفصیل فرمائیں شرعی بنیاد پر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لازم تو نہیں مگر رشیدہ کو اس پر رضامند ہو جانا چاہئے کہ وہ زید سے نکاح کرے اس میں بہت سے فتنوں سے حفاظت ہے۔ کذا فی الزیلعی[2]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] وصح نكاح حبلىٰ من زنى لاحبلىٰ من غيره أى الزنىٰ لثبوت نسبه،لونكحها الزانى حل له وطؤ ها (قوله ثبوت نسبه) فهى فى العدة ونكاح المعتدة لايصح، شامى كراچى ص۴٨/ج٣/ فصل فى المحرمات،مجمع الانهر ص ۴٨۵/ج ١/باب المحرمات،مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت،عالمگيرى ص ٢٨٠/ج ١/كتاب النكاح،القسم السادس،المحرمات التى يتعلق بها حق الغير مطبوعه كوئٹه.

[2] إذا تزوجت بالزانى الذى حبلت منه لأن الأحكام مرتبةعليه من حل الوط ووجوب النفقة والسكنىٰ وغير ذالک زيعلى ص١١٣/ج٢/ فصل فى المحرمات،مطبوعه امداديه ملتان، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۴٩/ج٣/قبيل مطلب فيما لوزوج المولىٰ فى المحرمات،بحر كوئٹه ص١٠٦/ج٣/ فصل فى المحرمات.

مزنیہ کی بیٹی سے نکاح

سوال: -مسمیٰ عبدالوحید کی لڑکی دلربا کی شادی عرصہ ۷/۸/سال ہوئے حقیقی بھتیجہ عبدالرشید خاں سے ہوئی اور تقریباً ۱½ سال سے لڑکی اس بنیاد پر اپنے شوہر کے یہاں نہیں جاتی کہ عبدالرشید نے یہ طعنہ دیا کہ میں نے تو تیری ماں کو اپنی بیوی بنا کر رکھا۔ اس امر کی تصدیق کی گئی کہ عبدالرشید خاں نے اپنی ساس یعنی چچی سے ناجائز تعلق رکھے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ شادی سے قبل واقعی عبدالرشید خاں نے ساس سے زنا کیا۔ آپ تحریر فرمائیں کہ دلربا کا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ یا معلوم ہونے پر نکاح ساقط ہو گیا؟ عبدالرشید سے طلاق دینے کو کہتے ہیں تو وہ آمادہ نہیں ہے اور لڑکی شوہر کے یہاں جانے کو تیار نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عبدالرشید کو اس کا اقرار ہے کہ اس نے دلربا کی والدہ کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس کا نکاح دلربا سے صحیح نہیں ہوا۔ یہ نکاح باطل ہوا۔ طلاق دلوانے کی حاجت نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۶/۸۸ھ

معتدہ مزنیہ کا بعد ختم عدت زانی سے نکاح

سوال: -ہندہ کو اس کے شوہر نے تین طلاق دیدی یا ہندہ کا شوہر مر گیا، تو زید نے ہندہ سے ایام عدت میں زنا کیا۔ (العیاذ باللہ) تو کیا ہندہ عدت گذرنے کے بعد زید (زانی) سے نکاح کر سکتی ہے؟ یا زید کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی؟ اور ہندہ کی عدت میں کوئی

---

[1] قال لإمرأته كنت جامعت أمك قبل نكاحك يوأخذ به ويفرق بينهما، الهندية مطبوعه كوئٹه پاكستان ص ۲۷۵/ج ۱/القسم الثانى المحرمات بالصهرية، الدر المختار على الشامى زكريا ص ۱۱۵/ ج ۴/كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، بحر كوئٹه ص ۱۰۱/ج ۳/ فصل فى المحرمات.

خلل تو نہیں واقع ہوا؟ عوام میں مشہور ہے کہ عدت میں زنا کرنے والے پر وہ عورت مزنیہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ نیز یہ بھی مشہور ہے کہ عدت میں اگر زنا کرالیا تو دوبارہ عدت گذارنی پڑیگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس معصیت کبیرہ کی وجہ سے نہ مزنیہ اس زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہے[1] نہ اس پر دوسری عدت واجب ہوتی ہے۔[2] بلکہ پہلی عدت ختم ہونے تک دونوں الگ الگ رہیں۔ پھر جب عدت ختم ہو جائے تو نکاح کرلیں[3]۔ گناہ سے توبہ کریں[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱۱/۹/۹۳ھ

مزنیہ منکوحہ سے زانی کا نکاح بلا عدت

سوال: -ایک شخص کسی دوسرے کی عورت کولاتا ہے چار پانچ سال اپنے گھر رکھتا

---

[1] وصح نكاح حبلىٰ من زنى لاحبلىٰ من غيره أى الزنى وإن حرم وطؤ ها ودواعيه حتى تضع لونكحها الزانى حل له وطؤها،الدرعلى الرد ص ۴۹/ ج ۳/، كراچى فصل فى المحرمات،البحر الرائق ص ١٠٦/ ج ٣/ فصل فى المحرمات مطبوعه سعيد كراچى،مجمع الانهر ص ۴٨٥/ ج ١/ باب المحرمات مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[2] لاتجب العدة على الزانية،عالمگيرى ص ٥٢٦/ ج ١/ الباب الثالث عشر فى العدة،مطبوعه كوئٹه.

[3] ولايجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عندالكل،تاتارخانيه كراچى ص ۴/ ج ٣/ الفصل الثامن فى بيان مايجوزمن الانكحة الخ،عالمگيرى كوئٹه ص ٢٨٠/ ج ١/ القسم السادس فى المحرمات الخ،شامى كراچى ص ۴٨/ ج ٣/ فصل فى المحرمات.

[4] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبة وانها واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرة اور كبيرة روح المعانى ص ٢٣٦/ ج ١٥/ الجزء الثامن والعشرون سوره تحريم آيت ٨/ مطبوعه دارالفكربيروت،نووى على مسلم ص ٣٥۴/ ج ٢/ كتاب التوبة مطبوعه رشيديه دهلى الفهم شرح مسلم ص ٢٧/ ج ٧/ كتاب الاذكارباب تجديدالاستغفاروالتوبة مطبوعه دارصادر بيروت.

ہے، اس سے بچے بھی پیدا ہوگئے۔ اب اس کو طلاق بھی ہوگئی ہے۔ تو کیا اب بغیر توبہ واستغفار وعدت اس زانیہ مطلقہ سے اس زانی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ بغیر عدت کے نکاح ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح زنا کرنا حرام ہے اسی طرح طلاق کے بعد عدت میں نکاح کرنا بھی حرام ہے[1]، اگرچہ وہ عورت اپنے شوہر سے کتنی ہی مدت سے الگ اور زنا میں مبتلا ہو۔ ایسی ہٹ بہت خطرناک ہے۔ اس کو لازم ہے کہ اس عورت کو فوراً جدا کردے اور توبہ واستغفار کرے۔ جب طلاق کے بعد عدت تین ماہواری ختم ہوجائیں تب اس سے نکاح کرے ورنہ سخت قہر میں گرفتار ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مزنیہ کی ماں یا بیٹی سے نکاح

سوال:- زید مسماۃ ہندہ اور اس کی بیٹی دونوں کے ساتھ مرتکب فعلِ زنا ہوا اب زید دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے، تو عندالشرع ماں کے ساتھ نکاح جائز ہے یا بیٹی کے ساتھ یا دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی جائز نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں۔ ومن زنیٰ بأمرأة حرمت علیه

---

[1] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة الهندیة ص ۲۸۰/ ج ۱/ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، تاتارخانیه کراچی ص ۴/ ج ۳/ الفصل الثامن، مایجوز من الانکحة الخ شامی کراچی ص ۴۸/ ج ۳/ فصل فی المحرمات.

امها وبنتها، هدایہ[۱] ص ۲۸۹/ ج ۱/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۰/۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/ شوال ۵۲ھ

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح

سوال:- زید نے خالدہ سے ناجائز تعلق قائم کیا اور اس تعلق کی بنیاد پر خالدہ سے زنا کیا۔ خالدہ سے زنا کرنے کے بعد خالدہ کی ماں سے بھی زنا کیا۔ ان بدبختیوں کے بعد زید کو ندامت ہوئی اور اب وہ اپنی مزنیہ خالدہ سے عقد شرعی کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ حرام تعلق کو حلال سے بدل دے۔ سوال یہ ہے کہ خالدہ زید کے لئے جائز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ زید نے خالدہ سے کئی مرتبہ زنا کیا، اس کے بعد اس کی ماں سے زنا کیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید کے لئے خالدہ اور اس کی ماں دونوں سے نکاح حرام ہے۔ ناجائز تعلقات قائم کرنے سے وہ گنہگار ہوکر مرتکب کبیرہ ہوا۔ فوراً توبہ کرلے زید کے لئے اب کوئی صورت ان دونوں میں سے کسی سے بھی نکاح کرنے کی نہیں رہی۔ ومن زنیٰ بأمرأة حرمت عليه امها وبنتها هدایه اولین[۲] ص ۲۸۹/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۸۸ھ

---

[۱] هداية ص ۳۰۹/ ج ۲/ كتاب النكاح مكتبة دار الكتاب، الدر المختار على الشامى زكريا ص ۱۰۷، ۱۰۸/ ج ۴/ فصل فى المحرمات، عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۴/ ج ۱/ القسم الثانى المحرمات بالصهرية الخ.

[۲] هداية كتاب النكاح، دار الكتاب، ص ۳۰۹/ ج ۲/ مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج ۱/ باب المحرمات مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، شامى زكرياص ۱۰۷/ ج ۴/ فصل فى المحرمات.

بنت الزنا کا حکم

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر اس کی بلا مرضی بازار میں بیٹھ گئی اور فحش پیشہ کرنے لگی مسمیٰ زید ایک شخص نے قومی غیرت وشرم سے اس عورت کو اپنے گھر میں رکھ لیا اور قوم نے تعلقات اس بناء پر ترک کر دیئے اسی حالت میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد میں جرمانہ داخل کرنے کے بعد اور معافی مانگ لینے سے زید قوم میں داخل ہوگیا مگر وہ عورت اسی طرح اس کے پاس ہے تو اب اس لڑکی (جو کہ حرام نطفہ سے ہے) نکاح کر دینا اور اس کو اپنے گھر لے جانا درست ہے۔ یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زنا سے پیدا ہونے والے لڑکے اور لڑکی کا نکاح دوسرے سے صحیح ہو جاتا ہے[1]، بشرطیکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو اسی طرح اس کا نکاح بھی پڑھنا پڑھانا درست ہے مال کا جرمانہ جائز نہیں[2] تنبیہ کی اگر شرعی ضرورت ہو دوسرے طرق مقاطعہ وغیرہ سے کرنا چاہئے[3]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/ محرم الحرام ۵۲ھ

---

[1] واحل لکم ماوراء ذٰلکم سورة النساء پارہ ۴/ کے عموم میں داخل ہیں اور محرمات میں سے نہیں ہیں۔

[2] لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی الی قوله والحاصل ان المذهب عدم التعزیر بأخذ المال، البحر الرائق ص ۴۱/ ج۵/ فصل فی التعزیر باب حدالقذف کتاب الحدود، مطبوعه سعید کراچی، شامی کراچی ص ۶۱/ ج ۴/ کتاب الحدود باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذالمال، عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۷/ ج ۲/ کتاب الحدود فصل فی التعزیر۔

[3] نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن کلامنا ایها الثلاثة (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح

سوال:- اگرکسی لڑکے نے کسی عورت کے ساتھ ہمبستری کی جونا جائز تھی۔اب اس عورت کی لڑکی جوان ہے اورلڑکی اورلڑکے کے تمام رشتہ داراس لڑکے سے شادی کرانا چاہتے ہیں۔جس نے اس لڑکی کی والدہ سے ہمبستری کی تھی اب اس حالت میں لڑکا منع نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اگرلڑکا منع کرتا ہے تواس کی بات نہیں چلتی ہے اورمنع کرنے سے ایک رشتہ داری بالکل ختم ہوجائے گی اورلڑکے سے سب آدمی کہتے ہیں کہ اس لڑکی سے شادی کرنے سے تم کوکوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔کیونکہ وہ تمہارے لائق ہے ان سب حالات کودیکھتے ہوئے نکاح جائزہے یانہیں؟ کچھ گنجائش ہے کہ لڑکا عیب چھپاسکے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اپنے والدسے اگرصاف نہیں کہہ سکتا توکسی بڑے عالم کوسب بات بتادے،وہ اس کے والدصاحب کوبلاکرکہدیں کہ شرعاً یہ نکاح درست نہیں۔اگر یہ نکاح کیا جائیگا تومعصیت اورحرامکاری ہوگی[1] تم تفصیل مت دریافت کرو۔اس نکاح کوختم کرکے دوسری جگہ نکاح کردو۔خدائے پاک ان کواس کے قبول کرنے کی توفیق دے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۶؍۱؍ ۹۴ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح المسلم ص۹۸؍ج۷؍كتاب الرقاق باب يهجر من ظهرت معصية، مطبوعه دارصادر بيروت، مرقات ص۱۶۷؍ج۴؍كتاب الآداب باب ماينهى عنه من التهاجرالخ،مطبوعه اصح المطابع بمبئى.

[1] من زنى با مرأة حرمت عليه امها وان علت وابنتها وان سفلت الخ،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۴؍ج۱؍القسم الثانی المحرمات بالصهرية،هداية ص۳۰۹؍ج۲؍كتاب النكاح، مطبوعه دارالكتاب ديوبند،شامى زكرياص۱۰۷؍ج۴؍فصل فى المحرمات.

بھائی کی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح

سوال:- (۱) زید کے ناجائز (زنا) کے تعلقات ماموں کی بیوی سے ہیں تو زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح ماموں کی بیوی کی لڑکی سے جائز ہے یا حرام؟ ماموں بھی زندہ ہیں۔

(۲) اگر زید کے ماموں کی بیوی خود تسلیم کرے کہ یہ میری لڑکی میرے شوہر کے نطفہ سے ہے تو نکاح حرام ہے یا حلال؟

(۳) اس فیصلہ کے بعد بھی زید اپنی مومانی سے برابر زنا کررہا ہے۔

(۴) اگر لڑکی نے اپنی ماں کو اس برے فعل میں مبتلا دیکھ لیا ہو تو پھر بھی اس کا نکاح جائز ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زید کی ان نالائق حرکتوں اور معصیتوں کی وجہ سے جو اس نے ماموں کی بیوی سے کی ہیں اس کے چھوٹے بھائی کا نکاح ماموں کی لڑکی سے ناجائز نہیں ہوگا[1]۔

(۲) یہ نکاح جائز ہے۔

(۳) اس نکاح پر اس سے بھی اثر نہیں پڑیگا۔

(۴) اس سے بھی یہ نکاح حرام نہیں ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۸۹ھ

---

[1] ومقتضى تقييده بالفرع والاصل انه لاخلاف في عدم الحرمة على غيرهما من الحواشي كالاخ والعم الخ شامي زكرياص ۱۰۶/ج۴/ فصل في المحرمات، حرمة المرأة على اصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً، شامي كراچي ص ۳۲/ج۳/ فصل في المحرمات، مجمع الانهرص ۴۸۱/ج۱/كتاب النكاح فصل في المحرمات، مطبوعه دارالكتاب العلمية بيروت، البحرالرائق ص ۱۰۱/ج۳/فصل في المحرمات، مطبوعه سعيد كراچي.

زانی زانیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح

سوال:- ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا۔ پھر مرد کا نکاح کسی اورعورت سے اورعورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہوجائے۔ پھران دونوں سے اولاد ہوتوان کا نکاح آپس میں درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایک مردایک عورت سے غلط طریقہ پرصحبت کرے مگراس مرد کی شادی کسی اورعورت سے ہوئی جس سے لڑکا پیدا ہوا۔عورت کی شادی کسی اورمرد سے ہوئی اس سےلڑکی پیدا ہوئی تو اس لڑکے اورلڑکی کا آپس میں نکاح درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۵/۸/۱۳۹۹ھ

ابن الزانی اور بنت المزنیہ کا نکاح

سوال:- مسمیٰ عبداللہ شیخ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مسماۃ فضلی سے زنا کیا جب کہ دونوں ہی شادی شدہ تھے۔عرصہ کے بعد مسماۃ فضلی کے اپنے خاوند کی موجودگی میں لڑکی پیدا ہوئی اورمیرے لڑکا پیدا ہوا۔ان دونوں کا ہم نے آپس میں نکاح کردیا۔دریافت طلب یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہوا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

عبداللہ شیخ اورفضلی کی معصیت کی وجہ سے ان دونوں کےلڑکےلڑکی کا نکاح آپس

---

[1] ویحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها الخ، شامی زکریا ص۱۰۷/ج۴/ فصل فی المحرمات،البحرالرائق ص۱۰۱/ج۳/فصل فی المحرمات،مطبوعه سعید کراچی، مجمع الانهرص۴۸۱/ج۱/کتاب النکاح،فصل فی المحرمات،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

میں ناجائز نہیں ہے، بلکہ جائز ہے، حتی کہ اگر عبداللہ شیخ اور فضلی آپس میں اپنا نکاح کرلیں جب کہ فضلی نہ کسی کے نکاح میں ہو نہ عدت میں تب بھی دونوں کی مذکورہ اولاد کا نکاح صحیح ہوگا۔ "لابَأسَ بِاَنْ يَّتَزَوَّجَ الرَّجُلُ المَرأَةَو يَتزَوَّجُ اِبْنُهُ اِبْنَتَها اَوْ اُمَّهَا" فتاویٰ عالمگیری[1] ص ۶/ ج ۲/ ۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۲/۵/ ۹۴ھ

زانی کے بیٹے کا نکاح مزنیہ کی نواسی سے

سوال:- زید نے ایک بنگالی عورت سے زنا کیا۔ زنا کے بعد عقد بھی ہوگیا تھا۔ ہندہ کی بیٹی عابدہ ہے اور عابدہ کی بیٹی فاطمہ ہے۔ زید کے لڑکے بکر کا عقد فاطمہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کی اس کمینہ حرکت کی وجہ سے اس کے لڑکے بکر کا عقد نکاح ہندہ کی لڑکی کی لڑکی سے ناجائز نہیں بلکہ درست ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۹۵ھ

زانیہ کی لڑکی کا نکاح شریف لڑکے سے

سوال:- ایک شریف اور اچھے گھرانے کی لڑکی کے ناجائز حمل قرار پاجاتا ہے۔

---

[1] الهندية ص۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية، فتح القدير ص ۲۱۸/ ج۳/ فصل فی بيان المحرمات، مطبوعه دارالفكر بيروت، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج ۱/ باب المحرمات مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[2] وتحرم اصولها وفروعها على ابن الواطئ وابيه كما المحيط السرخسی، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج ۱/ فصل فی المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، بحر ۱۰۱/ ج۳/ مطبوعه كوئٹه، شامی زكرياص۱۰۷/ ج۴/ فصل فی المحرمات.

(جس سے حمل قرار پایا وہ مرد کافر تھا) لیکن اس لڑکی کی شادی بچی پیدا ہونے کے چھ ماہ بعد ایک شریف لڑکے سے ہوجاتی ہے۔ اس وقت اس ناجائز طرح سے پیدا ہونے والی لڑکی کی عمر ۱٦/۱۷/سال ہے۔ لڑکی سمجھ دار پڑھی لکھی نمازی ہے، دیندار ہے، اسلام کو سمجھتی ہے۔ کیا ایسی لڑکی سے کوئی بھی شریف اور اچھے گھرانے کا لڑکا شادی کرسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جولڑکی اپنی ماں کی غلطی کی وجہ سے غلط (ناجائز) صورت حال سے پیدا ہوئی اور اب وہ بالغ ہوکر نیک دیندار شریف ہے اوراس سے کوئی شریف لڑکا شادی کرنا چاہتا ہے تو اس کو شادی کرنا درست ہے۔ ماں کی غلطی کی وجہ سے اس لڑکی کی شادی میں کوئی رکاوٹ نہیں [1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۱۳۹۱ھ

حرامی لڑکے سے اپنی لڑکی کو منسوب کرنا

سوال:- ایک لڑکے کے متعلق برادری میں شہرت ہے کہ وہ حرامی ہے، کیا اس لڑکے سے ہم اپنی لڑکی منسوب کرسکتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جس عورت نے نکاح نہ کیا ہواس سے پیدا شدہ بچہ حرامی ہوتا ہے [2]۔ بغیر دلیل کے کسی کو حرامی کہنا حرام ہے۔ اگراس لڑکے کا شرعی طور پر والد موجود ہے اوراس نے نسب کا انکار

---

[1] اس لئے کہ حرمت کوئی وجہ نہیں ہے۔ واحل لکم ماوراء ذالکم الایة سورة النساء آیت ۲۴/.

[2] لانه نکاح باطل فالوطء فیه زنا لایثبت النسب، شامی زکریا ص ۲۵۲/ج۵/ قبیل باب الحضانة.

نہیں کیا تو بلاشبہ ثابت النسب ہے[۱]، اس سے اپنی لڑکی کو منسوب کرنا درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۱۳۹۶ھ

بلا نکاح کے عورت کو اپنے ساتھ رکھنا

سوال: -ایک صاحب نے ایک عورت کو اپنی زوجیت میں بلا نکاح عرصہ تک رکھا جس سے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ اس کی بیوی ہے لیکن حال ہی میں اس عورت نے کسی دوسرے سے زنا کیا۔ جب اس کے موجودہ شوہر کو پتہ چلا تو اس نے زدوکوب کیا۔ بعد میں اس عورت نے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں رہوں گی بلکہ اس کے ساتھ رہوں گی۔ جس سے براچرچا ہوا، موجودہ شوہر نے اس کو اجازت دیدی کہ تمہاری جہاں مرضی ہو رہو۔ کچھ دیر بعد لوگوں نے نکاح پڑھوانے کے لئے امام صاحب کو بلایا۔ لیکن امام صاحب نے کہا کہ جب تک عورت عدت نہ گذارے گی نکاح درست نہیں ہوگا۔ شوہر نے کہا کہ میں نے اس کو بلا نکاح اپنی زوجیت میں اب تک رکھا تھا پھر امام صاحب نے نکاح پڑھا دیا۔ تو اب اس کا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اگر عدت ضروری تھی تو پھر وہ نکاح درست نہ ہوا، اب کیا کریں؟ بتلایا جائے۔ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

بلا نکاح کئے یہ کہنا کہ اپنی زوجیت میں رکھا مفہوم زوجیت کا استہزاء ہے، جوکہ خطرناک ہے۔ ایسی باتوں سے کلی پرہیز کیا جاوے یہ زوجیت نہیں بلکہ زناکاری ہے جوکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ زوجیت کی ترغیب اور بعض صورتوں میں وجوب ہے، سنت متواترہ

---

[۱] واذا تزوج الرجل امرأة الی قوله وان جاءت به لستة اشهر فصاعداً یثبت نسبه منه اعترف به الزوج اوسکت الخ. عالمگیری کوئٹه ص ۵۳۶/ ج ۱/الباب الخامس فی ثبوت النسب.

سے ثابت ہے[1] اور زنا کرنا حرام ہے ممنوع ہے اس پر سخت سزا ہے[2] ہر دو کو توبہ واستغفار لازم ہے کہ کبھی ایسی حرکت نہ کریں[3] جب وہ عورت کسی کے نکاح یا عدت میں نہیں ہے تو اس کا نکاح درست ہے۔ عدت زنا سے لازم نہیں ہوتی بلکہ نکاح کے بعد خاص اسباب کے تحت لازم ہوتی ہے[4] اگر عورت زنا سے حاملہ ہو تو اس کا نکاح اس حالت میں بھی درست ہے۔ پھر اگر اس شخص سے نکاح ہو جس کا وہ حمل ہے تو اس کو صحبت بھی درست ہے۔ اگر دوسرے سے ہو تو وضع حمل سے پہلے صحبت وغیرہ درست نہیں ہے۔ جو بچہ نکاح سے چھ ماہ گذرنے پر پیدا ہوا وہ شوہر سے ثابت النسب ہوگا۔ اگر چھ ماہ گذرنے سے پہلے پیدا ہوا تو وہ اپنی ماں کا ہوگا، اس کا شوہر سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ وصح نكاح حبلىٰ من زنا وان حرم وطؤ ها حتىٰ تضع لو نكحها الزانى حل له وطؤها اتفاقاً والولد له اھ درمختار قوله والولد لهٗ اى ان جاء ت بعد النكاح بعد ستة اشهر فلو لاقل من ستةاشهر من وقت النكاح لايثبت النسب ولايرث منه اھ ردالمحتار[5] ص ۲۲/ج ۲/۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/ ۹۰ھ

---

[1] ويكون واجباعند التوقان وسنة مؤكدة فى الاصح حال الاعتدال (الدرمع الشامى زكريا ص ۶۳/ ج ۴/ اول كتاب النكاح، بحر كوئٹه ص ۸۰/ ج ۳/ كتاب النكاح، فتح القدير ص ۱۸۷، تا ۱۸۹/ ج ۳/ كتاب النكاح.

[2] ولاتقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا (بنى اسرائيل آيت ۳۲/.

[3] انها واجبة على الفور لايجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة (نووى على مسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ اول كتاب التوبة، رشيديه دهلى، المفهم شرح مسلم ص ۲۷/ ج ۲/ كتاب الاذكار والدعوات، باب تجديدالاستغفار والتوبه، مطبوعه دار ابن كثير بيروت.

[4] (لتمحضه زنا) لانه لاشبهة ملك فيه، ولذالاتثبت به عدة لانه لاعدة من الزنا (شامى كراچى ص ۲۳/ ج ۴/ كتاب الحدود، مطلب الحكم المذكور فى بابه اولى من المذكور فى غيربابه، فتح القدير ص ۱۵۲/ ج ۵/ كتاب الحدود، باب الوطء الذى يوجب الحدود الذى لايوجبه، دارالفكر بيروت.

[5] شامى كراچى ص ۴۹/ ج ۳/ فصل فى المحرمات، هنديه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بلا نکاح میاں بیوی کی طرح رہنا

سوال: -اسی طرح ایک اور مرد اور عورت میں تعلق قائم ہوا۔ جب لوگوں کو اس کا علم ہوا تو کہتی ہے کہ میری شادی ہو چکی ہے دو چار بچے بھی ہو چکے ہیں۔ مگر اب وہ شخص کہتا ہے کہ ہم نے تو جھوٹ بول دیا تھا۔ اب کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعۃً نکاح نہیں ہوا بلکہ جھوٹ بولا ہے تو فوراً ایجاب وقبول کم از کم دو گواہوں کے سامنے کرلیں[1] اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں[2] اب تک سخت معصیت میں پھنسے رہے۔ جب خدا کے سامنے آدمی صدق دل سے توبہ کرتا ہے، روتا ہے، نادم ہوتا ہے، معافی مانگتا ہے تو اللہ توبہ قبول فرما لیتے ہیں[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۲/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کوئٹہ ص ۲۸۰/ج ۱/ الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس، ایضاً ص ۵۳۶/ج ۱/ کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، فتح القدیر ص ۲۴۱/ ج۳/ فصل فی بیان المحرمات، دارالفکر بیروت، تبیین الحقائق ص ۳۸/ج۳/ باب ثبوت النسب، طبع امدادیہ ملتان.

[1] ینعقد بإیجاب وقبول، وشرط حضور شاهدین، الدرالمختار کراچی ص ۹/ج ۳/ کتاب النکاح، بحر کوئٹہ ص ۸۱/ج۳/ کتاب النکاح، مجمع الانهر ص ۴۶۷/ج ۱/ کتاب النکاح، دار الکتب العلمیه بیروت.

[2] اتفقوا علی ان التوبة من جمیع الماصی واجبة وانها واجبة علی الفور لایجوز تاخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة او کبیرة (نووی عل مسلم ص ۳۵۴/ ج ۲/ اول کتاب التوبة، طبع رشیدیه دهلی، المفهم شرح مسلم ص ۲۷/ ج۷/ کتاب الاذکار والدعوات، باب تجدید الاستغفار والتوبة طبع دار ابن کثیر بیروت.

(نمبر۳/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

زنا کا اقرار اپنے حق میں معتبر ہے

سوال:- مسجد کی کمیٹی کے دو اراکین نے پہلے ہندہ کی بدچلنی اوراس کا کسی اور سے تعلقات کا ذکر بکر سے کیا تھا(مگر بعد میں بکر سے نکاح کرنے کے لئے دو اراکین نے بھی جوق در جوق حصہ لیا) ہندہ کوئی کنواری بالغہ نہیں بلکہ بیوہ اور تین بچوں کی ماں ہے، جو گھر سے باہر رہ کر مزدوری کرتی ہے اس کے سب سے بڑے لڑکے کی عمر ۱۳/اور ۱۴/سال کے مابین ہے۔ کیا ایسی حالت میں مطابق شریعت اسلامیہ ہندہ کا بیان قابل اعتبار ہوسکتا ہے؟ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں صرف کنواری بالغہ کا بیان قابل اعتبار سمجھا جاسکتا ہے، بیوہ کا نہیں بتائیے ان اصحاب کی رائے درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندہ اپنے حق میں زنا کا اقرار کرلے تو وہ معتبر ہوگا لیکن بکر یا کسی اور کے متعلق اقرار کرے تو محض اس کے اقرار سے بکر یا کسی اور کو زانی قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک شرعی ثبوت موجود نہ ہو۔(کذا فی البحر الرائق[1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[3] غافر الذنب وقابل التوب شديدالعقاب ذی الطول: ای وهوالذی يغفر ماسلف من الذنوب ويقبل التوبة فی مستأنف الازمنة لمن تاب وخضع (تفسير مراغی ص ۴۲/ ج۸/سورۂ غافر آيت۳/مطبوعه مكتبه تجاريه.

---

[1] وان اقرت المرأة بالزنا بفلان وكذبها الرجل فلاحد عليها ايضاً خلافاً لهما،البحر الرائق مطبوعه كوئٹه ج۵/ص۷/كتاب الحدود. وان انكر بان مازنيت ولم يدع مايسقط الحد وجب على المقردون المنكر،البحرالرائق ج۵/ص۱۹/قبيل باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها شامی زكرياص ۱۱/ج۶/كتاب الحدود،زيلعی ص ۱۸۵/ج۳/كتاب الحدود،باب الوطء الذی يوجب الحد الخ،قبيل باب الشهادة على الزناوالرجوع عنها مطبوعه امداديه ملتان.

﴿باب پنجم: محرمات کا بیان﴾

(فصل اول: محرمات نسبی کا بیان)

محرمات کی تفصیل

سوال:-مرد کے لئے کون کون سی عورتیں حرام ہیں، اسی طرح عورت کے لئے کون کون سے مرد حرام ہیں؟ مفصل تحریر فرمائیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اصول (ماں، نانی، دادی وغیرہ) فروع (بیٹی، پوتی، نواسی وغیرہ) اصل قریب کی فروع (بہن، بھانجی، بھتیجی، وغیرہ) اصل بعید کی صلبی اولاد (خالہ، پھوپھی) رضاعی ماں اوراس کی اولاد، رضاعی بہن اوراس کی اولاد، رضاعی ماں کے اصول، نانی، دادی وغیرہ، بیوی کی ماں، نانی، دادی، مدخولہ بیوی کی بیٹی، پوتی، نواسی، باپ دادا کی بیوی، مزنیہ کی ماں، بیٹی وغیرہ یعنی اصول و فروع بیٹے، پوتے، نواسے کی بیوی، مشرکہ، کافرہ، یہ عورتیں تو ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

اور کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں جو خاص محدود حالات میں حرام ہیں وہ حالات نہ رہیں تو ان کی حرمت نہ رہے گی۔ جیسے بیوی کی خالہ، پھوپھی، بہن اس وقت تک حرام ہیں جب تک بیوی نکاح میں ہے اگر وہ مرجائے یا اس کو طلاق ہوجائے اور عدت گذرجائے تو ان کی حرمت نہیں رہے گی اور اگر کسی کے نکاح میں چار بیویاں ہوں تو پانچویں سے نکاح درست نہیں۔لیکن اگر کوئی سی مرجائے یا اس کو طلاق ہوجائے اوراس کی عدت گذرجائے تو پانچویں سے نکاح حرام نہ ہوگا۔

مردوں کے جن رشتوں سے عورتوں کے نکاح درست نہیں۔اگر ان رشتوں کو مردوں

کی طرف منسوب کیا جائے تو عورتوں کا نکاح ان مردوں سے بھی درست نہیں ہوگا مثلاً کسی عورت کا نکاح اپنے اصول (باپ، دادا، نانا وغیرہ) اور فروع (بیٹے، پوتے، نواسے وغیرہ) سے درست نہیں ہوگا۔ مزید تفصیل کتب فقہ، شامی[1]، فتاویٰ عالمگیری میں ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

بیٹی سے نکاح اور اس سے پیدا شدہ اولاد کا ثبوت نسب

سوال:- زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا ہندوستان میں اور کچھ عرصہ تک زید نے ہندہ کے ساتھ گزارا اور ہندہ کو حمل قرار پا گیا۔ پھر اس کے بعد زید دوسرے ملک میں چلا گیا، اس کے بعد ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اور اب زید کو وہاں سے آنے کو حکومت مجبور کرتی ہے اور زید بھی مجبوراً چلا آیا اور پھر ہندہ کی جو لڑکی پیدا ہوئی ہے اس کا نام زینب ہے اور یہ زینب زید ہی کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے۔ بہر حال زینب بھی جہاں زید رہتا ہے پہونچ جاتی ہے اور زینب عاقل بالغ ہے اور زید کو معلوم نہیں ہے کہ یہ میری لڑکی ہے۔ اس کے بعد زید کا نکاح زینب کے ساتھ ہو گیا اور زید زینب کے ساتھ رہتا ہے اور زید کے نطفہ سے زینب کو اولاد ہوتی ہے تو اس اولاد کا نسب کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں ہندہ کی لڑکی زینب سے زید نے نکاح کیا جب کہ اس کو علم نہیں تھا

---

[1] حرم على المتزوج أصله وفروعه على اونزل وبنت أخيه واخته وبنتهاولو من زنا وعمته وخالته وحرم المصاهرة بنت زوجته الموطؤة وأم زوجته ان لم توطاء وحرم الكل ممامر تحريمه نسباً و مصاهرة ورضاعاً الخ،الدر المختارمع الشامي زكريا ص ١٠٠، ١٠٥/ ج ۴/ فصل في المحرمات،فتح القدير ص ٢١٢، ٢٠٨/ ج ٣/ فصل في بيان المحرمات مطبع دار الفكر.

[2] عالمگيرى كوئٹه ص ٢٧٣/ ج ١/الباب الثانى فى المحرمات ،مجمع الانهر،باب المحرمات مطبع دار الكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص ٢١٢، ٢٠٨/ ج ٣/باب المحرمات مطبع دار الفكر.

کہ یہ خود اس کی لڑکی ہے۔لہٰذا جو اولاد زید سے پیدا ہوئی وہ حرامی شمار نہیں ہوگی بلکہ زید سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔البتہ علم ہونے کے بعد اس کو فوراً تعلقِ زوجیت ختم کر دینا ضروری ہے۔نکاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب اھ (ردالمحتار[1] ص ۶۵۹ / ج ۲ / باب العدة) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بیوی کی لڑکی سے نکاح

سوال:- زید نے کسی عورت سے نکاح کیا اس کے ساتھ پہلے شوہر سے ایک لڑکی بھی آ گئی۔اس عورت کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اسکی حقیقی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس عورت سے زید نے نکاح کے بعد ہمبستری کی ہے اس کی لڑکی سے جو کہ اس کے پہلے خاوند سے ہے زید کا نکاح کبھی بھی اور کسی حال میں بھی جائز نہیں بالکل حرام ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۲/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

منکوحہ فاسدہ کی بیٹی سے نکاح

سوال:- زید جمیلہ بیوہ کے گھر سکونت پذیر ہے اور جمیلہ اپنے نفس کا واک اختیار زید

---

[1] ردالمحتار زکریا ص ۱۹۷ / ج ۵ / باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل،البحر کوئٹہ ص ۱۳۹ / ج ۴ / باب العدة،تاتارخانیہ کراچی ص ۱۱ / ج ۳ / الفصل التاسع فی النکاح الفاسد واحکامه.

[2] وبنت إمرأة دخل بها مجمع الأنهر ص ۴۷۲ ج ۱ باب المحرمات،البحر کوئٹہ ص ۹۳ / ج ۳ / باب المحرمات،شامی زکریا ص ۱۰۴ / ج ۴ / باب المحرمات.

کو دے دیتی ہے اور وہ زید مذکور قبول کر لیتا ہے اور جمیلہ مذکورہ کو اپنی بیوی جان کر اس کے ساتھ جماع کرتا رہتا ہے مگر ایجاب وقبول کے وقت شاہد موجود نہیں ہیں بعد میں یہ عورت لوگوں کو کہتی ہے کہ میں نے اپنے نفس کا واک زید کو دے دیا ہے اب یہ نکاح بلاشہود فاسد ہے یا کہ صحیح۔ اگر فاسد ہے تو زید جب جمیلہ کے ساتھ جماع کرتا رہا، ساتھ نکاح فاسد کے تو جمیلہ مذکورہ کی بیٹی جو بکر سے ہے زید مذکور نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نکاح کر لیوے تو نکاح بیٹی کا باطل ہوتا ہے یا کہ درست ہے۔ بینوا توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا گواہوں کے نکاح جائز نہیں۔ لہٰذا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا[1] اور اس جماع کی وجہ سے زید اور جمیلہ سخت گنہگار ہوئے۔ ان دونوں کی علیحدگی اور متارکت واجب ہے[2]۔ جب زید جمیلہ سے جماع کر چکا ہے تو جمیلہ کی اولاد خواہ کسی سے ہو زید پر حرام ہے لہٰذا زید کا نکاح جمیلہ کی بیٹی سے جو بکر سے ہے ہرگز جائز نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۴/۴/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: احمد سعید غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/ ربیع الثانی ص ۵۸ھ

---

[1] نکاح فاسد وهو الذى فقد شرطاً من شرائط الصحة كشهود الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۲۷۴/ ج ۴/ كتاب النكاح مطلب فى النكاح الفاسد، بدائع الصنائع زكريا ص ۵۲۳/ ج ۲/ فصل ومنها الشهادة وهى حضور الشهادة، هدايه ص ۳۰۶/ ج ۲/ كتاب النكاح، مطبع ياسر نديم ديوبند.

[2] بل يجب على القاضى التفريق بينهما، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۲۷۶/ ج ۴/ مطلب فى النكاح الفاسد، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۳۰/ ج ۱/ الباب الثامن فى النكاح الفاسد.

[3] بنات الزوجة (أى تحرم) وبنات اولادها وان سفلن بشر الدخول بالام كذا فى الحاوى القدسى سواء كانت الابنة فى حجره اولم تكن فتاوى عالمگيرى ص ۲۷۴/ ج ۱/ المحرمات بالصهرة مطبع دار الكتاب ديوبند، مجمع الانهر ص ۲۷۶/ ج ۱/ باب المحرمات مطبع دار الكتب العلمية بيروت، بدائع زكريا ص ۵۳۱/ ج ۲/ المحرمات بالمصاهرة.

اخیافی بہن سے نکاح

سوال:-(۱) زید کا انتقال ہوگیا اور اس نے ایک لڑکا اور بیوی کو چھوڑا بعد آں اس کی بیوی نے عمر کے ساتھ نکاح کرلیا اور عمر سے لڑکی ہوئی اس صورت میں زید کے لڑکے کا نکاح عمر کی لڑکی کے ساتھ کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

علاتی بہن کے ساتھ نکاح

سوال:-(۲) بکر کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہوا تھا اور بکر کی بیوی کا انتقال ہوگیا چنانچہ بکر نے دوسرا نکاح کرلیا۔ دوسری بیوی سے لڑکی ہوئی کیا ان دونوں کا نکاح درست ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) صورت مسئولہ میں زید کے لڑکے اور عمر کی لڑکی کی ماں ایک ہے پس یہ دونوں بہن بھائی ہوئے لہٰذا ان کا آپس میں نکاح درست نہیں۔

(۲) ان دونوں کا باپ ایک ہے لہٰذا ان کا نکاح بھی ناجائز ہے۔ **وتحرم اخته لاب وام او لاحدهما** اھ مجمع الانہر[۱] ص ۳۲۳/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

علاتی واخیافی بہن سے نکاح کی حرمت

سوال:- قرآن شریف میں جو رشتے نکاح یا پردہ کے متعلق ہیں وہ صرف سگے ہیں یا دُور کے بھی ہیں؟

---

[۱] مجمع الأنهر بيروت ص ۴۷۶/ج ۱/باب المحرمات،البحر كوئٹه ص ۹۳/ج ۳/فصل فی المحرمات،تبيين الحقائق ص ۱۰۲/ج ۲/فصل فی المحرمات مكتبه امداديه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن شریف میں بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی سے نکاح حرام ہے، اس میں بہن کی تینوں قسمیں مراد ہیں۔ ایک عینی یعنی ماں اور باپ دونوں میں شریک ہو جس کو سگی بہن کہتے ہیں۔ دوسرے علاتی یعنی باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں۔ تیسرے اخیافی یعنی ماں ایک ہو باپ الگ الگ، ایسی تینوں قسموں کی بہن سے نکاح حرام ہے۔ ایسے ہی بھائی کی لڑکی اور بہن کی لڑکی سے بھی نکاح حرام ہے[1]۔ باقی دور کے رشتہ کی اگر بہن ہو مثلاً پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی یا ماموں کی لڑکی یا چچا کی لڑکی تو اس سے نکاح حرام نہیں ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اخیافی وعلاتی بہن بھائی کا آپس میں نکاح حرام ہے

سوال:- یہ منیجر جو پہلے عورت تھی اور اس کے پاس ایک لڑکا بھی تھا اب یہ عورت مرد بن کر شادی کیا اس کے بعد بچے پیدا ہوئے اس کے پاس ایک لڑکی بھی ہے تو کیا عورت ہونے کے زمانے میں جو لڑکا پیدا ہوا تھا منیجر کو اس کی شادی اس لڑکی سے جائز ہوگی جو مرد ہونے کے بعد شادی کیا منیجر نے اور اس کے بعد لڑکی جو پیدا ہوئی ہے نیز پہلے والا لڑکا اور بعد والی لڑکی کے درمیان بھائی ہونے کا کون سے علاقہ ہوں گے یعنی اخیافی یا اس کے علاوہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک ہی ذات سے جو لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئے اگر چہ ہر ایک کی پیدائش پر اس کی صفت

---

[1] حُرمتْ علیکم اُمهاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکُمْ وبنات الاخ وبنات الاخت الأیة سورة النساء الأیة (آیت ۲۳ / پ ۴ /) البحر کوئٹہ ص ۹۳ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، تبیین الحقائق ص ۱۰۲ / ج ۲ / فصل فی المحرمات مکتبہ امدادیہ ملتان.

[2] احل لکم ماوراء ذٰلکم الآیة سورۂ نساء ۲۴ /.

جداگانہ تھی پھر بھی ایک ذات سے مولود ہونے کی بنا پر ان کا تعلق ازدواج درست نہیں جس طرح عینی بہن سے نکاح حرام ہے اسی طرح علاتی اور اخیافی بہن سے بھی نکاح حرام ہے[۱] ہر ایک تولید کے وقت جو مولود منہ کی صفت تھی اس کے اعتبار سے رشتہ قائم کیا جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۲/ ۹۹ھ

نواسی سے نکاح

سوال:-نواسی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس طرح اپنی حقیقی بہن سے نکاح حرام ہے، اسی طرح حقیقی بہن کی لڑکی اور اس لڑکی کی لڑکی سے بھی حرام ہے۔ لقولہٖ تعالیٰ حُرِّمَتْ علیکم امھاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت الاٰیة .وتحرم علیه بنت الاخ وبنت الاخت بالنص وهوقوله تعالیٰ وبنات الاخ وبنات الاخت وبنات بنات الاخ والاخت وان سفلت بالاجماع (بدائع الصنائع[۲] ص۲۵۷/ ج۲/) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۶/ ۸۹ھ

---

[۱] هن الامهات والبنات والاخوات والعمات والخلات وبنات الاخ وبنات الأخت فهن محرمات نكاحاً ووطيا (الى قوله) واما الاخوات فالاخت لاب وام والأخت لأب والاخت لام (عالم گیری ص۲۷۳/ج۱/دارالكتب كتاب النكاح، الباب الثالث)مجمع الانهر ص۴۷۶/ ج۱/باب المحرمات،دارالكتب العلميه بيروت،البحر كوئٹه ص۹۳/ ج۳/فصل فى المحرمات.

[۲] بدائع الصنائع زكريا ص۵۳۰/ ج۲/ باب المحرمات،البحر كوئٹه ص۹۳/ ج۳/فصل فى المحرمات،تبيين الحقائق ص۱۰۲/ ج۲/فصل فى المحرمات،مكتبه امداديه ملتان.

بھانجی اور بھتیجی سے نکاح

سوال:- سگی بھانجی اور سگی بھتیجی کے ساتھ اسلام کی نظر میں شادی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سگی بھانجی (بہن کی لڑکی) اور سگی بھتیجی، (بھائی کی لڑکی) سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اس کی حرمت قرآن کے چوتھے پارے کے اخیر میں مذکور ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

سگے بھانجے کی لڑکی سے نکاح

سوال:- سگے بھانجے کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہن اور بہن کی اولاد کسی سے بھی نکاح جائز نہیں۔ بھانجے کی لڑکی سے بھی نکاح جائز نہیں۔ وبنات الاخ وبنات الاخت[2] کے تحت اس کی تصریح موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۹/۸۹ھ

بھانجہ کی لڑکی سے نکاح

سوال:- بھانجے کی لڑکی سے نکاح کس وجہ سے حرام ہے اور اس کا ثبوت کہاں ہے؟

---

[1] وبنات الأخ وبنات الاخت الأية سوره نساء آیت ۲۳/ پ۴/بدائع زکریاص ۵۲۹/ج۲/ المحرمات بالقرابة،مجمع الانهر ص ۴۷۵/ج ۱/باب المحرمات،دارالکتب العلمیه.

[2] قوله تعالیٰ "وبنات الأخ وبنات الأخت"وإن سفلن. بالإجماع،بدائع زکریاص۵۳۰/ج۲/باب المحرمات،مجمع الانهر ص ۴۷۵/ج ۱/باب المحرمات،دارالکتب العلمیه،البحر کوئٹه ص ۹۳/ج۳/باب المحرمات.

الجواب حامداً ومصلیاً

حرمت قرابت کی بناء پر ممنوع ہے فتحرم بنات الاخوۃ والاخوات وبنات اولاد الاخوۃ والاخوات وان نزلن اھ[1] شامی جلد اول فصل المحرمات۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

بھانجی کی لڑکی سے نکاح

سوال: -اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چودہ عورتوں کی تخصیص فرمائی ہے اور ماسواء ان چودہ عورتوں کے جن جن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے ان سب کی تشریح حدیث میں صراحۃً بیان فرمائی ہے اب احل لکم ماوراء ذٰلکم سے چودہ عورتوں کے سوا جتنی عورتیں ہیں سب سے نکاح کرنا جائز معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بنات الاخ وبنات الاخت کی حرمت آئی ہے یعنی بھانجی سے نکاح کرنے کی حرمت آئی ہے بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنے کی حرمت کہاں سے ثابت ہوتی ہے۔ اگر بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے تو عم، عمہ، خالہ، کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہونا چاہئے چونکہ معطوف اور معطوف علیہ کا ایک حکم ہوتا ہے۔ اور فقہاء کے قول میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ بعض فقہاء نے وان سفلن کی قید لگائی ہے جیسا کہ صاحب درمختار اور بعض فقہاء نے وان سفلن کی قید نہیں لگائی بلکہ سکوت کیا جیسا کہ صاحب ہدایہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وتحرم علیہ بنات الاخ بالنص وھو قولہ تعالیٰ وبنات الاخ وبنات الاخت

[1] شامی زکریا ص ۹۹ / ج ۴ / فصل فی المحرمات، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۳ / ج ۱ / الباب الثالث فی بیان المحرمات، البحر کوئٹہ ص ۹۳ / ج ۳ / باب المحرمات.

وان سفلن بالاجماع بدائع[1] ص ۲۵۷ / ج ۲ / اس سے معلوم ہوا کہ بھانجی کی لڑکی سے نکاح حرام ہے اور یہ حرمت اجماع سے ثابت ہے۔ (ویحرم ابنة اختہ لاب وام اولاحدھما لقولہ تعالیٰ واخواتکم وفیھا لقولہ تعالیٰ وبنات الاخت وابنةاخیہ لاب وام او لاحدھما لقولہ تعالیٰ وبنات الاخ وان سفلن لعموم المجاز اودلالة النص اوالاجماع مجمع الانھر[2] ص ۳۲۳ / ۳) اس سے معلوم ہوا کہ بھانجی کی لڑکی کی حرمت عموم مجاز سے بھی نکلتی ہے اور دلالۃ النص سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا سکوت تو اس سے جواز ثابت نہیں ہوتا۔ لان الناطق مقدم علیٰ الساکت. اور اس کو اختلاف نہیں کہتے۔ اگر بعض جواز لکھتے اور بعض حرمت تب اختلاف ہوتا۔ رہا عم، عمہ، خالہ کی لڑکی کو بھانجی کی لڑکی پر قیاس کر کے حرمت کا تقاضہ کرنا سو یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ نص میں بنات الاخ وبنات الاخت مذکور ہیں اور بنت کا اطلاق جس طرح سے لڑکی پر آتا ہے لڑکی کی لڑکی پر بھی آتا ہے اور عمہ کا اطلاق پھوپھی پر آتا ہے مگر پھوپھی کی لڑکی پر نہیں آتا۔ نیز اس کے متعلق کوئی اجماع منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹ / ۵ / ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۹ / جمادی الاول ۵۵ھ

بھانجی کی لڑکی سے نکاح

استفتاء ان باتوں کا ہے:

سوال: – زید نے اپنی سگی بہن کی بیٹی یعنی اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے نکاح کر دیا جس

---

[1] بدائع زکریا ص ۵۳۰ / ج ۲ / فصل المحرمات بالقرابة، مجمع الانھر ص ۵۷۵ / ج ۱ / باب المحرمات، دار الکتب العلمیہ، زیلعی ص ۱۰۱ / ج ۲ / باب المحرمات، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[2] مجمع الأنھر بیروت ملخصاً ص ۴۸۶ / ج ۱ / باب المحرمات.

میں دو آدمی گواہ تھے اور حالت نکاح میں زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی دونوں بالغ تھے، اور زید مذکور اپنی سگی بہن کی بیٹی کی بیٹی سے نکاح کرنا شرعاً حلال سمجھتا ہے، اور قیاس بھی کرتا ہے جیسا کہ اپنی پھوپھی سے نکاح کرنا حرام مگر اس کی بیٹی سے حلال ہے وقال رجل آخر جاء فی تفسیر خازن قوله تعالیٰ وبنات الاخ وبنٰت الاخت ا ھ پارہ لن تنا ص ۳۴۰/وفی الدر المختارعلی حاشیة رد المحتار ص ۱ ۳۰/ حرم علی المتزوج ذکرا کان اوانثی نکاح اصله وفروعه علاوا نزل اھ عبارت مذکور سے معلوم ہوا کہ اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے۔

زید مذکور کا نکاح اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے شرعاً درست ہوا یا نہیں؟

نکاح محرمہ کی اولاد کا نسب

سوال:- (۲) ان دونوں کی جفتی سے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زید سے ثابت ہوا یا نہیں مگر زید اس کو اپنا لڑکا لڑکی ثابت کرتا ہے؟

ایسی اولاد کو حق وراثت

سوال:- (۳) زید کے مرنے کے بعد یہ لڑکا لڑکی عصبہ بن کر اس کے مال کے وارث بنیں گے یا نہیں؟

ایسے نکاح میں مہر کا وجوب

سوال:- (۴) زید پر اس عورت کا مہر واجب ہے یا نہیں؟

ایسے نکاح میں عورت کو حق وارثت

سوال:- (۵) زید کے مرنے کے بعد اس کے مال سے یہ عورت ثمن کی وارث

ہوگی یا نہیں؟

ایسے نکاح کے بعد ایک مکان میں رہنا سہنا

سوال:-(۶) زید مذکور کی سگی بھانجی کی بیٹی سے جولڑ کے زید کی جفتی سے پیدا ہوئے اگر وہ عورت اپنے لڑکا لڑکی کو لیکر زید کے مکان کے باہر دوسری جگہ سکونت کرے تو ہر قسم کی دشواری وسختی وبے عزتی پیش آتی ہے اس تقدیر پر اگر وہ عورت اپنے بال بچے لیکر زید کے مکان میں علیٰحدہ گھر بنوا کر سکونت اختیار کرے اور زید سے نزدیکی نہ کرے مگر ایک دوسرے کو گھر کے باہر آمد ورفت کے وقت دیکھتا ہے کیونکہ ایک مکان میں ایک دوسرے کو ضرور دیکھ لیا کرتا ہے۔ مگر بدکاری سے دور رہتے ہیں مگر امکان سے خالی نہیں شیطان ہر شخص کے ساتھ ہے اور زید مذکور بظاہر فاسق ہے۔ علامت فسق کی اس میں پائی جاتی ہے تو ایک مکان میں دونوں کا علیٰحدہ علیٰحدہ رہنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ایسے نکاح پر کیا حد جاری ہوگی

سوال:-(۷) زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی دونوں سے فرزند پیدا ہوئے۔ اب زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی پر کونسی سزا شرع کی رو سے وارد ہے۔ زنا کی یا اور کسی قسم کی مفتیٰ بہ قول بیان فرماویں۔

ایسے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا نکاح

سوال:-(۸) زید اپنی بھانجی کی بیٹی سے نکاح وجماع کرنے کے بعد جولڑکی پیدا ہوئی اور اس لڑکی سے دوسرے نیک شریف النسب آدمی کا نکاح کردیں تو اس میں شرعاً کوئی عیب تو نہیں ہوگا زید بھی شریف النسب آدمی ہے۔

ایسے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا نسب

سوال:-(۹) زید کی بھانجی کی بیٹی سے جو زید کے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوا تو شرعاً ولد الزنا کہلائے جائیں گے یا نہیں؟

ایسے نکاح سے پیداہ شدہ لڑکے کی امامت

سوال:-(۱۰) اگر وہ لڑکا بالغ عالم ہونے کے بعد امامت کرے تو اس کے پیچھے دوسروں کی نماز بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟ ہر ہر سوال کے جواب کو ادلۃ سے زیور پہنا کر تحریر فرماویں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) یہ نکاح ناجائز ہے۔ متون شروح فتاویٰ سب میں عدم جواز مصرح ہے۔ کسی کتاب میں اس کا جواز نہیں ہے[۱]۔

(۲) باوجود نکاح حرام ہونے کے اس نکاح سے جو اولاد ہوگی وہ زید سے ثابت النسب ہوگی۔ نکاح محارم سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثابت النسب ہوتی ہے۔ **ولاحد ان كان بشبهة العقد اى عقد النكاح عنده اى الامام كوطء محرم نكحها وقالا ان علم الحرمةحدوعليه الفتوىٰ خلاصةلكن المرجح فى جميع الشروح قول الامام فكان الفتوىٰ عليه اولىٰ قاله قاسم فى تصحيحه لكن فى القهستانى عن المضمرات على قولهما الفتوىٰ فحرر فى الفتح انها من شبهة المحل وفيها يثبت النسب كمامر اھ درمختار كتاب الحدود (قوله كوطء محرم نكحها)**

---

[۱] وبنات الاخ والاخت و بناتهن وان سفلن الخ فتح القدير ص ۲۰۹ / ج ۳ / فصل فى بيان المحرمات، بدائع زكرياص ۵۳۰ / ج ۲ / فصل فى المحرمات بالقرابة، مجمع الانهر ص ۵۷۵ / ج ۱ / باب المحرمات، دارالكتب العلميه بيروت.

ای عقد علیها اطلق فی المحرم فیشتمل المحرم نسباً و رضاعاً وصهریةً اھ (قوله وقالا الخ) مدار الخلاف علی ثبوت محلیةالنکاح للمحارم وعدمه فعنده هی ثابتة علی معنی انها محل لنفس العقد لابالنظر الی خصوص عاقد لقبولها مقاصده من التوالد فاورث شبهةونفیا علیٰ معنی انها لیست محلا لعقد هذا العاقد فلم یورث شبهة وتمامه فی الفتح والنهر اھ ردالمحتار[1] ص ۳۳۶/ج۳/ والمسئلة مذکورة فی ردالمحتار ص ۵۷۴/ج ۲/ص ۹۹۹/ج۲[2]۔

(۳) نسب تو ثابت ہے احتیاطاً میراث کا استحقاق نہیں ہوگا۔ واما الارث فلا تثبت فیه اھ طحطاوی ص ۶/ج۲[3]۔

(۴) واجب ہے۔ ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد وهو الذی فقدشرطا من شرائط الصحة کشهود بالوطء فی القبل لابغیره ولم یزد علی المسمیٰ ویثبت لکل واحد منهما فسخه ولوبغیر محضرعن صاحبه دخل بها اولا فی الاصح اھ درمختار ص ۵۷۴/ج۲/کشهود ومثله تزوج الاختین معاً ونکاح الاخت فی عدة الاخت الخ شامی[4] عبارت بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر مثل واجب ہوگا اور مسمیٰ سے زائد نہیں ہوگا اور طرفین پر اس نکاح کا فسخ کرنا واجب ہے۔ دخول کی نوبت آئی ہو یا نہیں آئی ہو۔

---

[1] ردالمحتار نعمانیه ص ۱۵۳/ج۳/کتاب الحدود، مطلب فی بیان شبهة العقد، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۵/ج۵/کتاب الحدود باب الوطء الذی یوجب الحدالخ، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۱۴۷/ج۲/المصدرالسابق.

[2] درمختار نعمانیه ص ۳۵۰، ۳۵۱/ج۲/ باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

[3] طحطاوی علی الدرالمختار ص ۶۰/ج۲/باب المهر دارالمعرفة بیروت، شامی ص ۱۳۴/ج۳/باب المهر، دارالفکر بیروت.

[4] شامی نعمانیه ص ۳۵۰/ج۲/باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۰/ج۱/الباب الثامن فی النکاح الفاسدواحکامه، بدائع زکریا ص ۶۵۱/ج۲/ النکاح الفاسدومایتعلق به.

(۵) اگر زندگی میں نکاح فسخ نہیں کیا تب بھی عورت کو میراث نہیں ملے گی۔ کما مر فی (۳) (اس نکاح کا فسخ واجب ہے)

(۶) اس میں فتنہ کا قوی احتمال ہے۔ لہٰذا قطعاً علیٰحدگی اور متارکت کر کے عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے۔ زید کے لئے اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں[1] دنیا میں اگر ناسمجھ لوگوں میں بے عزتی ہوتی ہے تو آخرت کے عذاب سے انشاء اللہ نجات ہوگی جس کے مقابلہ میں دنیا کی بے عزتی کوئی شئ نہیں اور اہل فہم لوگ دنیا میں بھی بے عزتی نہیں کریں گے۔

(۷) حد زنا واجب نہیں تعزیر واجب ہے[2] بشرطیکہ اسلامی حکومت ہو[3] ورنہ باہمی متارکت تامہ کر کے ہر دو توبہ کرلیں[4]

(۸) اولاد کا اس میں کیا قصور ہے[5] دوسرے لوگ اگر اس اولاد سے نکاح کرلیں تو شرعاً درست ہے۔

---

[1] بل یجب علی القاضی التفریق بینهما الدرالمختار ص ۱۳۳/ ج۳/باب المهر، دار الفکر، عالمگیری کوئٹه ص ۳۳/ج ۱/الباب الثامن فی النکاح الفاسد.

[2] الحاصل ان کل من ارتکب معصیة لیس فیها حد مقدر ثبت علیه عند الحاکم فانه یجب التعزیر، البحر کوئٹه ص ۴۲/ج۵/کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۸/ ج ۲/کتاب الحدود، الباب السابع فصل فی التعزیر.

[3] ورکنه اقامة الامام او نائبه فی الاقامة الخ عالمگیری کوئٹه ص ۱۴۳/ج ۲/کتاب الحدود، شامی زکریا ص ۶/ج ۶/کتاب الحدود.

[4] ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة روح المعانی ص ۲۳۶/ج ۱۵/سورۂ تحریم الآیة ۸/ مطبوعه دار الفکر، نووی شرح مسلم ص ۳۵۴/ج ۲/کتاب التوبة مکتبه بلال دیوبند.

[5] واما افتضاح اولاد الزنا فلافضیحة الا للامهات وهی حاصلة دعی غیرهم بالامهات اوبالآباء ولاذنب لهم فی ذالک حتی یترتب علیه الافتضاح، روح المعانی ص ۱۷۶/ج ۹/تحت الایة یوم ندعو کل اُناس، مطبوعه دار الفکر.

(۹) ولد الزنا نہیں بلکہ ثابت النسب ہیں[۱]۔

(۱۰) اگر اس میں امامت کی اہلیت ہے تو اس کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف ۲۷/ربیع الثانی ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ۲۷/ربیع الثانی ۶۴ھ

پھوپھی سے نکاح

سوال:- حقیقی پھوپھی یعنی باپ کی بہن سے نکاح جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص حقیقی پھوپھی سے نکاح کرلے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حقیقی پھوپھی سے نکاح کرنا قطعی حرام ہے[۳]، لہٰذا یہ نکاح کرنے والا اگر اس مسئلہ کو جانتے ہوئے نکاح کرے گا تو شرعی قاعدہ کے موافق صاحبین کے نزدیک اس پر حد جاری کی

---

[۱] ویثبت نسب الولد المولود فی النکاح الفاسد الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۳۳۰/ج ۱/الباب الثامن فی النکاح الفاسد، بدائع زکریا ص ۱۶۵/ج ۲/النکاح الفاسد ومایتعلق بہ، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۷۷/ج ۴/مطلب فی النکاح الفاسد.

[۲] وولد الزنا ھذا ان وجد غیرھم والا فلا کراھۃ بحر شامی ص ۵۶۲/ج ۱/مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام دار الفکر بیروت، طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۵/مصری، عالمگیری کوئٹہ ص ۸۵/ج ۱/الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الثالث.

[۳] حرم العمات والخالات وھن اولاد الجدات فھن اقرب من اولادھن تبیین الحقائق ص ۱۰۱/ج ۲/فصل فی المحرمات، مکتبہ امدادیہ ملتان، البحر کوئٹہ ص ۹۳/ج ۳/فصل فی المحرمات، شامی نعمانیہ ص ۲۷۲/ج ۲/فصل فی المحرمات.

جائے گی اور تفریق ہر حال میں ضروری ہے۔[1] وعندھما اذا نکح نکاحاً مجمعاً علیٰ تحریمه فلیس ذٰلک بشبهة ویحدان علم بالتحریم والا لاعالم گیری[2] ص۴۵۴ ٧/ج۲/۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی یکم ربیع الاول ۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف یکم ربیع الاول ۵۴ھ

چچا سے نکاح

سوال: - کیا خاص چچا سے بھتیجی کا عقد جائز ہے یا نہیں؟ صورت دراصل یہ ہے کہ لڑکا لڑکی بالغ و بالغہ باکرہ تقریباً ہم عمر ہیں لڑکی کا اصرار یہ ہے کہ شادی ہو تو اس لڑکے سے ورنہ بصورتِ دیگر خودکشی کرلوں گی اس مجبوری کی حالت میں شریعت میں جان بچانے یا خوشگوار زندگی کے لئے کچھ گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

چچا بھتیجی کا نکاح حرام ہے کسی صورت سے جائز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے حُــرِّمَـتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ. الاٰية[3] جس چیز کو اللہ پاک نے خود حرام قرار دیا ہے اس کو حلال کرنے کی کس کی مجال ہے۔ اس طرح جان

---

[1] بل یجب علی القاضی التفریق بینهماالدر المختار ص ۱۳۳ / ج۳/باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد،مطبوعه دارالفکر عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۰ / ج ۱ /الباب الثامن فی النکاح الفاسد.

[2] الهندیة ص ۱۴۷ / ج ۲ / کوئٹه پاکستان الباب الرابع فی الوطؤ الذی یوجب الحد والذی لایوجبه، شامی زکریا ص ۳۳ / ج ٦ / کتاب الحدود باب الوطء الذی یوجب الحد، مطلب فی بیان شبهة العقد البحر کوئٹه ص ۱۳ / ج ۵ / کتاب الحدود ایضاً.

[3] سورۂ نساء آیت ۲۳/۔ ترجمہ: تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں۔ (بیان القرآن)

بچانے کی دھمکی سے کیا حقیقی بہن بیٹی والدہ کے نکاح کی بھی اجازت حاصل کی جائے گی اور پھر اگر کسی کے دل میں کفر اختیار کرنے کا جوش پیدا ہو اس کی بھی اجازت لی جائے گی۔ دین ایمان کیا ہوگا جی چاہتا کھلونا بن جائے گا۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سوتیلی والدہ سے نکاح

سوال:-زید اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس عورت سے زید کے والد نے نکاح کیا وہ اس کی سوتیلی والدہ ہے اس سے زید کا نکاح کسی طرح جائز نہیں، بالکل حرام ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۸/ ۹۲ھ

ساس سے نکاح

سوال:-ایک شخص بمبئی میں رہتا ہے۔اس نے ایک شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر وطن بھیج دیا۔وکیل نے نکاح کرادیا اس کے بعد اس نے بمبئی سے طلاق دیدی بغیر خلوت کے دریافت طلب یہ ہے کہ یہ شخص اپنی غیر مدخولہ مطلقہ زوجہ کی ماں سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح بالتوکیل صحیح ہے اور نکاح صحیح کے بعد زوجہ کی ماں حرام ہوجاتی ہے خلوت سے

---

[۱] ولاتنکحوا مانکح أباؤکم سورة النساء پ۴/آیت ۲۳/شامی زکریاص ۱۰۴/ج۴/باب المحرمات،البحر کوئٹہ ص ۹۴/۳/باب المحرمات.

پہلے طلاق دی ہو یا بعد میں کما فی القرآن[1] وامھات نسائکم الأیة وکما فی الحدیث ایما رجل نکح امرأة فلایحل لہٗ ان ینکح امھادخل بھا او لم یدخل بھا. مشکوٰة شریف[2] ص ۲۷۵/وحرم بالمصاھرة بنت زوجته الموطؤة وام زوجته وجداتھا مطلقاً بمجرد العقدالصحیح وان لم تؤطا الزوجة (شامی[3] ص ۲۷۸/ج ۲/نعمانیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

داماد سے نکاح

سوال: - زینب نے اپنی لڑکی کا نکاح خالد کے ساتھ کیا اور بعد چند دن کے زینب خالد یعنی اپنے داماد پر فریفتہ ہوگئی اور اپنی لڑکی کو اس سے طلاق دلا کر خود اپنے ساتھ نکاح کرلیا یہ نکاح اس کا صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

داماد کا ساس سے نکاح حرام ہے ویحرم ام امرأته مطلقاً دخل اولا ان کان العقد صحیحاً اھ درمنتقی[4] ص ۳۲۳/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۷/ ۵۵ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبداللطیف ۹/ ذی قعدہ ۵۵ھ

---

[1] سورۃالنساء پ۴/ آیت ۲۳/.

[2] مشکوٰة شریف ص ۲۷۵/ج ۱/باب المحرمات الفصل الثالث،بدائع زکریاص ۱۵۳۱/ج۲/ فصل واما النوع الثانی فالمحرمات بالمصاھرة.

[3] الدرالمختار کراچی ص ۳۰/ ج۳/ فصل فی بیان المحرمات،مجمع الانھرص ۴۷۶/ج ۱/ باب المحرمات مطبع دارالکتب العلمیة بیروت،زیلعی ص ۱۰۲/ج ۲/فصل فی المحرمات مطبع امدادیہ ملتان.

[4] الدرالمنتقیٰ علی مجمع الأنھر ص ۴۷۶/ج ۱/ باب المحرمات (مطبوعہ بیروت)زیلعی ص ۱۰۲/ ج۲/فصل فی المحرمات مطبع امدادیہ ملتان،الدرالمختارمع الشامی دارالفکر ص ۳۰/ج۳/فصل فی بیان المحرمات.

بہو سے نکاح

سوال:- عرصہ ہوا زید نے اپنی سگی بہو کے ساتھ عقد کرلیا ہے۔ ایسی صورت میں زید کے گھر کھانا پینا جائز ہے یا ناجائز؟ عنداللہ اگر کوئی صورت ہوتو مطلع کریں کہ ہم لوگ اسکے یہاں کھاپی سکیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

بیٹے کی بیوی سے عقد نکاح کرنا بالکل حرام ہے۔ لقولہٖ تعالیٰ وحلائل ابنائکم (الأیۃ)[1] اور نکاح ہی منعقد نہیں ہوا[2] لہٰذا زید سے اس کو الگ کرائیں، پھر زید توبہ کرے تب زید کا گناہ معاف ہوگا۔ پھر اس کے گھر کھانے پینے کا معاملہ جاری کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۲ ۱۳۹ھ

موطوءۃ الجد سے نکاح حرام ہے

سوال:- ایک شخص کے سگے نانا ہیں، ان کی دو بیویاں ہیں۔ تو اس شخص نے اپنی سوتیلی نانی سے پہلے بدکاری کی، اس کے بعد اپنے نکاح میں لے لیا۔ کیا نواسہ کے لئے سوتیلی نانی سے نکاح کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

بدکاری تو بدکاری ہے ہی مگر موطوءۃ الجد سے بھی نکاح حرام ہے۔ جد دادا ہو یا نانا ہر دو

---

[1] **ترجمہ:** اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں۔ از بیان القرآن ص ۱۰۶/ ج ۱/۔ سورہ نساء آیت ۲۳/۔

[2] ان نکاح المحارم باطل اوفاسدوالظاهران المرادبالباطل ماوجوده كعدمه ،شامی دار الفکر ص ۱۳۲/ ج ۳/باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

کی موطوءہ سے نکاح ناجائز ہے۔ لقوله تعالىٰ وَلا تنكحوا مانكح اٰباء كم (الاٰیة)[1].

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۴/۱۴۰۰ھ

ماں کے ماموں سے نکاح

سوال: - ماں کے ماموں محرمات میں داخل ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

داخل ہیں۔ وكذا بنات الاخ والاخت وان سفلن اھ عالمگیری[2] ص ۲۷۳/ ج ۲/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۱۱/ ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۱۳/ ۶۴ھ

تبدیل جنس سے پہلے اور بعد کی اولاد میں مناکحت

سوال: - ایک عورت تھی وہ مرد بن گئی۔ عورت ہونے کے زمانہ میں اس کے ایک لڑکا تھا۔ اب مرد بننے کے بعد اس کے چند بچے پیدا ہوئے ان میں ایک لڑکی بھی ہے کیا عورت ہونے کے زمانہ میں جو لڑکا پیدا ہوا تھا اس کی شادی اس لڑکی سے جائز ہوگی جو مرد ہونے کے بعد پیدا ہوئی ہے نیز پہلے والے لڑکے اور بعد والی لڑکی کے درمیان بھائی چارہ کی کونسی نسبت ہوگی وہ سگے بھائی بہن ہوں گے یا اخیافی وعلاتی۔ یہ واقعہ بھی اٹلی میں وقوع پذیر ہو چکا ہے؟

---

[1] سورہ نساء آیت ۲۴/۔ **ترجمہ:** اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو۔ (از بیان القرآن) شامی زکریا ص ۱۰۵/ ج ۴/ باب المحرمات۔

[2] الهندية ص ۲۷۳/ ج ۱/ الباب الثالث في بيان المحرمات مطبوعه كوئٹه پاكستان، درمختار مع الشامي ص ۲۹/ ج ۳/ دار الفكر بيروت، فصل في المحرمات.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک ہی ذات سے جولڑکا لڑکی پیدا ہوئے اگر چہ ہرایک کی پیدائش پراس کی صفت جداگانہ تھی۔ پھربھی ایک ذات سے مولود ہونے کی بناء پران کے درمیان ازدواج کا تعلق درست نہیں۔جس طرح عینی بہن سے نکاح حرام ہے اسی طرح علاتی اوراخیافی بہن سے بھی حرام ہے[1]ہرایک کی تولید کے وقت جومولود منہٗ کی صفت تھی اسی کے اعتبار سے رشتہ قائم کیا جائیگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

خونی رشتے

سوال:-خون کا رشتہ کس کو کہتے ہیں اوراس کی اہمیت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جورشتہ نسبی ہو جیسے بھائی بہن، پھوپھی، چچا، خالہ، ماموں وغیرہ یہ سب رشتے ہیں ان سے نکاح حرام ہے قرآن کریم میں بھی حرمت مذکور ہے۔چوتھے پارے کا اخیر دیکھئے حرمت علیکم امھتکم[2] الخ. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۸/۵ھ

دوسرے کے خون دینے سے کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا

سوال:-ایک مسلمان دوسرے مسلمان مرد یا عورت کوخون دے توان دونوں کے

---

[1] وتحرم اختہ لاب وام اولا حدھما الخ مجمع الانہر ص ۴۷۴/ج ۱/باب المحرمات مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت،البحر الرائق کوئٹہ ص ۹۳/ج۳/فصل فی المحرمات،بدائع الصنائع زکریا ص ۵۲۹/ج ۲/المحرمات بالقرابۃ.

[2] سورۃ النساءآیت ۲۳/۔

درمیان رشتہ کس طرح ہوجاتا ہے یعنی مرد کا خون مرد کو دیا جائے تو کیا دونوں خون کے رشتہ سے بھائی ہوجاتے ہیں یا مرد کا خون عورت کو دیں تو دونوں بھائی بہن ہوجاتے ہیں۔ اور کیا دونوں کا نکاح جائز ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی وجہ سے ان میں کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے تھے ویسے ہی رہیں گے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۸/۹۳ھ

امہات المومنینؓ اور دیگر محرمات میں فرق

سوال:- جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے مثلاً بہن، ماں، ساس۔ ان سے پردہ کرنا ہوگا یا نہیں؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ ساس سے پردہ نہ کیا جائے، لیکن اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے، کیونکہ ازواجِ مطہراتؓ سے نکاح کرنا حرام ہے۔ لیکن ارشاد باری یہ بھی ہے کہ ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ تو ساس سے پردہ نہ کرنا اور ازواج مطہراتؓ سے پردہ کرنا دونوں متعارض معلوم ہوتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ازواجِ مطہراتؓ کی کچھ خصوصیات بھی ہیں۔ ان کو امہات المومنینؓ فرمایا گیا ہے۔

---

[1] نوٹ:- کسی کو خون دینا اسباب مصاہرت میں سے نہیں ہے۔ واما الذی یوجب حرمة المصاهرة فهو اربعة امور احدها: العقد الصحيح، ثانيها: الوطء سواء كان بعقد صحيح او فاسد او زنا: ثالثها المس: اربعها نظر الرجل الى داخل فرج المرأة ونظر المرأة الى ذكر الرجل كتاب الفقه على مذاهب الاربعة ص ۶۲/ ج ۴/ مبحث فيما تثبت به حرمة المصاهرة مجمع الانهر ص ۴۸۰/ ج ۱/ باب المحرمات دار الكتب العلميه بدائع زكريا ص ۵۳۴/ ج ۲/ باب المحرمات بالمصاهرة جواهر الفقه ص ۴۰/ ج ۲/ ''خون کا مسئلہ'' سیرت النبیؐ دیوبند۔

وازواجه امهاتهم. الآية[1] لیکن اگر حقیقی ماں قرار دیا جائے۔ تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے پردہ نہ ہو۔ حالانکہ آیت حجاب ان کے لئے مستقلاً نازل ہوئی۔ نیز ان کو حقیقی ماں قرار دینے کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ کسی مرد کا کسی عورت سے نکاح جائز نہ ہو، کیونکہ سب بھائی بہن ہو جائیں گے، حالانکہ نکاح کا بکثرت واقع ہونا اس زمانہ میں بھی پیش آیا، اس لئے ان دونوں مسئلوں میں ان پر وہ احکام نافذ نہیں ہوں گے جو حقیقی ماں پر ہوتے ہیں۔ البتہ جس طرح اپنی ماں سے نکاح حرام ہے اسی طرح ازواج مطہراتؓ سے بھی کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔ ولا أن تنکحوا ازواجه من بعده ابداً. الآية[2]

غرض ازواج مطہرات کو دیگر مستورات پر قیاس کر کے جملہ احکام کو نافذ کرنا درست نہیں۔ یانساء النبی لستن کاحد من النساء الآية[3]. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/۸۷ھ

---

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۶/۔

[2] سورۂ احزاب پ۲۲/رکوع ۳/ **ترجمہ:** اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ (بیان القرآن)

[3] سورۂ احزاب پ۲۲/رکوع ۱/ **ترجمہ:** اے نبیؐ کی بیبیو تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ (بیان القرآن)

فصل دوم: حرمتِ نکاح بسببِ مصاہرت

حرمت مصاہرت پر اشکال کا جواب

سوال:- ایک مسئلہ ہے مرد رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دیدے اس میں غلطی کی کوئی رعایت نہیں جب منشاء دلی اس کا ایک فعل کا نہیں تھا تو ایسی سخت سزا کیوں دی جاتی ہے۔ پھر یہ کہ کرے کوئی بھرے کوئی۔ نزلہ برعضوِ ضعیف ریزد کا مضمون ہے۔ والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی ہرن کے بندوق مارے اور کسی آدمی کے غلطی سے لگ جائے تو اس غلطی سے بالکل تو اس کی معافی نہیں ہو جاتی ہے، بلکہ خون بہا دلایا جاتا ہے اور وہ بھی مارنے والے کے اعزاء سے دلایا جاتا ہے۔ دیکھئے یہاں بھی اسی طرح یعنی اگر جان کر مارتا تو قتل کیا جاتا غلطی کی تو اتنی رعایت ہوئی کہ خون بہا سے جان بچ گئی نیز گناہ نہیں ہوا[1]

صورت مسئولہ میں بھی اگر جان کر کرتا اور قاضی شرعی تک اطلاع پہنچتی تو وہ حسب صوابدید تعزیراً سزا دیتا نیز گناہ عظیم کا مرتکب قرار پاتا[2] اور غلطی کی وجہ سے سزا اور گناہ دونوں

---

[1] والخطاء علی نوعین خطأ فی القصد وھو ان یرمی شخصایظنه صیداً فاذاھو ادمی اویظنه حربیاً فاذاھو مسلم و خطأ فی الفعل وھو ان یرمی غرضافیصیب ادمیاً وموجب ذٰلک الکفارة والدیة علی العاقلة الخ ھدایه ص ۵۶۱/ ج ۴/ کتاب الجنایات مطبوعه دیوبند ،مجمع الانھر ص ۳۱۲/ ج ۴/ کتاب الجنایات دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] الحاصل ان کل من ارتکب معصیة لیس فیھاحدمقدر وثبت علیه عند الحاکم فانه یجب التعزیر الخ البحر کوئٹه ص ۴۲/ ج ۵/ فصل فی التعزیر ،عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۸/ ج ۲/ فصل فی التعزیر ،تاتارخانیه ص ۱۴۱/ ۵۰/ ادارة القرآن کراچی.

سے بچ گیا۔ بسا اوقات ایک فعل کا اثر دوسرے پر بھی پہنچتا ہے۔ جیسا کہ مثالِ مذکور میں اعزاء سے خون بہا دلایا جاتا ہے۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ کسی کا کوئی نقصان کردے تو اس کی ذمہ داری بھی بڑوں پر آتی ہے۔ غور کرنے سے مثالیں ملیں گی[1] اور یہ سب دنیوی احکام ہیں آخرت میں بلا وجہ ایک کے فعل کا گناہ دوسرے کو بھگتنا نہیں پڑیگا[2] جان کر فعل مذکور کرنے سے جس قدر گناہ ہوتا ہے۔ (حرمت تو بہر حال ہے) اس کے مقابلہ میں حرمت کس قدر ہے ہلکی اور نرم سزا ہے غور کا مقام ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱/۸۵ھ

آپ کے سوالات کا منشاء مسائل دینیہ سے ناواقفیت ہے اس لئے ضروری ہے کہ علماء کی صحبت اختیار کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ اس قسم کے شبہات پیدا نہ ہوں گے۔

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۵/صفر ۵۸ھ

ساس کے ساتھ زنا سے حرمت مصاہرت

سوال:- زید نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا، سہواً کیا یا قصداً، بہرصورت اس کی بیوی حرام ہوگئی یا نہیں؟ اگر حرام ہوگئی ہے تو پھر دوبارہ شادی کرنے سے حلال ہوگی یا نہیں؟ اور اگر حرام نہ ہو تو اس بیوی کو طلاق صریح دینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور بغیر طلاق کے وہ بیوی دوسرے مرد سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

---

[1] الصبی والمجنون وان اتلفا شیئاً لزمهماضمانه احیاءً لحق المتلف علیه الخ فتح القدیر ص ۲۵۸/ج ۹/کتاب الحجر، دارالفکر هدایه ص ۳۵۳/ج ۳/کتاب الحجر مکتبه تهانوی، مجمع الانهر ص ۱۵/ج ۴/مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] ولا تزرو وازرة وزراخری، سوره بنی اسرائیل ای لایحمل احدذنب احدولایجنی جان الاعلی نفسه تفسیرابن کثیر ص ۴۷/ج ۳/آیت ۱۵/مکتبه تجاریه مکه مکرمه.

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی زید پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی دوبارہ نکاح کر کے بھی حلال نہیں ہوگی۔اس کو طلاق دیدے یا کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔اس کے بعد اگر مدخولہ ہے تو عدت گذار کر اور اگر غیر مدخولہ ہے تو بغیر عدت گذارے اس کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہوگا۔فمن زنیٰ بامرأة حرمت عليه امها وان علت وابنتها وان سفلت (فتاویٰ عالمگیری[1] ص ۲۷۴ / ج ۱ / وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتیٰ لايحل لها التزوج باخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة والمتاركة لاتتحقق الا بالقول ان كانت مدخولاً بها كتركتكِ اوخليت سبيلك اماغير المدخول بها فقيل تكون بالقول فيها حتى لوتركها ومضى على عدتها سنون لم يكن لها ان تزوج باٰخر فافهم. درمختار وشامی ص ۴۳۷ / ج ۲ /[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہٰذا

اپنے دس سالہ لڑکے کو شوہر کے سوتیلے لڑکے کا بتانا

سوال:- زید کی بیوی زینب کے بطن سے ایک لڑکا ہے جس کی عمر تقریباً دس برس ہوگی۔اب زینب اپنے شوہر زید سے کہتی ہے کہ یہ لڑکا آپ کے لڑکے خالد کے نطفہ سے ہے (خالد زینب کا سوتیلا لڑکا ہے) زید نے اپنے لڑکے سے دریافت کیا مگر اس نے قسم کھا کر انکار

---

[1] عالمگیری ص ۲۷۴ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية، مطبوعه كوئٹه پاكستان، كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص ۶۳ / ج ۴ / كتاب فيما تثبت به حرمة المصاهرة، المكتبة الرشيديه ديوبند، البحر كوئٹه ص ۹۸ / ج ۳ / باب المحرمات.

[2] الدرالمختار مع الشامی ص ۳۷ / ج ۳ / باب المحرمات دارالفكر، عالمگیری ص ۲۷۷ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية، مطبوعه كوئٹه.

کیا کہ میری سوتیلی ماں جھوٹ بول رہی ہے۔خالد دیندار ہے۔ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ زید پر زینب حرام ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زینب کے شوہر کے نزدیک زینب اپنے اس اقرار میں جھوٹی ہے تو وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی[1] پھر دس برس تک اس نے برابر تعلق رکھا اور اتنی طویل مدت میں کبھی اظہار نہیں کیا تو اب وہ اپنے اس اقرار میں خود ہی شرعاً متہم ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۵/۳/۸۸ھ

بیٹے کی بیوی سے زنا

سوال:- زید اور بکر آپس میں باپ اور بیٹا ہیں۔زید والد ہے اور بکر ولد،زید نے اپنے لڑکے بکر کی عورت سے ناجائز فعل یعنی زنا کیا گواہ کوئی نہیں صرف وہ عورت اقرار کرتی ہے کہ اس نے میرے ساتھ زنا کیا اور زید وبکر کے آپس کے تعلقات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ضرور ہوا ہے تو آیا وہ عورت اب بکر کو جائز ہے یا نہیں۔جب کہ اس کے والد نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لڑکا اس بات میں اپنی بیوی کی تصدیق کرتا ہے اور اپنے باپ کو جھوٹا سمجھتا ہے شرعاً لڑکے پر اس کی بیوی حرام ہوگئی اس کے ذمہ واجب ہے کہ اسے چھوڑ دے اور کہدے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا۔یا طلاق دیدے اور اگر لڑکا اپنی بیوی کی تکذیب کرتا ہے اور اپنے باپ

---

[1] ثبوت الحرمة بمسها مشروط بأن يصدقها أويقع فی اکبر رایه صدقها فتح القدير مصری ص ۲۲۲/ج۳/ (فصل فی بيان المحرمات)شامی دار الفکر ص ۳۳/ج۳/فصل فی المحرمات مجمع الانھر ص ۴۸۱/ج ۱/باب المحرمات،دار الکتب العلميه بيروت.

کواس انکار میں سچا سمجھتا ہے تو پھر وہ حرام نہیں ہوئی بدستور نکاح باقی ہے۔رجل تزوج امرأة علیٰ انها عذراء فلما ارادوقاعها وجدهاقد افتضت فقال لها من افتضک فقالت ابوک ان صدقه الزوج بانت منه ولامهرلها وان کذبها فهی امرأته کذا فی الظهیریة الخ،عالمگیری[1] ص ۲۷۶/ج ۱/وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الابعد المتارکة وانقضاء العدة الخ. درمختار[2] ص ۴۳۷/ج ۲/۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ ۱۰/۲۸/ ۶۱ھ

خسر اور بہو کا ناجائز تعلق

سوال:- ایک مسلمان دھوبی کا لڑکا مرگیا، اور اسکی بہو وہیں رہنے لگی اور خسر کی خدمت کرنے لگی، پھر خسر اور بہو کا ناجائز تعلق ہوگیا، جس سے تین لڑکیاں ہوئیں، اس پر محلّہ والوں نے ان کا بائکاٹ کردیا اب یہ معافی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی، اب ان بچوں کے لئے کیا حکم ہے؟ یہ بچے مسلمان ہیں یا نہیں؟ ان بچوں کو اسلام برادری میں لیا جائے گا یا نہیں؟ اب ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۶/ج ۱/مکتبہ کوئٹہ پاکستان الباب الثانی المحرمات بالصهرية، الدرالمختارمع الشامی دارالفکر ص ۳۲/ج ۳/فصل فی المحرمات.

[2] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۳۷/ج ۳/ فصل فی المحرمات،طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۷/ج ۳/فصل فی المحرمات،مطبع دارالمعرفة،فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷/ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ حرکت نہایت بے غیرتی اور حرام کاری ہے، صدق دل سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں[۱] اور ان دونوں مرد وعورت کو جدا جدا کردیا جائے[۲] کوئی تعلق باقی نہ رہے، ان بچوں کو مسلمان ہی قرار دیا جائیگا، ان کی پرورش لازم ہے، ان سے قطع تعلق نہ کیا جائے، اور وہ دونوں توبہ کرکے الگ الگ ہوجائیں، اور حرام کاری چھوڑ دیں، اور ان سے جو قطع تعلق اصلاح کے لئے کیا تھا اس کو ختم کردیں[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۷/۱۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۷/۱۸ھ

حرمت مصاہرت دعویٰ زنا سے

سوال:-مسئلہ دریافت طلب ہے جس کے واقعات حسب ذیل ہیں۔ مسماۃ بوندی بیوہ تھی اس کا نکاح ثانی زید سے ہوگیا۔ ہر دو کی عمر بیس اور پچیس سال ہے بعد نکاح معلوم ہوا کہ مرد خراب ہے نکاح ہوکر عورت خاوند کے یہاں دوسال سے کم رہی ہوگی عورت مسماۃ بوندی کے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی ہے جو زندہ ہے جس کی عمر تیرہ ماہ ہے اور ہمیشہ ان کے وہاں

---

[۱] والتوبة فی الشرع ترک الذنب لقبحه والندم علی ما فرط منه والعزیمة علی ترک المعاودة وتدارک ماامکنه أن یتدارک من الاعمال بالاعادة الخ مرقاة ج۳/ص ۶۰/(مطبوعه بمبئی) اول باب الاستغفار.

[۲] بل یجب علی القاضی التفریق بینهما الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۷۶/ج۴/ باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد،عالمگیری ص ۳۳۰/ج ۱/الباب الثامن فی النکاح الفاسد مطبوعه کوئٹه.

[۳] قولهٗ نهیٰ رسول اللّٰه ﷺ عن کلامنا ایها الثلاثة هو دلیل علیٰ وجوب هجران من ظهرت معصیته فلا یسلم علیه الا ان یقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح المسلم، ج۷/ ص ۹۸/ (مطبوعه دار ابن کثیر بیروت) کتاب الرقاق باب یهجر من ظهرت معصیته.

تکرار رہا۔ اب عورت مسماۃ بوندی اپنے باپ کے یہاں آ گئی جب اس کے لینے کو سسرال کے لوگ گئے تو وہ کہتی ہے کہ میرا مالک تو بالکل خراب ہے عورت کے قابل نہیں ہے تو کیا مجھے میرے خسر کے ساتھ بھیج رہے ہو اور میرا خسر ہی مجھ کو خراب کرتا ہے اور چند مرتبہ میرے خسر نے مجھ کو خراب کیا ہے یعنی مجھ سے بہت مرتبہ صحبت مباشرت کی ہے میں ان کے یہاں نہیں جاؤنگی گواہ ایسے واقعہ کے کوئی نہیں چشم دید صرف مسماۃ بوندی کا بیان ہے اور ظاہر واقعات بھی واقعہ کی تائید کرتے ہیں ایسی صورت میں مسماۃ بوندی کو طلاق ہوسکتی ہے یا نہیں وہ اپنا نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔ اس کا نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں مکمل جواب مطلوب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کو مسماۃ بوندی کے اس کہنے کا یقین ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے تو شرعاً مسماۃ بوندی زید پر حرام ہوگئی زید پر واجب ہے کہ مسماۃ بوندی سے متارکت کرلے یعنی اس کو کہہ دے کہ میں تجھے چھوڑ چکا یا طلاق دیدے اور ہمیشہ کے لئے اس سے علیحدہ ہوجائے اس کے بعد عدت گذار کر مسماۃ بوندی کسی دوسری جگہ شریعت کے موافق نکاح کرلے۔ اگر زید کو مسماۃ بوندی کے کہنے کا یقین نہیں بلکہ وہ اس کی تکذیب کرتا ہے تو پھر حرمت نہیں ہوئی بدستور دونوں شوہر اور بیوی ہیں[1]۔ یحرم کل من الزانی والمزنیۃعلی اصل الاٰخر وفرعہ اھ شامی[2] (وبحرمۃ المصاہرۃ لایرتفع النکاح حتی لایحل لھاالتزوج باٰخر الابعد المتارکۃو

---

[1] تزوج بکرا فوجد ھا ثیبا وقالت ابوک فضنی ان صدقھا بانت بلامھر والالا الدر المختار علی الشامی ص ۳۲/ ج۳/باب المحرمات دارالفکر بیروت،عالمگیری ص ۲۷۶/ ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصھریہ.

[2] شامی نعمانیہ ص ۲۷۹/ ج ۲/مطبوعہ کراچی ص ۳۱/ ج۳/ فصل فی المحرمات، کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ ص۶۳/ ج۴/کتاب النکاح فیماتثبت بہ حرمۃ المصاھرۃ البحر کوئٹہ ص ۱۰۱/ ج۳/فصل فی المحرمات.

انقضاء العدۃ اھ) در مختار[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱۱/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱۱/۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہانپور ۳۰/ ذی قعدہ ۵۸ھ

خسر کا اپنے بیٹے کی بہو کے سینہ کو اپنے سینہ سے ملانا

سوال:- لعل میاں سارنگ اور اس کی بہو کے درمیان مندرجہ ذیل واقعات پیش آئے۔ اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی یا نہیں؟

حلفیہ بیان حلیمہ کا روبرو عدالت:

پہلا واقعہ:- تقریباً ایک مہینہ ہوا ایک دن دو پہر سے پہلے میرے خسر صاحب کھیت یعنی زمین سے غسل کرنے کے واسطے حوض کے گھاٹ پر آئے تھے میں اس وقت اندر مکان سے گھاس لا رہی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ میرا کپڑا لا دے میں نے کپڑا لا دیا پھر دوبارہ جب میں گھاس لائی دیکھتی ہوں کہ وہ غسل کر کے ڈیوڑھی میں داخل ہوا پھر مجھے کہا کہ حلیمہ تو اس طرف آجا۔ میں نے عرض کی کس لئے اس نے کہا کہ جلد آجا۔ میں مجبوراً ڈیوڑھی کے پوربی دروازے پر جا کر ٹھہری اس نے کہا اندر آجا۔ میں نے کہا کہ آپ کا کیا کہنا ہے۔ فرمائیں۔ اس نے کہا کہ تو میری ایک بات قبول کر میں تجھ کو اپنی جگہ زمین اور ٹین کے گھر دوں گا میں نے کہا وہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کام کر۔ میں کہا وہ کام کیا ہے۔ اس نے کہا اندر داخل ہو جا میں نے کہا ہرگز نہیں آپ میرے خسر اور ماموں ہیں۔ آپ سے میرا یہ کام نہیں ہو سکتا تب

---

[1] الدر المختار علی الشامی کراچی ص۳۷ ج۳ مطبوعہ نعمانیہ ص۲۸۳/ج۲/فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص۱۷/ج۳/فصل فی المحرمات دار المعرفۃ، عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصھریۃ.

اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں زور سے ہاتھ چھڑا کر مکان کی طرف بھاگ گئی۔

دوسرا واقعہ:- دوسرے روز میں عصر کے وقت ڈیوڑھی کے سامنے صحن کو جھاڑ و دیتی تھی اس نے پیچھے سے آ کر کہا تو نے میری بات کو قبول نہیں کیا۔ میں نے جواب دیا آپ کی ایسی بات کو قبول نہیں کر سکتی اس کے بعد وہ میرے دیور کو آتے ہوئے دیکھ کر دوسری طرف بھاگ گیا۔

تیسرا واقعہ:- تیسرے دن دوپہر کو میں بیل گھر کے سامنے سرنگوں ہوکر گھاس جمع کر رہی تھی اس نے پیچھے سے آ کر میری کمر پر ہاتھ لگایا۔ جس میں کپڑا حائل نہیں تھا اور کہا تو بارش میں کیوں بھیگ رہی ہے پس میں اس سے الگ ہوگئی۔

چوتھا واقعہ:- اس کے دس پندرہ دن کے بعد میں تائی کے گھر میں نیند کے لئے گئی تھی تقریباً آدھی رات گذری ہوگی۔ میرے خسر نے مجھے اپنے حجرہ میں بلوایا جب میں وہاں پہونچی میری ساس نے کہا اپنے خسر کو پنکھا کر پس میں پنکھا کرنے لگی اس نے کہا کہ میرے بدن میں تیل مل آ کر تو میں اس کے ہاتھ اور پیٹھ میں تیل ملنے لگی اس اثنا میں وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایسا زور سے کھینچا جس سے میرا سینہ اس کے سینہ کے ساتھ مل گیا میں اس سے چھوٹ کر بھاگ گئی۔

سوال عدالت و جواب حلیمہ

عدالت:- جس وقت تم کو چمٹا لیا تھا اس وقت تیرے اور اس کے سینہ کے درمیان کپڑا حائل تھا یا نہیں؟

جواب حلیمہ:- جس وقت مجھ کو چمٹا لیا اس وقت میرے پیٹ اور سینہ سے کپڑا الگ ہو گیا تھا؟

سوال عدالت: -اس کے سینہ پر کپڑا وغیرہ کچھ تھا یا نہیں؟

جواب حلیمہ:- اس کا سینہ برہنہ تھا۔

(سوال وجواب عدالت لعل میاں سارنگ خسر حلیمہ عمر پچاس سال)

سوال عدالت: - کیا تم اس فعل میں مجرم ہو یا نہیں؟

جواب لعل میاں: - جب آپ لوگ مجرم کہتے ہیں تو میں مجرم ہوں۔

عدالت: - ارے ہم لوگوں کی بات چھوڑ و تم نے یہ فعل کیا ہے یا نہیں؟

جواب لعل میاں: - میں اس فعل میں مجرم ہوں۔

عدالت: - کیا تم نے یہ فعل کیا ہے؟

جواب لعل میاں: - جی ہاں کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر حلیمہ کے اس بیان کی کہ اس کو اس کے خسر نے شہوت سے ہاتھ لگایا ہے حلیمہ کا شوہر تصدیق کرتا ہے اور اس کو حلیمہ کے سچا ہونے کا یقین یا ظن غالب ہے تو وہ اپنے شوہر کے اوپر حرام ہوگئی متارکت لازم ہے اور متارکت کے بعد عدت گذار کر حلیمہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے خسر سے اس وقت بھی درست نہیں۔ **وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان یصدقها اویقع فی اکبر رأیه صدقها وعلیٰ هٰذا ینبغی ان یقال فی مسه ایا ها لاتحرم علیٰ ابیه وابنه الا ان یصدقاه اویغلب علیٰ ظنهما صدقها ثم رأیت عن ابی یوسف مایفید ذٰلک اھ بحر[۱] ص ۱۰۰/ج۳/ وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لها التزوج باٰخر الابعد المتارکة وانقضاء العدة درمختار[۲] علی الشامی ص ۴۳۷/ج۲/.**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/جمادی الاول ۵۴ھ۱۳

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبداللطیف ۱۳/جمادی الاول ۵۴ھ

---

[۱] البحر مکتبه کوئٹه پاکستان ص ۱۰۰/ج۳/ فصل فی المحرمات، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۳۲/ج۳/فصل فی المحرمات، عالمگیری کوئٹه (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حرمت مصاہرت کے لئے ایک طرف سے شہوت کافی ہے

سوال: –عورت خوشحال کے رشتہ کے اعتبار سے زید کی چچی ہوتی تھی۔ زید کی عمر ۲۱/ ۲۲/ سال کی تھی۔ زید غریب اور تنگدست تھا۔ وہ زید کو بلا کر اچھے کھانے کھلاتی تھی اور بہت خاطر کیا کرتی، اکثر زید کو پوچھتی تھی کہ تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو؟ زید کہتا تھا کہ میں آپ کو اپنی ماں کے برابر سمجھتا ہوں۔ وہ خاموش ہوجاتی۔ حسب معمول ایک روز زید کو مکان سے بلا کر کھانا کھلایا اور اصرار کیا کہ یہیں آرام کرو۔ زید کھانا کھا کر اس کے کمرے میں سو گیا، اس کے بعد وہ کمرہ میں داخل ہوکر اندر کی کنڈی بند کر کے زید کا کپڑا چپکے سے اٹھا کر خود بھی برہنہ ہوکر زید کے اوپر چمٹ گئی، فوراً زید کی آنکھ کھل گئی، زید اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اور وہ زید سے بدکاری پر زور دیتی رہی، ترکیب بتلاتی کہ اس طرح کرو۔ زید گھبرا کر غصہ میں بھر گیا، کسی طرح اوپر ہوگیا اور پھر کنڈی کھول کر اپنے گھر چلا گیا۔ پھر کبھی اس کے جال میں نہیں پھنسا۔

(۲) کچھ عرصہ کے بعد وہ زید کے گھر آئی، رات کو قیام کیا۔ سب گھر والے اور وہ بھی نیچے سوئی اور زید اوپر چھت پر سویا۔ رات کو دو بجے کے بعد وہ چھت پر پہونچ کر زید کو لپٹ گئی، زید کی آنکھ کھل گئی، زید نے غصہ ہوکر جھڑک دیا اور اتر کر دوسرے مکان میں جا کر سویا، اس کے بعد وہ خاموش ہوگئی، کبھی کوئی حرکت نہیں کی۔

(۳) اس کے دس سال کے بعد زید کی شادی اس عورت کی لڑکی سے ہوگئی۔ جس کو آٹھ سال ہوگئے، تین بچے بھی ہوگئے۔ اب اس گذری ہوئی بات کا کیا مسئلہ ہے؟ اگرچہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) ص ۲۷۶/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

۲. الدر المختار نعمانی ص ۲۴/ ج ۲/ الدر المختار کراچی ص ۳۷/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷/ ج ۳/ فصل فی المحرمات مطبع دار المعرفة بیروت، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۷/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

میری خواہش کبھی اس سے بدکاری کی نہیں ہوئی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نابکار نے اپنی اس کمینہ حرکت سے اپنے لئے گناہ کا انبار جمع کر ہی لیا ہے، مگر آپ کی زندگی کو بھی تباہ کر دیا۔ اگر چہ آپ کی نیت بالکل نہیں تھی اور فرض کیجئے کہ جب وہ آپ کو آ کر لپٹی اور بدن برہنہ کیا اور دخول کی پوری کوشش کی، اس وقت آپ کو شہوت نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ مگر اس کو تو ضرور شہوت تھی۔ حرمت مصاہرت کے لئے ایک کی شہوت بھی کافی ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے وتکفی الشھوۃ من احدھما قال الشامی ھٰذا یظھر فی المس اھ درمختار[۱] ۲۸۳ / ج ۲ / اس وجہ سے اس کی لڑکی سے آپ کی شادی حرام ہے۔ فوراً اس کو چھوڑ دیں اور تعلق زوجیت منقطع کر دیں، صاف لفظوں میں کہہ دیں کہ میں نے تجھ سے تعلق زوجیت ختم کر دیا، آئندہ اس سے بالکل علاحدہ رہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵ / ۳ / ۹۰ھ

حرمت مصاہرت کے اقرار سے رجوع

سوال:- آج سے ۴ / سال پہلے صبرو بیگم زوجہ حسین خاں نے اپنے شوہر حسین کی زندگی میں جب حسین خاں کہیں دوسری جگہ مزدوری کرنے گیا ہوا تھا صبرو بیگم نے اپنے دیور مسمی سموخاں کے برخلاف علاقہ کے قاضی صاحب وغیرہ معتبران علاقہ کے سامنے چند کسان گواہوں کی موجودگی میں یہ دعویٰ پیش کیا کہ میرے دیور سموخاں نے آج رات مجھ پر ہاتھ ڈالا اور مجھے پکڑا اور میرے ساتھ زنا بالجبر کیا ہے، قاضی صاحب نے مسماۃ صبرو بیگم کے بیانات سن

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی نعمانیة ص ۲۸۳ / ج ۲ / شامی کراچی ص ۳۶ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، مجمع الانھر ص ۴۸۲ / ج ۱ / کتاب النکاح، باب المحرمات مطبع دارالکتب العلمیه بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۰۰ / ج ۳ / فصل فی المحرمات.

کر یک گونہ افہام تفہیم کی اور معاملہ کی تدارک رئیس علاقہ راجہ اللہ داد خاں کے سپرد کی اور اس رات کو سموخاں اپنے گھر سے کہیں بھاگ کر چلا گیا اطلاع پانے پر حسین خاں شوہر صبر و بیگم گھر واپس آ گیا یعنی بیوی کو اس دعویٰ پر سچا جان کر معتبران علاقہ سے شکایت کی کہ آپ نے میرے بیوی کی تدارک نہ کی۔ خیر بعد ازاں معاملہ ویسا ہی رہا چار سال گذرنے کے بعد جب حسین خاں مر گیا تو عدت گذرنے کے بعد صبر و بیگم بیوہ کے اس دیور سموخان کے بیٹے مسکین خاں نے صبر و بیگم کے ساتھ نکاح کر لیا چونکہ پہلے قاضی صاحب مرقوم اس وقت فوت ہو چکے تھے اب ان کی جگہ ان کا فرزند قاضی علاقہ مقرر کیا گیا ہے نکاح ہونے کے بعد معاملہ ہذا نئے قاضی صاحب کے سامنے پیش ہوا تو نئے قاضی صاحب نے صبر و بیگم وغیرہ معتبران علاقہ کو طلب کیا تو اب صبر و بیگم نے بیان کیا کہ بیشک میں نے پہلے قاضی صاحب کے سامنے اپنے دیور سموخان کے برخلاف مجھے پکڑنے اور ہاتھ ڈالنے اور زنا بالجبر کرنے کا دعویٰ کیا تھا مگر میں نے وہ دعویٰ اپنے دوسرے دیور مسمیٰ دھاور خاں کے ورغلانے پر کیا تھا اور میں نے اس وقت جھوٹ بولا تھا راجہ اللہ داد خاں رئیس علاقہ وغیرہ جن گواہوں کے روبرو صبر و بیگم نے پہلے قاضی صاحب مرحوم کے سامنے دعویٰ کیا تھا ان سب نے حلفیہ شہادت دی کہ صبر و بیگم نے اپنے دیور سموخاں کے برخلاف پکڑنے اور ہاتھ ڈالنے اور زنا بالجبر کرنے کا دعویٰ ہمارے روبرو بڑے قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا تھا علاوہ ازیں سموخاں کا صبر و بیگم کو پکڑنا اور چھیڑنا اور صبر و بیگم پر ہاتھ ڈالنا اہلدیہ اور علاقہ کے مرد اور عورت اور خورد و کلاں میں معروف و مشہور ہے مزید برآں یہ ہے کہ صبر و بیگم کا فاحشہ اور غیر محتاط ہونا کالشّمس فی نصف النہار ہے گواہان سابقہ اور باشندگان دیہہ و علاقہ سے تصدیق حاصل کرنے کے بعد جدید قاضی صاحب نے حرمت مصاہرت کے ثبوت کے ماتحت حکم دیدیا کہ بوجہ حرمت مصاہرت فرزند سموخاں کے مسمیٰ مسکین خاں کے لئے صبر و بیگم کا نکاح ناجائز اور حرام ہے اور فسخ نکاح اور تفریق کا حکم دیدیا قاضی جدید نے صبر و بیگم کے انکار بعد از اقرار کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ لما فی تکملة

الشامی ص ۳۹۲ / ج ۱ / الاقرار المتاخریرفع الانکار المتقدم والاقرار المتقدم یمنع الانکار المتاخر وفی العالمگیریۃص ۲۸۳ / ج ۲ / ولواقرت بحرمۃالمصاھرۃیواخذبہ ویفرق بینھما وکذلک اذا اضاف ذلک الی ماقبل النکاح الخ. الی ان قال والاستمرارعلی ھذا الاقرار لیس بشرط حتی لورجع عن ذلک وقال کذبت فالقاضی لایصدقہ عبارت مذکورہ کے مطابق صبر وبیگم کا انکار بعداز اقرار غیر معتبر ہے اور قابل قبول نہیں اور اثبات حرمت مصاہرت کے لئے یہ دلائل ہیں وفی العالمگیریۃ ص ۲۸۴ / ج ۲ / قال یثبت حرمۃ المصاھرۃ قبل ان کان السائل والمسئول ھازلین قال لایتفاوت ولایصدق انہ کذب فتح القدیر ص ۲۳ / میں ہے ولافرق فی ثبوت الحرمۃ باللمس بین کونہ عامداً او ناسیاً اومکرھا اومخطیا ایضاً فتح القدیر وتقبل الشھادۃ علی الاقرار باللمس والتقبیل بشھوۃ درمختار میں ہے۔ وتقبل الشھادۃ علی الاقرار باللمس والتقبیل بشھوۃ وکذا تقبل علی نفس اللمس، والتقبیل والنظر الی ذکرہ او فرجھا من شھوۃ فی المختار.

امام دیہہ نکاح خواں نے اس حکم اور انفساخ کے فیصلہ کو نافذ نہیں ہونے دیا اور خلاف استفتاء قائم کر کے خلاف فتویٰ حاصل کر کے روڑہ اٹکا رکھا ہے۔

(۱) بعض علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ چونکہ اقرار حجۃ قاصرہ ہے تو صبر وبیگم کے اقرار کرنے سے سموخاں یا اس کے بیٹے مسکین خاں پر اس اقرار کا اثر نہیں پڑتا۔

(۲) بعض علماء کہتے ہیں کہ عورت کے قول کا سرے سے اعتبار ہی نہیں تو صبر وبیگم کے اقرار یا انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳) بعض علماء کہتے ہیں کہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لئے فقہاء نے جو دلائل کتب فقہ میں بیان فرمائے ہیں ان تمام عبارات میں صیغہ مذکر کا استعمال کیا گیا ہے اور مذکر کے صیغوں کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس قسم کے افعال اقوال یا اقرار مرد اگر کرے تو حرمت مصاہرت کے ثبوت کا حکم دیا جائیگا اگر عورت کی طرف سے اس قسم کے افعال اقوال یا اقرار کا اعتبار ہوتا تو مؤنث کے صیغہ کے ساتھ بھی فقہاء عبارت پیش کرتے تو ثابت ہوا کہ عورت کی طرف سے اس قسم کے افعال اقوال اور اقرار سے حرمت مصاہرت نہیں ثابت ہوتی اور قاضی علاقہ کا کہنا ہے کہ مقامی واقعات اور گواہوں کی گواہی اور علاقہ کے عوام خواص میں واقعہ کی شہرت اس مسئلہ کو نظر انداز نہیں کرسکتی باوجودیکہ معاملہ حلت وحرمت کا ہے تو حرمت کی جانب کو ترجیح ہے۔ الاشباہ والنظائر ص ۸۸/ میں الاصل فی الابضاع التحریم وکذا قال فی کشف الاسرار شرح فخر الاسلام الاصل فی النکاح الحظر وابیح للضروة ، فاذا تقابل فی المرأة حل وحرمة غلبت الحرمة ولهذا لایجوز التحری فی الفروج ص ۱۳۲/ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام. اذا تعارض دلیلان احدهما یقتضی التحریم والاخر الاباحة قدم التحریم ولایجوز التحری فی الفروج لانه یجوز فی کل ماجاز للضرورة والفروج لاتحل بالضرورة انتهیٰ.

ایک عورت کی شہادت اور قول کا شریعت نے بیسوں جگہ اعتبار کیا ہے تو صبرو بیگم کا اقرار کیسے نظر انداز کیا جاسکتا۔ واقعہ کی اصل حقیقت اور مسئلہ کے اندر علماء کا اختلاف پیش خدمت روانہ کیا جاتا ہے اصول شرعیہ اور دین اسلام کی رو سے جو حق فیصلہ ہو رقم طراز فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ مسماۃ نے اپنے دیور کے متعلق دعویٰ اور اقرار زنا کیا تو مسماۃ کے حق میں اس دیور کی اولاد کی حرمت ثابت ہوگئی [1] اب اس کے لڑکے سے نکاح جائز نہیں [2] مسماۃ کا اب یہ کہنا کہ

[1] لو اقر بحرمة المصاهرة یؤ اخذبه ویفرق بینهما وکذالک اذا اضاف ذلک الی ماقبل النکاح بان قال لامرأته کنت جامعت امک قبل نکاحک یؤاخذبه (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

میں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا اس نکاح کے حق میں قابل قبول نہیں۔ اقرار کا حجت قاصرہ ہونا مسلم ہے۔ یہاں بھی مقرہ کے حق میں اس اقرار کی وجہ سے حرمت ثابت ہوئی ہے[۱]۔ یہ کہنا کہ عورت کے قول کا سرے سے اعتبار نہیں بالکل غلط اور لغو ہے کتب فقہ میں جزئیات واضحہ مصرحہ اس کی تردید کرتی ہیں[۲]۔ اگر مذکر کا صیغہ اس نوع کے احکام میں ذکر کیا جائے تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ عورتوں کے لئے یہ احکام ثابت نہیں، عامۃً قرآن کریم حدیث شریف کتب فقہ میں عبادات معاملات وغیرہ کے مسائل میں مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ مؤنث کا صیغہ اس جگہ ذکر کرتے ہیں جہاں دونوں کے احکام میں فرق بتانا مقصود ہوتا ہے یا اور کوئی حکمت ہوتی ہے تو کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ عورتوں کے لئے صرف وہ احکام ہیں جہاں مؤنث کا صیغہ مذکور ہے باقی سب احکام مردوں کے لئے ہیں ہرگز نہیں بلکہ تمام احکام عام ہوتے ہیں۔ لان النساء شقائق الرجال الا ان یدل دلیل الخصوص[۲]۔

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) ویفرق بینهما، والاصرار علی هذاالاقرارلیس بشرط حتی لورجع عن ذٰلک وقال کذبت فالقاضی لایصدقه الخ فتاوی عالمگیری کوئٹه ص۲۷۵/ ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة ومما یتصل بذالک مسائل البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۱/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

[۲] لوزنا با مراة حرمت علیه اصولهاوفروعهاوحرمت المزنیة علی اصوله وفروعه، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ج ۱/باب المحرمات مطبع دارالکتب العلمیة بیروت،شامی دارالفکر ص ۳۱/ ج۳/فصل المحرمات،البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۱/ج۳/فصل فی المحرمات.

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) [۱] لواقر بحرمة المصاهرة یؤاخذبه ویفرق بینهما وکذالک اذا اضاف ذٰلک الی ماقبل النکاح بان قال لامرأته کنت جامعت امک قبل نکاحک یؤاخذبه ویفرق بینهما، والاصرارعلی هذا الاقرارلیس بشرط حتی لورجع عن ذٰلک وقال کذبت فالقاضی لایصدقه الخ فتاوی عالمگیری کوئٹه ص۲۷۵/ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة ومما یتصل بذالک مسائل البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۱/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

[۲] ویثبت (ای الرضاع)بشهادة رجلین اورجل وامراتین وقال مالک یثبت بشهادة امرأة واحدة هدایه ص ۳۵۴/ج۳/کتاب الرضاع،مطبع تهانوی دیوبند. فی حدیث عائشةؓ قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان النساء شقائق الرجال قال علی القاری: قال الخطابی فی الحدیث من الفقه اثبات القیاس والحاق النظربالنظر وان الخطاب اذاورد بلفظ الذکور کان خطابا للنساء الافی مواضع مخصوصة الخ مرقاة ص۳۲۷/ ج ۱/ باب الغسل الفصل الثانی اصح المطابع بمبئی.

عالمگیری قاضیخان فتح القدیر وغیرہ میں ایسے جزئیات موجود ہیں جن میں عورت کے قول فعل اقرار کی وجہ سے حرمت کا حکم دیا گیا ہے کہیں مطلقاً کہیں مرد کی تصدیق کے ساتھ جیسا کہ مرد کے قول وفعل واقرار کی وجہ سے حرمت کا حکم کیا جاتا ہے۔ کہیں مطلقاً، کہیں عورت کی تصدیق کے ساتھ، ہدایہ میں ہے۔ ومن مسته[۱] امرأة بشهوة حرمت عليه امها وبنته یہاں دیکھئے عورت کے فعل پر حرمت مرتب ہوئی فتح القدیر[۲] ص ۳۶۶/ج ۲/میں شیخ ابن ہمام اس کے ذیل میں فرماتے ہیں ومس امرأة كذلك معلوم ہوا دونوں کے فعل میں کوئی فرق نہیں۔ وثبوت الحرمة بمسها مشروط بان يصدقها او يقع في اكبر رايه صدقها وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسه اياها[۳] نیز ایک جزئیہ امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے امرأة قبلت ابن زوجها وقالت كانت من شهوة ان كذبها الزوج لا يفرق بينهما ولو صدقها وقعت الفرقة[۴] فتاویٰ عالمگیری مصری ص ۲۷۶/ ج ۱/ میں ہے رجل تزوج امرأة على انها عذراء فلما اراد وقاعها وجدها قدافتضت فقال لها من افتضك فقالت ابوك ان صدقها الزوج بانت منه ولا مهر لها وان كذبها فهي امرأته كذا في الظهيرية[۵] اس کے کچھ بعد ایک جزئیہ عالمگیری میں نقل کیا ہے جس میں محض ایک جانب سے اقرار ہے پھر بھی حرمت کا حکم کیا گیا ہے تزوج بامة رجل ثم ان الامة قبلت ابن زوجها قبل الدخول بها فادعى الزوج انها قبلت بشهوة وكذبه المولىٰ فانها تبين من زوجها لاقرار الزوج انها قبلته بشهوة[۶] دیکھئے اس صورت میں فعل صادر ہوا عورت کی طرف سے

---

[۱] هداية اولين ص ۲۸۹/ج ۱/كتاب النكاح طبع تهانوى ديوبند.

[۲] فتح القدير مصرى ص ۲۲۱/ج۳/كتاب النكاح.

[۳] فتح القدير ص ۲۲۲/ج۳/فصل المحرمات مطبع دارالفكر.

[۴] فتح القدير مصرى ص ۲۲۲/ج۳/ فصل فى المحرمات.

[۵] عالمگيرى مجيدى كانپور ص ۵/ج ۲/عالمگيرى مصرى ص ۲۷۶/ج ۱/القسم الثانى المحرمات بالصهرية.

(حاشیہ نمبر ۶ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اوراقرار کیا مرد نے پھربھی حرمت ہوگئی معلوم ہوا کہ عورت کے فعل پربھی حرمت مرتب ہوتی ہےاور مقرہ کےحق میں حرمت ہونا اس کی حجت قاصرہ ہونے کے منافی نہیں بلکہ حجت قاصرہ ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ مقرہ کےحق میں حرمت ثابت ہوجائے یہاں مسماۃ مقرہ ہے لہٰذا اس کے حق میں حرمت ثابت ہوجائیگی اورایسا نہیں ہوسکتا کہ مسماۃ کے حق میں تو حرمت ہواور دیور کےلڑکے کےحق میں حلت باقی رہےاگر مقر کےحق میں بھی ثابت نہ ہوتو پھراقرار کی حجیت ہی ختم ہوجائے گی ۔بحرص ۱۰۸/ج ۳/میں ہے لافرق بين الرجل والمرأة فلومست المرأة عضواً من اعضاء الرجال بشهوة اونظرت الى ذكره بشهوة فثبتت الحرمة[1].

اقرار سے رجوع اوراپنےنفس کی تکذیب ایسے مسائل میں قضاءً معتبرنہیں۔کذا فی البحر[2] ص ۱۰۹/ج ۳۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۴/۱/ ۶۶ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۲۵/ربیع الثانی ۶۶ھ

(پچھلےصفحہ کاباقی حاشیہ ملاحظہ فرمائیں) [۱] الهندية ص ۲۷۶/ج ۱/مصری ، القسم الثانی المحرمات بالصهرية، تاتارخانيه ص ۲۲۵/ج ۲/كتاب النكاح،اسباب التحريم، ادارة القرآن كراچی.

[۲] البحر كوئٹه پاكستان ص ۱۰۱/ج ۳/ فصل فی المحرمات،تاتارخانيه ص ۲۲۰/ج ۲/ اسباب التحريم طبع ادارة القرآن كراچی.

[۳] وفى الخلاصة قيل لرجل مافعلت بأم امراتک قال جامعتها ثبتت الحرمةو لايصدق انه كذب وإن كانوا هازلين والإصرار ليس بشرط فى الإقرار لحرمةالمصاهرة البحرالرائق ص ۱۰۱/ ج ۳/كوئٹه پاكستان فصل فى المحرمات،عالمگيری كوئٹه ص ۲۷۵/ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية ومما يتصل بذلک مسائل،تاتارخانيه ص ۲۲۶/كتاب النكاح،اسباب التحريم طبع ادارةالقرآن كراچی.

حرمت مصاہرت کے لئے مرد کا اقرار

سوال:-ایک آدمی پرالزام ہے کہ اس نے اپنی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے مگر کہیں سے اس کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ کیا سچ ہے یا غلط ہے۔

گواہ (۱) اس آدمی کی زوجہ کہتی ہے کہ میں نے شوہر کا ذکر کھڑا دیکھا۔تو شک ہوا کہ یہ زنا کرکے آئے ہیں۔

گواہ (۲) لڑکی کی عمر ۹ رسال اس کا بیان ہے کہ سب جھوٹ ہے کچھ نہیں ہوا، خود وہ شخص کہتا ہے کہ خدا گواہ ہے کچھ نہیں ہوا جب کہ وہ پہلے ایک یا دو مولوی کے سامنے زنا کا اقرار کر چکا ہے، دوسرے روز کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں ہے، کہ میں نے کیا کہا ہے۔اس صورت میں اسکی زوجہ حرام ہوگئی یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

عورت کا جو کچھ بیان ہے وہ تو ثبوت زنا کے لئے بالکل کافی نہیں[1] لیکن مرد کا اقرار کر لینا حرمت کے لئے کافی ہوگا، یعنی جس نے دو مولویوں کے سامنے اقرار کیا اور وہ گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ اس نے اپنی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اس پر اس کی عورت یعنی لڑکی کی ماں حرام ہوگئی ہے[2] اس سے علیٰحدگی ضروری ہے۔ صاف صاف کہہ دے کہ میں نے تعلق نکاح ختم کر دیا[3] اس کے بعد اس کی وہ عورت عدت تین حیض گذار کر دوسری

---

[1] اربعة رجال فلاتقبل شهادة النساء شامی ص ۴٦۴ / ج۵ / کتاب الشهادة، دارالفکر بیروت، هدایه ص ۱۵۴ / ج۳ / کتاب الشهادة، مکتبه تهانوی دیوبند، البحر کوئٹه ٦۰ / ج۷ / کتاب الشهادة.

[2] لو أقربحرمة المصاهرةيوأخذ به ويفرق بينهما، والإصرار على هذا الإقرار ليس بشرط حتى لو رجع عن ذالک وقال كذبت فالقاضی لايصدقه الهندية ص ۲۷۵ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية مکتبه کوئٹه پاکستان، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۰۱ / ج۳ / فصل فی المحرمات، تاتارخانيه ص ۲۲٦ / ج ۲ / کتاب النکاح، اسباب التحريم مطبع ادارة القرآن کراچی.

[3] وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج بآخر (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

جگہ اپنا نکاح کرلے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۸۵ھ
الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ

کیا حرمت مصاہرت حلالہ سے ختم ہو جاتی ہے

سوال:- زید نے اپنی بیوی ہندہ کے ساتھ وطی کر کے دونوں میاں بیوی ایک بستر پر سورہے تھے آخراللیل میں ہندہ کی ماں داماد کے پاس سوگئی۔ داماد نے ساس کے ساتھ اپنی بیوی جان کر وطی بالشبہ کیا قریب الانزال کے وقت معلوم ہوا کہ بیوی نہیں بلکہ اس کی ساس ہے ساس کو دیکھ کر زید فوراً علیحدہ ہو گیا بعدہ ایک شخص سے زید نے ذکر کیا کہ واقعہ یہ ہے اس نے چند عالموں سے دریافت کر کے کہا کہ زید تم پر ہندہ حرام ہوگئی ہے بوجہ طلاق کے اگر تم چاہو تو بعد حلالہ کے ہندہ سے نکاح کر سکتے ہو یہ بات سن کر زید نے بعد حلالہ ہندہ سے نکاح کر لیا اسی طرح دو سال گذر گیا بعدہ ایک شخص نے کہا کہ بھائی زید میں نے اور عالموں سے اس مسئلہ کو دریافت کیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہندہ زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی لہٰذا زید نے ہندہ کو طلاق نامہ رجسٹری کرا کر بھیج دیا۔ ان سب واقعات کے پہلے ایک لڑکی دو لڑکے تھے انہوں نے اپنی ماں ہندہ کو لا کر دوسرے مکان میں رکھا۔ اب زید پر ہندہ کسی صورت میں حلال ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر حلال نہ ہو تو زید ہندہ کی معیشت کا بندوبست کرسکتا ہے یا نہیں اور زید نے ہندہ

(پچھلے صفحہ کا باقی) الا بعد المتارکة وانقضاء العدة والمتارکة لایتحقق الا بالقول ، الدر المختار مع الشامی فصل المحرمات، دار الفکر ص۳۷/ج۳/طحطاوی علی الدر المختار ص۱۷/ ج۳/ فصل فی المحرمات دار المعرفة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

---

[۱] اذا طلق الرجل امرأته اووقعت الفرقة بینهما بغیر طلاق وهی حرة ممن تحیض فعدتها ثلاثة أقراء هندیه کوئٹه ص۵۲۶/ج۱/الباب الثالث عشر فی العدة.

کے ساتھ بعد وطی بالشبہ شخص مذکورہ کے قول کے مطابق نکاح کر کے وطی کیا اس پر کیا حکم ہے؟
اور اس جاہل مفتی پر کیا حکم ہے اور اس واقعہ کے شاہدوں سے وطی بالشبہ کا ثبوت نہ ہو بلکہ زنا
کا ثبوت ہو تو اس پر کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

وہ زوجہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی کوئی صورت اس کے حلال ہونے کی نہیں اس سے متارکت واجب ہے ہمیشہ کے لئے اس کو چھوڑ دے اور کہدے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا پھر بعد عدت وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرلے۔ جس شخص نے یہ مسئلہ بتلایا ہے کہ طلاق پڑ گئی حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح درست ہے اس نے غلط بتایا حرمت مصاہرت سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح باطل نہیں ہوتا البتہ نکاح فاسد ہوجاتا ہے اور عورت کو چھوڑنا واجب ہوجاتا ہے اور بعد حلالہ کے دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة و الوطء بها لايكون زنا اھ درمختار ذكر محمد فى نكاح الاصل ان النكاح لايرتفع بحرمةالمصاهرة والرضاع بل يفسد حتى لووطيها الزوج قبل التفريق لايجب عليه الحد اشتبه عليه اولم يشتبه عليه وقدصرحوا فى النكاح الفاسد بان المتاركةلاتتحقق الا بالقول قال فى الحاوى والوطى فيها لايكون زنا لانه مختلف فيه وعليه مهر المثل بوطيها بعدالحرمة ولاحد عليه ويثبت النسب اھ ردالمحتار[1] ص۲۴۳ / ج ۲ / شخص مذکور پر اس وطی کی وجہ سے حد زنا لازم نہیں ہوگی اور اس کا گناہ مفتی مذکور پر ہوگا اور بغیر تحقیق کے فتویٰ دینا حرام ہے۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ اجرأكم على الفتيا اجرأكم على النار عن ابى هريرة رضى اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبى ﷺ من افتى بفتيا من غير ثبت فانما اثمه علىٰ من افتاه

---

[1] ردالمحتار نعمانيه ص۲۸۳ / ج۲ / مطبوعه كراچى ص۳۷ / ج۳ / فصل فى المحرمات، طحطاوى على الدرالمختار ص۱۷ / ج۳ / فصل فى المحرمات مطبع دارالمعرفة بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۲۷۷ / ج۱ / القسم الثانى المحرمات بالصهرية ومما يتصل بذٰلک مسائل.

اھ دارمیؒ ص ۲ ۳/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

حرمت مصاہرت سے متعلق بیانات

سوال: –ایک شخص محمد عمر نے متوفیٰ عنہا زوجہا سے جو حاملہ ہے قبل از وضع حمل نکاح کرلیا جس کی وجہ سے دیندار مسلمانوں نے قطع تعلق کیا مزید براں یہ ہے کہ متوفیٰ عنہا زوجہا کے ماموں نے کہا کہ اس محمد عمر کے چرواہے نے مجھے کہا کہ اس متوفیٰ عنہا زوجہا کے ساتھ اس ناکح کے جو پہلی عورت سے ہے اس سے زنا ہوا ہے میں نے دیکھا ہے میں گواہی جہاں کہو گے آکر دونگا اسی طرح اس ناکح کی جو اگلی عورت ہے۔ اس نے بھی ایک دوسرے شخص سے کہا ہے کہ میں نے اپنے لڑکے کو جو محمد عمر کا لڑکا ہے اس نے بیسوں مرتبہ اس متوفیٰ عنہا زوجہا کے ساتھ زنا کیا ہے اس بناء پر عمر تائب ہونے کو تیار ہوا بشرطیکہ یہ متوفیٰ عنہا زوجہا جس سے حالت حمل میں میں نے عقد کیا ہے صحیح نہیں ہوا تو دوبارہ مجھ سے عقد کرادو، گاؤں والوں نے کہا کہ تمہارے لڑکے سے جب اس کے ساتھ زنا ہوا ہے تو دائماً تم اس سے عقد نہیں کر سکتے ہیں اب دریافت کرنے پر اور مجبور کرنے پر وہ شرعی فیصلہ پر تیار ہوا اور مدعی مدعیٰ علیہ اور گواہوں کا بیان لیا گیا جو آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔

مدعی نور احمد: میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ عمر کے لڑکے قمر الدین نے اس عمر کی منکوحہ ثانی متوفیٰ عنہا زوجہا سے زنا کیا ہے۔ قبل این عقد الخ۔

---

[۱] دارمی ص۵۷/ج ۱/باب الفتیاء مافیہ من الشدۃ مکتبۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت، مشکوۃ شریف ص ۳۵/ج ۱/کتاب العلم الفصل الثانی مطبع یاسر ندیم دیوبند، فیض القدیر ص ۵۸/ج ۱/مطبع دار الفکر بیروت.

(مدعی علیہ قمرالدین ولد عمر) میں حلفیہ بیان کہتا ہوں کہ مسماۃ دوران متوفیٰ عنہا زوجہا سے میں نے زنا نہیں کیا۔

(گواہ والدہ قمرالدین جوزوجہ اولیٰ عمر ہے) میں نے اپنے لڑکے قمرالدین کو دوران کے ساتھ زنا کرتے نہیں دیکھا۔

(گواہ دوم کمال الدین) میں نے عمر کے لڑکے قمرالدین کو مسماۃ دوران کے ساتھ زنا کرتے نہیں دیکھا۔

اب سوال یہ ہے کہ نور محمد سے پہلے گواہ دویم نے رویت زنا کا اقرار کیا ہے۔

(ب) عمر کی اول عورت اپنے بھائی سے پہلے اقرار کر چکی کہ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ میں نے اپنے لڑکے کو دیکھا ہے اپنے ہاتھ سے ایک دوسرے کو علیٰحدہ کیا لیکن اب گواہی کے وقت رویت زنا کی منکر ہے جب پوچھا گیا کہ تم نے اپنے بھائی سے رویت زنا کی کیسے خبر دی تب جواب دیا میرے شوہر نے دوسری شادی کر کے مجھے اذیت پہونچائی جس کی وجہ سے میں نے کہا۔

(ج) ایک شخص نے خبر دی ہے ان بیانات کے بعد کہ ان گواہوں نے برادری کے بعض افراد کے دباؤ سے یہ گواہی بدلی ہے۔

(د) یہ حرمت مصاہرت دیانات میں سے ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو عورت واحد یا مرد واحد کے خبر دینے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں۔

(ہ) اور یہ حکم مفتی کے سامنے جب گواہی دیگا تب ہی اس کی گواہی معتبر ہوگی یا اور دوسرے کے لئے مانی جائے گی۔ اگر کہے گا تو اس کے حق میں اور دوسرے لوگوں کے حق میں بھی کہے گا تو مانی جائیگی۔

(و) لفظ اشہد یا اس کا ترجمہ گواہی کے وقت ادا کرنا ضروری ہے کمافی متون کتب الفقہ۔

(ز) ان گواہوں کا حکم بھی تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سوال کچھ روز ہوئے پہلے بھی آیا تھا پہلے بھی یہاں میں تدافع تھا اب بھی تدافع ہے گواہوں کی طرف سے مدعی از خود تو رویت زنا کو نقل کرتا ہے اور جب ان کا بیان نقل کرتا ہے تو اس میں رویت زنا سے انکار ہے۔ شرعاً ثبوت زنا کے لئے چار عادل مردوں کی شہادت ضروری ہے[۱] اگر اس میں کمی ہو تو گواہوں پر حد قذف جاری ہوتی ہے اور خود مدعی پر بھی اس باب میں عورت کی شہادت قطعاً معتبر نہیں اگر شاہد بعد شہادت رجوع کر لیں تب بھی ان پر حد قذف جاری ہوگی[۲] یہ سب باتیں اسلامی حکومت کی ہیں یہ سب تفصیل قضاءً ہے لیکن دیانۃً حرمت مصاہرت ثابت ہونے کیلئے چار گواہوں کی ضرورت نہیں بلکہ اگر صرف ایک گواہ کے کہنے سے صدق کا غلبہ ظن حاصل ہو جائے تب بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ قاضی حکم یا مفتی کے سامنے گواہی دی جائے یا بصیغۂ اشہد بیان کیا جائے۔ بلکہ یہ قبیل اخبار سے ہے اور حرمت مصاہرت کے لئے حقیقی زنا شرط نہیں۔ بلکہ یہ حرمت مس بالشهوة اور تقبيل بالشهوة سے بھی ثابت ہوتی ہے[۳] ان تمام بیانات میں

---

[۱] ونصابها للزنا اربعة رجال وفى الشامى فلاتقبل شهادة النساء الدرالمختار مع الشامى دارالفكر ص ۴۶۴/ ج۵/ كتاب الشهادات، هدايه ص ۱۵۴/ ج۳/ كتا ب الشهادات طبع تهانوى ديوبند، البحر كوئٹه ص ۶۰/ ج۷/ كتاب الشهادات.

[۲] ويحد من رجع من الاربعة بعد الرجم فقط لانقلاب شهادته بالرجوع قذفاً الدر المختار مع الشامى دارالفكر ص ۳۴/ ج۴/ باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها كتاب الحدود، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۵۵، ۱۵۴/ ج۲/ المصدر السابق، هدايه ص ۵۲۰/ ج۲/ باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها مطبع تهانوى ديوبند.

[۳] والزنا يوجب حرمة المصاهرة وكذا المس بشهوة والمس شامل للتفخيذ والتقبيل والمعانقة ونظره الى فرجها الداخل، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ ج۱/ باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۰۰/ ج۳/ فصل فى المحرمات.

مسماۃ دوران کا بیان درج نہیں کہ وہ اقرار کرتی ہے یا انکار اگر وہ اقرار کرے اور اس کے اقرار سے مدعیٰ علیہ کو صدق کا غلبۂ ظن حاصل ہو جائے تب بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

رجل تزوج امرأة على انها عذراء فلما اراد وقاعها وجدها قد افتضت فقال لها من افتضک فقالت ابوک ان صدقها الزوج بانت منه ولامهر لها وان كذبها فهي امرأته كذا في الظهيرية هكذا في الهندية[1] ص ۲۷۶/ج ۱/.

خبر الواحد يقبل في الديانات كالحل والحرمة والطهارة والنجاسة اذا كان مسلماً عدلاً ذكرا او انثىٰ حراً او عبداً محدوداً اولا ولايشترط لفظ الشهادة والعدد وكذا في الوجيز للكردری هٰكذا في المحيط السرخسي والهداية اھ عالمگیری[2] ص ۳۱۰/ج ۵/ اذا كانت الزوجة مشتهاة فاخبره رجل ان ابا الزوج او ابنه قبلها بشهوة ووقع في قلبه انه صادق له ان يتزوج باختها اواربع سواها بخلاف مالواخبره بسبق الرضاع والمصاهرة على النكاح لان الزوج ثمه ينازعه وفي العارض لاينازعه لعدم العلم فان وقع عنده صدقهٗ وجب قبوله هٰكذا في الوجيز للكردري اھ هندية[3] ۳۱۲/ج ۵/.

حالت عدت میں جو نکاح کیا ہے وہ یقیناً ناجائز ہے اس کا فسخ اور متارکت واجب ہے[4]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۴/۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۴/۶۴ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/ربیع الثانی ۶۴ھ

---

[1] الهندية ص ۲۷۶/ج ۱/عالمگیری مجیدی کانپور ص ۵/ج ۲/القسم الثاني المحرمات بالصهرية.

[2] الهندية ص ۳۰۸/ج ۵/كتاب الكراهية، الباب الأول في العمل بخبر الواحد، مطبوعه كوئٹه پاكستان، هدايه ص ۴۵۴/ج ۴/كتاب الكراهية، مكتبه تهانوى ديوبند.

[3] عالمگیری ص ۳۱۲/ج ۵/ كتاب الكراهية، الفصل الثاني (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حرمت مصاہرت محض ظن سے

سوال: (۱) ہندہ ایک دفعہ اپنی ساس سے جھگڑتے ہوئے کہتی ہے کل کوتو مجھے اور تہمت بھی لگاویگی یعنی تیرا تعلق بکر سے ناجائز ہے بکراس بات کوسنکر مسکرایا۔

(۲) زید مع اپنی بیوی کے سفر میں تھا تو بکر یعنی زید کا باپ ملنے آیا پندرہ بیس روز رہا ہندہ خوب ان دنوں بکر کی خدمت کرتی رہی۔ بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتے رہتے اور ہندہ خوب دنداسہ مل کر ہونٹوں کو سرخ کرتی اور آنکھوں میں سرمہ ڈالتی اور وہ دوپٹہ جو ۲۶/۲۷/ سال کا بیاہ کا پڑا ہوا تھا اس نے نکال کر اپنے اوپر لے لیا اس پر زید کو شک ہوا چنانچہ زید رات کو اپنے پیشاب کے بار بار آنے کی تکلیف سے اٹھتا تو چار پائیاں ہندہ اور بکر کی جو دوسرے کمرہ میں تھیں (کیونکہ زید کو شک پہلے تھا ہی نہیں) چار پائی کے کھڑکنے کی آواز آئی اس پر زید کو شک ہوا ایک دفعہ زید بہت جلدی سے اٹھ کر پہونچا تو ہندہ اپنی چار پائی کے پاس جھکی ہوئی تھی۔ اس پر زید ہندہ کو پکڑ کر فی الفور باہر لے گیا اور اس کے سر پر قرآن پاک رکھا اور کہا سچ سچ بتا کہ تو کس چار پائی سے اٹھی ہے۔ ہندہ کہنے لگی کہ میں اٹھ کر اپنی چار پائی سے باہر چلی تھی اگر اپنی چار پائی کے بغیر اور کسی دوسری چار پائی سے اٹھی ہوں یعنی بکر کی چار پائی سے تو مجھے مرتی دفعہ ایمان نصیب نہ ہو۔

(۳) دو تین موقع پر بکر اور ہندہ کو دیکھا گیا کہ رات کو چار پائی اس طرح بچھاتے ہیں چار پائیوں کے سر قریب قریب رہیں۔

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات.

[۴] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير: لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا شامی ص ۱۳۲/ج۳/باب المهر فی النكاح الفاسد دار الكتب العلميه بيروت، فتاوى عالمگيری كوئٹه ص ۲۸۰/ج ۱/القسم السادس المحرمات التی يتعلق بهاحق الغير قاضی خان علی الهندية ص ۳۶۲/ج ۱/باب المحرمات كوئٹه پاكستان.

(۴) ہندہ اور بکر اکثر علیٰحدگی کی تلاش میں رہتے ہیں اگر ہندہ کو کہا جاتا ہے کہ تو برائی سے واپس آجا تو کہتی ہے اگر میں بری ہوں تو مجھے مرتی دفعہ ایمان نصیب نہ ہو یا جو حصہ غیر مرد نے چھوا ہے وہ دوزخ میں جلے کبھی زید سے کہتی ہے کہ میرا فیصلہ خدا تعالیٰ تمہارے سامنے کرے۔ بکر بھی انکار کرتا ہے۔

کیا مندرجہ بالا حالات میں ہندہ زید پر حلال ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کو ہندہ کا یقین ہے کہ وہ اپنے بیان میں سچی ہے تو وہ زید پر حرام نہیں ہوئی نکاح بدستور باقی ہے۔ مگر بکر سے اس قدر بے تکلفی اور اختلاط نہیں چاہئے اس کے انتظام کی ضرورت ہے اور اگر زید کو ہندہ کا یقین نہیں بلکہ اس کو ظن غالب ہے کہ ہندہ کا تعلق بکر سے ناجائز ہے اور مس بالشہوۃ کی نوبت آئی ہے[1] تو اس کو علیٰحدہ کردے یعنی طلاق دے کر تعلق منقطع کردے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/صفر ۶۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/صفر ۶۳ھ

حرمت مصاہرت اور وجوب حد زنا میں فرق

سوال: – زید و ہندہ کسی عالم کے آگے جا کر اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے زنا کیا ہے

---

[1] وثبوت الحرمة بمسها مشروط بأن يصدقها اُويقع فى اكبر رأيه صدقها الخ، فتح القدير ص ۲۲۲/ج ۳/ فصل فى بيان المحرمات مكتبه مصرى، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۰۰/ج ۳/ فصل فى المحرمات، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص ۳۳/ج ۳/ فصل فى المحرمات.

[2] وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج بأخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة الدر المختار على الشامى كراچى ص ۳۷/ج ۳/ فصل فى المحرمات، طحطاوى على الدر المختار، ص ۱۷/ج ۲/ كتاب النكاح فصل فى المحرمات مطبع دار المعرفة بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۷۷/ج ۱/ القسم الثانى المحرمات بالصهرية ومما يتصل بذلك مسائل.

خواہ وہ عالم ان دونوں کا حکم ہو جائے یا نہ، کیا صورت مذکورہ میں مصاہرت عندالاحناف ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ یعنی بر تقدیر ثبوت زنا کے ہندہ کی ماں یا دختر کا نکاح زید کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ زنا کا ثبوت دو طرح پر ہے ایک یہ کہ قاضی کے آگے جا کر چار گواہ عدول بدین طور اپنی شہادت ادا کریں کہ۔ رأيناه وطئها في فرجها كالميل في المكحلة.

دوم یہ ہے کہ دونوں زنا کنندگان صریحاً قاضی کے آگے جا کر زنا کا اقرار چار مجلس میں کریں۔ اور مانحن فيه میں یہ دونوں صورتیں مفقود ہیں کیونکہ یہاں شرعی قاضی موجود نہیں ہے اور عالم مذکور قاضی شرعی نہیں ہے۔ حکم ہو یا نہ ہو پس بغیر دو صورت مذکورہ کے ثبوت زنا عندالحنفیہ نہیں ہے اور یہ مسئلہ کتب احناف میں کسی کتاب میں نہیں ملتا کہ عالم مذکور اگرچہ حکم بھی ہو وہ قاضی کے حکم میں ہے۔ پس مانحن فيه. میں زنا ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب زنا ثابت نہیں تو ثبوت مصاہرت کہاں۔ پس زید ہندہ کی ماں اور دختر کو نکاح میں لا سکتا ہے؟

درمختار میں ہے۔ فلا يثبت بعلم القاضي ولابالبينةعلى الاقرار الخ، يثبت کا فاعل ہے ردالمحتار میں اس کے تحت میں مرقوم ہے تصريح علىٰ مافهم من حصر ثبوته باحد شيئين الشهادة بالزنا اوالاقرار به وقوله ولابالبينة على الاقرار بيان لفائدة تقييد الشهادة بان تكون على الزنا الخ. پس ثابت ہوا کہ زنا سے ثبوت کے لئے یہی دو صورتیں ہیں۔ تیسری صورت بالکل کوئی نہیں تم کلام المفتی الفنجابی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ثبوت زنا کی جو صورتیں سائل نے نقل کی ہیں وہ وجوب حد کے لئے ہیں کیونکہ حد کو شبہات کی بناء پر ساقط کرنے کا حکم ہے ادرؤ الحدود ما استطعتم الحديث[1] ثبوت حرمت

[1] عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادرؤا الحدود عن المسلمين مااستطعتم ،ترمذی شريف ص ۱۷۱/ج ۱/ باب ماجاء فی درالحدود مکتبة رشيديه دهلی.

مصاہرت کے لئے ان صورتوں کی ضرورت نہیں ہے کہ نفس اقرار یا شہادت کافی ہے اپنے اقرار پر اصرار بھی ضروری نہیں حتی کہ اگر اقرار سے رجوع کر کے اپنی تکذیب کردے تو شرعاً وہ تکذیب معتبر نہیں اوراس حرمت کا ثبوت جس طرح زنا سے ہوتا ہے مس بالشہوۃ وتقبیل بالشہوۃ سے بھی ہوجاتا ہے۔ نیز عمد، نسیان۔ اکراہ، خطا، سب کا ایک حکم ہے اوران صورتوں میں حدزنا شرعاً جاری نہیں ہوتی ہے۔ مسائل حلت وحرمت میں مفتی کا فتویٰ عامی کے حق میں بمنزلہ قضاء القاضی ہے۔ تثبت حرمة المصاهرة بالوطء حلالا كان أو عن شبهة او زنا كذا فى فتاوىٰ قاضى خان[۱] من زنىٰ بامرأة حرمت عليه امها وان علت وابنتها وان سفلت وكذا تحرم المزنى بها على اٰباء الزانى واجداده وان علوا وابنائه وان سفلوا كذا فى فتح القدير[۲] وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل سواء كان بنكاح اوملك اوفجور ثم لافرق فى ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامداً او ناسياً اومكرها اومخطئا كذا فى فتح القدير[۳] لواقر بحرمة المصاهرة يؤاخذ به ويفرق بينهما والاصرار على الاقرار ليس بشرط حتى لورجع عن ذلک فقال كذبت فالقاضى لايصدقه ولكن فى مابينه وبين الله تعالىٰ ان كان كاذباً فيما اقر لاتحرم عليه امرأته اھ كذا فى الهندية[۴] مختصراً۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲؍۳؍۶۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲؍ربیع الاول ۶۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲؍ربیع الاول ۶۳ھ

۱؎ فتاوىٰ قاضى خاں ص ۳۶۰ ؍ ج ۱ ؍باب المحرمات كوئٹه پاكستان، كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص ۶۲ ؍ ج ۴ ؍مبحث فيماتثبت به حرمة المصاهرة مطبع مكتبة الرشيد ديوبند.

۲؎ فتح القدير مصرى ص ۲۱۹ ؍ ج ۳ ؍باب بيان المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۸۱ ؍ ج ۱ ؍ باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت، شامى دارالفكر ص ۳۱ ؍ ج ۳ ؍فصل فى المحرمات.

۳؎ فتح القدير مصرى ۲۲۲ ؍ ج ۳ ؍باب بيان المحرمات، الدرالمختار (باقی حواشی اگلے صفحہ پر دیکھئے)

حرمت مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا

سوال:– اذازنی احدٌ مع امرأته بنت امرأته اوبنته ای بنت الزوجة والزوج معاً هل امرأته حلال ام حرامٌ واذا كان حراماً هل يبقى طلاقها ونكاحها؟[۱]

الجواب حامداً ومصلیاً

من[۱] زنى باحدى من ذكرت فى السوال حرمت عليه زوجته ولكن لم يرتفع النكاح بعد فعليه ان يفارقها فراقاً تاماً قال فى الدرالمختار وحرم بالصهرية اصل مزنية الىٰ قوله وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لايحل له التزوج باٰخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة[۲] اھ وقال فى الشامى قال فى البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علىٰ اصول الزانى وفروعه وحرمة اصولها وفروعها على الزانى كما فى الوطئى الحلال[۳] اھ مختصر اًص ۲۷۹/ج ۲/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) مع الشامی دارالفکر ص ۳۵/ ج ۳/ فصل فى المحرمات، زيلعى ص ۱۰۷/ ج ۲/ فصل فى المحرمات مطبع امداديه ملتان.

[۲] الهندية ص ۲۷۵/ ج ۱/ القسم الثانى المحرمات بالصهرية مطبوعه كوئٹه پاكستان، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۰۱/ ج ۳/ فصل فى المحرمات، تاتارخانيه ص ۲۲۶/ ج ۲/ كتاب النكاح اسباب التحريم مطبع ادارة القرآن كراچى.

---

[۱] **ترجمہ سوال:** جب کوئی شخص اپنی عورت کی موجودگی میں اس کی بیٹی یا اپنی بیٹی (یعنی بیوی کی اور اپنی) سے زنا کرے تو کیا اس کی عورت حلال رہے گی یا حرام ہوجائیگی اور جب حرام ہوجائیگی تو اس کے طلاق ونکاح (کا حکم) باقی رہے گا یا نہیں؟

ترجمہ جواب: جو شخص ان میں سے کسی سے زنا کرے جن کا سوال میں ذکر ہے اس کی بیوی اس پر حرام ہوجائے گی لیکن نکاح ختم نہیں ہوگا بلکہ اس (شوہر) پر اس کو پورے طور پر جدا کرنا لازم ہے۔ درمختار میں کہا ہے کہ صہریت کی وجہ سے اصل مزنیہ حرام ہوجاتی ہے (اس کے قول تک) اور حرمت مصاہرت سے (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

حرمت مصاہرت کی ایک صورت

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمّٰی پیر جان ہمراہ زوجۂ خود مسماۃ ہندہ چند دن اتفاقیہ آباد رہا چنانچہ مذکورہ سے دولڑکیاں پیدا ہوئیں بعدہ جب پیر جان نے دوسری شادی کی تو ہندہ نے بھاگنا شروع کیا جس میں اس بات کا چرچا پھیلا۔ کہ پیر جان کا بھائی مسمّٰی جموں خاں شرارت کرتا ہے اس لئے ہندہ بھاگتی ہے اور روپوش ہوجاتی ہے۔ اگرچہ فی الواقع جموں خاں کی شرارت ضرور رہی ہے لیکن نہ کبھی ہندہ کو لے بھاگا اور نہ اس کے ساتھ کبھی روپوش ہوا اس اثناء مخالفت فی مابین زوجین میں ہندہ کے بطن سے ایک لڑکا علی اختر پیدا ہوا جس کی نسبت ولدیت کا پیر جان قائل ہے کہ علی اختر میرا ہی بیٹا ہے جب علی اختر سال یا ڈیڑھ سال کی عمر کا ہوا تو اس کی والدہ ہندہ مذکورہ کو پیر جان نے طلاق دیدی بعد انقضاء عدت ہندہ کے ساتھ جموں نے نکاح کرلیا اب جموں خاں کی لڑکی دوسری زوجہ مسماۃ فاطمہ کے بطن سے ہے اس کے ساتھ علی اختر خاں نکاح کرنا چاہتا ہے مذکورہ کے لئے وہ لڑکی شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) نکاح ختم نہیں ہوتا حتی کہ اس کو دوسرے شخص سے نکاح بھی حلال نہیں ہوتا مگر متارکت اور عدت ختم ہونے کے بعد اھ اور شامی نے کہا ہے کہ بحر میں کہا ہے کہ حرمت مصاہرت سے حرمات اربع کا ارادہ کیا ہے۔ عورت کا زانی کے اصول اور اس کے فروع پر حرام ہونا اور عورت کے اصول وفروع کا زانی پر حرام ہونا جیسا کہ وطی حلال میں ہوتا ہے۔

[۲] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۳۷/ج۳/ مطبوعه نعمانیه ص ۲۷۹/ج۲/فصل فی المحرمات،طحطاوی علی الدرالمختار ص۱۷/ج۲/فصل المحرمات مطبع دارالمعرفة بیروت،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ج۱/المحرمات بالصهریة.

[۳] الدرالمختار علی الشامی ص۳۱/ج۳/باب المحرمات،دارالفکر بیروت،البحرالرائق کوئٹه ص۱۰۱/ج۳/فصل فی المحرمات،مجمع الانهر ص۴۸۱/ج۱/باب المحرمات، مطبع دار الکتب العملیة بیروت

(۲) بوجہ قواعد فقہیہ صورت ہذا میں حرمت مصاہرت یہاں ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۳) اور وہ جو فتح القدیر میں مرقوم ہے کہ کسی شخص نے منکوحۂ غیر باکرہ بالغہ کو حبس کرلیا تو بحالت حبس مذکورہ سے جو اولاد پیدا ہوئی تو اس کی نسبت ولدیت بطرف حابس منسوب ہے تو صورت مسئولہ میں یہ وجہ صادق آسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں علی اختر خاں کا نسب مسمی پیر جان سے ثابت ہے مسمی جموں خاں سے ثابت نہیں قال اصحابنا فی ثبوت النسب ثلٰث مراتب احدهما النكاح الصحيح وماهو فی معناه من النكاح الفاسد والحكم فيه انه يثبت النسب من غير دعوة ولاينتفی بمجرد النفی وانما ينتفی باللعان فان كانا ممن لالعان بينهما لاينتفی نسب الولد كذا فی المحيط فتاویٰ عالمگيری مطبوعه نولكشور[1] ص ۵۵۲/ الباب الثانی عشر فی ثبوت النسب، كتاب الطلاق.

لہٰذا جموں خاں کی دوسری زوجہ کی لڑکی سے علی اختر کا نکاح شرعاً درست ہے واما بنت زوجة ابيه اوابنه فحلال درمختار[2] علی الشامی مصری كتاب النكاح فصل فی المحرمات. اس حرمت مصاہرۃ کا اثر جموں خاں کی لڑکی اور پیر جان کے لڑکے پر نہیں پڑے گا بلکہ مسماۃ ہندہ کے اصول وفروع جموں خاں پر حرام ہو جائیں گے۔[3] فتح القدیر کی عبارت مع

---

[1] الهندية ص ۵۳۶/ج ۱/الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب مكتبة كوئٹه پاكستان، الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص ۵۵۰/ج ۳/كتاب الطلاق فصل فی ثبوت النسب مطلب الفراش علی اربع مراتب.

[2] الدر المختار علی الشامی زكريا ص ۱۰۵/ج ۴/ كتاب النكاح فصل فی المحرمات، فتح القدير ص ۲۱۹،۲۱۸/مطبع دار الفكر، فتاوی عالمگيری كوئٹه ص ۲۷۷/ج ۱/المحرمات بالصهرية.

[3] المحرمات بالمصاهرة وهن انواع اربعة فروع نسائه المدخول بهن واصولهن وحلائل فروعه وحلائل اصوله زيلعی ص ۱۰۱/ج ۲/فصل فی المحرمات، مطبع امداديه ملتان، البحر الرائق كوئٹه ص ۹۲/ج ۳/فصل فی المحرمات، شامی دار الفكر ص ۲۸/ج ۳/فصل فی المحرمات.

حوالہ صفحہ و باب و مطبع کتاب نقل کیجائے تب اس کے متعلق کچھ لکھا جاسکتا ہے سوال میں جو عبارت ہے فتح القدیر کی نہیں ہے خدا جانے وہاں کی کس عبارت کا یہ مطلب سمجھ لیا گیا اور اس مطلب پر بھی صورت مسئولہ منطبق نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس میں بکر کی قید ہے اور ہندہ ''بکر'' نہیں جیسا کہ سائل نے خود اقرار کرلیا کہ چنانچہ مذکورہ سے دولڑکیاں پیدا ہوئیں۔ دوسرے اس میں حبس کی قید ہے اور صورت مسئولہ میں جموں نے ہندہ کو حبس نہیں کیا جیسا کہ سائل نے لکھا ہے کہ ولیکن نہ کبھی ہندہ کو لے بھاگا اور نہ کبھی اس کے ساتھ روپوش ہوا پھر تعجب ہے کہ فتح القدیر کی کس عبارت کے اس مطلب کو سامنے رکھتے ہوئے بھی علی اختر کے متعلق کیسے شبہ ہوا کہ اس کا نسب جموں خاں سے ثابت ہوکر جموں کی لڑکی سے جو کہ دوسری زوجہ سے ہے جائز نہ ہو۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲ ؍رجب ۵۴ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۵ ؍رجب ۵۴ھ

حرمت مصاہرت کی شرط

سوال:- مسماۃ فاطمہ اپنے شوہر زید کے گھر بطریق سکونت گئی اور پدر زید مسمی عمر بھی ہمراہ پسر خود زید سکونت پذیر ہے کچھ عرصہ بعد مسماۃ فاطمہ نے اپنے میکے جا کر خسر خود عمر کو متہم کیا کہ میرے خسر عمر نے بنگاہ بد مجھے پکڑا اور ارادہ بد کا رکھتا ہے اور کوئی گواہ موجود نہیں بلکہ عام لوگ کہتے ہیں کہ واقعی یہ واقعہ درست ہے مگر شاہد عینی کوئی نہیں خصومت میں سب لوگ انگشت نما ہیں۔ پنچایت نے زوجہ فاطمہ کو شوہر زید سے چھڑا لیا یعنی بلا طلاق حاصل کئے کوئی نکاح غیر پڑھانا چاہتے ہیں۔ جواب تحریر فرماویں۔۲۱ ؍شعبان ۵۶ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کو مسماۃ فاطمہ کے قول کے صدق کا یقین یا ظن غالب ہے تو وہ زید پر حرام ہوگئی

لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹا جب تک متارکت ومفارقت اس طرح نہ ہوجائے کہ زید کہد ے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا یا طلاق دیدی تیرا دل جہاں چاہے نکاح کرلے اوراس کے بعد عدت گذر جائے اس وقت تک دوسری جگہ نکاح درست نہیں۔ اگر زید کواس کے صدق کا یقین اورظن غالب نہیں تو وہ حرام ہی نہیں ہوئی۔ لہٰذا اس کا دوسرا نکاح درست نہیں اس کے لئے زید کی طرف سے طلاق ومفارقت ضروری ہے۔ اس کے بغیر اس کے نکاح ثانی میں شرکت کرنے والے اگر مسئلہ جاننے کے باوجود شریک ہوں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ان کو توبہ کرنا لازم ہے۔ وثبوت الحرمة بمسها مشروط بان يصدقها اويقع فی اكبر رأيه صدقها وعلىٰ هذا ينبغی ان يقال فی مسه اياها لايحرم علىٰ امه وابنه الا ان يصدقاه او يقع علىٰ ظنهما صدقهٗ فتح القدير[۱] ص۳۶۷/ ج۲/ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتی لايحل لها التزوج باٰخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة والمتاركةلاتتحقق الا بالقول ان كانت مدخولاً بها كتركتک اوخليت سبيلک الخ، ردالمحتار[۲] ص۴۳۷/ ج۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۸/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ رمضان ۵۶ھ

رات کو غلطی سے بہن کے پاس پہنچ گیا

سوال:- ایک کمرہ میں سب سورہے تھے۔ بھول سے رات کو بہن کی چارپائی کے

---

[۱] فتح القدير مصری ۲۲۲/ ج۳/ فصل فی بيان المحرمات، البحر كوئٹہ ص ۱۰۰/ ج۳/ فصل فی المحرمات، الدرالمختار مع الشامی دار الفكر ص ۳۳/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

[۲] شامی كراچی ص۳۷/ ج۳/ فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدرالمختار ص۱۷/ ج۲/ كتاب النكاح فصل فی المحرمات عالمگيری كوئٹہ ص۲۷۷/ ج۱/ القسم الثامن المحرمات بالصهرية.

پاس پہنچ گیا۔ جب ہاتھ لگا تو معلوم ہوا کہ بہن ہے۔ صحبت نہیں کی تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بھول کر بہن کے پاس جانے سے اس کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا بلکہ وہ معلوم ہونے پر فوراً واپس آ گیا اور جماع وغیرہ کچھ نہیں کیا تو گناہ بھی نہیں ہوا، تاہم استغفار بہر حال ضروری ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۳/۸/۸۹ھ

ساس کا بدن دبانے سے حرمت

سوال:- زید جوان مرد نے ہندہ کی بیٹی زینب سے نکاح کیا زینب کے قبل بلوغ ہندہ کی زبانی معلوم ہوا کہ زید ایک رات کہ نصف کے قریب گذر چکی تھی ہندہ کی چار پائی پر آ بیٹھا اس حالت میں کہ ہندہ کپڑے وغیرہ اتار کر سوئی ہوئی تھی لیٹنے کے وقت جو معمولی کپڑے پہنے جاتے ہیں وہی پہنے ہوئے تھی زید بیٹھ کر ہندہ کا بدن دبانے لگا۔ ہندہ نے کہا کہ میں کوئی تھکی ماندی نہیں ہوں اور یہ وقت بدن دبانے کا نہیں ہے۔ کچھ دیر بعد جب زید کو یقین ہو گیا کہ اگر میں نہ جاؤں گا تو ہندہ شور مچا دے گی اس وقت چلا گیا۔ صبح زید کے بچھونے پر رطوبت کے نشانات بھی تھے غرض یہ بات تو ہندہ کی زبانی معلوم ہوئی اور زید سے جب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں تو کئی دن سے اس کے پاس بیٹھ کر بدن دبا تا ہوں مگر کوئی بری نیت نہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ زینب زید پر حرام ہوئی یا نہیں۔ شق اول پر طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کا قول شرعاً معتبر ہوگا جب تک اس کے خلاف قرائن ظاہرہ

---

[1] ان التوبة عن جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة ص ۲۳۶/ ج۱۵/ سورة التحريم آيت ۸/ شرح للنوى على الصحيح المسلم ص ۳۵۵/ ج ۲/ كتاب التوبة، مكتبه بلال ديو بند.

سے یقین یا ظن غالب حاصل نہ ہو جائے اور زید کے بچھونے پر رطوبت کا صبح کو پایا جانا اس پر قرینۂ ظاہرہ نہیں کہ اس نے ہندہ کو شہوت سے مس کیا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ شب کو احتلام ہو گیا ہو لہٰذا اس کی بیٹی زید پر حرام نہیں ہوئی۔ البتہ اگر ہندہ کو شہوت سے مس کرنے کا یقین یا ظن غالب ہے یا خود ہندہ نے زید کو شہوت سے مس کیا ہے تو اس کی بیٹی زید پر حرام ہوگئی۔ متارکت ضروری ہے واذا قبلها ثم قال لم يكن عن شهوة اولمسها او نظر الىٰ فرجها ثم قال لم يكن فقد ذكر الصدر الشهيد فى التقبيل يفتىٰ بثبوت الحرمة مالم يتبين انه قبل بغير شهوة وفى المس والنظر الىٰ الفرج لايفتى بالحرمةالا اذا تبين انه فعل بشهوة لان الاصل فى التقبيل الشهوة بخلاف المس والنظر كذا فى المحيط هذا اذا كان المس علىٰ غير الفرج واما اذا كان على الفرج لايصدق ايضاً كذا فى المحيط عالمگیریہ[1] ص ۲۸۴ / ج ۱ / اگر واقع میں زید نے ہندہ کو شہوت سے مس کیا ہے اور پھر انکار کر کے ہندہ کی بیٹی سے نکاح برقرار رکھے گا تو حرام کا مرتکب ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ یکم ربیع الآخر ۴۵ھ

بیٹے کی بیوی کا بوسہ وغیرہ لینے سے حرمت

سوال:- ایک شخص نے مندرجۂ ذیل سوالات کے حسب ذیل حلفی بیانات دیئے۔

(۱) خدائے پاک اور قرآن شریف کی قسم کھا کر اور اپنے قلم سے لکھ کر بیان کرو کہ کیا تم نے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ سوتے وقت چھ سات روز تک متواتر یہ حرکتیں کیں کہ اس کی چھاتی کئی مرتبہ پکڑی اس کو منھ کھولدینے پر مجبور کیا اس کے گالوں پر دو مرتبہ بوسہ دیا یعنی چوما اور اس کا کمر بند کھولا یا کھولنا چاہا اور کہا کہ میری جان میں تجھ پر عاشق ہو گیا ہوں۔

---

[1] الهندية كوئٹه پاكستان ص ۲۷۶ / ج ۱ / القسم الثانى المحرمات بالصهرية، فتح القدير ص ۲۲۲ / ج ۳ / باب المحرمات، دارالفكر بيروت، شامى دارالفكر ص ۳۵ / ج ۳ / كتاب النكاح فصل فى المحرمات.

(۲) جس وقت تم نے اس کا کمر بند کھولا تھا یا کھولنا چاہا تھا اس وقت کیا تم کو شہوت بہت زیادہ ہو رہی تھی اور تمہارے اعضائے تناسل میں بہت تندی ہو رہی تھی جس کی وجہ سے تم نے اس قسم کا بیہودہ ارادہ کیا۔

(۳) کیا تم اس سے صحبت کر سکے یا نہیں اور تم کو اطمینان کے ساتھ انزال ہو گیا یا نہیں اور صحبت تم نے اس عورت کی رضامندی سے کی یا بلا رضا بالکل سچ اور صحیح تحریر کرو ورنہ خدائے تعالیٰ تم کو بڑی سخت سزا دیں گے۔

(۴) اگر تم صحبت نہیں کر سکے اور پاجامہ اس کا نہیں کھول سکے اور تندی تم کو نہیں ہو رہی تھی تو کیا تم کو اس کشاکشی میں بغیر صحبت کئے ہوئے انزال ہو گیا تھا یا نہیں۔ بات ہرگز مت چھپانا اس میں بڑی باریک بات ہے بالکل سچ بیان کرو۔

(۵) سب سے آخر میں یہ لکھو یا بیان کرو کہ میں نے جو کچھ اوپر لکھا یا بیان کیا بالکل سچ اور صحیح ہے اگر میں نے کوئی بات اس میں جھوٹ کہی ہو تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اسی وقت ہمیشہ کے لئے اندھا اور کوڑھی کر دے اور میں بھیک مانگ کر مروں۔

جواب سوالات جرح:

(۱) خدائے پاک اور قرآن شریف کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ آدمی کو بہکاتا ہے اور ذلت میں ڈلواتا ہے تین چار مرتبہ اس نے یہ حرکت کرائیں کہ اس کے بدن پر ہاتھ لگوایا۔ یعنی اس کے پستان کو پکڑا اور اس کا منہ کھلا ہوا تھا دو مرتبہ گالوں کو چوما ایک دو مرتبہ اس کو منھ کھولنے کو بھی کہا کمر بند اس کا نہیں کھولا نہ کھولنے کا ارادہ کیا نہ اس کے پلنگ پر بیٹھا۔

(۲) کمر بند اس کا نہیں کھولا اور نہ کھولنا چاہا نہ اس وقت مجھ کو شہوت ہو رہی تھی اور اعضاء تناسل پر تندی بھی نہیں ہو رہی تھی۔

(۳) صحبت نہیں ہوئی نہ رضامندی سے نہ بغیر رضامندی اور نہ انزال ہوا۔

(۴) انزال اسکو ہاتھ لگانے سے نہیں ہوا نہ اعضائے تناسل پر تندی تھی۔منی خارج نہیں ہوئی۔

(۵) یہ جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے یا بیان کیا ہے بالکل سچ اور صحیح ہے اگر کوئی جھوٹ لکھی ہو تو خداوند تعالیٰ اسی وقت ہمیشہ کے لئے اس کی سزا مجھ کو دے گا۔

اب سوال یہ ہیں:

(۱) ایسی صورت میں حنفی مذہب کی رو سے عمر کی بیوی اس کے نکاح میں داخل رہی یا نہیں؟

(۲) اگر حنفی مذہب کی رو سے کوئی صورت عمر کے نکاح میں داخل رہنے کی باقی نہ ہو تو کسی دوسرے امام کے مذہب پر ضرورۃً عمل کرنا موجب گناہ تو نہیں ہوگا اور کس امام کے مذہب کے موافق عمر کی بیوی نکاح سے باہر نہیں ہوسکتی ان کا نام بھی تحریر کیجئے؟

(۳) اگر عندالاحناف عورت مذکورہ ہمیشہ کے لئے عمر پر حرام ہوگئی اور کسی امام کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ نکاح میں آنا جائز نہ ہو تو کیا عورت مذکورہ بغیر کسی روک کے دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے۔؟

(۴) عورت اپنے مہروں کا دعویٰ خسر پر کرے یا عمر (شوہر) پر؟

(۵) عمر پر جس پر اس کے باپ نے اتنا بڑا ظلم کیا کہ اس کی بیوی کو ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا کیا اب بھی اس پر باپ کے حقوق پدری باقی رہیں گے۔یا ساقط ہو جائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں عندالاحناف عمر کے لئے اس بیوی کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں بلکہ اس سے متارکت ضروری ہے کیونکہ مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہوگئی یہ حرمت بلا انزال ثابت ہو جاتی ہے ولو اخذ ثدیها وقال کان عن غیر شهوة لایصدق خلاصة[1] ص۹/

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۶/ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ج ۲/ اور عالمگیری[۱] ص ۲۸۴/ ج ۲/ میں ہے لان الغالب خلافه قال فی الفتاویٰ الهندیه وکان الشیخ الامام الاجل ظهیر الدین مرغینانی یفتی بالحرمة فی القبلة علی الفم والخدو الرأس وان کانت علی مقنعة وکان یقول لایصدق فی انه لم یکن بشهوة طحطاوی[۲] ص ۱۷/ ج ۲/ وفی البحر الرائق[۳] ص ۱۰۰/ ج ۳/ لان الاصل فی التقبیل وهو الشهوة شامی[۴] ص ۴۶۲/ ج ۲/ میں ہے ان قبل الفم یفتیٰ بها ای بالحرمة وان ادعیٰ انه بلاشهوة واُلحق الخد بالفم.

(۲) امام شافعی کے نزدیک صورت مسئولہ میں حرمت ثابت نہیں ہوئی وعند الشافعی لاتثبت الحرمة بالزنا فاولی ان لاتثبت بالمس والنظر بدون الملک بدائع ۲۶۰/ ج ۲[۵] لیکن حنفی کے لئے امام شافعیؒ کے مذہب پر ایسی صورت میں عمل کرنا جائز نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے کیونکہ اول تو حلت حرمت کا مقابلہ ہے لہٰذا حرمت کو ترجیح ہوگی دوسرے ایسی صورتوں میں غیر کے مذہب پر عمل کرنیکی ہمارے فقہاء رحمہم اللہ نے اجازت نہیں دی۔

(۳) عمر کی بیوی کو عدت گذار کر عندالاحناف موافق شرع دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے جب کہ عمر نے کہد یا ہو کہ میں تجھے چھوڑ چکا یا حاکم مسلم نے دونوں میں تفریق کردی ہو وبحرمة المصاهرة لایرتفع النكاح حتی لایحل لها التزوج الابعد المتارکة وانقضاء

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) خلاصة الفتاوی ص ۹/ ج ۲/ الفصل الثالث فی حرمة المصاهرة امجد اکیڈمی لاهور طحطاوی علی الدرالمختار فصل فی المحرمات ص ۱۷/ ج ۲/ دارالمعرفة بیروت.

---

[۱] عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۶/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية.

[۲] طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۷/ ج ۲/ فصل فی المحرمات دار المعرفة بیروت.

[۳] البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۰/ ج ۳/ فصل فی المحرمات.

[۴] شامی زکریا ص ۱۱۲/ ج ۴/ کتاب النکاح فصل فی المحرمات.

[۵] بدائع الصنائع زکریا ص ۵۳۶/ ج ۲/ کتاب النکاح، فصل واما الفرقة الرابعة. البحر کوئٹه ص ۹۸/ ج ۳/ باب المحرمات.

العدة درمختار[1] علی الشامی ص ۲ ٦ ۴ / ج ۲ /.

(۴) عورت مہر کا مطالبہ عمر سے کرے اگر خلوت صحیحہ یا جماع کی نوبت عمر کے ساتھ آچکی ہے ویتاکد (المهر) عندوطی اوخلوة صحت من الزوج الخ[2] در واذا تاكد المهر لم يسقط وان جاء ت الفرقة من قبلها عالمگیری[3] ص ۱۷ ۳ / ج ۲ / اگر ان حرکات سے عمر کے باپ کی نیت یہ تھی کہ عمر پر اس کی بیوی حرام ہو جائے تو مقدار مہر عمر اپنے باپ سے لیگا اگر یہ نیت نہیں تھی تو عمر باپ سے نہیں لیگا هكذا في العالمگیریہ[4] ص ۳۸۴ / ج ۲ /.

(۵) حقوق پدری اب بھی باقی ہیں ساقط نہیں ہوئے جب تک کسی معصیت کا امر نہ کرے حتی الوسع باپ کی اطاعت کرنی چاہئے[5] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۲/۱۷/ ۵۱ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۱/ ذی الحجہ ۵۱ھ

صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفرلہٗ

نواسہ کی بیوی سے بوس وکنار کی بناء پر حرمت

سوال: - زید نے اپنے نواسہ کی منکوحہ سے بوس وکنار کیا۔ یہ بیان صرف لڑکی کا ہے

---

[1] الدر المختار على الشامي زكريا ص ۱۱۴ / ج ۴ / فصل في المحرمات، طحطاوى على الدر المختار ص ۱۷ / ج ۳ / فصل في المحرمات، دار المعرفة بيروت.

[2] الدر المختار على الشامي زكريا ص ۲۳۳ / ج ۴ / باب المهر.

[3] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۰٦ / ج ۱ / الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر الخ.

[4] قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة الى قوله وان صدقه الزوج وقعت الفرقة ويجب المهر على الزوج ويرجع بذلک على الذى فعل ان تعمد الفاعل الفساد الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷٦ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهرية، طحطاوى على الدر المختار ص ۱۷ / ج ۳ / فصل في المحرمات، دار المعرفة بيروت.

[5] ان طاعة الابوين لاتراعى في ركوب كبيرة ولافى ترک فريضة على الاعيان وتلزم طاعتها في المباحات الخ الجامع لاحكام القرآن ص ۲۰ / ج ۷ / آیت ۱۴ / دار الفكر بيروت.

اور کوئی شہادت نہیں اور وہ لڑکی زید کی بھتیجی بھی ہوتی ہے۔ تو کیا وہ لڑکی زید کے نواسہ پر حرام ہوگئی یا نہیں؟ نیز اگر نواسہ اپنی مذکورہ بیوی کو طلاق دیدے تو نانا اس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

حرمت مصاہرت کے سلسلہ میں دادا اور نانا میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید (نانا) پر اس کے نواسہ کی منکوحہ تو اسی وقت حرام ہوگئی تھی جب کہ اس کے نواسہ نے اس سے نکاح کیا تھا اور زید نانا نے اپنے نواسے کی بیوی کو شہوت سے بوسہ دیا اور نواسہ نے اس کی تصدیق بھی کردی تو اب یہ نواسہ کی منکوحہ خود اپنے زوج پر بھی حرام ہوگئی۔ اب زوج پر لازم ہے کہ اس کو صاف صاف طلاق دیدے اور اپنے سے جدا کردے کذا فی البحر ص ۹۴ / ج ۳ / فتحرم حليلة ابن السافل على الجد الاعلىٰ وكذا حليلة ابن البنت وان سفل.[1] اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ دادا اور نانا حرمت مصاہرت کے باب میں برابر ہیں۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها ويقع فی اكبر رأيه صدقها وعلىٰ هٰذا ينبغی ان يقال فی مسه اياها لاتحرم علىٰ ابيه وابنه الاان يصدقاه اويغلب علىٰ ظنهما صدقه ثم رأيت عن ابی يوسفؒ ما يفيد ذٰلك اھ شامی[2] ص ۲۸۰ / ج ۲ / وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باٰخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة (الدرالمختار على هامش ردالمحتار نعمانية[3] ص۲۸۳/ج ۲/)

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] البحر مكتبه كوئٹه پاكستان ص ۹۴ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، فتح القدير ص ۲۱۲ / ج ۳ / فصل فی المحرمات دارالفكر، زيلعی ص ۱۰۳ / ج ۲ / فصل فی المحرمات مطبع امداديه ملتان.

[2] شامی نعمانيه ص ۲۸۰ / ج ۲ / شامی كراچی ص ۳۳ / ج ۳ / (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بیٹے کی بیوی سے ناجائز تعلق

سوال:- ہندہ نے نکاح ثانی زید سے کیا جو کہ نابالغ تھا اس درمیان میں ہندہ کا تعلق اپنے خسر بکر سے ہو گیا جب زید سن بلوغ کو پہنچا تو اس نے اپنے والد بکر کو اپنی زوجہ ہندہ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا وہ غیرت کا مارا اسی وقت اپنے وطن سے نکل گیا اور اب تک واپس نہیں آیا، اس کی عدم موجودگی میں ہندہ کے چند بچے پیدا ہوئے اور وہ بچے بعض بالغ ہیں بعض آٹھ دس سال کے، برادری میں عام چرچہ ہے کہ یہ سب بچے ولد الحرام ہیں اب بکر ان بچوں کی شادی اپنے اخراجات سے کرنا چاہتا ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ مطابق شرع شریف ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور ایسی شادی میں شریک ہونا کیسا ہے اور جو لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں ان سے اور خود اس شخص سے ترک کلام، حقہ پانی بند کرنا کیسا ہے؟ مطابق شرع شریف حکم فرماویں۔ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

زنا کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے[1] اس کا مرتکب فاسق ہے[2] جب تک بکر ہندہ سے

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) مطبوعہ زکریا ص ۱۰۸/ ج ۴/ فصل فی المحرمات، فتح القدیر ص ۲۲۲/ ج ۳/ فصل فی المحرمات مطبع دار الفکر، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۰/ ج ۳/ فصل فی المحرمات.

۳ الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۳۷/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷/ ج ۲/ فصل فی المحرمات مطبع دار المعرفة بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷/ ج ۱/ المحرمات بالصهریة.

---

۱ ولاتقربوا الزنی انه کان فاحشة (ای ذنبا عظیماً) وساءَ سبیلاً (ای وبئس طریقاً ومسلکاً) عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال مامن ذنب بعد الشرک اعظم عند اللّٰه من نطفة وضعها رجل فی رحم لایحل له، الحدیث تفسیر ابن کثیر ص ۶۴/ ج ۳/ سورة لاسراء الایة ص ۳۲/ مطبع مکتبه تجاریة مکة المکرمة. (حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

تعلق قطع کر کے سچی توبہ نہ کرے اس کے ساتھ اختلاط میل جول نہ کرنا چاہئے بلکہ اگر مفید ہوتو اس سے سب مل کر قطع تعلق کریں کہ وہ تنگ آ کر توبہ کر لے[۱] نیز جب اس لڑکے نے بیوی کو اپنے باپ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بیوی اس شوہر پر حرام ہوگئی[۲]

تنبیہ: - بلاشرعی ثبوت کے کسی کو ولد الزنا کہنا حرام ہے[۳] اسی طرح کسی کو بلاشرعی شہادت کے زانی کہنا بھی حرام ہے[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۱۰/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲۲/شوال ۵۶ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني واكل الرباء، شامي زكرياص ۲۹۸/ج ۲/باب الامامة.

[۱] وجوب هجران من ظهرت معصية فلايسلم عليه الاان يقلع وتظهر توبته المفهم شرح المسلم للقرطبي ص ۹۸/ج ۷/كتاب الرقاق باب يهجرمن ظهرت معصية الخ مطبع دارابن كثير مرقاة، شرح مشكوة شريف ص ۷۱۷/ج ۴/باب ماينهى عن من التهاجروالتقاطع مطبع بمبئى.

[۲] أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزاني الشامي كراچی ص ۳۲/ج ۳/ فصل فى المحرمات، تاتار خانيه ص ۶۱۸/ج ۲/اسباب التحريم مطبع ادارة القرآن كراچی، مجمع الانهر ص ۴۸۱/ج ۱/ باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

[۳] وعزّر كل مرتكب منكر او موذى مسلم بغيرحق بقول اوفعل، وعزّرالشاتم بياكافر، ياحرام زاده معناه المتولدمن الوطء الحرام، الدرالمختارمع الشامي زكرياص ۱۱۳، ۱۱۹/ج ۶/ كتاب الحدودباب التعزير، البحرالرائق كوئٹه ص ۴۲، ۴۳/ج ۵/فصل فى التعزير، مجمع الانهر ص ۳۷۳، ۳۷۴/ج ۲/فصل فى التعزير.

[۴] بئس الِاسم الفسوق بعدالايمان الاية اى بئس ان يسّمى الرجل كافراً اوزانياً بعد اسلامه وتوبته، فمن فعل مانهى الله عنه من السخرية والهمزوالنبذ فذٰلک فسوق وذٰلک لايجوز تفسير القرطبى ص ۲۹۷/ج ۸/سورة الحجرات، رقم الاية ۱۱/مطبع دارالفكر، القذف وفى الشرع الرمى بالزناوهو من الكبائرباجماع الامة، واليه الاشارة فى النص لانه شرط اربعة من الشهداء العناية مع فتح القديرص ۳۱۶، ۳۱۷/ج ۵/باب حدالقذف مطبع دارالفكر.

بحالت نابالغی سالی کا بوسہ لینے سے حرمت

سوال:- زید نے نابالغی کی حالت میں اپنی سالی کا بوسہ لیا اور وہ سالی عمر میں زید سے بڑی یعنی بالغ ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب زید کا تعلق اپنی بیوی سے کیسا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی زید پر حرام نہ ہوگی بلکہ بدستور سابق بیوی رہے گی کیونکہ سالی کا تعلق بیوی سے جزئیت کا نہیں نہ اصلاً نہ فرعاً وثبوت الحرمة بالمس ليس الالكونه سبباً للجزئية، كذافي الغنية[1] ص ۳۳۰ نیز حرمت مصاہرت کے لئے بلوغ یا کم از کم مراہقت شرط ہے و کذا تشترط الشهوة فى الذكر فلو جامع غير مراهق زوجة ابيه لم تحرم درمختار[2] ص ۱۸۸ / ج ۱ /. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۲۵/۲/۵۳ھ

صحیح: سعید احمد

صحیح: عبداللطیف ۲۶/صفر ۵۳ھ

اپنی لڑکی کو شہوت سے چھونے سے حرمت

سوال:- ایک شخص رات کے وقت اپنی نفسانی خواہش کے واسطے اپنی بیوی کی چارپائی کے پاس گیا اس کی بیوی کے پاس اس کی لڑکی سوئی ہوئی تھی اس کا ہاتھ لڑکی کو لگ گیا

---

[1] هكذافي الشامي زكريا ص ۱۱۱/ ج ۴/ فصل في المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۸۲/ ج ۱/ باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

[2] الدر المختار على الشامي كراچى ص ۳۵/ ج ۳/ فصل في المحرمات، فتح القدير ص ۲۲۲/ ج ۳/ فصل في المحرمات مطبع دارالفكر طحطاوى على الدر المختار ص ۱۶/ ج ۲/ مطبع دار المعرفة بيروت.

یعنی بازو وغیرہ کو تو اس کو اسی وقت معلوم ہو گیا کہ میری لڑکی ہے اس کے واسطے کیا حکم ہے۔ اس مسئلہ کی بابت مولوی اشرف علی صاحبؒ اپنے بہشتی زیور میں لکھتے ہیں اس مرد کی عورت اس پر ناجائز ہوگئی وہ اپنی عورت کو طلاق دیدے۔ میں آپ کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ غلطی اس سے ہوئی پھر اس کی عورت کا کیا قصور ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا اشرف علی صاحب اس مسئلہ کو بہشتی زیور حصہ چہارم کے صفحہ ۶۹ / پر تحریر فرماتے ہیں اور آپ کے اس شبہ کا جواب امداد الفتاویٰ[۱] کے تتمہ ثالثہ ص ۳۴ / میں دیا ہے ان سے یہی سوال کیا گیا ہے اس کے جواب میں لکھا ہے۔

"اس کا حرام ہونا کسی قصور کی وجہ سے نہیں بلکہ جب سبب پایا جاتا ہے تو مسبب بھی پایا جاتا ہے کوئی شخص بھولے سے زہر کھالے گناہ تو نہیں مگر مر تو جاویگا یعنی جیسا کہ خواہ بھول کر کھاوے خواہ جان کر اس کا اثر ہوتا ہے اسی طرح خواہ بھول کر جوانی کے جوش اور شہوت سے لڑکی کو ہاتھ لگاوے خواہ جان کر بہر حال اس کا اثر تو ضروری ہے"

اگر وہ لڑکی بالغہ ہے اور اس کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے تو بیوی یعنی لڑکی کی والدہ اس پر حرام ہوگئی اس کو علیحدہ کرنا ضروری ہے وحرم ایضاً بالصھریة اصل مزنیته اراد بالزنا الوطی الحرام واصل ممسوسته بشھوة درمختار قال الشامی لان المس والنظر سبب داع الی الوطی فیقام مقامه فی موضع الاحتیاط ھدایه واستدل لذٰلک فی الفتح بالاحادیث والاٰثار عن الصحابةوالتابعین ردالمحتار[۲] ص ۲ ۴۳۲ /. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴ / ۱۱ / ۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبد اللطیف ۲۵ / ذی قعدہ ۵۴ھ

---

[۱] امداد الفتاویٰ ص ۳۳۸ / ج ۲ / (مطبوعه تالیفات اولیاء دیوبند) باب المحرمات وغیرھا.

[۲] الدرمع الرد کراچی ص ۳۲ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، البحر ص ۹۸ / ج ۳ / باب المحرمات کوئٹه، خلاصة الفتاوی ص ۸ / ج ۲ / الفصل الثالث فی حرمة المصاھرة، امجداکیڈمی لاھور.

ماں، ساس، بیٹے کی بیوی کو مس کرنے سے حرمت مصاہرت

سوال:- اگر کوئی شخص غلطی سے اپنی ماں کو بیوی سمجھ کر شہوت سے ہاتھ لگائے تو کیا اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اور اس کو کتنا گناہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص غلطی سے اپنی بیوی سمجھ کر ساس کو ہاتھ لگا دے تو بیوی حرام ہونے پر کیا ساس سے نکاح ہو سکے گا۔ ایسے ہی بعض ملحدین اپنی اولاد کی بیویوں سے صحبت کرتے ہیں تو کیا اولاد پر بیویاں حرام ہو جائیں گی اور خسر پر اس کا کتنا گناہ ہوگا؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر واقعی غلطی سے ماں کو بیوی سمجھ کر شہوت سے ہاتھ لگایا اور معلوم ہونے پر نادم ہوا تو اس سے گناہ نہیں ہوا نہ اس سے بیوی اس پر حرام ہوئی۔ البتہ وہ ماں اس کے باپ پر حرام ہو جائیگی جب کہ باپ اس کی تصدیق کرے[1] ساس کو شہوت سے ہاتھ لگانے سے بیوی حرام ہو جاوے گی اگرچہ غلطی ہی سے ہاتھ لگایا ہو اور ساس سے بھی نکاح جائز نہ ہوگا۔ ایسے ہی اولاد کی بیوی خسر کے جماع کرنے سے اولاد پر حرام ہو جاوے گی[2] اور اولاد پر طلاق یا زبانی متارکت لازم ہوگی بعد میں عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا[3] خسر کا یہ فعل حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ قبل ام امرأة حرمت امرأته مالم یظهر عدم الشهوة وفی المس لامالم

---

[1] وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان یصدقهااویقع فی اکبررأیه صدقها وعلی هذا بنبغی ان یقال فی مسه ایاها : لاتحرم علی ابیه وابنه الاان یصدقها اویغلب علی ظنهاصدقها،البحر کوئٹه ص ۱۰۰/ج۳/فصل فی المحرمات،فتح القدیر ص ۲۲۲/ج۳/دارالفکر.

[2] وحرم ایضا بالصهریة اصل مزنیة (الدرالمختار)ارادبحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسبا،ورضا عاالخ شامی ص ۳۲/ج۳/دارالفکر بیروت،باب المحرمات،عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۴/ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة.

[3] وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لهاالتزوج بآخرالابعد المتارکة وانقضاء العدة،الدرالمختارعلی الشامی ص۳۷/ج۳/باب المحرمات،دارالفکر،طحطاوی علی الدر ص۱۷/ج۲/دارالمعرفة بیروت.

تعلم الشهوة، تنویر[1] ص ۲۸۲ / ج ۲ / نعمانیه، لایحل ان یتزوج بام امرأته هدایة[2] ص ۲۸۷ / ج ۱ / ولافرق فی ثبوت الحرمة بالمس بین کونه عامداً او ناسیاً او مکرهاً او مخطئاً فتح القدیر[3] ص ۳۶۷ / تحرم المزنی بها علیٰ اٰباء الزانی، عالمگیری[4] ص ۲۸۲ / ج ۲ /.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲ / صفر ۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۶ / صفر ۵۳ھ

ساس کی شرمگاہ پر نظر پڑنے سے حرمت مصاہرت

سوال: - زید گھر سے باہر جارہا تھا کہ اس کی نگاہ ننگی عورت کی شرمگا پر پڑی جو بعد غسل اپنے بدن کو کپڑے سے خشک کر رہی تھی۔ زید نے سمجھا کہ بیوی ہے۔ زید نے تھوڑی دیر بحالت شہوت اس کی شرمگاہ کو دیکھا پھر اسی وقت زید کو معلوم ہوا کہ یہ تو خوشدامن ہے۔ اب زید کی بیوی زید کے نکاح میں باقی رہی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شرمگاہ کے صرف اوپر (ظاہری) حصہ پر نظر پڑی ہے تو اس سے بیوی حرام نہیں

---

[1] تنویر الأبصار علی ردالمحتار کراچی ص ۳۶ / ج ۳ / فصل فی المحرمات.

[2] هدایة ص ۳۰۷ / ج ۲ / کتاب النکاح (دارالکتاب)

[3] فتح القدیر دارالفکر ص ۲۲۲ / ج ۳ / فصل فی بیان المحرمات، تبیین الحقائق ص ۱۰۷ / ج ۲ / باب المحرمات، مکتبه امدادیه ملتان.

[4] الهندیة مکتبه کوئٹه پاکستان ص ۲۷۳ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات بالصهریة، فتح القدیر ص ۲۱۹ / ج ۳ / باب المحرمات، دارالفکر بیروت.

ہوئی۔ دونوں بدستور شوہر بیوی ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۰/۸۵ھ

جواب صحیح ہے: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۰/۸۵ھ

سوتیلی ماں سے حرمت مصاہرت کی ایک صورت

سوال: – زید کی منکوحہ کو قبل نکاح زید کے لڑکے سے محبت تھی اور لڑکے کو منکوحہ زید سے۔ زید نے نکاح کے وقت دریافت کیا کہ تجھ کو میرے لڑکے سے محبت ہے اس کو تجھ سے، تو پھر میرا نکاح کیونکر جائز ہے اس منکوحہ نے قسم کھائی اور بہت بڑی قسم کھائی اور کہا کہ مجھ کو اس سے اولاد والی محبت ہے۔ غرض نکاح اور ایک گھر میں رہنا سہنا ہو گیا۔ عرصہ ۴/سال سے دیکھتے رہے کہ اکثر حرکات، سکنات واشارہ کنایہ سے ہے مگر چشم دید مجامعت کا واقعہ نہیں۔ اس وقت لڑکے کی عمر ۲۲/سال کی ہے۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ جس مکان میں زید کی منکوحہ رہتی تھی اس میں سوائے زید کے اور کوئی نہ سوتا تھا۔ اس روز لڑکے کو مکان میں دیکھ کر شبہ ہوا اور زید نے اپنے گھر کا دروازہ کھلوایا تب زید کو زوجہ کے پاس کسی غیر شخص کے موجود ہونے کا شبہ ہوا۔ مکان میں اندھیرا تھا۔ زید نے منکوحہ سے دیا سلائی طلب کی۔ مگر اس نے کچھ سرسری سا جواب دیا۔ زید کو اور شبہ ہو گیا پھر تلاش کرتے کرتے زید پاخانہ میں گیا تو لڑکے کو چھپا ہوا پایا۔ اس پر پورا شک ہو گیا ہر دو شخص فعل زنا کا اقرار نہیں کرتے اور اپنی صفائی پر قسم کھاتے ہیں۔ اب زید علیحدہ کرے یا نہیں؟

---

[۱] والمنظور الی فرجها المدور الداخل اختاره فی الهداية وصححه فی المحيط والذخيرة والخانية وعليه الفتوی وفی الفتح وهوظاهر الرواية شامی کراچی ص۳۳/ج۳/فصل فی المحرمات، قاضی خان علی الهنديه ص ۳۶۲/ج ۱/باب فی المحرمات، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ص۶۳/ج۴/کتاب النکاح فيما تثبت به الحرمة، المکتبه الرشيديه ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے اپنے لڑکے کو اپنی بیوی کے ساتھ جماع یا دواعی جماع میں نہ خود کبھی مبتلا دیکھا نہ کسی اور نے دیکھا۔ نیز زید کا لڑکا حلفیہ بیان دیتا ہے کہ زید کی بیوی کے ساتھ نہ مجھے کبھی جماع کی نوبت آئی ہے نہ دواعی جماع کی یعنی کبھی شہوت سے بوسہ دینے یا مس کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ اسی طرح زید کی بیوی حلفیہ بیان دیتی ہے اور زید کو دونوں کے حلفیہ بیان پر اطمینان ہے تو شرعاً اس پر بیوی کا الگ کرنا ضروری نہیں ہے فتح القدیر[1] ص ۳۶۷ / ج ۲ / میں تصریح ہے۔

وثبوت الحرمة بمسها مشروط بان یصدقها اویقع فی اکبر رأیه صدقها وعلیٰ هٰذا ینبغی ان یقال فی مسه ایاها لاتحرم علیٰ ابیه وابنه الا ان یصدقاه او یغلب علیٰ ظنهما صدقه ثم رأیت عن ابی یوسف ؒ انهٗ ذکر فی الامالی مایفید ذالک قال امرأة قبلت ابن زوجها وقالت کان عن شهوة ان کذبها الزوج لایفرق بینهما ولو صدقها وقعت الفرقة.

البتہ اگر دونوں کے بیان پر اطمینان نہیں بلکہ شک باقی ہے اور طبعی تقاضا بھی بیوی کو الگ کرنے کا ہے تو احتیاطاً بیوی کو الگ کردے دع مایریبک الیٰ مالایریبک[2] اگر یہ بھی نہ ہو تو اس لڑکے اور اس عورت کا مکان الگ کردینا چاہئے اور اس لڑکے کو ممانعت کردی جائے اس عورت کے پاس آنے کی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

صحیح: بندہ الرحمٰن غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ ۱۳ / ربیع الاول ۵۲ھ

---

[1] فتح القدیر دارالفکر ص ۲۲۲ / ج ۳ / فصل فی المحرمات، شامی دارالفکر بیروت، ص ۳۳ / ج ۳ / باب المحرمات، البحر کوئٹہ ص ۱۰۰ / ج ۳ / فصل فی المحرمات.

[2] فیض القدیر ص ۵۲۸ / ج ۳ / رقم الحدیث ص ۴۲۱۱، دارالفکر بیروت، بخاری شریف ص ۲۷۵ / ج ۱ / کتاب البیوع باب تفسیر المشبهات.

بیوی کی پستان منہ میں لینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال:- دورانِ صحبت میں نے اپنی بیوی کی چھاتی منہ میں لی اس سے کچھ نمکین سا پانی نکلا۔ میں نے فوراً تھوک دیا۔ پہلا بچہ تقریباً ایک سال ہوا مر چکا تھا۔ تو اس سے میرے نکاح میں کچھ اثر پڑا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے آپ کے نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا بدستور نکاح قائم اور پختہ ہے فکر نہ کریں[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۸/۲/۸ھ

چچی سے زنا

سوال:- زید نے اپنی چچی ہندہ سے زنا کیا اور حمل مشکوک ہے کہ زید کا ہے یا زید کے چچا کا۔ یا ان دونوں میں سے ایک کے حمل کا یقین ہو گیا تو اب زید کی شادی ہندہ کے حقیقی بھائی کی لڑکی فاطمہ سے ہوئی ہے۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید اور ہندہ کی اس کمینی حرکت سے ہندہ کے بھائی کی لڑکی زید پر حرام نہیں ہوئی[2]۔

---

[1] اذامص الرجل ثدی امرأته وشرب لبنهالم تحرم علیه امرأته لماقلنانانه لارضاع بعد الفصال، فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیه ص ۴۱۷/ ج ۱/اول باب الرضاع، کذافی الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۲۱/ ج۴/ آخرباب الرضاع.

[2] وحرم ایضا بالصهریة اصل مزنیته قال فی البحراراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرء ة علی اصول الزانی وفروعه نسباً ورضاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً کما فی الوطء الحلال الخ شامی کراچی ص ۳۲/ ج۳/ فصل فی الحرمات، عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۴/ ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة، تبیین الحقائق ص ۱۰۷/ ج ۲/باب المحرمات، مکتبه امدادیه ملتان.

اس سے شادی درست ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ۸/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۰/۱/۸۸ھ

لامس وملموسہ کی اولاد کا نکاح

سوال:- زید نے ہندہ کولمس بالشہوت کیا تولامس وملوسہ کی اولاد آپس میں مناکحت کرسکتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان دونوں (لامس اورملوسہ) کی اولاد کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جواب منجانب قاری سعید احمد صاحب مفتی اعظم مظاہر علوم سہارنپور۔

لامس اورملموسہ کی اولاد کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے حضرت مفتی صاحب کواس میں سہوہوا ہے یا کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔

ویحل لاصول الزانی وفروعہ اصول المزنی بہا وفروعہا، شامی[1] ص ۲۷۹ / ج ۲ /.

آپ اس استفتاء کوحضرت مفتی صاحب کی خدمت میں دوبارہ پیش کیجئے اگر جواب پھربھی یہی ہوتو مجھے بھی اطلاع دیجئے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/رمضان ۶۷ھ

خط بابت استفتاء بالا

سوال:- مکرمی ومحترمی حضرت مفتی صاحب دامت عنایتہم وفیوضہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ

[1] شامی نعمانیہ ص ۲۷۹ / ج ۲ / فصل فی الحرمات.

اسی رمضان میں ایک استفتاء جناب کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا جس کا جواب وصول ہوگیا اب پھر دوبارہ تکلیف دینے کی جرأت کر رہا ہوں معاف فرماویں۔

اس سلسلہ میں ضروری عرض یہ ہے کہ اس استفتاء کے سوال کے جواب میں جناب نے ارقام فرمایا کہ لامس و ملموسہ کی اولاد آپس میں نکاح کر سکتی ہے لیکن وہی استفتاء حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب مدظلہ کے پاس ارسال کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ نکاح نہیں ہوسکتا حوالجات طرفین سے نہیں لکھے گئے نہ جناب محترم نے نہ حضرت مفتی اعظم صاحب نے اب تردد ہے کہ کیا کیا جاوے کس پر عمل کریں لہٰذا بعد تحقیق وحوالہ کتب کے جواب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں سوال اول کے جواب پر بھی نظر ثانی فرمالیں تو بہتر ہے۔

نوٹ:- جناب کا فتویٰ اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا ارسال خدمت ہے برائے مہربانی مفتی اعظم صاحب کے جوابات پر نظر ثانی فرمائی جائے اور مطلع فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مکرمی زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

یہاں کے فتویٰ کے مسئلہ کا استدلال عبارات ذیل سے ہے:

حرم ایضاً بالصهرية اصل مزنيته اھ درمختار قال فی البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزانی و فروعه نسباً ورضاعاً وحرمةاصولها وفروعها على الزانی نسباً ورضاعاً كما فی الوطء الحلال ويحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها اھ شامی[1] ص ۳۸۴ / ج ۲ / ولا تحرم اصولها وفروعها على ابن الواطی وابيه اھ مجمع الانهر[2] ص ۳۲۶ / ج ۱ /.

[1] شامی نعمانیہ ص ۲۷۹ / ج ۲ / مطبوعہ مصر ص ۳۰۳ / فصل فی الحرمات، تاتارخانیہ ص ۲۲۶ / ج ۲ / کتاب النکاح، اسباب التحریم، ادارۃ القرآن کراچی، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۴ / ج ۱ / القسم الثانی المحرمات، بالصهرية.

[2] مجمع الأنهر ص ۴۸۱ / ج ۱ / مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، باب المحرمات.

اگر کسی شخص نے جس کے لڑکا موجود ہے ایسی عورت سے نکاح کیا جس کے پہلے شوہر سے لڑکی ہے تو اس لڑکے اور لڑکی کا آپس میں نکاح سب کے نزدیک درست ہے۔

ماں باپ کے نکاح اور جماع سے ان کے حق میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی

واما بنت زوجة ابیه او ابنه فحلال اھ درمختار[1] وشامی ص ۳۸۴ / ج ۲ / لابأس بان یتزوج الرجل امرأة ویتزوج ابنه ابنتها اوامها کذا فی محیط السرخسی اھ عالمگیری[2]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳ / رمضان ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۴ / رمضان المبارک ۶۷ھ

زنا سے رشتہ کا ثبوت

سوال: - ایک شخص اپنی بیٹی سے ملوث ہوگیا۔ نتیجہ میں لڑکی ہوئی۔ جس کو ایک بیوہ نے پالا۔ لڑکی بالغہ ہوگئی شادی ہوگئی اس سے لڑکی ہوئی، اب اس لڑکی کی جس سے منگنی ہورہی ہے وہ اس کا ماموں ہوتا ہے کہ زانیہ کی ماں نے ایک رنڈوے سے شادی کرلی تھی جس سے یہ لڑکا ہوا تھا۔ اب اگر معاملہ صحیح ظاہر کیا جاتا ہے تو بدنامی اور رسوائی ہے۔ اگر نہیں کیا جاتا تو کیا شرعاً حرج تو نہیں اور پھر ان واقعات کا ثبوت کار ے دار دہے اور نہ ہی شاہد ہے۔

---

[1] شامی نعمانیة ص ۲۷۹ / ج ۲ / فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷ / ج ۱ / فصل فی المحرمات، دار المعرفة بیروت.

[2] الهندیة مصری ص ۲۹۴ / ج ۱ / قبیل المحرمات بالرضاع وکذا فی مجمع الأنهر ص ۳۲۶ / ج ۱ / مجمع الانهر ص ۴۸۱ / ج ۱ / کتاب النکاح، باب المحرمات، دار الکتب العلمیه، تبیین الحائق ص ۱۰۵ / ج ۲ / باب المحرمات، مکتبه امدادیه ملتان.

الجواب حامداًومصلیاً

اس لڑکے اورلڑکی کے درمیان ماموں بھانجی کا رشتہ شریعت کی رو سے تو موجود نہیں اور جو اس رشتہ کی بیان کاری ہے اس پر شرعی شہادت نہیں ۔لہٰذا اس رشتہ کو حرام نہیں کہا جائے گا جن صاحب کو اصل مخفی واقعہ معلوم ہے وہ شہادت نہیں دیتے ۔جیسا کہ آپ نے خود ہی لکھا ہے اگر شہادت دیں بھی تو تنہا شہادت پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا[1] لڑکا اورلڑکی میں کوئی مدعیٔ حرمت نہیں ۔لہٰذا اگر ان کے درمیان مناکحت ہوجائے تو وہ ناجائز نہیں ۔جن صاحب کو کچھ معلوم ہے وہ بہت سے بہت کہہ دیں کہ یہ نکاح نہ کیا جائے تفصیل کچھ نہ بتائیں ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سالی سے زنا اور حرمت مصاہرت

سوال:-اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا اور زنا بھی بھول کر کیا اور ایسی حالت میں کہ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ میری بیوی ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اس کی سالی تھی ۔اب بتایئے کہ اس کی بیوی اس کے نکاح میں برقرار رہی یا نکاح سے نکل گئی؟ مدلل تحریر کریں۔اگر اس کو معلوم تھا کہ میری بیوی نہیں بلکہ سالی ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کا نکاح تو باقی ہے ختم نہیں ہوا، لیکن اگر اس سالی کو بیوی سمجھ کر وطی کی ہے تو یہ وطی بالشبہ ہے ۔ایسی حالت میں اس کو چاہیئے کہ اپنی بیوی سے علیحدہ رہے یہاں تک کہ سالی کو حیض آجائے ۔اگر سالی کو سالی سمجھ کر وطی کی ہے تو یہ زنا ہے، سخت معصیت ہے ۔ایسی حالت میں

---

[1] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً اوغيره كالنكاح والطلاق الى قوله رجلان اورجل وامرأتان،الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۵۷۵/ج۷/ كتاب الشهادة مطلب فى ا لشهادة فى اتيان البهيمة،البحر كوئٹه ص ۲ ۱۷/ج۷/ كتاب الشهادات،هدايه ص ۱۵۴/ج۳/كتاب الشهادة،مكتبه تهانوى ديوبند.

بیوی سے کچھ بھی علیحدگی لازم نہیں۔وفی الخلاصة وطی اخت امرأته لاتحرمه علیه امرأته اھ درمختار، وجهه انه لااعتبارلماء الزانی قال فی البحرلووطی اخت امرأته بشبهة تحرم امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة اه شامی[1] بتقدیم وتاخیر ص ۲۸۱/ ج ۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۱/۵/۸ھ

حرمت مصاہرت کا شبہ

سوال:- زید نے ہندہ سے زنا کیا تھا ہندہ عمر کی منکوحہ تھی پھر زید مر گیا اس کے مرنے کے بعد ہندہ کے لڑکے نے جو عمر کے نطفہ سے تھا زید مذکور کی بیوی سے نکاح کیا، کیا شرعاً یہ نکاح درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب حامداًومصلیاً

اس زنا سے عمر کے لڑکے اور زید کی بیوی میں کوئی حرمت کا تعلق نہیں ہوا لہٰذا یہ نکاح درست ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہٗ ۱۲/۱۹/۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۲/ذی الحجہ ۵۳ھ

سوتیلی ماں کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا حرمت مصاہرت کی وجہ

سوال:- زید نے اپنی سوتیلی ماں کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا۔مگر سوتیلی ماں نے اپنے کو

---

[1] الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۱۰۹/ج۴/کتاب النکاح فصل فی المحرمات، خلاصة الفتاوی ص۷/ج۲/کتاب النکاح مطبوعه لاهور.

[2] واحل لكم ماوراء ذالكم سورة النساء پ۴/آیت ۲۴/ کے عموم کے تحت داخل ہے لہٰذا عمر سے نکاح حرام نہیں ہوگا۔

پوری طاقت سے زنا بالجبر سے بچالیا۔ جب شوہر تھوڑی دیر کے بعد آیا تو عورت نے لڑکے کی گستاخی کا ذکر کیا۔ ماں نے یہ بھی کہا کہ اپنے کو بچانے کے لئے لڑکے کے چہرہ کو زخمی کر دیا، چنانچہ لڑکے کے چہرہ پر نشان شوہر کو دکھلا دیا۔ باپ اور بیٹے کی تھوڑی دیر بعد ملاقات ہوئی، تو باپ نے یہ کہا کہ تم آج سے یہاں نہ رہو کہیں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ لڑکا اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور یہ بات کسی کو معلوم نہ ہوئی۔ اس واقعہ کو تقریباً چار برس ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ عورت لڑکے کی اس حرکت کی وجہ سے اپنے شوہر پر حرام ہو گئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے بغیر کپڑے کے سوتیلی ماں کے جسم کے کسی بھی حصہ کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے اور اس سے شہوت پیدا ہو گئی یا شہوت میں اضافہ ہو گیا یا کپڑے کے اوپر سے مس کیا مگر وہ کپڑا اتنا باریک تھا کہ جسم کی حرارت محسوس ہوئی نیز زید کو انزال نہ ہوا ہو تو وہ زید کے والد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی[1] اس کو دوسرے سے ابھی نکاح کی اجازت نہیں ہوگی بلکہ شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ تعلق زوجیت ختم کر دے بلکہ صاف صاف طلاق دے کر اس کو بالکل چھوڑ دے پھر وہ عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکے گی۔[2]

---

[1] فمن زنٰی بامرأة حرمت علیه امها وان علت وابنتها وان سفلت وکذاتحرم المزنی بهاعلی آباء الزانی واجداده وان علوا وابنائه وان سفلوا وکما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبیل ثم المس انما یوجب حرمة المصاهرة اذاکان بینهما ثوب فان کان صفیقا لایجد الماس حرارة الممسوس لاتثبت حرمة المصاهرة وان انتشرت آلته بذلک وان کان رقیقاً بحیث تصل حرارة الممسوس الی یده تثبت وشرطه ان لا ینزل فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۵، ۲۷۴/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهریة شامی دارالفکر ص۳۳، ۳۲/ ج۳/ فی المحرمات، مجمع الانهر ص۴۸۲، ۴۸۱/ ج ۱/ باب المحرمات مطبع دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لهاالتزوج باخرالابعد المتارکة وانقضاء العدة الدرالمختارمع الشامی دارالفکر ص۳۷/ ج۳/ فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدرالمختار ص۱۷/ ج۲/ فصل فی المحرمات مطبع دارالمعرفة بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷/ ج ۱/ المحرمات بالصهریة مما یتصل بذٰلک مسائل.

یہ حکم اس وقت ہے کہ شوہر (زید کے والد) کو اپنی بیوی کے اس بیان پر اعتبار ہو اور وہ اس کو سچ سمجھے ورنہ کوئی حرمت نہیں، دونوں ایک دوسرے کے لئے پہلے کی طرح حلال ہیں۔ یہ مسئلہ درمختار[1]، بحر[2]، فتح[3] وغیرہ سب کتب میں مذکور ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مکان میں آگ لگ جائے تو اس سے دوسرے کا مکان بھی جل جاتا ہے، اگرچہ دوسرا بے قصور ہے۔ قریب قریب اس مسئلہ کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ آخر لڑکے کے جرم کی وجہ سے بسا اوقات ماں باپ کو بھی تھانہ اور کچہری میں جانا پڑتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خسر کا اپنی بہو کو بدکاری کے لئے کہنا

سوال:- ایک شخص نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی سے بدنیتی سے کہا کہ میرے ساتھ صحبت کرالو یہ بات ایک بار نہیں تین بار کہا۔ عورت نے مجبور ہو کر اپنے گھر والے کو کہدیا۔ گھر والے نے جواب دیا چپ رہ کئی دنوں کے بعد بدکاری کے لئے پھر کہا۔ عورت نے مجبوراً اپنے باپ اور دیگر رشتہ داروں سے کہہ دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں لڑکے کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر خالی زبان سے کہا ہے ہاتھ نہیں لگایا تو اس سے کچھ نہیں ہوا، اگر اس کے بدن کو ہاتھ لگایا کہ بدن کی گرمی محسوس ہوئی اور شہوت پیدا ہوگئی یا پہلے سے شہوت تھی اس میں اضافہ

---

[1] الدرالمختار کراچی ص۳۷/ ج۳/ فصل فی الحرمات.

[2] وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لاتحرم على أبيه وابنه الاأن يصدقها أويغلب على ظنه صدقها،البحر الرائق ص۱۰۰/ ج۳/ فصل في المحرمات.

[3] فتح القدير ص۲۲۲/ ج۳/فصل في المحرمات،دارالفكر بيروت.

ہو گیا[۱] اور عورت کے شوہر نے اس کی تصدیق کی تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی[۲]۔ اس کے ذمہ لازم ہے کہ طلاق دے کر آزاد کر دے[۳] اگر شوہر کے نزدیک یہ بات غلط ہے تو حرام نہیں ہوئی[۴]۔ لیکن اس کا انتظام کیا جائے کہ آئندہ ایسی نوبت نہ آئے کہ شکایت کا موقع ملے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۱۳۹۵ھ

بھائی کو شوہر سمجھ کر ہاتھ لگانے سے حرمت نہیں ہوئی

سوال: -مسماۃ رفیقاً کا شوہر اور اس کا بھائی دونوں ایک چارپائی پر رات کو سور ہے تھے۔ رفیقاً نے اپنے بھائی کو اپنا شوہر سمجھ کر ہاتھ لگایا۔ کیا مسماۃ رفیقاً اس غلطی کرنے سے اپنے خاوند کے نکاح سے باہر ہو گئی؟

---

۱ وحرم أيضاً بالصهرية اصل ممسوسته بشهوة،وأصل ماسته،وحد الشهوة فيهما تحرك ألته أوزيادته به يفتى الدرالمختار كراچی ص ۳۲/ ج۳/ فصل فی المحرمات،عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۵،۲۷۴/ ج ۱/المحرمات بالصهرية مجمع الانهر ص ۴۸۲، ۴۸۱/ ج ۱/باب المحرمات مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

۲ وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها ويقع فی اكبررأيه صدقها البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۰۰/ ج۳/ فصل فی المحرمات فتح القدير ص ۲۲۲/ ج۲/فصل فی بيان المحرمات، شامی دارالفكر ص ۳۳/ ج۳/ فصل فی المحرمات.

۳ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لهاالتزوج بآخرالابعد المتاركة وانقضاء العدة،الدرالمختارمع الشامی دارالفكر ص ۳۷/ ج۳/فصل فی المحرمات،طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷/ ج۲/فصل فی المحرمات مطبع دارالمعرفة بيروت،عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۷/ ج ۱/المحرمات بالصهرية.

۴ لاتحرم علی ابيه وابنته الاان يصدقاه اويغلب علی ظنهماصدقه،فتح القدير ص ۲۲۲/ ج۳/ فصل فی بيان المحرمات مطبع دارالفكر،البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۰۰/ ج۳/فصل فی المحرمات شامی دارالفكر ص ۳۲/ ج۳/فصل فی المحرمات مطبع دارالمعرفة بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس غلطی سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، نکاح بدستور قائم ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۴/۳/۲۶ھ

بیٹی کو باشہوت چھونے سے حرمت مصاہرت اور اس کی شرائط

سوال:-زید نے اپنی بیٹی کو لاعلمی اور شبہ سے بالشہوۃ چھولیا تو کیا زید پر اپنی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی، جیسا کہ امام اعظمؒ کا مسلک ہے۔مفتی حضرات اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے۔اگر زید اپنی بیوی کو علیٰحدہ نہیں کرتا تو وہ فی مابینہ وبین اللہ آثم ہوگا یا نہیں؟ اور اس صورت میں جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ حرامی ہے یا نہیں؟ اور اگر ان کو یہ مسئلہ نہ معلوم ہو تو کچھ گنجائش بیوی کو رکھنے کی ہے یا نہیں؟ دوسرے جن لوگوں کو مسئلہ معلوم ہو ان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ زید کو اس مسئلہ سے آگاہ کریں یا نہیں؟ اگر ایسی صورت میں کئی مجبوریاں ہوں تو دیگر ائمہ کے مسلک پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جیسا کہ زوجۂ مفقود میں فتویٰ دیا جاتا ہے۔مثلاً زید کے نکاح ثانی کی امید بالکل نہ ہو، نہ اس کی بیوی کے لئے نکاح ثانی کی امید ہو، نیز بچوں کی پرورش میں بڑی پریشانی پیش آئے، گھر کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے۔ دوسری بات یہ کہ اس عورت کے اعزہ زید کو مارنے پیٹنے کو تیار ہوجائیں اور پھر عورت خود نان و نفقہ وسکنی کی محتاج ہے، اس کا کوئی کفیل نہ ہو اور نہ خود کما کر اپنی گذر اوقات کرسکتی ہو۔ جواب عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ مفصل ومدلل ہونا بھی ضروری ہے اختصار بالکل نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے اپنی قابل شہوت (بالغ یا قریب البلوغ) لڑکی کو بغیر کپڑے کے یا باریک کپڑے کے اوپر سے جو جسم کی گرمی محسوس ہونے سے مانع نہ ہو ایسے طریقے پر ہاتھ لگایا ہے کہ اس کو ہاتھ لگانے سے شہوت پیدا ہوگئی، یا پہلے سے موجود تھی اس میں اضافہ ہوگیا تو اس

لڑکی کی والدہ زید پر حرام ہوگئی[1] زید کے لئے واجب ہے کہ اس کو آزاد کردے اور تعلق زوجیت ختم کردے اگر بیوی کے لئے اور کوئی ٹھکانہ نہیں، کہیں نہیں جاسکتی، نہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے، نیز زید کو اولاد کی پرورش کے لئے اس کی ضرورت ہے تو مجبوراً اس کی بھی گنجائش ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ رہے اور زید اس کا خرچ برداشت کرتا رہے مگر پورا پردہ ہونا لازم ہے، دونوں کبھی بھی تنہائی میں نہ ملیں، بے پردہ سامنے نہ آئیں، کوئی ہنسی بے تکلفی نہ ہونے پائے۔ اگر لڑکی نہ بالغہ ہے نہ قریب البلوغ ہے بالکل چھوٹی ہے یا موٹے کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگایا گیا ہے کہ جسم کی گرمی محسوس نہ ہونے پائے بغیر شہوت کے ہاتھ لگایا ہے یا ہاتھ لگانے سے شہوت پیدا نہیں ہوئی یا شہوت پہلے سے موجود تھی مگر اس میں اضافہ نہیں ہوا تو ان سب صورتوں میں حرمت نہیں ہوئی۔ حرمت ثابت ہونے کی صورت میں بھی نکاح ختم نہیں ہوا، اس سے صحبت کرنا زنا نہیں اگرچہ حرام اور سخت معصیت ہے، جیسے کہ بیوی سے حالت حیض میں صحبت کرنا زنا نہیں مگر حرام ہے۔ ایسی حالت میں بھی اگر خدانخواستہ صحبت کر لی تو اس سے پیدا شدہ اولاد کو ولد الزنا کہنا درست نہیں ہوگا۔ یہ سب تفصیل کتب فقہ بحر[2]، عالمگیری[3]، ردالمحتار[4] وغیر میں موجود ہے۔

بحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باٰخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة والوطى بها لايكون زناً اھ (درمختار) قال فى الذخيرة ذكر محمد فى نكاح الاصل ان النكاح لايرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع بل يفسد حتى لووطئها

---

[1] ويشترط فى المس شروط احدهاان يكون بدون حائل او بحائل خفيف لايمنع الحرارة ،ثالثها ان يكون المس بشهوة ولافرق بين اللمس والنظر بشهوة بين عمد ونسيان واكراه فالكل تثبت به حرمة المصاهرة كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص ۶۲/ ج۴/ كتاب النكاح فيماتثبت به حرمة المصاهرة مطبوعه ديوبند شامى ص ۳۲/ ج۳/ كتاب النكاح باب المحرمات دار الفكر بيروت.

[2] البحر الرائق ص ۹۸/ ج۳/ كتاب النكاح فصل فى المحرمات.

[3] عالمگيرى كوئٹه ص ۲۷۷/ الباب الثانى المحرمات بالصهرية.

[4] شامى كراچى ص ۳۷/ ج۳/ فصل فى المحرمات.

الزوج قبل التفریق لایجب علیه الحد اشتبه علیه اولم یشتبه علیه اھ (ردالمحتار[1])

لیکن حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد اگر صحبت کرے گا تو سخت گنہگار بھی ہوگا اورمہر بھی لازم ہوگا۔وعلیه مهر المثل بوطئها بعد الحرمة ولاحد علیه ویثبت النسب اھ ردالمحتار[2] ص ۲۸۳ / ج ۲ / . فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۴/ ۹۴ھ

غیر کو اپنی عورت سمجھ کر صحبت کرنا

سوال:- کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر غلطی سے کسی عورت سے صحبت کرلی تو کیا وہ حرام ہوگئی اور عورت اپنے شوہر کے عقد سے خارج ہوگئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایسی عورت سے شادی ہوئی جس سے پہلے کوئی واقفیت نہ ہو کبھی اس کو نہ دیکھا ہو اور پہلی شب میں کسی غیر عورت کو اس کے پاس پہنچادی جائے کہ یہ تمہاری بیوی ہے اور وہ اس کو بیوی سمجھ کر صحبت کرلے پھر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو بیوی نہیں تھی بلکہ غیر تھی،تو امید ہے کہ اس پر پکڑ نہیں ہوگی[3] اور اس کے ذمہ واجب ہوگا کہ اس سے علیحدہ رہے اور نادم ہوکر توبہ و استغفار کرے[4] جس سے واقفیت ہو اس میں اشتباہ مشکل ہے بے احتیاطی کی حد تک یقیناً آدمی

---

[1] الدر المختار مع الشامی کراچی ص۳۷/ج۳/ فصل المحرمات،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ ج ۱ /القسم الثانی المحرمات بالصهریة.

[2] شامی کراچی ص۳۷/ج۳/ فصل فی المحرمات،کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ص ۶۴/ ج۴/کتاب النکاح فیماتثبت به حرمة المصاهرة.

[3] ورأیت فی الخانیة رجل زفت الیه غیر امرأته ولم یکن رآها قبل ذالک فوطئها کان علیه المهر ولاحد علیه شامی زکریاص۳۷/ج۶/مطلب فیمن وطئی من زفت الیه کتاب الحدود، عالمگیری کوئٹه ص ۱۵۰/ج۲/باب الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبه.

[4] التوبة من جمیع المعاصی واجبة علی الفور شرح نووی علی المسلم ص ۳۵۴/ج۲/ کتاب التوبةمکتبه بلال دیوبند،روح المعانی ص ۱۵۹/ج۲۸/داراحیاء التراث العربی.

ماخوذ ہوگا۔اگر کسی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر صحبت کرلی اور وہ ایسی عورت ہے کہ اس سے صحبت کرنے کی وجہ سے بیوی حرام ہوجاتی ہے، مثلاً بیوی کی والدہ ہے یا بیوی کی لڑکی ہے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوکر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی[1] شوہر کے ذمہ واجب ہوگا کہ اپنی بیوی کو زوجیت سے خارج کرے یا طلاق دے کر تعلق نکاح کو ختم کردے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/ ۹۰ھ

بیوی کی دادی، پھوپھی، چچی پر رات میں لاعلمی سے ہاتھ پڑ گیا

سوال:- ایک شخص اپنی بیوی کو لینے کے لئے سسرال گیا اور رات میں کھانے کے بعد بیوی سے الگ ہوکر دوسرے بستر پر سورہا۔لیکن جس کمرہ میں سویا اس میں اس کی بیوی کی دادی اور پھوپھی اور چچی اور اس کی بیوی چاروں ایک بستر پر سوئیں۔

نصف شب میں وہ شخص جنسی طغیانی اور قضاء حاجت کے لئے اپنے بستر پر سے اٹھا، کمرہ میں اندھیرا تھا،جس کی وجہ سے اٹھانے کے لئے بجائے بیوی کے دادی کا قدم پکڑلیا۔ بیوی کی دادی نے جھٹک دیا اور دشنام طرازی بھی کی اور یہ شخص خاموشی سے بستر پر چل دیا۔ لیکن جنسی طغیان اور ہیجان نے یہ معاملہ بیوی کی پھوپھی اور چچی کے ساتھ بھی کرادیا ادھر وہ

---

[1] أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على اصول الزانى وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزانى نسباً ورضاعاً الشامى كراچى ص۳۲/ج۳/ فصل فى المحرمات،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۴/ ج۱ /القسم الثانى المحرمات بالصهرية تبيين الحقائق ص۱۰۷/ ج۲ /باب المحرمات،مكتبه امداديه ملتان.

[2] وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج بآخرالابعدالمتاركة الدر المختار مع الشامى ص۳۷/ ج۳/فصل فى المحرمات،مطبوعه دارالفكربيروت،طحطاوى على الدر ص۱۷/ ج۲ /دارالمعرفة بيروت،عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ ج۱ /القسم الثانى المحرمات بالصهرية.

معاملہ انھوں نے کیا جو کہ دادی نے کیا تھا۔ مگر یہ سب کچھ اس شخص کی لاعلمی کی وجہ سے ہوا۔ اس مذکورہ بالا صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی جب کہ بیوی کی دادی کا قدم غلطی سے پکڑا اور اس سے شہوت میں اضافہ نہیں ہوا فوراً دادی نے جھٹک دیا اور معلوم ہوتے ہی یہ وہاں سے چلا گیا، علیحدہ[1] ہوگیا۔ پھوپھی چچی کی وجہ سے کوئی اثر نہیں ہوا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/ ۲/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/ ۲/ ۹۱ھ

دائی کو ہاتھ لگانے سے حرمت کا حکم

سوال: – ایک صاحب کی شادی کو آٹھ سال ہو چکے ہیں۔ ان کو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کی دائی کو (دودھ پلانے والی کو) شہوت سے ہاتھ لگائے تو اس لڑکی سے نکاح درست نہیں۔ یہ صاحب کہتے ہیں کہ دس سال پہلے ان کی بیوی کی دائی کے دماغ میں کچھ خلل واقع ہوگیا تھا اس نے ان صاحب کو پکڑ لیا تھا اور ان کو شہوت بھی ہوگئی تھی، پھر اس

---

[1] وحد الشهوة فی الرجل أن تنتشر آلته أوتزدادا نتشارا ان كانت منتشرة، فمن انتشرت آلته فطلب إمرأته وأو لجهابين فخذی ابنتها لاتحرم عليه امها مالم تزددانتشاراً الهندية ۲۷۵/ ج ۱/ (القسم الثانی المحرمات بالصهرية) الدرالمختار علی الشامی ص ۳۳/ ج ۳/ كتاب النكاح فصل فی المحرمات كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ص ۶۲/ ج ۴/ كتاب النكاح فيماتثبت به حرمة المصاهرة مطبوعه ديوبند.

[2] أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسبا ورضاعاً شامی كراچی ص ۳۲/ ج ۳/ فصل فی المحرمات، عالمگيری كوئٹه ص ۲۷۴/ ج ۱/ القسم الثانی المحرمات بالصهرية، تبيين الحقائق ص ۱۰۷/ ج ۲/ باب المحرمات مكتبه امداديه ملتان.

دائی سے ہاتھ چھڑا کر بھاگے۔ اس صورت میں کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر خرابی دماغ کی حالت میں اس عورت نے ان کو پکڑا جس سے ان کو شہوت ہوگئی مگر یہ فوراً ہاتھ چھڑا کر بھاگ گئے تو اس سے ان کی بیوی حرام نہیں ہوئی[۱]۔ ہاں اگر عورت نے شہوت سے ہاتھ پکڑا تھا اور اس کی شہوت میں اس پکڑنے سے اضافہ ہوگیا تو پھر ان کی بیوی ان پر حرام ہوگئی[۲]۔ اب اس سے تعلق زوجیت ختم کردیں بلکہ صاف لفظوں میں طلاق دیدیں۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ اس دائی نے ان کی بیوی کو ایّام رضاعت میں دودھ پلایا ہو اور وہ عورت دائی بیان کرے کہ اس نے شہوت سے ان کو پکڑا تھا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بغیر شہوت چہرہ ٹٹول کر پہچاننے سے حرمت مصاہرت نہیں

سوال:- کوئی شخص رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لئے اٹھا۔ بیوی کے بستر پر لڑکی بھی سوئی تھی جس کی عمر نو ۹ر دس ۱۰ر برس تھی یعنی نابالغ تھی۔ پہچان کرنے کے لئے دونوں کے چہروں کو ٹٹول کر دیکھتا رہا۔ آخر پہچان کر بیوی کو جگالیا۔ سوال یہ ہے کہ لڑکی کو ٹٹولنے کی وجہ سے کیا اس شخص کی بیوی اس کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی؟

---

[۱] والعبرة للشهوة عندالمس والنظر لابعدهما وحدها فيهما تحرك آلته أو زيادته به يفتى وفي امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه أو زيادته الدرالمختار على الشامي كراچی ص۳۳ر ج۳ر فصل في المحرمات، خلاصة الفتاوى ص۸، ۹ر ج۲ر كتاب النكاح الفصل الثالث في حرمة المصاهرة عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۵ر ج۱ر القسم الثاني المحرمات بالصهرية.

[۲] في النكاح الفاسدبان المتاركة لاتتحقق الابالقول، كتركتك او خليت سبيلك الخ شامي كراچی ص۳۷ر ج۳ر باب المحرمات كتاب النكاح، طحطاوي على الدر ص۱۷ر ج۲ر دار المعرفة بيروت، عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷ر ج۱ر القسم الثاني في المحرمات.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگرلڑکی کے چہرے پر ہاتھ ڈالا اورفوراً ہٹالیا کہ یہ تولڑکی ہے بیوی نہیں، تواس صورت میں بیوی حرام نہیں ہوگی۔ اگر پہلے سے شہوت موجود ہواور ہاتھ لگانے سے شہوت میں اضافہ ہو یاشہوت پہلے سے نہیں تھی ہاتھ لگانے سے شہوت ہوتب حرمت مصاہرت ہوتی ہے، وہ بھی جب کہ لڑکی بالغہ ہو یابلوغ کے قریب ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

املاہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۲۵/۸/۱۳۹۹ھ

بیٹے کی بیوی سے تعلق

سوال:-ایک شخص نے اپنے حقیقی بیٹے کی زوجہ سے بعدم موجودگیٔ پسر خودفعل ناجائز کیااس عورت کوخسر کاحمل حرام ہوگیا بیٹے کے پاس اس عورت کوبھیجااس نے یہ امرظاہر ہونے پراس کوواپس نکالدیا بعد گذرنے ایام حمل لڑکا پیدا ہوگیا۔اس کےلڑکے نے آگے بڑا فساد پیدا کیا اس کوطلاق کے واسطے کہا گیا اورمہر طلب کیا گیا تو مہر ۵۰۰/روپیہ تھا وہ ادائیگی کی وسعت نہ رکھتا تھااس وجہ سے طلاق نہ دے سکا اورملازمت پر چلا گیااس اثناء میں دوسرا بچہ اس خسر کاپیدا ہوگیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیاوہ عورت بےطلاق بیٹے کے نکاح سے خارج ہوگئی یانہیں یااس کوطلاق دیناضروری ہےاورمہراس کواداکرنا چاہئے یانہیں۔بہردوصورت بعدگذرنے میعاد عدت اس عورت مطلقہ کانکاح اس خسر سے جائز ہے یانہیں اوراس صورت میں جب کہ اس

---

[1] تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة الهندية ص ۲۷۴/ج ۱/ (القسم الثانی المحرمات بالصهرية)اذاكانت حية مشتهاة واما غيرهايعنى الميتة وصغيرة لم تشتهِ فلا تثبت الحرمة (قوله مشتهاة)بانهابنت تسع فاكثر الدرمع الشامی ص ۳۴/ج۳/باب المحرمات، دارالفكر بيروت، كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ص ۶۲/ج ۴/كتاب النكاح فيماتثبت به حرمة المصاهرة مطبوعه ديوبند.

کا امر ظاہر ہو گیا اہل محلّہ جو لوگ اس کے طرفدار ہوتے ہیں ان پر بھی کوئی سزا شرعی عائد ہوتی ہے یا نہیں۔ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں لڑکے پر اس کی بیوی حرام تو ہوگئی مگر نکاح کرنا اس عورت کو بلا تفریق قاضی یا بلا متارکت جائز نہیں، البتہ اگر شوہر کہدے کہ میں نے چھوڑ دی یا قاضی تفریق کردے اور پھر عدت بھی گذر جائے تب عورت کو کسی دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا۔ وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتیٰ لایحل لها التزوج باٰخر الابعد المتارکة اھ وقد علمت النکاح لایرتفع بل یفسد وقد صرحوا فی النکاح الفاسد بان المتارکة لاتتحقق الا بالقول ان کانت مدخولاً بها وکترکتک اوخلیت سبیلک الخ، شامی[1] ص۲۳۷/ج۲/ اور مہر لڑکے کے ذمہ واجب ہے کذا فی الہندیہ[2] ص۲۸۴/ج۲/ متارکت بالقول یا تفریق قاضی کے بعد جب عدت گذر جائے۔ تب بھی عورت کو خسر سے نکاح کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں کذا فی الہندیہ[3] ۲۸۸/ج۲/ ایسی حالت میں خسر کی طرفداری کرنا اس معاملہ میں شرعاً گناہ ہے[4] بلکہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے تعلقات ترک کردیئے جائیں[5]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] شامی کراچی ص۳۷/ج۳/شامی نعمانی ص۲۸۴/ج۲/فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص۱۷/ج۲/فصل فی المحرمات مطبع دار المعرفة بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷/ج۱/المحرمات بالصهرية.

[2] ویجب المهر علی الزوج الخ عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۶/ج۱/القسم الثانی المحرمات بالصهرية، طحطاوی علی الدر المختار ص۱۷/ج۲/فصل فی المحرمات مطبع دار المعرفة بیروت، تاتارخانیہ ص۲۲۵/ج۲/اسباب التحریم مطبع ادارة القرآن کراچی.

[3] وحليلة الابن وابن الابن وابن البنت وان سفلو الح عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۴ ج۱ القسم الثانی المحرمات بالصهرية، فتاوی تاتارخانیہ ص۲۱۸/ج۲/ (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

لڑکی سے بوس وکنار کا اثر سوتیلی ماں پر

سوال: -ایک شخص اپنی لڑکی سے اگر زنا کاارتکاب کر بیٹھے تو کیا اس کی بیوی جس سے وہ لڑکی پیدا ہوئی ہے اس شخص پر حرام ہوجائیگی؟ اور اگر اس لڑکی کی ماں انتقال کر چکی ہو اور اس کے باپ نے دوسرا نکاح کرلیا ہوتو اس دوسری بیوی کے متعلق کیا حکم ہے؟ حرام ہوگی یا نہیں؟ نیز اپنی لڑکی سے شہوت کی حالت میں بوس وکنار کرنے سے یا دواعیٔ وطی سے بیوی اس پر حرام ہوگی یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کے اس فعلِ بد کی وجہ سے اس لڑکی کی حقیقی ماں حرام ہوگئی، سوتیلی ماں حرام نہیں ہوئی۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب کہ شہوت سے اپنی لڑکی سے بوس وکنار یا دواعی وطی کرے۔ حرم ایضاً بالصھریۃ اصل مزنیتہ وممسوستہ بشھوۃ اھ درمختار[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۶/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۸۸ھ

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) اسباب التحریم مطبع ادارۃ القرآن کراچی، بدائع الصنائع زکریا ص ۵۳۴/ج ۲/ واماالفرقۃ الثالثۃ.

[۴] ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان الایۃ سورۃ المائدہ رقم الایۃ ۲/.

[۵] وجوب ھجران من ظھرت معصیۃ فلایسلم علیہ الا ان یقلع وتظھر توبتہ المفھم شرح المسلم للقرطبی ص ۹۸/ج ۷/باب یھجر من ظھرت معصیتہ حتی تتحقق توبتہ مطبع دار ابن کثیر بیروت، مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۱۷۰/ج ۴/باب ماینھی عنہ من التھاجر والتقاطع مطبع بمبئی.

[۱] درمختار کراچی ص ۳۲/ج ۳/ فصل فی المحرمات، مجمع الانھر ص ۴۸۱/ج ۱/باب المحرمات مطبع دارالکتب العلمیۃ بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۴/ج ۱/المحرمات بالصھریۃ.

چھوٹی بچی کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

سوال:- میری بچی تین سال کی ہے نیند کی حالت میں اس کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھا رہا جب بیدار ہوا تو علم ہوا۔ بہت فکر مند ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین سال کی بچی کی شرمگاہ پر سونے میں ہاتھ رکھے جانے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اگر جاگتے میں رکھدے تب بھی کچھ نہیں ہوتا۔ اس کا استنجا اور اور طہارت بھی کرانا ہوتا ہے اس لئے بےفکر رہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹/۵/ ۹۰ھ

اندیشۂ مصاہرت والے نکاح میں شرکت

سوال:- زید جو ڈاکٹری اور حکمت کرتا ہے اور ہندہ جو دائی کا کام کرتی ہے اور ڈاکٹر مذکور کی اس میں مدد کرتی ہے، جس کی وجہ سے دونوں میں کافی اختلاط ہوتا رہتا ہے۔ ہندہ کی ایک جوان لڑکی ہے اور ہندہ اپنی اس لڑکی کا نکاح زید سے کرنا چاہتی ہے ایک صاحب جو محتاط ہیں وہ اس نکاح میں شرکت نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن ان دونوں کا کہنا ہے کہ ہم برائی سے بالکل بری ہیں، سوال یہ ہے کہ اگر ان دونوں سے حلف لے کر شرکت کرلیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

علاج ودوا میں مدد کرنے کی بناء پر جو اختلاط ہوتا ہے اس کو ناجائز تعلق پر محمول کر کے

---

[1] ویشترط أن تکون المرأة مشتهاة، والفتویٰ علی أن بنت تسع محل الشهوة لامادونها الهندیة کوئٹه ص ۲۷۴/ج ۱/القسم الثانی المحرمات بالصهریة، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۳۳/۳/ فصل فی المحرمات، طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۶/ج ۲/فصل فی المحرمات، مطبع دار المعرفة بیروت.

متہم کرنا جائز نہیں[1] اور جب کہ برأت پر وہ حلف بھی کرتے ہیں تو شرعاً اس نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا اور اس میں شرکت ممنوع نہیں، اگرچہ مواقع تہمت سے بچنا بھی لازم ہے[2]۔ لہٰذا علاج میں مدد حدود کے اندر رہ کر کریں تا کہ بدگمانی کا موقع بھی نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۲/ ۹۱ھ

تم

الجزء السادس عشر من

الفتاویٰ المحمودیة بحمد اللّٰہ تعالیٰ وبمنه

وکرمه ویلیه الجزء السابع عشر اوله فصل فی نکاح

المحرمات بالرضاعة انشاء اللّٰہ تعالیٰ وصلی اللّٰہ تعالیٰ

علی خیر خلقه سیدنا وسندنا ومولانا وحبیبنا

محمد واٰله وصحبه وبارک وسلم

تسلیماً کثیراً کثیرا

ابداً ابدا

العبد محمد فاروق غفرله

جامعه هٰذا

---

[1] القذف وفی الشرع الرمی بالزنا وهو من الکبائر باجماع الامة، والیه الاشارة فی النص لانه شرط اربعة من الشهداء العنایة مع فتح القدیر ص۳۱۷،۳۱۶/ج۵/باب حدالقذف مطبع دار الفکر، الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۷۹/۲/ج۶/حد القذف .

[2] اتقوامواضع التهم کشف الخفاء ص۴۴/ج۱/مطبع داراحیاء التراثی العربی بیروت.

ترجمہ: تہمت کی جگہوں سے بچو۔